

علی الباطل فیدفعہ فاما ہذا میں ہمارے منہ و زبان میں مقہور ہوئے اور جو کچھ بلکہ مقتضای اہل اللہ
 فیدب جفا و اما ایضاً الناس فیکث فی الارض بمرور و دور سو اہل سنت و جامع کے
 نام و نشان اکثر طوائف باطلہ کا صفحہ روزگار پر باقی نہ رہا خصوصاً فقہ تاناریہ میں ایسے مفقود
 ہو گئے کہ گویا کہی موجود نہ تھے لیکن اہم احادیث و مقدمات ہم کل محقق و کافی اللہ المستعین
 اقبال آیا اگر کوئی کہیں مخفی و ستور ہی تو وہ بھی کانٹا کم نہیں کہیں شینا مگر وہی لیکن مجاہد اہل زیغ
 کے بشرف و قلیلہ اشاعت یہ کہ باقر اشوسری صاحب حق الحق و ابو جعفر طوسی و سجان علی غرہ
 ملقب بافض ہی اور ہر زمانے میں اسے سعادت و سعادت مہر رضوی سے آج تک نیا رنگ
 اور ہر قرن میں بطور متبع نمایاں ہوا اور ہر عصر میں اپنا نیا نام و لقب رکھا ہنوز بعض قطار عالم
 و قابل ہی آدم خصوصاً دیار ایران میں قاطبہ اور ہندوستان میں جلالہ باقی ہی پیمبر اللہ
 من لقلب چنانچہ اس زمانہ اخیر میں کہ ہر دوش عہد قدرت و ہم آغوش قیامت ہی اور زمانہ ظہور
 مہدی آخر الزمان سے اقرب صاحب بیعت لول و صاحب تحفہ و صاحب شوکت و عمرہ خاصہ
 صاحب مثنی الکلام وغیرہم نے بمصدق کتب حیرانہ اخبرت للناس تا مرون بالمعروف و
 تنہون عن المنکر رہا سہا جگہ اچکا دیا اور واسطے کسی انصافی کے مجال مناظرہ کانین چھوڑا
 اور طریق حکم کو کشش جہت سے مسدود کیا یہاں تک کہ اعلیٰ علم متاخرین شیعہ مثل سجان علیخان
 وغیرہ نے بکرات و مرات اقرار و اعتراف قیل و قال سے بزبان و بیان کیا اور الزام اہل حق کو
 حوالہ ظہور صاحب الزمان فرمایا چنانچہ بعض مکاتیب نامبرودہ سے ظاہر ہی کہ افہام خضم مدون
 قدور صاحب الامر و الزمان ممکن نیست اور دوسری جگہ لکھا ہی کہ بعضہ از اعضا لات چنان
 بودہ اند کہ بجز معصوم چکیں از عمدہ جواب ان ربی تواند آمد انتہی لیکن اس پر بھی جو دنیا عالم کو ن
 و منہا وہی اگر مفسدہ سے خالی ہو تو غلطی اپنے موضوع کہ سے لازم آوے بعد زمانہ غدر
 ہندوستان کے کہ ہے سہ سہ سہ تباہ ہو گئے اور اہل علم انکے جواسٹ بک کے تھے
 قلب دوار سے مٹ گئے اور جو اقل قلیل میں انہیں کوئی بسبب عبرت ہر فطر کے متوجہ معاش

نیا
 حجاب
 زیب
 ریں

فہرست
کتابیں

اور کوئی جو طالب عقیدتی ہو اور کو جو ہر طرف ایسے ترات و معنات کے نہیں سمجھتے تیرہ درون احتی
شناس ہٹ دہری بے شرمی سے در پی خضال عامر اہل سنت و جماعت کے کہ سید ہے ساد
مسلمان میں اور فراوت کتب با حاشہ کلامیہ کی نہیں کہتے مگر میں جانتے ہیں کہ مثل ایس
پہلیں آگے پیچھے دین میں نہیں سے اگر نہیں و طبع طریق قدیم سنت نبوی و صراط مستقیم قدیم
سے ہر کا دین اسلئے وہی اگلے کا دین و مناظر سے و پرانے قسے و داستان کہ قدیم سے روای
سے بمقابلہ میں جن پیش کئے تھے اور اس کے جواب و دندان شکن و دلائل نااطفہ معنی دیکھ میں چکے تھے
اور ان کے جواب اور نماز خراب ہو کر پڑھ رہے تھے اب بچہ اور کو محمد بن احمد کتب اہل سنت و جماعت
تقریر و تعمیر تعمیر لکھتے تھے مگر میں اور ہر ایک سنتی بے علم کو یاں سیر و کلام کے خواہی خواہی موجب

تشریح چشم و گوش اہل حق میں ہیں حالانکہ باقر اسرار سبحان علی خان اعادہ و دلائل سابقہ کا
بدون جواب و جواب موجب تہنراتی کہ ان کے اسکا طیرا و لکھن انتہی چنانچہ مفصل قلیل مکاتیب
رفعتہ ذیل کی اوائل تھیں عشرین مرقوم ہی سمجھتا اب بھی جب کوئی سال یا کتاب بشیہ کی
طرف سے بنتی ہو تو باوجودیکہ اشخاص فہم میں ہی متعاقب اس کے انیسے ہی جواب ہر
پر داؤد اور پانچ خاتمہ پرانہ قوت سے فعل میں آتا ہی چنانچہ اب تک معنی کتب فضیلت میں المختصر

الطولی تالیف ہوئی پانچ اوکھلا و متصرف میں علماء و طلبہ علم نے لکھا یا لیکن وجہ عدم شہرت
کتب اہل سنت کی یہ ہے کہ شیعہ پنجابی اہم الذیہاتمول میں زخیر حرام صرف کر کے اپنے سال کو
بعد الطبع مشہور کرتے ہیں چنانچہ فی الحال بلکہ نو دیانہ و لکھنویں طبع مجمع البحرین وغیرہ خاص
جاری ہوا ہی کہ اس میں کتب رفعتہ طبع ہوں بخلافت اہل سنت و جماعت کے کہ معتقد

ولنا الاخرہ تہذیب فافہ مست ہیں اکو اتنا معتد کہان کہ اپنی کتابیں اور رسالے چھپوا دیں
اور جب کو معتد دہری اور کو تو فہم نہیں اگر کسی نے الا باشارہ اللہ ایک دو کتابیں طبع کر دیں
تو میں میں یہی گنیں جو صاحب طبع ہیں اور کو نظر مانع پر ہی نہ مالک نفع و ضرر پر خدا کسی کو
ایسی ثواب دے کہ ایک کل ہی کام کے لئے جاری کرے یا زہر کثیر صرف کر کے سب کتب مناظرہ

فہرست
کتابیں

اہل سنت کو چھوڑ کر اور انتقام و اچھی اعدا و رسول و آل رسول سے لے کر اور وقت البقیۃ حقیقت
واقعی محسوس ہوا اور عجائب قدرت الہی مشہود کہ شیخ شنیعہ نے کن کن تلمیحات جدید و مخملات
غیر سید سے جو محسوس خام کاپی تھی اور پھر بموجب حدیث حضرت امام بنی مطلق ابو عبد اللہ جعفر صادق
علیہ السلام انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ آخریہ الکلمۃ فی کیا کچھ ذلت اور ہمت
چنانچہ مصداق اس اتفاق کا یہ تھی کہ اندرون ماہ محرم سن بارہ سو اسی ہجری میں ایک رسالہ
دیکھنے میں آیا جسکی لوح پر لکھا ہی از نتائج افکار عمدة الفضلاء از بدۃ الکلمات افضل المحققین فخر القیوم
الی قولہ بنائب سید حافظ علی صاحب اور عثمان رسالہ میں بعد لفظ حافظ علی کے قید ابن بشار
علی ہی زیادہ کی تھی اور دیا چہ رسالہ میں اجوبہ اسولہ مندرجہ بعض فوائد ملحقہ معنون کو منسوب
طرف ابو الفضل عباس کی کیا تھی اور خاتمہ رسالہ میں چند فوائد از زوائد کو بغیر حافظیہ تعبیر فرمایا تھی
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیا چہ و عبارات سوال اور فوائد حافظیہ نتیجہ فکر عمدة الفضلاء ہی اور اجوبہ
اسولہ و بیانات مدسوسہ با فوائد ملحقہ افادات ابو الفضل عباس میں گو اسجگہ مرتبہ مسائل کا موجب
سے افضل تھی اسلئے کہ صفت مجیب میں اسقدر لکھا ہی کہ شعر حسن السجایا للبیب زمان
ابو الفضل عباس روشن بیان دلاور جوان مرد صاحب تمیز و براورنگ مصروف صاحت عزیز
اور صفت سائل میں جو کچھ لکھا ہی وہ عبارت لوح سے لائحہ ہی بارضایا مگر یہ سوال و جواب
اس راہ سے ہی کہ اذا لم تغلب اغلب اسلئے کہ واقع میں سارا رسالہ باقی بسم اللہ سے تاکہ
تمت تک ثمرات ابو الفضل سے ہی نہ نتائج حافظ علی سے گو جناب روشن بیان نے
ذلت سوال سے عار کر کے ایک موجب قرار دیا ہی اور انکو مسائل ٹھیرایا اور اپنی زبان سے
اونکی لوح کی اور انکے بیان سے اپنی تعریف لکھی کہ ع من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو
ولیکن لغوی اخطات استہ احضرة یہ خیال نہ کہ حریف حریف رائے شناسیہ طبع کمال چاہیگا
اور سائل موجب ایک ہی قرار پائیگا گو مرتبہ مسائل کا موجب سے نازل ہو کہ انک منک و الحکان
اجود و لیکن غایت اس پر پیر کی صرف اتنی ہی کہ عوام بلاد و دور و ست جنگ و حبس حقائق امور میں

مصدق
ترتیب

مصدق
ترتیب

الفاظ شوکت و صولت میں سسکر جائیں کہ آخر یہ کلام افضل الخیرین ہی کہاں تک موضوع و
 مغزی ہوگا اور اس خیال سے عقائد و اعمال میں شک پیدا کریں گوہر لفظ سے تحقیق
 جمل و مزین سفاہت اشکار ہی اسلئے کہ جو عبارات اعتراضات و خبر و اگلے شیعوں
 نے بدولت مناظر و اہل حق مستنہدین سے سیکھ سیکھ خدا خدا کر کے مرتب کی تھی انہیں
 سائل مجیب نے ایسا تباہ کر کے اور بگاڑ کر لکھا ہے کہ اب شیعہ اہل شعور و سکون
 دیکھ کر غیر محرم میں ماتم عاشور اگر بنگلی اور سپر طرہ بہ ہی کہ نہ ترتیب ہی اور نہ تہذیب
 بلکہ نہایت پریشان ہے اور بے تفصیل و تہویہ کہ اگر اسکو حدیث خرافہ کہیں تو
 عین قدر شناسی ہے اور ڈرافہ سمجھیں تو فی الواقعہ خاصہ جاسی ہی نہ جواب کو
 سوال سے قتل اور نہ بیان کو بے بن سے مناسبت محض کج کج بیان بلکہ فی الواقعہ
 جعفر زیل کا ہر بیان ملاحظہ اسکی سے مثل سپردہ صبح اشکار ہی کہ مقصود حساب
 رسالہ کا اس خوگیر کی بھرتی سے کہ مصداق اذ افحک القریب کی آستہ ہی صرف
 تشہیر کرنا اپنی خباثت مستور کا اور ثابت کرنا سناہت و جہالت مشہور کا ہی کہ
 درجہ تعین سے مرتبہ یقین کو پہنچنے اس واسطے کہ حافظ علی مذکور سا کن قصہ پڑھیں
 بخور ملازم ریاست اندور جبکو سائل مجبور تشہیر لایا ہے اور مصداق یحییٰ بن النعمان
 بنما لم یفعلوا بنایا ہے او کو موز مثل اور فارسی خواندہ کے عبارت صحیح حسب محاورہ
 روزمرہ فصیح کامل الانشاء عالم الاطباء جوڑ تاہم نہیں آتا سوال کا ہنہا تک بندی
 اگر تا دیباچہ لکھنا کتاب بنانا عبارت بوجہنا عربی بوجہنا کسکا اب جسکو مشہور ہو وہ سلیغ
 علم و فضل عمدۃ الفضلاء کو حکم امتحان پر لگا دیکھے عیان راجح بیان و لیکن بہر دستبرد
 دلاور جوان ہی کہ انکو مرد مقدس پاکر ثبوت الکلام بنایا اور باقی کو جبر پر تشہیر لایا ہے
 منش کردہ ام رسمہ داستان و گر نیلے بود در سیستان و انہوں نے بھی دیکھا کہ لغت
 میں ترا لگے پشکری زمرہ مولفین دین و ایمان میں داخل ہونے میں اور خون لگا کر

ن
 ح
 ح

شہیدوں میں شامل اس ہدیہ غیر مترقبہ کو بدل و جان قبول فرمایا سبحان اللہ خبرات
 کے مکلفے بازار میں ڈکار یہ نہ سمجھے کہ جو ہانڈی میں ہو گا سو ڈوئی میں نکل آوے گا
 زبان لاف رسوا سیکند ہنص کمالان را کہ در بر خاک مالہ پرشانی بستہ پلان راہ اور جاب
 ابو الفضل کہ مصداق پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل میں اونکی کیا تعریف کیجئے کہ پیش ناظم ناظر
 و پیش ناظر ناظم و پیش ہر دو پنج و پیش پنج ہر دو تھر کا یہ حال ہی کہ علم صرف و نحو صبر
 فہم احادیث ائمہ پڑھی ملتوی ہی اور ادراک مدلول نصوص اوصیاء و منطوی او سکھو علم
 ناحق میں محدود و فرماتے ہیں اور قضیہ کو برعکس ٹھیراتے ہیں چنانچہ صفحہ بست و یکم سالہ
 سے عیان ہی اور سیاحتی مقال سے نمایان اور صحت عبارت کا یہ ہنزال ہی کہ ہر چند سالہا
 سال سے بلکہ بدو تیر سے آج تک مشق انشا نگاری اور نظامی و شاعری برابر جاری ہی اور
 احباب نزدیک و دور سے اصلاح منظم و مشور لیجالتے ہیں اب تک بلطفہ تعالیٰ استفادہ و شگاہ
 حاصل نہیں کہ روزمرہ انشائی فارسی اغلاط و زلات سے بہرہ معر الکد سکین اسی رسالہ کو
 دیکھ کر گویا فہرست اغلاط ہی لفظ آصاب کو معین مصلح عصاب و اطالت کو طولت و برکت کو
 برکت و کیفیات کو کوائف اور شوق کو شائق اور ریاض لغزہ کو ریاض النظرہ بظاہر سمجھ
 اور رموزی الیہ وغیرہ کو مخرج الیہ لکھا ہی اور اسی قیاس پر عبارات عربیہ کتب اہل سنت
 کو بے سمجھ ہوئے غلط سلط نقل کیا ہی کہ اگر سب کو مضبوط کیجئے تو ایک فتر گران ہواخذ
 لفظی میں ہر جا کو گرنو لیم وصف آن جید شود ہنوی ہفتاد من کا غد شود اور یہ
 اغلاط زینار طغیان قلم کاتب مطیع سے نہیں اسلیہ کہ ہم نے انکو زبان مولف اولی بالضر
 سے اسطرح سنائی سو جب فارسی وضع کا یہ حال ہی تو عربی رفع کا کیا مال ہو گا
 اور ایسا دلاور جو ان مرد صاحب تیز براورنگ مصرفصاحت غریز محاورہ عرب عرباء و سوار
 استعمال کلمات طیبات کتاب اللہ و سنت ہر ضا کو کیجئے گا اور اسکی کیا استدلال و استنباط
 مسائل کریگا شیخ کیا جانے صاحبون کا ہاؤ و ملین، عمدہ متقول اغلاط منقول و خیرہ کا یہ ہو سکتا ہی

ف
 حال علم
 فضائل
 ابو الفضل

کہ مولفین شیعہ کو ضرورت بحسب تکمیل علوم و استعداد کہ بنحقوق و مفہوم کی نہیں اور نہ یہ نہات بہت
 جدید میں بلکہ مجتہدین شیعہ ہمیشہ ایسی ہی تھوکرین کہا یا کہنے ہیں اور صرف مستقیم سے گمراہ ہوا
 کہے چنانچہ ناظرین صوارم و ذوالفقار چوہین و عن اکرم مجتہدین پر پوشیدہ نہیں حتی کہ
 سبحان علیٰ غنا صاحب حق و لدار بے مروت میں لکھا ہی کہ علوم اور یہ سے کلیۃً اغضائی
 نظر کرتے تھے کتاب عباد الاسلام میں اغلاط لفظی بہت ہیں کہ ختم کو لدا و عناد و محل استہوار
 ہیں جنہو مجتہدین میں واسطے اصلاح کے عرض کیا تھا مگر بھت مشاغل کثیرہ کے صورت نہ ہو
 اہمیت ترجمۃ الغرض فقہاء و دلیل عقل المراد قولہ حال علم و جل کا ایک لفظ سے کمال جاتا ہی
 گو آدمی ظاہر میں آپو لباس و شمشیروں میں ظاہر کرے چہ جائی اسکی کہ صورت و معنی دونوں میں
 دشمنہ نہ ہو لیکن اتنی بات ہی کہ خطائی مولفین اہل علم کی اور طرح پر ہوتی ہی اور خطانا و دشمنی
 اور طرح پر پہلے زمانے میں کوئی بے اجازت اکابر کے جرات تالیف پر نہیں کر سکتا تھا
 وہ زمانہ پہونچائی کہ جسکے پاس دوات و قلم و کاغذ ہی وہ جو جاتا ہی سو لکھتا ہی کوئی نہیں
 پوچھتا کسی طرکی روک ٹوک نہیں سے زمان قد تفرغ للفضول و یشود کل فی حق جہول
 فان اجتہدتم فی ارتقا غاۃ فکر و اجابہ الین بلا عقل و سبحان اللہ اوس منہب دین کا کیا
 پوچھنا جسکے سائل ایسے فضل الحقیقین ہوں اور مجیب ایسے دلا ورجوان روشن بیان سے
 ادا کا ان القرب دلیل قوم و سید ہم طریق الما لکینا و بعد دیکھنے رسالہ کے معلوم ہوا کہ
 اغلب مطالب اس کے مسروق و منحل میں رسالہ تشہید السبانی و بارہ تفسیر و صوارم مجتہدین کو فہم
 و رسالہ شیعہ و شہم صائب و بہت بھلائی و ترہیم کشمیری سے اور بعض مقاصد بعض دیگر سے
 کچھ مشت غاشکے بعد محنت فراہم کردہ ہم لیکن تجزیہ بیانی و تحریف معانی و حذف
 سابق و اسقاط لاحق باجواز منحل و آفتاب منحل چنانچہ تصدیق اسکی وقت ملاحظہ اجوبہ اقوال
 مذکور کے و ملاحظہ بعض مواضع میں معلوم ہوگی بہر حال جب یہ رسالہ گذائی و کاغذ ہوائی
 ملاحظہ میں آیا اور اس کے کلمات بار بار و عبارات بار بار و الفاظ طعن آمیز و تشنیع انگیز نے قلوب

درجہ اولیٰ

اہل حق کو سنایا اور سوت بعض مومنین مخلصین اہل الدین نے باجماع تمام و استبداد مالاکلام چاہا
 کہ جواب اس رسالہ پر ضلالہ کار و زبان میں لکھا جاوے کہ ہر کسی کے سمجھ بوجھ میں بے تکلیف تکلف
 آجاکو سوہر چند اس گنام بے نام و نشان کو مناظرہ و محاضرو سے کچھ کام نہ تھا کہ اپنے حال
 پر اخیال میں گرفتار رہی اور کیت و ذیت اہل دنیا سے برکنار سے جسے کجا و محبت کی کس
 خیال دوست و وار و بخود چو مردم دیوانہ چاہے و ولعہ ما قبل سے ماقصد سکندر و دارا خواندہ
 از انبیر کشید و وفا پسرا و خاصہ جوابان ترایک السباس کہ مصداق تحذیرات یقیناً عند العامة و من لفتحه ہما کہ
 انخاصہ میں تحصیل حاصل تطویل الاطائل ہی کیجے ہاں حکایت بات و بوریابان نہ کہ کچھ چارچا حکیم
 اما السائل فلا ترد و بھوکا کہ کند جاویدستان اسیر کر دے و گرد و صورت آدم آفرید اندر او و بقضاء الدین النصیحة
 یہ چند ورق عبارت سلیس و روزمرہ بے تکلف انشا پر داری عام فہم خاص پسند لکھے اور قول
 سؤلت اولی بالتصرف کو اردو میں ترجمہ کیا اما اشارت میرا اسکا جواب تحقیقی و الزامی و جہاں
 و تفصیل مناسب ہر مقام و ملائم ہر مرام کے لکھا کہ نکل محال مقال اور حتی الامکان جگہ ملک
 خارج الفاظ و درشت و نازیبا سے احتراز واجب جانا اور صرف پاسخ اصل مدعا پر کشف الکیس
 وغیرہ اکتفا کیا اور جس جگہ مؤلف متصرف نے اپنے مدعا کو مطاوی کلام میں ادا کیا تھایا
 باوایل صریح و مضحح مسلمات اہل سنت سے اعتزال فرمایا تھا اور جگہ جہنے بھی جواب ترکی
 ترکی مطاوی عبارت میں بجوالہ اکتب اہل حق لکھ دیا اور تفصیل بے صرف سے کچھ کام نہ کیا
 کہ صاحب شوق و فکر بعد دریافت بحث و نام کتاب کے مرحبت طرف اصل سہل ہی مہندا اس کلام
 مجمل میں بھی اغلب سائل نخل میں اور رکاوٹ و اوامہ شیعہ اہل تشیع پر منقلب اور متاثر سے
 حضرت علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ و قلم سرعانی قلبیہ حضرت مہم و سلمتم سیدون البغی
 عزرا القلتینا و قلمتم جمیعاً بالتی قد سلمتم و حضرت لئاس و فجار بصدہ و ولتم راضعاً
 ما قد حضرت مہم بنا و المکر مضرع الہیہ و فحاق کیم سو کما قد مکرتم و حضرت لئاس و
 عفو نا برحمۃ و یا لوظفرت مہم ساندہ مارمتم و لیکن بیان بہ تبجیت مخاطب غیر صحیح حسن و

جواب

زین العابدین

فی سبط خیر کو مطلق دخل و تدبیر نہیں حتی کہ اگر کلام کو وضع آداب متناظر و پر کیا حقہ ادا کیا جاوے
 تو غالباً خروج طریقہ جواب نویسی سے لازم آوے اور جناب محاطب لبیب الزمان کی
 فہم عالی بن اور کا ایک حرف بھی نہ سماسے بلکہ مضمون و کذب و اہمال بحیط اب و علما ظہور میں
 آوے کہ سن بان ہر اس نے فہم نہ بغیر زبان چہ التماس کہم نہ بنا علی ہذا اسلوب کلام و ہذا
 دقیقہ علمیہ و عقیدات معرکہ الارا و مناظرہ و رازنا سے قطع نظر و غرض بصری جبر ہر رخ
 مخاطب کا دیکھا اوسط و آہنی بال بھی مٹوئی کہ بندہ درگاہ تاجخانہ ہمداد اور حسب طرف قرار و ملت
 معلوم کیا اور ہر تعاقب سے نریا کہ درو معہ حیث دارے چتر بدشت و حشت بہشت
 و وید و ام من و چتر درمیدہ تو چتر رسیدہ ام من و لیکن طرفہ ماجرا ہی اور عجبت
 حیرت اخرا کہ جسے جناب لبیب زان نے سنائی کہ تو بدینہ مسترد کیا جاتا ہی کہ نا مانا
 اللہ بخیر و ما انکم بل انتم بیدینکم تفرخون تلوون سے لگی ہی دم ناک میں ہی بقول شخصے
 جو وہی داری میں ترکا بنا بر مقتضائ وقت و تقیہ حال و مصلحت مال نہ تاسیاب لیت رسالہ مذکور سے
 طرہ اپنے اظہار نفرت کلی و عاتق و قبیل مال کرتے ہیں حالانکہ دیباچہ کتاب میں صریح نام لیا
 ابو الفضل عباسی یہ مقام نبی اور لوح و عنوان رسالہ میں بعض انطباع کتاب شہرت خطاب
 نام حافظ علی مرستم ہی فرماتے ہیں کہ بہر رسالہ ہمارا نہیں سید ابو الفضل عباسی مفتی شیعہ
 مولف من سلوی نزہیل بلکہ کانپور کا نبی سبحان اللہ جو رسی و سر زوری یہہ جلا ہے کا تیر نوہا
 بعض مسودہ اصل و خطی سامی موجود ہی اور حقیقت واقعی مشہور اور حکم لہا منہا علیہا مشواہد
 صد و وجہ حجت البیع گرامی کی مضمون و بلکہ خود نزدیک آپکے ہونا اس پر یہ سرور کا نتیجہ فکر
 سامی سے حکم بل الانسان علی نفسه بصيرة ولو القى معاذيره برائی العین بدیہی الشہرت ہی
 اور نزدیک عامہ خلایق کے حکم فلنعم فہم لیسما ہم و لنقر فہم فی کون القول مرتبہ حق آئین
 میں معدود و خصوصاً نزدیک اس مخلص بے ریا کے کہ مثل آپکے انتساب اس جواب سے
 بسبب نقد ان لیاقت مخاطب کے بنایت مشکف بلکہ مستحی ہی کیونکہ باوجود سواہن ماند و بود

کیجا و طول قیام و قعود و مساکے مخفی رہنا طرز تحریر و وضع تقریر کا محالات عادیہ سے ہی
 سہر رنگ کے کہ خواہی جاہل پوشش کہ من انداز قدرائے شناسم بہان انکار سودہ میں
 عذر لفظ بعضہ لیشہ بعضہا ہی تہشی شوگا کہ کم یک فیعم ایما شتم لمارا و باسنا و لیکن یہ کہیئے
 کہ وز و بکش و مرد و باش ہمیں اسی جگہ سے کہتے پہچے رقعے لکھ کر پرچایا تھا اور اقرار کرانا
 ہریان و اعلاط رسالہ کا اور حاصل کرنا بعض کتب شیعہ کا چاہتا تھا و لیکن فقہو ایسا جی بہتر آؤ
 پلو امین جگہ پہلوان نہیں بتے کے ہر بار جلد و حوالہ سے دم دیا گئے اور خطاب و کتاب
 دو نو سے پٹلہا پیر گئے بقول مجتہد فانی کو فہند کہ کتاب مذہب خود زینار نباید و او کہ
 شاید و کمین باشد و مقصد الزام ناید انتہی ہمیں ہی واقعہ طلبی کو ضروری نہ سمجھ کر گذر کی کہ
 و رہم فی طعنا انہم یہیون حالانکہ غرض ہماری صرف اس قدر کہ واقعات تہی نہ انقیاع محال و لا
 مہذام اتبہ اخلاص و نیاز مسندی کے نسبت جناب سنی الشجایا کے بہنو و جمال و در قرائن
 الا ان کا کان آپ ہرگز اس تو و بدل ایل و نہار کو محمول کسی اور خلل و خلل حال و مستقبل بہرین
 اور گوشہ طر عا طرین خار و خنک و تہ و آذر و گی کو جگہ ندین کیونکہ ماہوی اس ماہوی کے شیعہ
 اب جو کچھ بے اندامی بابت اس بدنامی کے نصیب و زکا ر خجستہ آثار سامی ہو وہ سب زیبا
 و سزاوار ہی کہ خود کردہ راجہ در مان مسلمان کی ریاست میں رہنا اور ان کے دین کا رد کرنا
 نمک خور دن نگدان رشتن ہی خیر ہو کہ نو تہ سے آرزوی مناظرہ زبانی کی جلسہ عام میں تہی وہ
 میسر آئی اور دل ہی کے اندر خون ہو کر گئی بار ایسا کیجیے کہ اگر یہ و فسادیت و مہنشی
 شہار و زی و جمال آپکو ہو جس جواب نگاری ناصواب کہیے اور روح شیطان الطلاق و غوغا
 پاسخ گذاری کہ سے تو جواب اسکا خود ہی انیب و رقم فرمائیے یہ نہ کہ جنکو روز مرہ خطوط جاتے ہیں
 اور اون سے وعدہ جواب نہیں مکر رہ کر رہ لئے جاتے ہیں اور بار بار علی روسل الاشہا و بر
 دوکان ان کے حق میں یہ کلمہ صدق ترجمان زبان انصاف بنیان پر جاری ہوتا ہی ہے
 واحد العینہ کہ برہم سے زند آفاق راہ وای گر چشم و گربے بود و قلم ساق راہ وای کی چوکت

جواب
 سنی

و چاہیو کیجاوے کہ جب یہ ستر دیا رہو کہ مطیع خاص عام ہو تو جواب دہ اسطرح
یقین عجز و جہل شیعو کے ضرور مرقوم ہو اگرچہ برای نام ہو لیکن یہ تمنا محال پوری ہوتی
نظر نہیں آتی ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ و پتھر کیفہ التفت و کاشا ماکان ارباب کوئل کے
لکھنؤ سے لودیانہ تک خوشامد ہوگی اور پخت کی تہیرگی اور کاغذ کے گھوڑے بسبیل ڈاک
پاپائی دورین کے کہ حتی الوسی بل لا وصیاء انتصار الا لولیا کوئی جواب انجواب لکھو اور
کترین اہل سنت کو زندہ و اور پھر پرخون کو تشویش پاسخ گزاری و امنگیہ حال ہوگی اور فکر و
وقع نشر فروش مقال بنی کی خیر اگر ایسا ہوا تو ہر چند سکھائے پوت دربار نہیں کرتے
اور پیدا زحمتی بر ملا ہوگا اور بذامی لاحق نسبت سابق کے ضعاف مضاعف ہوگی لیکن
ہمارا الطیف جانا رہیگا کیونکہ بقول ایک عینی فاسمی یا جارتہ بہ مناظرہ خاص ہی عام نہیں ساری
خلق خدا لہذا ایک کام نہیں اور اسوقت ہم ہی قصہ جواب نگاری کیسے لکے کہ بے یقین
خطاب لطیف کلام نہیں سے گاہ گاہ از نظر مست و غیر نحو ان بگذر و در بر عبد من نسبت
کہ رسوا باشم ۴ اور بشرط پاسخ گزاری سامی یہی مشروط ہی کہ خلاف ماضی حسب طرہ بدیہ مسترد
میں اتفاق رواہل سنت ہوا ہی کہ ہر خرم خار کو حکم الغریق متبثت سبک حشیش حکم نفس قاطع و ہر
ساطع من رکمانی اور ہر کتاب ناصواب سے کورانہ انتقال استدلال کیا ہی کہ مان غان میں تیرا
سمان اور ہر جگہ کذب و فریاد کو استعمال فرمایا ہی کہ موجب رشخند ہر نادان و دشمنند اور کالائی
بدبیش خاوند ہی ابائیدہ ہی اوسیطح پر مطابق محاسن اخلاق شہرہ آفاق کے گذر اوقات
سجواب کجواب کتاب الاجواب صرت و شنام بانی گا و نامی حیلہ ساری ہبانہ پردازی پر نہ کہ نقطہ
برای دفع الوقتے دوسرے آپ گیدر ہیگی و کلامین رو بہ بانی بتلائین شتر گر بہ لائین قصص الجمل
فرمانین جوئی باتین بنائین و دستونکورد لائین دشمنوں کو منالین بلکہ بند و الوسی دم بھر انصاف فرمایا
اور ہر فقر و تطہیر سے فرض کرین اور ہر قلیل و کثیر میں بحث جاری فرمائین اور ہر مقام میں الزام
ضمم کا مستحق و عقل صحیح اور نص صریح سے نصب العین رکبین کیونکہ افحام مخالف و الزام

جواب
نکاح

جواب
مختصر

مناقصہ بدین سید سلیم ختم نامکن ہی اور اگر یہ بات میرے منہ سے نکلتی تو دنیا پر تشیع وقت نکرین کہ وہ
کندن و گاہ بر آوردن بہتے اس سال میں طریقہ اختصار کو اسی نظر سے اختیار کیا ہی کہ بعد میں
جواب کے بصورت جواب ہم ہی رد جواب البواب بسط لائق و تفصیل فائق کرینگے اور ایک عالم کو واسطے
نماشاخی عید غدیر کے مہمان کلیہ احرار بنا دینگے بشرطیکہ آپ خود مقصدی جواب ہوں نہ کلفت
اس شیخ و شاب چنانچہ ہم نے اس کتاب کو ایک مہینے میں مسودہ کیا ثم دو مہینے بلکہ تین چار مہینے
جواب لکھوا اور بصورت توقفت لطیف نسخہ قلمی عنایت فرما دیں تاکہ اگر مطلب دنیا کی عبارت
کتاب شیعہ و سنی کا ذہن عالی میں نہ آوے تو اس کو بھی بطریق عادت مستمر کسی سے دریافت کر لیں
موقع اعتراض و طعن ردین صرف کر دے اہل حق کو ہر طرح غرض اہل حق سے ہی نہ جہ حق
دین حق سے لڑنا کہ عَنْ بَعْضِ رِجَالِ عَنِ النَّبِيِّ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ
ہم کو دینے کتاب لکھنے جواب میں مثل بعض احباب قراب کے ہرگز خیال نہیں کیونکہ تفسیر و کتب و روایات
مذہب اہل سنت میں حرام ہیں اور فریب و مکاری علی طریقہ التمام مستحکم بیان ہر اندیش
میتوان کر دین و بخل نہ راستی خوش میتوان کر دین و ہذا و عہدیت ہذا الرسالہ لکھنے لکھنا
عماد و سورج النجی کسب لکھنے میزان العدل فی ردوفات اہل الفضل و اللہ ولی التوفیق و
بیدہ از مہم الجمع و التفریق قولہ أَحْمَدُ اللَّهِ الَّذِي بَدَأَنَا اللَّهُ وَأَمَّا اللَّهُ الَّذِي بَدَأَنَا اللَّهُ بَدَأَنَا اللَّهُ
یہ آیت کریمہ قرآن مجید میں زبان اہل جنت سے حکایت منقول ہے اور سابق اسکا یہ ہے وَرَحْمَتَا فِي
صَدْرِهِمْ مِنْ غُلِّ شَجَرِي مِنْ جَنَّتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَدَأَنَا اللَّهُ الخ سو مصداق اسکے اہل
میں نہ فرضی کیونکہ شیعہ اہل کفر میں نہ صاف سینہ رکھ سقید نہیں لفظ ہذا اور لفظ ہذا اللہ سے
دین فرض کو قصد کرنا اور اس کو ہدایت میں جانب اللہ سمجھنا خلاف سیاق و سباق کریمہ مبینہ ہی
کہ ختم اس حکایت کا یہ ہے فَإِذَا نَزَلَ مَوْزُونٌ مِنْهُمْ أَنْ لَقِيَ اللَّهُ عَلَى الظَّالِمِينَ الَّذِينَ يَصْدُقُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
يَتَّبِعُونَ مَا عَجَبًا اور ظالم و سبیل و متنبی عروج ہونا امامیہ کا طعنی ہے بنا علی ہذا اس جگہ
ہذا کو از قبیل فائدہ و ہم الی ضراط کچھ سمجھا جائے کیونکہ ایراد کریمہ مذکورہ کا ہدایت رسالہ ہذا میں

بطریق اقتباس موج اساس ہے ملاحظہ صدق سابق و سابق دلیل جمل نفاق و علامت
 شقاق ہی فافہم قولہ و تفسیر خیا جہاب غیر مرتدین علی الاعقاب جواب مراد مرتدین سے
 اگر وہ لوگ ہیں جنہیں ضیق اولیٰ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جدال و قتال کیا تو انکو کوئی دخل
 اصحاب نہیں کہتا سمعوتین ہر قید احترازی نام نہی بلکہ لغو اور اگر معاذ اللہ مراد انصار و مہاجرین ہیں
 تو کسی کتاب معتد شیعہ میں بھی کوئی حدیث و قول نہیں ہے کہ غیر انکے ارتداد بلکہ دقت پر پایا نہیں جاتا
 کلینی نے کافی میں تصریح کی ہے سات رجحان بیان مہاجرین اولین کے کہ انکا ایمان راجح ہی تھا
 سائر امت پر آؤ نیز کافی وغیرہ احادیث شیعہ سے ثابت ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے
 وہ خود کافر ہو جاتا ہے اور جو کسی بگیناہ کو طرف کسی گناہ کے نسبت کرتا ہے وہ بالی و کمال اہل عیبت
 ہی گذر جاتا ہے قولہ صرف اوقات عزیزہ اطاعت حضرت سبحان میں کی جواب مراد اس سبحان
 سبحان علیٰ ناصحاب میں نہ اللہ صاحب اسلئے کہ نبوی اس سال کا انہیں کی ویزہ گری کا مسیحی
 کیا ہے چنانچہ فقرہ مابعد کہ پیوستہ تحقیق مذہب حق و طریق صواب مینامیم مؤید اسکا ہے لیکن جو
 ہزاران میں آگاہ نسبت انکے بد نبوی ہی اسلئے ہجگہ پیشل صادق ہی بٹے میان تو بٹے میان
 چوتھے بیان سبحان اللہ قولہ صحبت احباب کریم نفس کو منقذات سے گنا جواب مراد اس حدیث
 سے جناب فشی کریم علی صاحب میں وہو کاتری قولہ ہدیۃ المؤمنین ہدایۃ المسلمین نام کہ اس جواب
 کلینی میں نام جعفر صادق سے روایت ہے کہ لغو احسن انکاس و اللہ عواذ الی امرکم اور کشف الغمہ میں
 امام رضا کہ لا ایمان لمن لا تقیۃ لفقیر بن رسول اللہ الی ہی قال لی وقت یوم معلوم وہو خروج فاجر
 فمن ترک التقیۃ قبل خروج قاضنا ظلمنا اور جامع الاخبار میں بھی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تارک
 تارک الصلوٰۃ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت مسلمین مخالف امری و اوصیاء ہی اور اہل عیبت
 غیر ترک تقیۃ لازم آتا ہے اور جو تارک تقیۃ ہی وہ مومن ہیں اور جو تفرقہ کہ اپنے درمیان مومن
 مسلم کے صفحہ کا ہی اراکین اہل ایمان فائز بیان کیا ہے اور اس تمبیہ میں گویا تعرض ملونا اسکے
 کی ہے سو جواب اسکا بخیر اہل تقیۃ زمین پر سر زمین اسی جگہ آپ کو ملے گا قولہ ترجمہ ضروری

نصف
 تصدیق
 مکتوبہ

عبارت عربیہ کا حاشیہ دین اسطور پر ایجاز و اختصار لکھا جو یہ ترجمہ ہی غالباً دین سے منق
 ہی زبان سے عبارت عربیہ منقل ہی اور قید ایجاز وغیرہ اسلئے ہی کہ اگر ترجمہ مطابق مترجم کہ نہو
 تو اعتراض مخالف سے جیلہ قرار حاصل ہے والا وہی بات ہی انکشاف و انسا کا قولہ چند فوائد
 دینیہ کہ تیب معتبرہ سے کمال کے اپنی طرف سے منیم کیا جو یہ فوائد معتبرہ کہ غالباً مسروقین
 رسالہ احیاء المیتہ کے نیز شکم زاد سامی بین محافظ علی امی ان ہی الانشک قولہ ہر چند علمائی کرام
 و مجتہدین عظام نے کوئی امر مرقی نہیں چھوڑا جس کا لکھنا ضرور ہو لیکن ہر گز نہایت کوئی دیگر
 جو اس ج ہی اوقات العقول کثرت افضل ع حاصل تحصیل حاصل بودہ است قولہ
 محض بامیر حصول ثواب اعلان کلمہ الحق والصلوب یہ کتاب لکھی جو جب مصارعت قدیم
 حضرات امامیہ خلاف و مضاد امر تقیہ و نص کتمان دین و مقتضیات عقلیہ و فقلیہ وغیرہ موجب نفع
 نہوی تو یہ مقادست جدید و مصارعت غیر سید دیکھیے کیونکہ محض ثواب و محض صواب
 ہوگی اسلئے کہ پانچاچہر کا مونس پر آتا ہی قولہ سوال الی قولہ انحضرت نے فرمایا کہ میری امت بعد
 میں سے تتر فرقتے پر قسم ہوگی ایک ان میں سے ناجی ہی باقی و دوزخ میں جائینگے پس میں حیر
 ہوں کہ فرقہ ناجیہ کون ہی اسلئے کہ ہر فرقہ آپکو ناجی قرار دیتا ہی جو بابل میں لڑکا شہر میں
 ڈنڈہ بھرا آپ کو ناحق حیرت ہوئی اسی حدیث میں تو جواب اس سوال کا اور بیان فرقہ ناجیہ کا
 موجود ہی کہ مانا علیہ و اصحابی اور مصداق اسکے اہل سنت میں نہ شیعہ کیونکہ نزدیک شیعہ
 کے سب صحابی مرتد ہو گئے الا دو تین چار اور امامیہ بجائی اصحابی کے اہل بیت کہتے ہیں سو
 اس تقدیر پر ہی کہ تعارض نہیں اسلئے کہ اہل بیت ہی داخل اصحاب میں جیسے حسن حسین
 و امیر قیہ ام کلثوم و زینب اولاد انحضرت اور عائشہ و حفصہ وغیرہ از ولج مطہرات نبوی
 و عباس علی و حفصہ و عقیل اور اولاد عباس کہ یہ سب اصحاب ہی ہیں اور اہل بیت ہی اور
 قاعدہ انکدریث یفسر بعضہ بعضا متفق علیہ فریقین ہی اور ظاہری کہ شیعہ لاجن طاعت میں
 ساکرا ازواج و بنات کے سو کا فاطمہ و خدیجہ کے تو یہ تابع اہل بیت نہوئے اور اگر کلیت

ن
 مسروقین
 فوائد و فطیہ کا

ن
 در فرقہ
 ہاجیہ

ن
 واضح معنی
 و بیہوشی
 صحابیہ

مختصر کتب پنجین میں تشرعاً و عقلاً باطل ہی کہا ہو مصرح فی موضعہ اسطرح اگر دین اہل بیت کو
غیر دین صحابہ کبیرن قوہ برہی البطلان محتاج برہان ہی کیونکہ مخالف خبر متواتر مشہور ہی پس
ثابت ہوا کہ فرقہ تابعیہ وہی جو طریقہ صحاب و اہلبیت دو نو پر ہی و اہو الا اہل السنۃ و الجماعۃ
قولہ جواب الی قولہ امام غزالی پیشوا ہی اہل سنت و جماعت رسالہ معرفۃ المذاہب میں
لکھتا ہے جواب قطع نظر عدم مطابقت اس جواب کے سات سوال مذکور کے یہ رسالہ
فارسی عمود طاہر غزالی معتزلی کا ہی نہ امام ابو حامد غزالی کا اور مجالس المؤمنین میں کہ
اہل حق شیعہ و معتزلہ کو ایک چیز جانتے ہیں اور دبستان مذاہب میں لکھا ہی کہ جب
معتزلہ و متکلمین پیدا ہوئے تو بعضے روضہ فی غلو و قصیر سے رجوع کیا اور معتزلی ہو گئے
انہی پس معتزلہ کو پیشوا ہی اہل سنت ٹھیرا کہ نسبت یا نام بالقب مشترک سے متنبہ نہ ہو
دہو کا دینا مصداق قولہ تعالیٰ نبائی یخارعون اللہ و الذین آمنوا و ما یخارعون الا اللہ
و ما یشعرون قولہ سید مرتضیٰ علم الدی مجتہد امامیہ نے رسالہ تبصرۃ العوام میں امامیہ
اثنا عشریہ کو ناجی قرار دیا ہی جواب اسور کا کالات دیگر جناب تاریخ دان نیز مستند
سید مرتضیٰ ابوالکاسم ثمانینی برادر رضی مجتہد امامیہ جن کا لقب علم الدی ہی اور شخص ہی
اور سید مرتضیٰ رازی صاحب تبصرۃ العوام اور شخص ہی اول قدام و فقہاء متکلمین امامیہ
ہی متنبہ تین ہونے چہین ہجری میں پیدا ہوا اور اسی سال جیا اور ثانی سالہائی درازاوس
متاخر ہی چنانچہ کتاب اولی کہ مملو ہی نقول اقوال علمائی متاخرین شیعہ سے اول اہل
ہی اس مدعا پر پس جبکہ تمکوا اپنے گہر کی ایسی تحقیق ہی تو مذہب اہل سنت میں خدا جائے
کیسی تدقیق ہوگی شعر تو برا وج فلک چو دانی چہیت چون مذاہب کہ در سرائی تو کیست
معجزہ اولہ نجات امامیہ کے کہ صاحب تبصرہ نے لکھے ہونگے ہی ہونگے جو تم نے زیب
قلم فرمائے سو تم نے اور ایمین اور بنے ہون ہون کہا میں قولہ حقیقت میں اہل جہل و
کی شیعہ و سنی ہی دو گروہ میں جواب دبستان میں اس قول کو ابو جعفر طوسی سے

من
غزالی
میں

ابو
میں

ابن اعظم نقل کیا ہے کہ اصل میں ہفتاد و ست گروہ و مذاہب بہت فواصل و روایات و فضائل و مہلکات
مستثنیٰ و شیعہ سو قطع نظر سے روایات نقل کی روایات ہونا امامیہ کا باقر طوسی ثابت ہوا
اور یہی ہونا اہل سنت کا جب سلم ہو کہ انکی کتب سے نقل کیا جاوے کیونکہ الزام خصم مسلم
خصم ہوتا ہی نہیں اور اسکے معذراصل ہونا شیعہ کا واسطے تفرق جملہ فرق کے مسلم ہی
کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوا دِیْنَهُمْ وَكَانُوا شِیعًا نَّسَبْتُ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ وَّ

اخرج الطبرانی وغیرہ بسند صحیح عن عمر بن الخطاب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعائشۃ یا عائشۃ
ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعۃ ہم اصحاب البدع والاموار من ہذہ الامۃ اور
اصل تفرق ہونا سنی کا احتیاج سند کہتا ہے و این ذلک کیونکہ سنی بعض قرآن منہ عن
تفرق سے قال اللہ تعالیٰ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ قولہ دبستان مذاہب
میں کہتا ہے کہ آثارہ فمے شیعہ میں اور پچھن فرمے اہل سنت و جماعت سب متبرک ہو
جواب تعلیم ششم دبستان مذاہب میں اس قول کو نظر دوم اعتقاد شیعہ میں بذیل قول

سابق طوسی اس عبارت سے نقل کیا ہے کہ بعد از ان مذاہب نو صوبہ مشغوبہ بیجاہ و بیج
فرق شد و مذاہب روایات و ہجود فرقہ انتہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول بھی طوسی کا
نہ صاحب دبستان کا معذراوسین لفظ نو صوبہ ہی نہ اہل سنت حالانکہ نو صوبہ نزدیک
اہل سنت کے ہی مطروود و مردود ہیں نہ مقبول پس یہ نقل با سخن فیہ سے خارج ہی قولہ
جات اخلا و دین ہی کہ سنی از تالیس فرقہ ہیں جواب یہ روایت شیعہ کی ہی سنی پر
محبت نہیں قولہ سابق گروہ و مذاہب ہی مذاہب رکھتے تھے یعنی جنہی پھر تقلید چور کر
عمل ظاہر قرآن و حدیث پر کرنے لگے جواب معلوم نہیں کہ یہ دعویٰ کونسی کتاب
سے منقول ہوگا اسلئے کہ مقلدین احمد بن حنبل کہیں تا یہ نہیں کہلائے اور نہ اہل حق ثباتی
ہیں بلکہ اس لقب پر خود سے عار کرتے ہیں اور جو لوگ ظاہر قرآن و حدیث پر عمل کرتے
ہیں وہ ظاہر تہ ہیں نہ وہابی اور جواب کو وہابی کہتے ہیں وہ صاحب مذاہب نہیں بلکہ جو

تفسیر
نصف

سیر
وہابیہ

کالانعام میں کیونکہ المسنت مختص بن مقلدین ائمہ اربعہ میں بناو علیٰ ہذا بہ جملہ متنے شاید بطور
 تفسیر عبارت لکھا ہی کہ تبدیل فائزہ مضائقہ ندارد فقوٰلہ شخص کلام مسنت و حاجت مراد
 پیروں ان چار شخص سے ہی یعنی امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل
 جواب یہ دعویٰ تمہارا کہ ان الکذب قد صدق ہے شدید مطابق واقع و نفس الامر ہی
 سوجھتہ میں یہ چاروں ایک ہی چیز ہیں بنا بر اتحاد اصول عقاید و اعمال اور خلافت قلیل
 انکاف و فروع میں مجتہدین اس سے عدم تفرق المسنت کا کما حقہ ثابت ہی کہ ان لہذا جرح طری
 مستقیماً قائم ہو قولہ اور بہ آپس میں اکثر مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں جو اولیٰ شیعہ عظیم
 شہم اختلافات ہو جو ابہم فوجو بنا قولہ علماً ان چاروں مذہب کو آپس میں مشاجرات ہیں
 خصوصاً حنفیہ شافعیہ کے جواب یہ مشاجرات اصول عقاید و اعمال میں ہیں یا فروع
 مسائل میں اگر اصول مراد ہیں تو یہی البطلان ہی اس لئے کہ اس بات کوئی قصاص جگہ
 انہیں نہیں دس دعویٰ فعلیہ البیان اور اگر مراد فروع ہیں تو وہ منجز بتفصیل و تکفیر یکدیگر
 نہیں کہ مشاجروہ اس میں دلیل البطلان مذہب ٹھہری چنانچہ قول سامی کہ باوصف این خلاف
 چون در اصل فطرت یک اند قصدین یکدیگر میکنند متی تصدیق مکی کرتا ہی معہذا اتفاق
 نسبت اختلاف کی بہت ہی چنانچہ بعد تفحص و استقرا کے مجموع مسائل مختلف فیہ مذہب
 میں تین سو کوئی مسئلہ فروعی پائے ہیں جنہیں نفس صحیح موجود نہیں بخلاف شیعہ کے کہ انکے
 اصول میں اختلاف جاش ہی چو جائے فروع کی اور ہر ایک فرقہ دوسرے کی تفصیل تکفیر کرتا ہی
 چنانچہ تیس ہی صفحہ اکٹھے سالہ میں لکھا ہی کہ سو گ فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کے سب گمراہ
 ہیں انتہی اس سطح کیسانیہ و ناوسیدہ و عیالہ وغیرہ کہتے ہیں کہ جو جاسے سواہن اثنا
 ہون یا اور کوئی وہ گمراہ ہیں پس اگر امامیہ شخص کریں تو فقط اثنا عشریہ ہزار مسئلہ
 فروعی میں باہم مخالف و مختلف ہیں حالانکہ اول مسائل میں مخصوص صریحہ ائمہ ہی موجود
 ہیں یہ امر نزدیک اوسکے جسکو کتب قدیمہ و جدیدہ طائفہ پر طالع نام حاصل ہی مسلم الثبوت

اختلاف مذہب
 و شافعیہ

مجموعہ مسائل
 مختلف فیہ

اختلاف مذہب
 شیعہ

ہی اگر کوئی جاہل بے علم انکار کئے تو محل شکایت نہیں قولہ عقیدہ سنت جماعت یہ ہی
 جواب بخدا ان عقائد کے آپس میں بھی لکھا ہے کہ اول خلفاء نبیؐ معاویہ اور آخر
 الحاکم اور ان حمار چھتر سترہ امین ابو العباس سفاح خلیفہ ہوا اور دولت عیسائی ۴۵۶ء
 تمام ہو گئی آخر انکا مستعصم تھا جو بلا کو خان کے ہات سے ہلاک ہوا الی آخرہ سو یہ عقیدہ
 جس کتاب عقائد اہل سنت میں لکھا ہو اسکا نام شد عنایت ہو نہیں تو بس کرمیاں کیا
 دیکھا میں نے تیرا شک کہ قولہ قصبہ تکلیف کا آئینہ محض لکھا جاو گیا جو یہ وعدہ مفصل نہیں ہی
 ادا ہوا کیونکہ علامات منافق میں آیا ہے اذ اوعدا خلف اور اہل تجربہ نے کہا ہے کہ درو
 حافظہ نبی شد اور یہ پہلا وعدہ ہی دوسرے تیسرے کا خدا حافظ قولہ القصبہ معاویہ
 نزدیک ستیوں کے خلیفہ خیم ہی جو یہ یہ لفظ مسروق ہی عبارت رسالہ شہید و عمیر
 تقلید الالبصیر اسلئے کہ کتب اہل سنت باطنی صورت منادی میں کہ معاویہ ملوک میں بن
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ خلفاء راشدین میں تھی کہ ابھی چند سطر پہلے اسکے اپنے ہی اسکا اقرار
 کیا ہے کہ ہر گاہ معاویہ بخلافت رسید ایام خلافت راشدہ تمام شدہ ہو و ریاست اسلام
 سلطنت گشت انتہی بلفظکم لیکن انکہ کا پانی ڈھل گیا ہی و رز شرح عقائد تفتازانی میں دیکھو کیا
 لکھا ہے معاویہ ومن بعدہ لاکھو ذون خلفاء بل ملوک کا و امر اور تہذیب الکلام میں ہی ناقصیت
 الامامہ بعد ثلاثین الی الملک السلطنۃ اور فضل بن روز بہان نے ابطال الباطل میں مذکور ہے
 رضی اللہ عنہ لکھا ہے انہ لم یکن من الخلفاء الی قولہ فانه کان من ملوک الاسلام اور فتح الباری
 میں ہی و اما معاویہ ومن بعدہ فعلی طریقۃ الملوک ولو سمعوا خلفاء اور شرح فقہ اکبر میں ہی
 اول ملوک معاویہ علی بن عبد البر نے خود حضرت معاویہ سے نقل کیا ہے کہ انہ کان بقول
 انما اول الملوک قولہ القاب چاروں خلیفہ کے مقرر کئے ہیں اول صدیق دوم فاروق سوم
 ذی النورین چارم اسد اللہ جو یہ صاحب منہج المقال فی تحقیق احوال الرجال نے
 فضیل سے کہ اصحاب یہ نبی علیہم السلام سے بھی ذیل حدیث ان ائمتہ لیشتا

ف
 حضرت
 جماعت

ف
 خلف

ف
 با شہادہ
 معاویہ کا
 یہ خلیفہ

ف
 اقباب خلفاء
 اربعہ

الی ثلثہ میں لقب صدیق و ثانی تین از باقی الفار اور لقب فاروق اور باطن ہونے فرشتہ کو
 زبان فاروق پر ذکر کیا ہی اور ذی النورین بسبب تزوج دو دختر نبوی کے لقب باین لقب
 ہیں اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ القاب زبان نبوی میں مشہور و معروف تھے کیونکہ اگر ایسا
 اب سنت ہوتی تو ائمہ ہدیٰ ہرگز اس لقب سے ان کو یاد نہ فرماتے حالانکہ علی بن عباس
 آر دہلی نے کتاب کشف الغمہ میں امام جعفر صادق عن ابی عن جده علی بن ابیطالب سے
 روایت کیا ہی کہ قدسی ابابکر رسول اللہ والمہاجرون والافصار صدیقاً ومن لم یصدقہ
 فلا صدق اللہ قولہ فی الذیاد والاخرہ قولہ دس دسویں کو قطعی جتنی کہتے ہیں جو اب
 صاحب حق یقین نے دلیل اس طعن کی یہ لکھی ہی کہ عقلاً یہ بات جائز نہیں کہ حق تعالیٰ
 غیر معصوم کو غیر حق کے عاقبت اس کی بہشت ہی اس لئے کہ ہمیں حرص دینا ہی اور کافج پر
 انتہی سو یہ ذم غلطہ صریح ہی اس لئے کہ بالاتفاق ثابت ہی کہ خدا اہل بدر و بیعت الرضوان
 کو بشارت مغفرت دی ہی اور ہونا ان دسوں کا شریک مہاجرین و انصار اور شریک
 بیعت الرضوان اور زمرہ اہل بدر میں سب شہدہ منقرض ان و حدیث ثابت ہی یہاں تک کہ شعراء
 اسلام نے اس مضمون کو اشعار میں داخل کیا ہی قال بعضہم شہعار یا بدر اہلک جبار و علموک
 التجری و فتحو الک و علی و حسن و اکابر ہجری فغلبہم فیما ارادوا فانہم اہل بدر و اور مؤمن
 جزا رہی تھی نے کہا شہعار رایت بدری محاطا باہل حین میری غفلت عدنی و صلح
 و اشرح ہنگ صد رہی فواجہونی بہتم و لطم خد و زجرہ غفلت افعلوا ما اردتم فقد کانم
 لامری و لاجناح علیکم فانکم اہل بدر اور آپ کے والد ماجد نے اقرار کیا ہی سات
 جتنی ہوئے تشریف بہشت کے چنانچہ بحر انفاس میں یہ رباعی نظم کی ہی رباعی علی ابو بکر و
 فاروق ہم و بن یثمان یحییٰ و الزبیر انوار المجد سعید و سعد و ابن عوف و طلحہ و کذا و خجل
 جراح لہم جنہ اخلدہ اور قطع نظر اسکے امامیہ نے ہی حق شیعہ میں بشارات نقل کئے ہیں
 چنانچہ کلینی اعور نے کافی میں باب من غرہ امامہ لم یغروہ ما تقدم بہ الامر و ما اخرہ من احادیث

من
 برکتہ
 بیشہ

من
 بشارات
 و حق شیعہ

اگر اس بات کو بھی مین کہ صریح موجب اغراء و اغواء عوام مین اور جن یقین مین ہی امام جعفر صادق سے مناقب شیعہ مین کہ آنحضرت نے فرمایا قسم خدا کی کہ دو نفر تم مین سے داخل جہنم گئے واللہ ایک ہی داخل ہو گا انتہی ظاہر ہی کہ یہ حکم عام شامل کا ذرا نام ہی پس جیت عجم جائی توفیہ مرقوم ہوا تو جو لوگ مخصوص المنفرت اور داخل بل بدر و بیعت الرضوان مین وہ کیونکر درخور عین نفرین ہونگے قولہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ خلافت ابوبکر و عمر کی بموجب حکم خدا و رسول از روی قرآن و حدیث کے مستنبط ہے اور بعض نے صاف لکھ دیا کہ از روی قرآن و حدیث کے نہیں ہی صرف صحابہ کے اجماع سے خلافت کو پہنچے مین عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان مین لکھا ہے کہ کوئی آیت و حدیث بمقتدہ خلافت حق صحابہ مین تصریح نہیں آئی چو اب اگرچہ آپ نے سابق و سیاق کلام شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو محذوف کر کے استدلال بطریق لا تقر لوالا الصلوۃ کیا ہے چنانچہلاحظہ تکمیل الایمان سے واضح ہی لیکن وجہ تطبیق مین القولین کی یہ ہے کہ جسے خلافت کو مخصوص کہا مراء و اسکی یہ ہے کہ نفس الامری مین مخصوص متواترہ دلالت کرتے مین خلافت علی المرتبہ پر یہ مراء و مین کہ خلافت وقت انعقاد کے کتابت بانصت ہی اسلئے کہ اس وقت شخص نے تمسک سات اوں لیل کے کیا جو فی الفور اس کے پاس موجود تھی اور فرصت متبع مخصوص کی معاون مخصوص سے بسبب ضیق فرصت کے غلی چنانچہ اسلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گروہ مسلمانوں کے ایک کو ان دو لوگو مین کہ عمر بن الخطاب و ابو عبیدہ بن الجراح مین اختیار کریں وہی خلیفہ ہے غرض یہ تھی کہ اظہار انصاف کریں اور دعویٰ نفس کا اپنے لئے نہ کریں اسلئے کہ معلوم تھا کہ یا بی اللہ و المؤمنون الا ابابکر اور صدیق اگر جانتے تھے کہ یہ بات ہونے والی ہے حاجت او عائی نفس کی اپنے واسطے کیا ہے خود بخود ہو گی اور حضرت فاروق نے جو وقت شہادت کے خلافت کو درمیان چہ آدمی کے بطور شہوت سے چہڑا اسوا اسلئے کہ متعین خلیفہ کا اپنے ذمہ ملین والا فاروق اعظم سے بار بار منقول ہے کہ اشارہ طرف خلافت جنتین کے علی المرتبہ کرتے تھے اور حضرت طلحہ و زبیر نے

حالات و حالات و حالات

جو وقت خلافت حضرت امیر کے کلمات اکراہ کے کئے سو اس لئے کہ بیعت ہر وقت حضرت عثمان ہوتی تھی اگرچہ نفس الامری میں اسد اللہ تھیں امامت تھے اور مرد شہید خلافت بالاجماع سے بدیہی کہ اجماع اکثر اہل محل جو حد کا تحقق ہو پس اگر دو ایک آدمی اجماع سے خارج ہو تو کچھ پرواہ نہیں اس لئے کہ اکثر کو حکم کل کا ہی مسلط سعد بن عبادہ وقت انعقاد خلافت تکبیر میں داخل اجماع نہ ہوئے پھر ثانی بحال بیعت کے کا حقیقہ اولہ العالم پس عدم دخول کا قانع نہیں ایسی آبان بن عثمان مجتہدین صحابہ سے تھے کہ خلاف اولیٰ مضمر مقصود ہو اس طرح جو صحابہ حضرت امیر علیہ السلام سے آزدہ ہو کر پاس خلافت کے چلے گئے کل دو چار آدمی تھے نہ ان سے بغیر بن شعبہ وغیرہ سرید ہی مجتہدین صحابہ میں معدود نہ تھے مع ذلک آزدگی انکی بنا پر کمال اخلاق تھی نہ بسبب لیاقت خلافت کے اس لئے کہ یہی انخاص نقل مناقب رضوی میں کثیر الروایات میں پس مخرج ہو گئی وہ ملحق جو اپنے بابت عدم بیعت سعد کے صفو اکابر میں اور نسبت بغیرہ کے صفو ستاروں میں کسی ہی کا اول نے مطلق بیعت کی اور ثانی معاویہ علیہ السلام اور جہمی بن گئے لیکن سعد بن وقاص و محمد بن سلمہ و اسامہ بن زید و عبد اللہ بن عمر وغیرہ ایک جماعت متورعین صحابہ کی کہ جو بسبب کمال احتیاط کے شریک جنگ حضرت امیر بافرنگ نہ ہوئے سو انکو خود اسد اللہ نے معذور رکھا اور انکے حق میں فرمایا ہوا کہ قد و اعن الباطل ولم یقوموا مع الحق لیکن ان سبب ہی بہت مناقب و نشر فضائل رضوی میں مقصود نہیں کیا اور ظاہر ہی کہ بیعت ہر فرد کی انعقاد خلافت میں ضرور نہیں اگر ایک جماعت بیعت کرے اور باقی تسلیم کریں تو خلافت منعقد ہو جاتی ہی پس وہ جو اپنے صفو ستر میں میں لکھا ہی کہ جنگ صفین میں مسلمان تین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے طرفداری دونوں کی انکی یہ گونہ ظاہر میں معین معاویہ نہ ہوئے لیکن باطن میں معین و مدد تھے اتنی حاصلہ مخرج ہی والا عالم ماکان و مایکون یعنی حضرت امیر انکے حق میں قد و اعن الباطل نظر طے باجماع کہ سبب نفس میں جثوث مخرج ہو گئی تو ثبوت خلافت خلفاء اربعہ کا بے شبہ از روی نفس

محقق ہی گو وقت انقاد خلافت کے نہوا سئلے کہ اوس وقت بنا پر ضیق فرصت و وسعت حادثہ
 و تردد و خواطر کے اتفاق قیاس نصوص کا نہوا اور سطر حکم بت سئلے میں کہ صدر اول میں بت
 و قیاسات سے ثابت تھے اور اب نصوص سے ثابت ہیں یہ مسئلہ بھی اسی قسم کا ہی
 اور یہی مطلب ہی قول شیخ دہلوی کا جسکو آپ نہ نہیں ہے اور اس سے ثابت ہو گیا کہ ثبوت
 خلافت کا اولاً اجماع سے ہی پھر نصوص سے ثواب نصوص و مجمع علیہ دونوں ہی
 اہل سنت کے نزدیک اگر استحقاق امامت کا بنی ثابت ہو تو اسکو خلافت راشدہ کہتے ہیں اور
 اگر بغیر دلائل ظنیہ ہو تو اسکو خلافت عادلہ کہتے ہیں اور اگر تغلب بقرون بدون استحقاق ہو تو
 اسکو خلافت جائزہ و ملک عضو کہتے ہیں سو خلافت خلفاء اربعہ کی سبب مشہد راشدہ ہی
 اسلئے کہ ہر ایک نہیں تھی امامت کا از روئی نصوص کے اس تفرقہ کو یاد رکھنا کہ بہت
 کام آویگا قولہ اعتقاد امامیۃ اثنا عشرہ کا یہ ہے الخ جو آپ یہ سارہ حقیقہ سے مل جائے
 ثقلین میں بشہادت ائمہ امامیہ چنانچہ اجوبہ کتاب ہذا سے واضح ہو گا موسیٰ بن علی بن
 حسین بن علی عن ابیہ جبرہ فرماتے ہیں کہ انما شیعتنا من اطاع اللہ و عمل عملنا و اطاع
 اہل کیمہ اعتقاد ائمہ ہدی کا نہ تھا قولہ بعد پیغمبر کے عواجب نے خلاف حکم کیا اور نہ ہی حق کو چھو
 محروم رکھا اور اہل بیت پر سبھائی صریح کئے اور خلافت سلسلے لی جو آپ کہتے کلمہ تحریج
 من افواہہم ان یقولون الا کذباً یا شیخ اسکا جواب بیان ششم میں آویگا فامظروا انی حکم
 من المتظہرین قولہ اس سبب سے مستیون کو فاصب فاسق فاجرو متبع ذابھی و کا و جانتے
 ہیں جو آپ یہ جانتا تھا اطابن لیل بغل و سیا جانتا ہی جیسا کفار نبی آخر الزمان کو
 مجنون شاعر سا کر کا بن جانتے تھے اپنے بھائی کا برقع موہنے پر لے لیا ہی اور اتحاد
 ائمہ ہدی کو بالکل گوشہ خاطر عاظر سے بہلا دیا کافی میں ہی جو شخص مسلمان کو کا فر کہے
 وہ خود کا فر ہو جاتا ہی اور اہل سنت تو ہمیشہ محاذ فواجب سے اور میں بلکہ ہمیشہ و افواج کے
 فساد کا مستیون نے ہی کیا اور حق خدمت اہل بیت بجا آلا سو حقیقت میں سچا مناظرہ

فوق خلافت راشدہ و عادلہ و جائزہ

بہی ہو نا اہل سنت کا بطور شیعہ اور جواب کا

شعید کاسات نواصب کے نبی رسینوں کے سلیکے کو انکو فوم المہیت میں باک نہیں اؤ کو بہ
 کوئی احباب میں مبالغہات نہیں بخلاف سنینوں کے کہ یہ جسکو را کہیں زبان آخرت کریں کہ اور
 قبلہ قطب و دہر خیر موقی کہہ رہیں کیا کچھ جب یہ بغیر ای اخذ الہی باجرتی عمل کرتے ہیں
 اور سنینوں پر تمت نصب کرتے ہیں تو اؤ سوقت مراعہ کیا جاتا ہی کہ ارفع بالہی ہی ان
 شہر الا ایلین احد علیہ فخل فوق جبل ایلینا اؤ ظاہری کہ حسب افادہ صدوق امام
 مہدی اؤ شخص کو کہتے ہیں جو من حیث الاعتقاد و من حضرت نبوی اور متحل خون تمامی اہیت
 اور انکی برکاتی میں کو ہی حقیقہ پنجوڑے اور مجوزہ من ائمہ طاہرین ہو سوہر تقدیر پر بند رہا ہست
 ان سب لواٹ سے منرواقع ہوا ہی اسپر ہی اگر اؤ کو کوئی مہدی کے تو صرف لدا و عناد
 ہی دس قولہ جو نہیں سے تقلید ہند العصر کے کہ انبا امام ہی کرتا ہی اؤ سکوا اصولی کہتے
 ہیں اور اگر مقلد نہیں ہی تو اؤ سکوا اخباری کہتے ہیں اور اخباریہ کو مانند محدثین کے کہ فرقہ
 اہل سنت و جماعت میں ہی بجننا چاہے جو اب تمام اس فرقہ اصولیہ و اخباریہ کا یہ ہی کہ
 اصولیہ مقلد شیطان اطلاق میں انکو اہل بیت سے یکجہ کام نہیں بلکہ رسالہ جعفریہ میں لکھا ہی
 لا قول للیت و شرط الا اکثر کوہ ضیاعی جب مجتہد مواتو قول اؤ سکوا مفتی: نہ واجب تک کہ مجتہد
 اجازت غے اکثر فی ہی ہون مجتہد کا شرط کیا ہی و کذا قال المحلی فی تہذیب الاصول اؤ عرض اس
 ضابطہ سے یہی کہ حکام دین ہر زمان میں تبدیل ہوتے ہیں اور تجویز علماء سابقین سے تخلف
 میرا اؤ اور قبل انکے سوا اہل علم امامیہ میں طائفہ اخباریہ تھا بلکہ یا قرآن حسین علیہ السلام برادر سجان
 علیہ السلام علیہما علیہما شیعہ ائمہ صحیحہ انہیں کے طریقے میں تھا مہذا ایک دوسرے کی
 تکفیر و لعن کرتے ہیں اور دائرہ ایمان سے باہر نکالتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہی کہ طرفین
 مکلف و ملتون ہیں و کفی اللہ المؤمنین القتال اور اقرار العقلا علی انفسہم حجۃ قاعدہ مقبولہ طائفہ
 ہی قولہ یا بکلہ مسلمان ملک ایران الی قولہ ذہب امامیہ اثنا عشریہ کہتے ہیں جو اب
 اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو ذہب امامیہ کہنا کمال محال ہی اسلئے کہ یکے نزدیک مسلم عبارت

منافق سے ہی چنانچہ صفحہ انکاسی رسالہ سے لائحہ ہی اور امامیہ مومن ہیں تو منافق مومن کی طرح ہوگا اور اگر ہوگا تو اثنا عشریہ منافق ٹھہرتے ہیں اور اگر یہ لوگ امامیہ مومن تو ان کو مسلمان کہنا کس اعتبار سے ہوگا وہ بیان کیجئے اس لئے کہ بموجب قرار داد آپ کے شیخ مسلمان نہیں ہیں واصل یہ کہ اجتماع نقیضین کا اتفاق حکماء اولین و آخرین محتسب بالذات ہی یہ دونوں بحیثیت واحد بذاتہ اس کے ہیں اس لئے کہ مصداق انکا واحد ہو لیکن جہاں تشیع کو بہت گنجائش ہی آپ چاہیں اجتماع نقیضات ثابت کر دین **قولہ** دولت امویہ و عیسائیہ مین شیعہ امامیہ اکثر تفسیر سے بسر کرتے تھے انتہی مختصر اچھو آپ یہ دعویٰ مخالفت تصریح امامیہ ہی اس لئے کہ باوجود بی بحار الانوار میں لکھا ہے کہ خاتم غاس میں جو قتل بنام امام محمد باقر علیہ السلام ہی یوں لکھا ہے حدیث النکاح المہتمم والشرع علم اہل بیتک وصدق آباہک الصالحین ولا تخافن احد الا اللہ فان لا سبیل لاحد علیک اور خاتم سادس میں کہ مستحل ہی بنام امام جعفر صادق یوں لکھا ہے حدیث النکاح المہتمم ولا تخافن احد الا اللہ والشرع علم اہل بیتک وصدق آباہک الصالحین فانک فی حرز وامن اس سے ثابت ہو کہ یہ دونوں امام دولت امویہ و عیسائیہ مین تفسیر سے منسوخ تھے تو اب تفسیر امامیہ کا بے وجہ ہیرنگ اور تفصیل اور بطلان تفسیر کی تحفہ و سیف مسلول و منتہی الکلام وغیرہ میں قوم سے اس کو مرتفع کر لو چنانچہ نام تفسیر کا لینا **قولہ** زید یہ تابع زید بن شہید کے ہیں **جواب** تفسیر ذکر زید یہ کی اچھلہ نظر اس کے ہوگی کہ والد زید گوارا آپ کے زید ہی تھے والا شیعہ بہت حقے ہیں چنانچہ خود آپ نے دستان ائمہ طائفہ ہرنا اور جہات انکار و سب کے پس فرقہ ہرنا امامیہ کا نقل کیا ہے لیکن جب یہ کہہ کہ امامیہ اثنا عشریہ ہرنا خلاف خود سے داند تو یہ شخص بے سود و فوٹو ہیری کہ الکفر ملہ واحد **قولہ** سلم نے جابر سے روایت کی ہے امامیہ فان غیر احادیث کتاب اللہ و غیر اندری ہی محمد و شرع الامور محمد ثا تھا و کل مدعہ ضلالہ کس معلوم ہو کہ اگر کچھ بعد انحضرت کے حادثہ ہوا شر و بدعت و ضلالت ہی اور ظاہر ہی کہ چاروں مذہب سنیوں کے بعد کتنے سال کے مقرر ہوئے ہیں **جواب** ترتیب کرنا دلیل کا اور نگاہانہ نتیجہ کا اوس سے

مسلمان انوشیعہ کا طور ہے

منسوخ ہونا انوشیعہ کا نتیجہ ہے

منسوخ ہونا انوشیعہ کا نتیجہ ہے

آپ ہی کا کہہ کر ہی صحیح اسی تو مجھ پر خوبی زدکد است گویم ۴ اس حدیث میں قید بعدیت زمانی
 کی کہان ہی جس پر اپنے شر و بدعت ہونا مذہب اربعہ کا مقترح کیا لیکن یہ گور شر بلا حفظ لفظ
 امام بعد جو صدر حدیث میں وارد ہوئی اور مراد اس سے بعدیت حمد الہی نبی زادہ کچھ صادر ہوئی
 حالانکہ حدیث میں اگر یہ قید بھی ہوتی تو یہی مذہب اربعہ داخل اس حکم کے نہ ہوتے اس لئے کہ امام عظیم
 دامام مالک دامام شافعی دامام احمد بن حنبل تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں تھے اور چاروں
 امام تابعین میں خلفاء راشدین کے جو دین اور کائنات و ہی دین انکا ہی اور زمانہ صحابہ و تابعین کا
 مشہور و مذکور ہے اس لئے کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہی خیر الناس فی ثلثی ثم الذین یلوئون ثم الذین
 یلوئون اور راوی اسکے عبداللہ ابن مسعود ہیں اور اس حدیث کو منہج الصادقین میں حدیث قدسی
 کہا ہی اور قرن ایک زمانے کے ہم عصر اور ہم وضع لوگوں کا نام ہی بعضے کہتے ہیں کہ ساتویں
 قرن ہوتا ہی اور بعضوں کے نزدیک سو برس لیکن صحیح بات یہ ہی کہ قرن کی مدت کچھ مقرر
 نہیں ہو حضرت اور اسی کا زمانہ ابتدا و نبوت سے اخیر صحابی کی موت تک ایک سو بیس برس کا تھا
 اور تابعین کا زمانہ ایک سو ستتر میں آخر ہوا اور تبع تابعین کا زمانہ دو سو بیس ہجری تک تمام ہوا
 شافعی شیعہ کلینی میں لکھا ہی ان ہتینا خرج عن الدنيا وكان ديننا ما والا يفرم ان يكون للامة
 على الله حجة و كذا في وقت خلفاء و في المنهج خير کم قرنی ثم الذین یلوئون اور حقیقہ کا مد سے کد زبور
 و انجیل الہدیت ہی اور جامع الاخبار ابو جعفر ابن بابویہ طوسی سے خیریت زمانے کی بعد انحضرت
 کے چالیس سال تک بلکہ دو سو برس تک تھی جاتی ہی اسصورت میں غوی آپکا باطل اور غوثہرا
 اور مضمون میں خضر ہیرا اخیرہ فروع فیہ تحقیق ہوا اس لئے کہ جس صورت میں حسب ایت صحیفہ کا مذہب
 چالیس سال کے افشائی ضلالت ہوگا تو مقلدین ابن سیاہودی اور شیطان الطاق شیعہ
 منال تہرینگے و لا اقل ۷ لوگ جنکے مذہب نے دولت مصفیہ میں قوت پائی اس لئے کہ جامع الاخبار
 میں یہ ہی ہی کہ دو سو برس تک برگ و خار دونوں میں گے پھر برگ نرسے گا اور سب نماز و
 ہوجا و گیا اور موجب آپکے کہنے کے آخرین ائمہ اہل سنت یعنی احمد بن حنبل سنہ یکصد چار میں

متولد مجھے کہ یہ سال سبے شہید اخلاص و عدل سال مذکور ہی مودعین اہل سنت کا خیر و باریت تھیں انشراح
و نہالات قول کہ اکثر مسائل میں مخالفت میں جواب پاسخ ہکا اور پر گزرجکا لیکن حکم اذا
تکرر تقریر و دوسری طرح پر یہی کہ اختلاف اہل سنت کا اجتہادی ہی کہ یہ قرن صحابہ سے
لیکر زمانہ فقہاء اور بعد تک سبکو مجتہد جانتے ہیں اور مجتہد اپنی رائی پر عمل کرتا ہی اور اختلاف ارار
جلبت نوع انسان ہی کچھ اختلاف روایت نہیں کہ شاید کذب و افتراء ہو دوسرے سارا
اختلاف فروع میں ہی نہ اصول عقائد میں سو اختلاف فروعی برابر اجتہاد و دلیل بطلان
مذہب نہیں ہو سکتا مثل اختلاف مجتہدین شیعہ کے مسائل فقہ میں مانند پاکی و ناپاکی شراب
و تجویز و عدم تجویز وضو و گلاب کے البتہ اختلاف اصول عقاید کا دلیل بطلان مذہب
ہو سکتا ہی مثل اختلاف فرق شیعہ کے سو اس قسم کا اختلاف اب تک اہل سنت میں نہیں
جو کہ کہی وہ خاندان عالیشان شیعہ الشیطان میں ہی کما قال اللہ تکا و لو کان من عند
غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلاف اکثر طرفہ ہی کہ خود رفضہ ان اختلاف کو منسوب طرفہ ائمہ کے
کرنے میں چنانچہ علل الشرائع میں لکھا ہی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ سئل عن اختلاف
اصحابنا فقال فقلت فکلمکم لو لم یجتعم علی امر واحد لاخذکم ربکم اور نیز اسی کتاب میں ہی
امام جعفر صادق سے کہ میں شخصوں کو ایک مسئلے میں تین جواب دئے یہاں تک کہ صاحب
تہذیب الکلام نے اقرار کیا ہی کہ کوئی خبر مروی نہیں کہ مخالفت و منافی اوسکے وارد ہوا
اور کوئی حدیث سلیم معارضہ سے پائی نہیں جاتی یہاں تک کہ علماء حنفیہ نے ہاتھ پاؤں کا
ہمہ پورا کیا انتہی قدر الحاحا ہے جسکے ایک گھر کا یہ حال ہو تو اختلاف اجتہادی اہل سنت پر
کیا سنا غ طعن ہی ایسی بات وہ کہ جسکی سیجے کی پھوٹ گئی ہوں قول مذہب ماسیہ کا
وہی مذہب ہی کہ رو برو حضرت کے تھا جو آپ اپنے اگرچہ نام از النہین کا فہرست کتب
مناظرہ فریقین میں صفحہ ہفتم میں لکھ دیا ہی لیکن اوسکو ملاحظہ نہیں فرمایا والا آپکو معلوم
ہو جاتا کہ باہملاف ائمہ رفضہ مذہب ماسیہ کا سختی چند اشقیائی ہو و گا ہی اور مذہب

جواب مسائل مخالفت اہل سنت

ذہب مذہب ماسیہ کا رو برو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

اہل سنت کا عین میں سید المرسلین ہی اور خود اکابر طائفہ ومنہم الفاضل الطبری صاحب الکامل
مقررین کہ طریق اہل سنت طریقت اصحاب پی اور اگر سلمان والبرذر وغیرہ کو ذیل تشیع میں لیا
چاہتے ہوں تو حال ادکا بعد سقرا کتبہ رفقہ کے اجلی بیہات سے ہی حالاً کنو جمع اہل
مدینہ کیا انصار و کیا مہاجرین کہ اکثر انکے حاضرین بیت الرضوان اور بعض قطع حنی و عتہ
ہی مذہب شیعہ کا کہتے تھے یہاں مناسب مقام ایک حکایت غریب یاد آئی کہ ایک
عالم طائفہ ایران زمین سے بارادہ الرام اہل سنت و اہل طاعت دہلی میں رونق بخش ہوئے تھے
غلطہ انکے تہجد حاضر جوابی و جودت دین کا بلند ہوا اور مجلس مناظرہ منعقد ہوئی ملا دو پیکر
اپی جو تیار بغل میں دہین اور دوبرو انکے سند پر بیٹھے اونہوں نے پوچھا کیا تم ظاہر
کو آئے ہو کہا ہاں فرمایا یہ کیا حرکت ہی کہ خلاف عادت شرفاء کے جو تیار بغل میں رہا
ہو ہمارے سامنے مناظرہ کو سند پر بیٹھے ہو ملا نے کہا کہ شیعہ کفش مہاج کو جو رہا لیتے تھے
آنحضرت نے فرمایا کہ جب مجلس میں جاؤ اپنی کفش اپنے قابو میں رکھو کہ فعلین تحت لعین
اوس شخص نے تہجد بار اور فرمایا کہ شیعہ زائد رسول خدا میں کہاں تھے ملا نے کہا شاہ
زمانہ ابو بکر صدیق میں تھے فرمایا یہ ہی غلط اور سوقت ہی انکا نام و نشان نہ تھا کہا غالباً
دلت خلافت فاروق میں تھے فرمایا یہ ہی جھوٹ ہی زمانہ عمر میں زادی عدم میں ہوئی
ملا نے کہا جبکہ مذہب زمانہ آنحضرت میں تھا اور زمانہ خلافتوں میں تو پھر بے شہد بطون
لمحدین سے وجود میں آیا ہی مجلس ملا نے ہنسے اور وہ صاحب بغل ہوئے اور وطن کا رستہ لیا
یہاں پر اصل حکایت واقعی لکھی گئی اور تشنیعات ملا کو اشارہ تہذیب سے حذف کیا سو لفظ
اس حکایت کی واقع سے بری ہی علاوہ اسکے اپنے صفحہ سوم میں سچا سوال اول کہا ہی
کہ دوبروی جناب رسالت ماب تمام انصار و اصحاب ایک رویہ پر مطیع و امار و نوای خبر البرہتے
سب افعال میں بیروی جبریت و اجلال کی کرتے تھے حضور آفتاب کے حاجت جلائے شعل و
جلاخ کی نہیں ہوتی جب سرور عالم روضہ قدس کو گئے اختلاف ہوا انتہی اور صفحہ ششم میں

اور انکے بارہ امام ہیں اور وہابی انکو کہتے ہیں اور اصولی و اخباری انکو اور مذاہب فقہاء
 اربعہ اہل سنت شروع بدعت ہیں اور مشرب یا مہدی ہی جو ساسے پیغمبر کے تھا و لکھڑا حالانکہ
 قطابق جواب کاسات سوال کے ناگزیر ہی اور صیاح عقل اور اس کے مسائل موجب ہی والا سارے
 خطابیات صحیح ہزارین اور جو کوئی کچھ بکدے وہ فنی و اثبات مدعا میں کافی ہو جایا کرے
 اس سوال کا اتنا جواب تھا کہ فرقہ ناجیہ طائفہ امامیہ ہی دلیل انکی نجات کی یہ ہی اور مستہدین کو
 جو دعویٰ نجات کا ہی وہ صحیح نہیں اور دلیل انکی عدم نجات کی یہ ہی اسلئے کہ غرض پہلی مسائل
 شیعہ ہی غرض کی کہ تقویر اس خود کو کوزہ و خود کو زہر و خود گل کوزہ آپ ہی مجیب ہی اور غرض
 مجیب امامی کی کہ خود ہی مسائل ہی صرف اثبات مذہب فیض الباطل بن سنت ہی لاغیر وہ اس
 وضع پر حاصل ہو جاتا اگر فی الواقع دلائل مقبولہ الطرفین ہوتے نہ اس قصہ کمانی سے جو کہے
 گئے اور یہ پہلا سوال جواب تھا جب کا تار و پود یہ ہی آگے دیکھئے گا کیا گل کیلے کام صرحہ
 قیاس کن پاکستان بن بہار مراد قولہ سوال جواب یہ سوال و مہم ہی اور حاصل اس سوال
 محل مطلق کا اس قدر ہی کہ حدیث ثقلین بے شبہ ارشاد نبوی ہی اور شیعہ حسب گفتہ اہل سنت
 سیکر اہل بیت کو نہیں مانعے تو یہ یہ کسطح پیرو ثقلین کے ہیں قولہ جواب جواب یہ جواب
 اسی سوال کی کا ہی جسکی ابتداء تقدیر کتب فریقین سے کی گئی تھی اور صدائے زبان و ہفت
 اوسمین مندرج ہیں مقصد اس جواب سے صرف کہنا جواب بعض اقوال بدلتل حسب تحفہ بزم
 خرم و سیرت و انحال ہی نہ بطریق احتجاج و استدلال و ہنوز دہلی دورست قولہ اگر مناظر ات
 اور انصاف سے سمجھنا منظور ہو تو صوبہ حق محرقا بن حجر و نقل و نقل خواجہ مخدوم و ابطل
 الباطل فضل بن روز بہان شامی و سمیع مسلول شفاء اللہ بانی تہی و کتاب تحفہ عبد العزیز
 دہلوی و منتہی الکلام و کاشف اللتام و از الہ العین عن بصارتہ لعین حیدر علی کفشگر وغیرہ
 تصانیف سنیوں کی الی قولہ بغیر مطالعہ کر دجو چاہ اپنے آجگہ بقیض اذالہ حقیت حلیا
 انجیا نقل و اشاعت گنتی کتب مناظرہ فریقین کی کی لیکن اسطے مغالطہ ناظرین کے نام کتب

جواب دوم

تعداد بعض
 اہل سنت و
 فاضل

مناظرۃ اہل سنت کے متون سے لکھنے سات آئمہ اور نام کتب شیعہ کے بہت کلمے قریب آئیں
 بیس کے حال اگر کتابیں اہل سنت کی یہ در و فرض میں بہت ہیں جو اب و استقلال حتیٰ کہ کوئی کتاب شیعہ کی
 ایسی ہوگی جس کا جواب نہ ہو لیکن یہ کتاب آئینہ تالیف ہو یا تصدیق تفسیر میں حکم جن میں رحم
 نشین میں ہو یا قلت شہرت سے ملاحظہ اہل سنت میں نگذری ہو چنانچہ نام بعض کتب مشہورہ
 کے بہرین المنہج^۱ الادب^۲ لابن تیمیہ^۳ رالہ^۴ مولانا عقیق الدین حسینی^۵ در تحريم متعة فضائح الروافض^۶ خلاصہ
 نصر اللہ کا بللی نصرۃ الصدیق^۷ للشیخ محمد فاخر محدث الکراچی قدس سرہ تین حق و در غرر درو
 و درہ احقان الحق صواعق محرقہ و باریق مہدیہ صواعق مشرق صواعق ازہر خواجہ نصر اللہ
 کا بللی کشف الغطاء^۸ للشیخ عبد العزیز الاکبر آبادی^۹ کشف غطا راہیہ بخشش سا ایضاً
 کشف الغطاء عن فساد کلام اہل النجاسۃ لصاحب الصواعق مفتاح کنوز خفیہ حاشیہ
 تحفۃ اثنا عشر تنبیہ^{۱۰} السفیه رتو حوام ازہ مولانا یحییٰ اللہ عثمانی^{۱۱} رجوم الشیاطین^{۱۲} و در
 نقال شمیری^{۱۳} بغیرۃ الراشدین و ذلک الضالین صاعقہ حاسمہ علی عدو الملکۃ الاسلامیہ و در
 حیدریہ لغات ثقلین فی اثبات خلافت ائمہ حق قبایب لال الکلاب تعذیب^{۱۴} البیاب فی شرح
 ام الکتاب سیارۃ الکونین فی فضائل ائین قرۃ العینین فی تفصیل شیخین ازالۃ اخفا عن خلافت
 اخفاء الضائق معروض بستر شد نقض^{۱۵} تمثیل صراط المستقیم تبصرۃ الامان اثبات^{۱۶} الخرافہ
 لصاحب ثمرۃ اخلافت بران اخلافت صولت غصن غفر و شوکت عمریہ ملقب بکبرہ صفدریہ و
 بارقہ نیمینہ ملقب بجلد مختارہ بصائر^{۱۷} العینین فی اثبات شہادت حسین صولت حیدریہ علی الجوس
 القدیریہ رد ذوالفقار معرکہ الاراء رسالۃ المکاتیب فی ردۃ الثعالی الخراب رسالۃ
 شہادت قب شوکت فاروقیہ وسیلۃ النجاة لصاحب التہنہ السیر الجلیل فی مسئلۃ^{۱۸} التفضیل و ائمۃ
 الفتوی طعن^{۱۹} بہمان ایضاح لطافۃ المقال لصاحب الشوکیہ و امیرہ طاعیہ علی بن اخرج من اہل
 البیت الفاطمیہ العجب العجائب فیما یبیزہ السراب من الشراب^{۲۰} توفیق بقاء و رد و فرض تالیف محمد
 حسینی موسوی رد انوار بدریہ از خواجہ غلام حکیم دہلوی رسالۃ^{۲۱} مولانا حسین شمیری در اثبات

نہ سب اہل سنت کشف الالباس علی ہذا القیاس کتب رسائل کثیرہ میں بطول المختصر مشہور
 وغیرہ مشہور بہت ہیں جو انکو مطالعہ کرے اور بہ حقیقت طائفہ منکشف ہو کہ سنیوں نے
 کس طرح خدمت اس طائفہ فاحشہ کی کی ہی بقول شخصہ مانگ کے نیچے سے نکال دیا
 و انت کہتے کر دیئے افسوس کہ تھے اور وہ کو ہدایت مطالعہ بنور کی کی لیکن خود نظر
 سرسری ہی کل بعض ان کتابوں کو نہ دیکھا ورنہ اتنی تراش خائی یا وہ چائی ہرزہ در آئی
 ظہور میں نہ آتی اور جواب جواب اہل سنت سے قطع نظر کہ یہ کتاب سربلایہ کتاب
 بنائی بخانی قولہ حیدر علی کشف جواب اول نسبت اس پیشہ کے طرف جناب موصوف
 لازال فی ظل الرؤف کے تہما کی ولی کنگرہ سبحان تری قدرت نے زبان بعض شخص
 سے کی تھی چنانچہ جواب بفضل اوسکار سالہ المکاتیب مطبوعہ دہلی میں لکھا ہے لیکن تم
 صبر بنوا اور اس خیال پر کہ بری بواج کتنی تہمین پھر تمہارا پیٹ پھولا حالانکہ اہل علم و دین
 ہونا آباء و اجداد مولوی حیدر علی صاحب کا معلوم خاص عام ہی اور پیشہ پائی کا شیعہ
 خصوصاً اصحاب ائمہ کتب تواریخ امامیہ سے ظاہر ہیں علی الخصوص چرم فروشی تمہارے
 باپ کی اور دوکانداری آپ کی کہ ہنوز برقرار ہی شہود ہر دشمن و دوست ہی معذاتین کفشتاری
 انا و سے کی کارگیری ہی مشہور ان عادت العقرب عدنا لہما و کانت النعل لہما حاضرۃ
 البتہ جناب موصوف نے طائفہ فاحشہ رخصہ کی خوب کشف کاری کی ہی اس جگہ سے
 کسی دشمن حق گو نے کہ نادان دوست سے دشمن دانہا ہتر ہی یہ لفظ بولی ہوگی ورنہ
 کسی نے اونکے خاندان میں یہ پیشہ نہیں کیا عجب ہی کہ دوکانداری تم کرو اور صاحب
 ماجی صاحبہ میں تقیۃ ناز عصر و ظہر نظر باحق امید داری و تقویت کار خجاری تم پر
 اور طعن حرفت کہ زینار اسباب مطاعن میں حقللاً و عرفانین مولوی حیدر علی پر کہ شہر
 تابدوکان خاندان گروہی ہرگز اسی خام آدمی نشو و نما سے کہ صدارم مہرق و سجاد مفرق
 وغیرہ الی آخرہ کہ کتب امامیہ اشاعت عشرت سے بغیر مطالعہ کر و جواب حاصل اس مطالعہ

بنور سے یہی ہوگا کہ مختلف ہونا سفینہ کا اہل بیت سے ثابت سو یہ بات بعد تالیف ہونے سے متعلق
 اثنا عشر کے کما حقہ مروج ہو گئی اور جو کچھ اسباب میں صوامر وغیرہ میں لکھا ہی منع اور کما
 تنبیہ سفینہ و غرة الراشدین وغیرہ کتب اہل سنت سے کہ تائید کلام صاحب تحفہ اور منع اور نام
 معتبرین میں تالیف ہوئی ہیں بتنبیہات جلیہ و تنویرات ہیہ مرقوم ہی جس سے راکب سفینہ اہل سنت
 ہونا اہل سنت کا اور مختلف ہونا شیعہ کا ظاہر ہی کیونکہ اہل سنت اعراف میں سادہ مذہب اہل سنت کے
 پس ادعا مختلف اہل سنت کا سفینہ اہل بیت سے کمتر ادعائی مختلف اہل اسلام سے سفینہ دین
 خاتم الرسالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں اب تک لازم ہی کہ مطالعہ منور کتب اہل سنت کا
 کہ مادی روایات ائمہ اہلبیت ہیں کرواد حقیقت حق میرج بر اعتقاد لاؤ قولہ مگر ناظرین ان کتابوں کو
 اطلاع کتب فقیر و حدیث وفقہ و تاریخ طرفین پر ضرور ہی اور کتاب میں ان علوم کی بہت ہیں اذ بخلاف
 جو مشہور ہیں اور اکثر میرا قی ہیں اومیں سے نام چند کتابوں کے لکھے جاتے ہیں کہ شائق کو
 کافی ہی جواب یہ نام کتابوں کے اگر واسطے اعلام شیعہ لکھے ہیں تو ہر شخص خاصہ عالم
 طالب علم ہر مذہب کا نام و نشان سے اپنے دین کی کتابوں کے غالباً واقف ہوتا ہی اور کہ
 حق میں یہ حکم تحصیل حاصل ہی اور جو جاہل محض ہی اور کہ اگر نام پر اطلاع ہی ہوئی تو یہی بے سود
 کہ وہ اس کے مطالعہ بنور سے ہی فائدہ مند و تنفیض نہیں ہو سکتا چہ جائی صرف نام کتاب کے
 اور اگر یہ حکم سنیں کو ہی تو وہ بھی اپنے کتب مذہب سے بخوبی آگاہ ہیں کہ صاحب راوی
 بالذی فیہ بیان تک کہ مغالطہ وہی شیعہ سے ہی دہر کا نہیں کھاتے اور غیر کی کتاب کو اپنا نہیں
 سمجھتے بلکہ کتب شیعہ کو بھی کما حقہ غریب بنا چکے ہیں چنانچہ کتب مناظرۃ اہل سنت اسکے شاہد ہیں
 کہ کہاں کہاں سے روایات و مذاہب اہل مذہب کو کس کس تحقیق کے ساتھ نقل کر کے ارباب طائفہ کو
 الزام دیا ہی اور جو روئے کو اس کے گھڑ تک پہنچایا ہی حتی کہ استقدر نظر بالفعل شیعہ کو ہی اپنے
 کتب مذہب پر حاصل نہیں چنانچہ اقرار سہات کا زبان سبحان علی خان سے آویکا و لیکن ہمداری
 غرض اس گنتی پوری کرنے سے صرف دہر کا نا عوام کا اور اظہار اپنے تبحر علم و عبور کتب کا

معلوم ہوتا ہے کہ سنیقت اس کی یہ بھی کہ نسخہ نام تاریخ ابن قتیبہ و تاریخ محمد بن علی بن عثم کوفی و تاریخ
 عبد اللہ بن احمد یافعی و تاریخ گزیدہ حمد اللہ مستوفی قزوینی اور تاریخ حافظ آبرو کا دیباچہ و خطبہ
 مطبوع سنی سے بعد مطالعہ ابن کثیر کے نکال کر لکھ دیا ہے خود ان کتابوں کو ملاحظہ نہیں فرمایا اور نام سیر
 کشاف و تفسیر کبیر و بیضاوی و درختہ و مدارک و نیشاپوری و بخاری و مسلم و نسائی و فتح الباری
 و تاریخ ابن خلکان و انسان العیون معروف بسیر حلبی و مشکوٰۃ و غلبی و جذبا لقلب و تاریخ غفران
 انفس نفیس اور روضۃ الاحباب و مدارج النبوة و معارج النبوة و تاریخ الابرار و تنبیہات تاریخ خلفاء
 وغیرہ کا رسالہ المکاتیب مطبوعہ دہلی سے چکر ثبت کیا ہے باقی اسرار کتب کے رسائل شیعہ لکھنے سے
 بچالے ہیں اور پھر کئے سنائے بن دیکھے بھالے طوفان بے نیازی میں لکھ دیے ہیں اور انہیں
 حکم میر و مشکوٰۃ ہونے کا لگا دیا ہے حالانکہ بہت کتابیں بچلے اسکے غیر مشہور ہیں حتیٰ کہ نظر چندین لکھنؤ
 سے بھی نہیں گذرین اور انہوں نے روایات ابن کتب کے بیاض ابراہیمی سے نقل کیا ہے اور اسکے
 بہرہ سے پرانتساب روایات کو کام فرمایا اور حال ضعیف بیاض مذکور کا رسالہ المکاتیب سے
 ظاہر ہے چنانچہ اسی جہت سے اکثر نقول بیاض مذکور کے مطابق منقول عنہ نہیں اور بیشتر محل میں
 غیر موجود ہیں اس طرح اسرار کتب شیعہ کو اپنے اوائل متحدہ اثنا عشریہ اور آخر کتاب تبصرہ سے نکال
 فرما کر یہ تم فرمایا ہے اور بے احتیاج علم فقہ و حدیث و تفسیر و تاریخ کے ایک سلک میں مسلک کے رہا
 حالانکہ بچلے فہرست کتب مذکورہ اہل سنت کے بہت کتابیں شیعہ و معتزلہ کی ہیں اور بعض سا قاطعاً
 اور بعض عجول الحال چنانچہ بیان اور کا عنقریب و یگانہ نظر تفسیر و لیکن عجیب یہ بھی کہ حتم نے
 اس جگہ مناظرہ فریقین کو حوالہ ان کتابوں پر کیا ہے اور اس طرح پر نام کیا ہے کہ گویا مطالعہ گرامی
 میں گذر چکی ہیں اور نظر بہرہ و تفسیر چاہئے کہ اس سال میں روایات انہیں کتب کے مشہور ہیں
 حالانکہ اثنا عشریہ میں وقت حاجت ضروری کے اپنے روایات اور کتب کے لکھے ہیں جن کا نام دخل
 فہرست کتب میر و مشہور نہیں جیسے واحدی و عبدہری و حمیدی و مفتاح المنجا و نزہۃ الابرار
 وغیرہ و انک اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کتب منذرہ فہرست کو بچا ہے اور زبان کتابوں کو بلکہ

حسن اعتماد و بغض کھنڈ وغیرہ گنتی ناموں کی غلط سلط کھنڈی کیونکہ خود مجتہدین کھنڈوں میں
 ان کتابوں کو نہیں دیکھا چنانچہ اسلئے کہ سرانجام تالیف جمیع امامیہ زمان یا قبل ازین ہی اس شکر
 شیداوی سے استفادہ بلکہ استراق کرتے رہینگے چنانچہ سبحان علی خان نے اسکا اقرار کر لیا ہے کہ
 فی سائر الامکان یہ بخلاف علم اہل سنت و جماعت کے کہ ہمیشہ ضیاء و ادواء و محاصرہ و دہین چنانچہ اسکا
 اقرار ہی اخباری مذکور نے سارا مسمو میں علی دوسرا لاشہاد کیا ہے کہ صاحب مثنی الکلام
 لکھنؤ پر کثیرہ شیعہ پر جو خود علی طائفہ کو غیر مسلمین حاصل ہے اس حدیث میں شک و ذکر کرنا نام کتاب کو
 محض بے حاصل ہے خاصہ صورت کہ تفسیر نام لکھے اور خود اداں سے استدلال کیا تو یہ تقریباً
 ناتمام رہی اور یہی ظاہر ہے کیونکہ کتب تفسیر فقہ و احادیث مسند جہنم سے واسطے مناظرہ و بحث
 کے تالیف نہیں ہوئی ہیں جیسے شرح وقایہ و در مختار و فتاویٰ سراجیہ و حمادیہ و امثالہا و الا آپ
 بعد مطالعہ بغور کے ضرور اسے استدلال کرتے بنا علی ہذا معلوم ہوا کہ ذکر ان اسماء میں
 اپنے کیا نفع سوچا ہے حالانکہ اس ناذاخیر میں بسبب دل مناظرہ شیعہ دوستی کے اسکی حاجت
 نہیں کہ رجوع طرف کتب فقہیہ و فقہ جہنم کے کیا دے اسلئے کہ جو مذاہب و مجالس ہندوستان
 تھے اور جو اقوال و روایات بجا رہے تھے وہ تقریر بدلات لہذا تالیف لہذا معلوم ہوتے تھے وہ
 سبکے سب کتب مناظرہ و فقہ میں مضبوط ہو گئے الا ما اشار اللہ تعالیٰ اب جسکو میں مناظرہ ہو
 اوں کو یہی کتب مناظرہ کافی ہیں مگر یہ کہ ناگمان ضرورت تصحیح نقل کی کتاب منقول عنہ سے بسبب
 کمیت شیعہ کے و پیش ہو چنانچہ اسباب پر اپنے ہی رفقہ دوم ہی غلط میں اتفاق کیا ہے
 عبارت اوں کی یہی بدانت ہن و امر و تحقق و اناراجت لخص نیست ممکنین طرفین مسائل
 نزاعی یا باوضوح بیان کمال شرح و بسط مکرر نوشتہ از صد ہا کتب ابن فن موجود و انزالی قولم
 بندہ بعضے ازین کتب یہ وہ نہتہ است کہ ازین محارہ برسانی ناہین ملاحظہ فرمادہ از انفراتہی چنانچہ
 اسماء کتب میں جز گزانی و ذراور کچھ اصل تہین ہی چند مسائل میں جنکو شیعہ ہر بار لڑتے ہیں
 لکھتے ہیں اور باجہاد احتمالات غیر سدیدہ و تبلیغات جدیدہ یا بہرہ و پلاستے ہیں اگر

مطالعہ بغور کریں تو بحث الہی پہلے سے ختم ہی حاجت اس پر پیر کے نہیں علاوہ اسکے جزیم کتب
فقہ و تفسیر و اخبار شیعہ کے اپنے انجکھہ کچھ بین اوس کتابت ہی کہ یہ سب کتب نزدیکیا
شیعہ کے لاقول نزدیک شمار بغایت محمود سند ہیں کیونکہ محل مناظرہ و مقابلہ خصم میں کوئی
نام کتاب معتبر اپنے مذہب کا بخوف الزام نہیں لیتا پس بنیاد اعلیٰ بذاجب ہم ان کتابوں شیعہ
مقبولہ اسمی سے روایت کریں اور انکے فقہوں سے اپنے دعا کو پایہ ثبوت تک پہنچائیں تو
تکملو جائیگے کہ بے عذر و حیلہ و حوالہ اوسکو قبول فرماؤ کہ اقرار العقلاء علی انفسہم حجۃ بخلان کتب
اہل سنت کے جنکے نام تھے طوفان بے تیزی میں جسطرح چاہے بے اعتبار معتبر و معتبر
لکھ دیئے کہ جب ہم انہیں سے کسی کتاب کو درجہ اعتبار سے ساقط کریں اور غیر مستند کہیں
تو وہ بھی درجہ قبول ہی اسلئے کہ شرف پس اپنے دین کا حال خوب جانتا ہی کہ او خدا و رسول کو ملو
نہیں ہوتا کہ اہل البیت و اہل بیما فیہ بیان قول ہمارا معتبر ہی نہ تھا کہ کیونکر غیر کے مذہب میں
اچکا اجتہاد یا اخبار پذیر انہیں ہو سکتا خصوصاً اسوقت کہ انکی اتنا ہی معلوم ہو کہ کون کتاب
کس فن میں ہی اور کیا اوسکا موضوع کئی ہی اول اپنے یہ لکھا ہی کہ مگر ناظرین میں کتب بنا
اطلاع نہ کتب فقہیہ حدیث و فقہ و تاریخ طریقیں ضرورت اتنی بھر نکل ان کتب پر ضرور دست
و مشہور کے نام کتاب عقائد مسفی و عقیدت شیعہ نامی و شرح مفاد شرح مواقف مثل شیخ اہل
وضوح و وضوح فتوحات مکہ وغیرہ کا بھی لکھا یا ہی قرآنئے کہ یہ کتب تفسیر میں با حدیث یا فقہ
یا تاریخ یہاں قید لفظ وغیرہ ہی نہیں کہ گنجائش معذرت بدر از گناہ ہو سکے آج اگر کوئی طفل مجید
خوان سے ہی پوچھے کہ عالم تصوف و سلوک و عقائد و فقہ و حدیث ایک چیز ہی یا دو چیز تو وہ بھی
اس فقرہ کو بیان کر دیا گو کہ بیابان روشن بیان اوسکے بیان میں حیران ہوں سو نہ دلاؤ
آپ اپنی دو کا نداری گو کہ کناری سے کام نہ کہیں ایسے کاموں میں جسے سمجھ لو جسے بات
بیٹھا کریں اسکا انجام بدنامی و گمان اور ہالگنا نام پر ہی شعر میں اپنے شریط بلاغ مست ہو سکتا
تو خواہ از ختم پند گیر و خواہ طال و قول کہ کتب سیر سے تاریخ عجم کوئی ہی الخ جواب

فضیلتی و احسن و مناج شیخ ابو العباس غیر تمام سے نامعتبر ہونا کتب و تراجم کا اس قدر
 ہی کو خارج بیان نہیں خصوصاً دنیا میں جس کا دل رحمت قتل پر ہی و محض عقل پر اور ہی
 اہل سنت ہی کہ کتب تراجم کو مساندین نہیں جانتے کیونکہ شامل طلب و یامیں ہونے
 قال بن الدین العزقی استاذ ابن حجر عسقلانی مشہور و لعلم الواقع ان الیسیر کتب تراجم
 اگر اہ اس صورت میں ذکر کرنا کتب تراجم کا بھی اصل ہی قولہ تراجم ائمہ کوئی جو ب پر
 شیعہ ہی اور کتب مشہور و مجلہ و قانع کے وہ باتین ذکر کرتا ہی کہ اتفاق شیعہ و سنی مشہور
 ہونے میں کذا فی رسالہ الکتابیں پس ذکر کرنا اس کا کتب اہل سنت میں جہل ہی یا وقاحت
 حبیب میر و روضۃ الصفا جواب پر دو نو کتب ہی الیغیب شیعہ میں اتفاق اہل سنت
 اور روایت شیعہ سنی پر حجت نہیں چنانچہ اسی جہت سے صاحب رسالہ بارہ مضامین نے قائل
 میں خطا بالی صاحب لہجہ لکھا ہی طرف دیگر روایت مذہب خود سے آر و اتباع ازما ہوا
 قولہ عصاب فی تاریخ الصحابہ جواب نام کتابیہ نظام ابن حجر عسقلانی کا اصحاب فی سوانح
 ہی مذہب جو تھے لکھا حال اگر اس کو مجلہ کتب میر و مشہور کے ذکر کیا ہی لیکن محکوم و جو ہر
 کے ہی خبر سے صحت نام کی نہیں فہم کلام کا خدا حافظ ہی قولہ روضۃ الاحباب جواب
 یہ تاریخ سید جمال الدین محدث کی ہی لیکن منہج اوس کا مصون نقصان و تحریف ہے بہت
 کم میر قنا ہی خصوصاً و فرائض کہ اوسین شیعہ نے بہت تصرفات و اسقاط کئے ہیں کذا فی
 والازالہ چنانچہ جو روایات کہ تھے اوس سے اس سال میں نقل کئے ہیں وہ سب پر دم
 ہیں مٹھنا تا میر سے محمد اصحابی طائفہ یعنی قاضی شوستر ہی مفتی و سبب اللہ میر
 صاحب روضۃ الاحباب کو نہ میر و شیعہ میں معدود کیا ہی غلامیہ تقیم ہاجتہ قولہ مروج الذہب
 جواب مسعودی مؤلف ابن تاریخ کا شی ہی نقل اور کی اہل حق پر حجت نہیں مع ذکر تھے
 بھی اوس سے روایت کشی نہیں کی قولہ ربیع الاہر جواب مؤلف ہکا جابر امجد ہنری
 صاحب کتاب ہنری ہی ہنری اور خلافت اہل سنت کا ساتھ معتزلہ کے کتب بارہ مضامین

ہی تقاضا زانی شیعہ عقائد میں لکھتے ہیں و عظم خلافت مع الفرق الاسلامیہ خصوصاً المعتزلہ لانہم
 اول فرقة استشراف قواعد اخلاف لما ورد بظاہر کتبہ و جری حلیہ جابر الصحابۃ فی باب العقائد اثنی
 پس متزلکہ کو شامل اہل سنت ٹھہرنا آفتاب پر دوہل ڈالنا ہی خصوصاً جبوقت کہ قاضی شوتری
 کو اقرار ہو کہ اہل حق کے نزدیک شیعہ معتزلہ ایک چیز ہیں **قولہ تاج ابن قتیبہ جواب** تاج
 ابن قتیبہ کا کتاب الیاسیہ مثل منج المقال وغیرہ سے ظاہر ہی ہے کہ تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ
قولہ تاج الفی وغیرہ الی آخرہ **جواب** یہ سب کتب نامعتبر ہیں ان سے استناد اہل سنت کا نہیں
 اور اگر بعض سے جیسے تاج الخلفاء وغیرہ ہی تو وقت معاضدت روایات صحیحہ کی ہی نہ بالافراد
 اسلئے کہ یہ کتابیں حاوی روایات شاذہ وغیرہ ہیں اور جو اقوال ایسے ہوں اور مخالف روایات
 صحیحہ مشہورہ واقع ہوں تو ان کو صلاحیت کسبات کی نہیں ہوتی کہ اہل مذہب پر موجب اعتراض ہوں
 اور یہ قاعدہ صرف سنو کا نہیں ہی بلکہ کتاب تہذیب استبصار ابو جعفر بن بابویہ طوسی شاہین
 عدلین میں کسبات پر کتب الطائفہ نے ان دونوں کتابوں میں جا سچا محض بعلت شذوذ و مخالفہ لایا
 کثیرہ صحیحہ استقاط اکثر روایات شاذہ کا کیا ہی چنانچہ شواہد اس دعویٰ کے شوکت عمری میں مرقوم ہیں
 اور بعد دریافت ہر جانے اس اصل موصل کے اکثر رسالہ ایچا مردود ہو گیا کہ غالب روایات اس کے
 کتب نامعتبر بنے ہیں وہ بھی شاذ و نادر وہ بھی دم بریدہ سرتر کشیدہ جنکو تفسیر اپنے بڑے
 بوڑھوں سے خواہ سوالا خواہ سرقہ خواہ دراثہ حاصل کر کے تباہ کیا ہی **قولہ کتب**
سنت و جماعت سے **جواب** اگرچہ اپنے بیان نام چند کتب معتبر و نامعتبر کے طوفان
 بے تمیزی میں لکھ دیئے ہیں لیکن خود اونسے کہیں استدلال نہیں کیا الا ما شاء اللہ کہ جو
 ربط کتب مذکورہ کی مناظرہ شیعہ سے معلوم ہوتی معذرتاً لایفات سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ
 بغایت مرتبہ ضحیف میں ہی چنانچہ حمالہ ناخذ اور سبحان الحمد شین وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے
 انکی تخریج بدون شاید قوی مقبول نہیں انہوں نے خود دیا جو کتاب میں عذر اس
 جمع و تالیف کا کر دیا ہی کہ مقصود اوس سے جمع طلب یا بس ہی واسطے تنقید و تصحیح مقسم

استقلا و رابطت شاذہ بقابلہ و کتب صحیحہ

حال ایفادات سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

فکر و تامل
حال مستدرک حاکم

و جهات و موانع و غیرہ کے التزام محنت باقی الکتاب و باقی الباب پس اتنا دواں ہے
و امثال فلک سے متوجہ نہیں قولہ سفینہ حاکم جواب یہ حاکم صاحب سفینہ غیر حاکم صاحب
مستدرک ہی معتزلی المذہب اہل بات نزدیک اہل سنت کے سنیین اکثر معتزلی شیعہ
ہوا کئے ہیں جیسے ابن ابی الجعد و شایخ نوح البلاغہ قولہ بہیقی جواب یہ محدثین اہل سنت
میں غیر مستدرکین انکی روایت یا اعتقاد و شاہد قوی قوی ہی والا ضعیف و ردی قولہ مستدرک
جواب یہ کتاب کہ حقیقت میں اعتراضات میں صاحب صحیحین پر تیسرے طبقہ میں ہی نزد
ائمہ محدثین کے او شہرت و قبول میں برابر مرثیہ بخاری و مسلم و تہذیب صحاح ستہ و غیرہ کے
نہیں اور اکثر احادیث اسکی نزدیک فقہاء کے غیر معمول بہا میں چنانچہ شوکت عمری و حجازی
نافع اصول حدیث اور سیاتان احمدین و غیرہ اسے ثابت ہی عبارت بستان کی یہ کیا
در بسیاری از احادیث مستدرک کہ او حکم بصحیح آن منودہ مثل صحیحین نکاشتہ اجلہ علماء
اور احتیاط کردہ اند و بروی کار منودہ و اما از فی گفتہ است کہ حلال نیست کہے را کہ بر صحیح
حاکم غرہ شود و تا وقتیکہ کہ مقتضات و تخصیصات مرانہ بنید و نیز گفتہ است احادیث بسیار است کہ
مستدرک کہ پر بشر و محنت نیست بلکہ بعضیہ از احادیث موضوعہ نیز مست کہ تمام مستدرک نہا
معیوب گشتہ انتہی اس صوت میں احادیث اسکی بصورت کہ مخالف روایت سفینہ مہن غیر قبول
ہونگی اور اکثر تحریجات سامی مستدرک مذکور سے اسی قبیل کے ہیں قولہ تفسیری جواب
ابو یحیی ثعلبی باقر مجلسی مجلد اول از بحار الانوار شیعہ است و قبول سبحان علی خان مسند
بعد اثبات تشیع ثعلبی و صاحب مودۃ القرنی باز سعی ما بایر ادوات مرویہ انہما یکا را
انتہی تفصیلاً فی المنتہی والا زائد و رسالۃ الکاتبین قولہ تفسیر کہ جواب تفسیر یہیم التکلیف
فخر الدین رازی کی ہی لیکن قول انکان فی حدیث میں مسلم نہیں ہر کام کے آدمی جدا جدا
ہوتے ہیں اور چونکہ تفسیر فکر میں ابطال مذاہب اکثر فرق خا کہ کا اور احاطہ روایات طیب
و یابس ہر باب کا ہی اسلئے اکثر شیعہ استدلال انکے اقوال سے بحدوث سابق و سابق

حال تفسیر ثعلبی

فکر و تامل

یا ضیانت الہیہ کیا کرتے ہیں چنانچہ صاحب برسا کہ ضعیف نے کیا ہی علاوہ اسکے فخر الدین انہی
 نام والد نصیر الدین طوسی شیخ الطائفة کا بھی یہی کہیں اشتراک اسم و لقب بھی موجب تغلیط و کثرت
 ہو جاتا ہے **قولہ** مودات سید علی وغیرہ مخ جواب یہ کتاب اور کتاب خزانہ جلالی و منزل
 الاربار و مفتاح النجا وغیرہ کتب جامعہ ہیں جسے آپ نے حاجی نقول کی ہی بغایت نامتو بین
 کتب معتبرہ اہل سنت کیا کم ہیں کہ او سے روایت کشی نہیں کرتے ہر حق خالص سے متکلف نے
 حالانکہ الزام خصم و افہام مخالف بدون او اسکے مسئلہ کے ممکن نہیں اس بات کا اقرار میں
 جاسی نے ہی صوارم چوہین میں کیا ہی عبارت او کی یہ ہی آسان یہ گاہ ہر سنیاں حجاج

می نمایند قبائح اعمال و خصائص اصحاب ثلثہ احتجاج نمی کنند مگر مانچہ متفق علیہ میں الفقیہین
 و از جملہ مسلمات و متواترات انتہی اس صورت میں لازم ہی کہ اول سنیوں سے تحقیق ملے
 تصدیق کتاب یا روایت مسلم کرے پھر اعتراض کرے جب طبع اہل سنت نے کیا ہی کہ جس کتاب
 شیعی سے استدلال کیا اور اسے معتبر ہونا اور کا با قرار ائمہ طائفہ ثابت کر دیا اور اگر ایسا کہ
 تو جہلہ طریق ضلع جگت ہو لئے کہ اور پہلے کرنے کو کافی وافی ہیں حاجت مصارت
 اہل علم کی نہیں و لیکن آپ خاصہ اور سارے شیعہ عموماً ہر گز ایسا نہیں کر سکے اس لئے کہ اس
 صورت میں سارے اگلے تار و پود تہ وبال لا ہوئے جاتے ہیں اور مذہب بنو کتاب بے شے
 بھڑے ثابت ہوا جاتا ہے فانی کہم ذلک **قولہ** کوئی کتب مذکورہ و اشال او کی کوئی
 چرہ کہ کتب مشاہیر فقیہین کو راہ انصاف سے بے جانبی فقیہین کے یہ کہہ گاجانے گا
 کہ حق کی طرف ہی اور اصل نزاع کیا ہی جواب آپ شیخ اسکا او پر گذر چکا اور بقدر مناسب

مقام ہی کہ صوارم چوہین میں لکھا ہی ہے بلکہ کہ مذہبی خواہر بود کہ بعضے از روایات ہے
 یا مآول دران نباشد انتہی چنانچہ ایسی بنیاد پرستہ میں و اسناد اہل کی طرف سے کہ قبح او کی
 احادیث کثیرہ گلینی میں واقع ہی بنائی جواب رکھی ہی سوہر خدیوہ فقرہ واسطے صیانت مذہب
 شیعہ کے خاتمہ حق جامہ سے زیب قم ہو ہی لیکن لطفہ تعالیٰ اگر انصاف نصیب ہو تو جواب

رازی و بعض اہل

درویش و بعض اہل

رازی و بعض اہل

اہل سنت کے ہی غرض خلی کو اہل سنت اسکے محتاج نہیں کہ جو بڑے بزرگ دین نامین بعد کام دلدار و دلاور کا ہی
 ذہاب بعین انصاف و مہاجر کا اور بعد رایت ہو جا حقائق احوال کتب فہرست مذکور کے گویا راجالی سارک
 رسالہ کا مرگیا اور مغفون عطا تو بھائی تو کشیدہ درجہ نبوت کو پہنچاؤ لفظ جواب آگے فی السجده تفصیل
 ملاحظہ عالی میں کی گئی فاسطر والنظر اثرہ فان ہناک حقائق جمعہ قولہ اسی خیال کہ حق عیان بلبلان ہوا
 اکابر قدما و سنین نے اپنی کتب عفا بزمین لکھا ہی کہ کتب تاریخ مناقشہ صحابہ کو دیکھنا نچا بیجے
 اور در عظمین اجلا ذکر مذکور کرنا چاہئے جواب پاسخ اسکا سابق گذر کہ صاحب منہاج و صافی وغیرہ
 امامیہ کتب تواریخ کو نا معتبر جانچیں اور اوس پر بنیاد دین کی قائم نہیں کرتے اب اگر بھوکا مات
 اللغنی مات اللغنی آپ کے نزدیک قول و کلام معتبر ہی تو چکا اجتہاد جدید یا سد یکب و ذکر قبول ہوگا بلکہ
 بموجب قاعدہ مذکور کے ساری دوکانداری تباہ ہو جاوے گی اور بڑا ٹوٹا ہوگا بلکہ دو الاصل جاوے گا
 اسلئے کہ اہل آپ و باجوہ میں انرا کر چکے ہیں کہ جسے خوشہ محمدین عظام کو اسید ثواب لکھا ہی ہے
 جب محمدین عظام غیر منبر الکلام ٹھہرے تو آپ کب صاحب مرام ہو دیں کہ قولہ حقیقت میں
 یہ عبارت ضلالت اور مایا ہوا علما و سنیر کا ہی کہ عہد امویہ و دولت عباسیہ میں بطبع خطائہ
 واستر ضار حکام کے باطل کو لباس حق میں دکھلاتے تھے اور ایک عالم کو گمراہ کر کے ابو
 بس المصیر بنے لئے کھولتے تھے اور انکے مریدوں اور اولاد نے رونق بازار اپنی کشیدہ بنائے
 آباؤی میں جا کر سعی لمیعہ و رفع ثمنی مگر اللہ تعالیٰ نے بندگان خاص اپنے کو و سادس شیا طین
 الانس سے باز کر لیا کہ سنیہ مصطفویہ پر ثابت قدم رہا جو چاہو چاہو لیا گوہا نابرابری اپنے اگر چہ قہقہ
 ابو الفضل کہ الیک ہمزہ بڑی اوجہ ملی و مباح گئی معلوم نہیں کہ اس میں کونسی کتاب ثابت کر نیکی اسلئے کہ ثا
 ہمزہ او کا کتب اہل سنت کے تو خود تخیل ہی ہی کتب یا سید اور انکے بیاری تقریباً پرتقلب میں جاتی ہی اسلئے
 کہ قاضی جب اللہ عز و جہ جلیس شتم جلیس شتم جلیس شتم جلیس شتم جلیس شتم جلیس شتم جلیس شتم جلیس شتم
 ذکر کرنا اور سلاطین کا مکار فرقا و تاج لیلی البصائر و اللہ باریون لکھا ہی کہ مسطور و انقی و ہارون و ہارون
 انشاء اللہ شیعہ اگر عبارت طریزالذیل کی ہر ایک نقل کیجاوے تو کلام مستطردی طویل ہو جاوے

مخالفت علما اہل سنت بزرگ بنی سنی و بنی عباس

ہندو و سری جگہ کے اپنے محل پر لکھا جاوے گا اس طرح برہمہ سے محمد بن عبد العزیز نزدیک
 ماسی کے مقبولین بن ہی پس اس صورت میں مخالفت اہل سنت کی ساتھ امور و عبادت کے اگر تباہ
 ہو تو عین اتفاق ہی ساتھ شیعہ کے موجب طعن کیا حال اگر اتفاق اہل سیر معتبر و اہل سنت ہمیشہ
 ساتھ ملوک ملام کے لئے مخالفت اوجھدہ کے ساتھ منصوص و غیرہ کے اور احمد حنبل کے
 ساتھ غلیفہ وقت کے اور محل کرنا جس ضرب سیما کا مشہور ہی اور پھر ناشیطان الانس کا
 مثل شیطان الطاق وغیرہ طائفہ شیعہ میں بقول و اقرار ائمہ شیعہ مثل ابن مطہر جس رد الدیلا باقر
 مجلسی در وقتہ المتعین مخیر ہم ثابت ہی پس جبکہ محمد پاک نے رساوس شیطان الانس نے
 بچایا اور سنت مذہبہ صوفیہ پر قائم رکھا وہ اہل سنت ہیں اور جنکی اولاد و مریدوں نے بنای
 ابائی کو مشید کیا اور مصداق قوم علی آثار ہم پیر عارف ہوئے وہ شیعہ شیعہ میں وسیع علم الذہن
 اسی منقلب نظیر قولہ تحفہ اوسکا کہ حقیقت میں ترجمہ صواعق نصر اللہ کاہلی کا رد و قلع اسی
 میں اوسکو بران و جودی مسئلہ لا جواب جانتے ہیں جواب یہ تشیع و طعن غایت طرفگی سے
 قابل تماشا ہی اس لئے کہ تحفہ ترجمہ صواعق کا ہی اور نہ صواعق نصر اللہ کاہلی کی ہی جس کتاب کا
 نام صواعق ہی وہ ابن حجر ہشمی لکھی کی ہی اور جبکہ نام نصر اللہ ہی اونکی کتاب صواعق محرقہ ہوائی
 موبقہ ہی نہ صواعق تو یہ وہ مثل ہی شعر جو خوش گفتہ است سعدی در لہجہ الا یا ایاہا الساقی
 اور کتاونا و لہا پا اس سے طرفہ تری ہی کہ مجتہد کو فہند نے صواعق کو تالیف ابن حجر عسقلانی
 پیرایا ہی اور کتاب العقد کو تالیف ابن عبد البر بتایا ہی جسکو سبحان علی نے تالیف ابن عبد رب
 قرار دیا ہی و لکے مکتبہم من العلم اس عقل فضل پر او نکو اور لکچو ہوں جواب تحفہ نے سنایا ہی بل
 بی جہت تیری وجہ اب جواب اصل طعن سنئے کہ آپ نے جو تحفہ کو ترجمہ صواعق قرار دیا اس سے مراد
 کیا ہی ظاہر آنا بر قید لفظ و حقیقت ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعض ترجمہ بخت لفظی ہی جسطح یہ ترجمہ
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ہی بنام خدا گنجدہ مہربان سوید بات تو یہی البطلان ہی خوفا
 بہرمان بلکہ دلیل ہی اس بات پر کہ آپ نے ترجمہ و ترجمہ کہ دونو کو نہیں دیکھا کسی سے نام سنایا

لہذا ان کے لئے جو کچھ کہنا
 ضروری تھا اس کا جواب

ترجمہ ہوا کہ

اباؤ کوئی ایک ترجمہ ہی یا نہیں اور اگر مراد یہ ہے کہ بعضے مضامین تحفہ کے بعضے مطالبہ مواقع سے
 متعلق ہیں اور سب کے دیگر مشاغل تو باوجودیکہ لفظ ترجمہ سے یہ احتمال معید ہے یہ متعلق خبری سوجب حکم
 ترجمہ ہونے کی تحفہ کو نہیں اسلئے کہ بصورت معافیت منظم تقاریر کے اتحاد و چند سطروں کا تسلیم اس
 حکم میں کما نہیں ہو سکتا اور اگر مراد یہ ہے کہ کسی مرتبہ تحفہ کے موافق ترتیب مواقع ہی تو فیہ ترتیب
 کتابچہ حقائق الحق قاضی چنچر پر رطل یوں اور کتابچہ بطلان اصل کی بھی ہے کچھ خصوصیت تحفہ کی نہیں ان
 دو کو کو بھی ترجمہ مواقع کہئے حالانکہ نظر با اتحاد ترتیب اسکو ترجمہ اور کا کنا ایسا ہی جیسے کوئی کہے
 کہ موافقت ترجمہ طریق کا ہی یہ مسلم ترجمہ تصدیر الاصول بن حاجب کا ہی تحفہ و مواقع ایسی کتب نہیں
 کہ نا و الوجود ہوں اب ملا کر دیکھو شہ ترجمہ بخوبی ذہن سے زائل ہو جاوے گا اور صاحب مطالعہ
 کو معلوم ہے کہ شہرت تحفہ کی مضامین مواقع میں متعلق مواقع میں بسبب اتحاد فن کے واقع ہے نہ
 کل متعلق میں اور بسطیح یہ شرکت برائی ساتھ مواقع کے ہی اسطرح ساتھ بعضے مضامین کتاب فیض
 الرافضی وغیرہ کتب فن کی بھی ہے پس وہ تخصیص ترجمہ کی ساتھ مواقع کے کیا ہی اور بعضے با
 طائفہ نے تحفہ کو سرق کہا ہے سو وہ اسکی ظاہر نہیں اگر مراد سرق سے یہ ہے کہ وہی ترجمہ الرافضی
 و دلائل سکتے کلامیر جو صاحبہ مواقع نے جواباً باتیں میں لکھے تھے صاحب تحفہ نے ہی تحفہ
 وار د کئے ہیں تو یہ بات قابل کہنے کے نہیں اسلئے کہ جو دو کتابیں ایک فن میں فرض کیا وین
 مثل شرح مواقع و شریح مقاصد کے اکثر مضامین دونوں کے متعلق ہونگے پس چاہیے
 کہ ہر کتاب لائحہ کتاب سابق سے سرق ہو اور بصورت محبت اسباب کے لازم آتا ہے کہ کتب
 مجتہدین کو فہرستہ ہند وغیرہ اخبار میں طائفہ کہ متعلق مضامین انکے ماخوذ احقاق قاضی و سراج الانوار
 مجلسی یا ضل ایڑھی سے ہیں سرق ہوں حبطرح رسالہ ایک کتاب بدیہ شہاب ہدائی و توحید
 نقال کشمیری و تحفہ کشمیری و تشہید البانی و بارہ چیمہ وغیرہ ایضات متاخرین سے سرق
 حالانکہ یہ رسم قدیم الی تصانیف ہے کہ ہر علم و فن میں اوسے علم کے او کہ ملائم و برابر میں ہرگز نہ
 بحث و تفسیر کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے لیتے ہیں خصوصاً شاہ عریا و علم کلام میں

سورق و نا حقہ کا

جبکہ دارالافتاء لائل سمعی پر ہی ہے اسکے چارہ نہیں اسکو کوئی استراق نہیں کتابکے اقتباس کئے
 نہیں والا طریق استدلال مسدود ہو جاوے اب یہی جاری کتاب ہی کہ کتب سابقین سے ماخوذ ہی اور
 مواضع بسیار میں ہر جگہ حوالہ ماخوذ نہ موجود نہیں کل کو اسے ہی سرور کمدینگے اب لازم ہی کہ
 جو دلیل استدلال ایک شیعہ نے کیا ہو اب برابر اسکو نہ لکھے والا سارق ٹھہریگا سبحان اللہ
 آپنے سارا رسالہ اپنا چوری سے بنایا وہ سرور تھاوتھو اتھو ادنی مماثلت سے سرورق و ترجمہ
 ٹھہرا شاعر سچو رہا دیگر ان ستانہ بربا بلکزد و در فرنگ این ظلم داین بیداد جاشا بلکزد و داو
 بعضے امامیہ جب شاعت اس قبل پر مطلع ہوئے تو اونہوں نے تقریر بد لکھے یوں کہنا ہی کہ
 اکثر مطالب تحفہ کے سرورق میں اگرچہ مجموع مجیدہ سرورق نہوں سو اسکی حقیقت یہ ہی
 کہ کچھ تو لاو تبراوشنچ حدیث نقلین تحفہ میں ہی اور صحت معین نہیں اور مسئلہ انکار نبوت
 و مسئلہ اٹھا دکلازم مذہب نافذ ہی تحفہ میں شیعہ و مشیطہ تمام موجود ہی اور مواقع میں نہیں
 اسطرح باب مطاعن اصلا مواقع میں نہیں اور تحفہ میں ہی اسطرح مواقع میں مقتدا دلا
 کلامیہ پر کی ہی اور روایت کتب امامیہ کو نقل قلیل ملے دیکھا ہی اور تحفہ میں اول دلائل کو محض دھوکے
 کثیر روایات کتب طائفہ سے کی ہی اسصورت میں نمایاں الکتاب میں فرقہ بین گو معاذ جاح قبول
 فکرے شاعر ہر چشم عداوت بزرگ تر عیب است ہر گلست سعدی و در چشم دشمنان خار است
 ماسوا اسکے صاحب تحفہ قدس اشدر روح و فاض علینا قرحہ کو تالیف تحفہ پر کچھ مضامین
 نہیں اور مذہبہ دعویٰ ہی کہ آج تک ایسی کتاب کسی نے نہیں تالیف کی یا جمیع ادلہ و براہین
 سکنتہ طبع خاص جاری کے میں یا ہم جمع کرنے ان حجج میں متفرغ و غیر مسبورق میں
 اسقدر ناگوار ہوا کہ تحت ترجمہ و سرورق لگانے لگے بلکہ اسی دور اندیشی و
 و صاحب تحفہ نے دیباچہ کتاب مدوح میں لکھ دیا ہی کہ انچہ مدین قرون ضمیمہ
 شیعہ علی الخصوص امامیہ اثنا عشریہ با اہل سنت و جماعت بوقوع آمدہ اکثر ش
 رسالہ مندرج گردیدہ انتہی بلطفہ المقدس اب ذرا اس فقرہ میں سرسری دیکھو کہ کسقدر

سورق ہونا اکثر مطالب تحفہ کا

عام قیام صاحب تحفہ تالیف تحفہ
 و عدم فقرہ بزرگ مطالعین

یا علی صوت سنا دی تھی کہ یہ کتاب جامع کل جمل الکلم و تقوہ او فہم و آخرین شیعہ ہی خاصۃ لفظ اکثر کہ
 اصل لتقبیل لفظ کثیر تھی جسکے معنی بہت ہیں اس صورت میں لائق یہ تھا کہ نہت سرتور کی خاص نسبت
 صوفیہ کے نہ لگاتے بلکہ سارق سار شیعہ دینی کا ٹھہرانے کہ کل اقصیٰ فی جوف الفری آری
 ع بیجا بیش ہر چہ خواہی گوۃ حالانکہ عرض مولف رضی اللہ عنہ کی تالیف تحفہ سے صرف اتنی ہی
 کہ مسلمان آؤ دیکھو کہ لطلان غریب فیض و حقیت و مذہب اہل سنت معلوم کر لیں اور آپ سے عقدا
 میں بسبب بشارت و محبت طائفۃ اما کی سنت نبوی اور شیک نکرین موبہ بات بلطفہ تعالیٰ ہر چہ
 اسلوب مدیج حاصل ہو گئی کہ ایک عالم حق و طبل ہو گیا اور لوگ مکائد شیعہ اور دینی چالاک
 مطلع ہو گئے و الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات اس اعتبار سے جس نے تحفہ کو بران
 وجہ دی مسئلہ لا جواب کیا ہی بہت شیک کہا جسکو خدا نے انجمن دین میں وہ دیکھتا ہی کہ صاحب
 تحفہ نے کمال تواضع سے دیباچہ کتاب تحفہ میں اپنا نام مشہور نہ کیا تھا تا شاہ تالیف
 طایبہ بارخ مفاخرت نامی ہی نہوا اور کتاب کو طرف حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد بن نجی
 ابو خنیف دہلوی قدس اللہ اسرارہم کے منسوب کیا اس پر ہی اگر کوئی طعن کرے تو وہ قابل خطاب کے
 نہیں شاعرانیکہ سبکویم بقدر فہم تست و مردم اندر حسرت فہم دست و علاوہ اسکے حقیقت
 تالیف تحفہ کی مطابق ارشاد صاحب تحفہ قدس سرہ کے یہ ہے کہ حیثیت تحفہ تصنیف ہو چکا
 اسوقت کتاب اہل سنت سے جو رد و دفع ہیں ہیں اور کتب بامیہ سے جو رد اہل سنت میں
 تین قسم کی کتابیں تھیں آئی تھیں پہلے قسم مجاہدہ میں مسئلہ خاص اثبات خلافت خلفائے ثلاثہ
 جیسے نوافل الرضوان و تفضیل الرضوان و شیعہ تحریف و صواعق محرقة وغیرہ اہل سنت کی
 طرف سے اور عصابیہ موصوبہ و رد شہاب عور و انظار الحق و مضیئۃ النجا وغیرہ اہل
 کی طرف سے دوسری قسم وہ کتابیں جو مسئلہ امامت و شریعت امامت مسموعہ امامت
 میں بتفصیل تالیف ہوئی ہیں جیسے بحث امامت شیعہ مقاصد و شیعہ مراقف و طوا
 الانوار و ارتعین اہل سنت کی طرف سے اور تصانیف علامہ حلی و نقاد و جدائین و

وغیرہ امامیہ کی طرف سے تیسری قسم وہ بھی جہن سارے غریبہ امامیہ کا رد ہی کیا الہیات و کیا اہیات
 و کیا نبوت و کیا معاد اور کیا روایت حدیث اور کیا اصول جیسے ابطال الیٰ الیٰ بطلان صواعق
 وغیرہ طرف اہل سنت سے اور نہج الحق حلی و احقاق قاضی و مہب اللہ موزرہ طرف امامیہ سے
 الغرض ان تین قسم کی کتابیں وقت تالیف تحفہ کے موجود و متحضر تین ادسوقت ترتیب صواعق کی
 کہ بہت مختصر و خوشنما ہی پسندیدہ لمبڈ و خاطر آسمان میں بوند حضرت مولف تحفہ رضی اللہ عنہ ہوئے
 اوسی ترتیب پر کتاب تحفہ میں ہی کلام واقع ہوا چنانچہ اس ترتیب میں احقاق و ابطال و بوقاص وغیرہ
 بھی شریک ہیں فلم الم و علیہم و علیہم اور بر تقدیر تنزل کہا جاتا ہی اگر تسلیم کیا جاوے کہ تحفہ
 ترجمہ یا سرفہ صواعق کا ہی تو ہو لیکن آخر اثبات غریبہ اہل سنت و فنی مذہب نبض کرتا ہی روافض کو
 اس سے کیا غرض ہی کہ مولف اسکا کون ہی کا بیل یا دہلوی جواب براہین طرہ کتاب کا دینا چاہتا
 صرف یہ کہ دنیا کہ تحفہ مسروق یا ترجمہ ہی جواب کتاب نہیں ہو سکتا اتنے کہنے سے ہرگز بیز
 روافض ثابت و مذہب اہل سنت منقض نہیں ہوگا جسکا فہم سطر حیر ہو وہ نوع انسان سے خارج ہی
 قولہ حالانکہ جواب حرف تحفہ کے چند فاضل شیعہ نے کمال ثنات و دلائل و براہین قاطع سے
 لکھے ہیں اور سہی بدل سے باز نہیں آتے اور بار بار تقریر اپنی کو بطر تازہ جلوہ دیتے ہیں اور اہل
 او نہیں کالات کا کرتے ہیں جو بے صطرح جواب تحفہ کا شیعہ نے لکھا ہی او سطر ح جواب
 اجواب بکرات و مرات علماء اہل سنت نے ہی لکھا ہی چنانچہ آسامی بعض جواب کے سابق
 مذکور ہو چکے اور وقت بدل طر تازہ اہل سنت پر حکم المر لقیس علی نفسہ ہی اور صطرح کا جواب
 تحفہ کا شیعہ نے لکھا ہی اسکا نمونہ آپ کے کلام مسروق میں اور نمونہ اوسکے جواب کا ہمارے
 منطوق میں آتا ہی اوس سے جو ٹپسح اور ثنات و سہولت کھل جاتی گی قولہ شیخ و دیگر
 نے اپنے تحفہ میں طرفہ سحر ساری چخ کیا ہی کہ سرسری مجال ہر کسی کا نہیں کہ نفس الامر کو
 پاکی سراغ حادہ صواب کا پائے مصدق اسبات کا کچھ سنا چاہئے اور شیعہ نمونہ از حروک
 دیکھا جا میے جواب شعر واذ الہ اللہ نشر فضیلتہ طوبیت اتباع لیا لسان حسود و اپنے

جواب تقریر تسلیم و تنقید

سارے احادیث و روایات

ہر چند تیرا فاضل بطور غنا و ولادت سید رقم فرما سے لیکن اس ظلمت کذب سے نور صدق نمایاں ہی
 ہے کہ کتابت اب بیک نام محمد بن واخبار بن مین نامی والا راہ صواب پر لگ جاتے اور مثل یہود
 کے خواہی خواہی و پر پی قلع و روتہ و نو قے شیخ دہلوی نے سحر سامری اور او سکے مریدین کو
 کہ قدام و اکابر امامیہ میں ایسا کہ لا اور اس طلسم عجیب کو ایسا توڑا کہ اب سواد بجال و یہو اسفل
 کے کوئی خریدار انکے جادو کا اور قدر شناس انکے سحر کا تا ظہور صاحب الزمان ہوگا قتل اسکے کا یہ
 مشہور بھی ہے کہ سحر اور قرآن کو سحر کہتے تھے جس طرح آپنے تمت سحر صاحب تھے پر ہی ہی تھا
 سے کہو ان سحر بذا ام انعم لا تبصر ان سبحان اللہ جب جواب تھے بنا اور تھے مجھ میں نہ آیا تو یہ بات بنائی
 اور اہل جگہ اپنے کو بہ راہ دکھائی اور جس شے منور از خروار پر اپنے ناز کیا ہی وہ کمائی آگئی
 نہیں شہاب جرم ہچوان کہ بغوائی برعکس ہند نام زنگی کا فور معروف ہدائی ہی او سنے یہ نہ ہوا
 بجائی جسکا خوجا کا ستر انسان علماء اہل نام لکھ چکے اور ہم کھین گے انکے اور کسی تقریر سہل پر
 فخر کرنا وہ شل ہی کہ پٹان لڑائی مدین پہننے دار ہی بہر کارین ایسی باتوں سے دو کا عذری میں
 بنا گستاخی اور کچھ حاصل نہیں ہوتا شہر بایان نہیں بدل لکھ اذ صاف شہر طہی + بے سہل ہت
 شتر گر گین کا خطری قولہ شیخ نے باب بیستم تھے اثنا عشر میں حدیث سیوم بریدہ ان طلیاسی
 و امین علی و مولی کل مومن من بعدی کو باطل کیا ہی اسلئے کہ او کی اسناد میں آخلج واقع ہی او وہ
 شعیبی مہتمم الروایت ہی جمہور نے او کی تضعیف کی ہی پس او کی حدیث قابل احتجاج نہیں جالاکہ
 احمد بن منبل ابو داؤد و طلیاسی و ابونعیم نے اور ابن ابی شیبہ نے و ابو عاتم نے و حاکم نے اور
 حسن بن سفیان نے او کو روایت کیا ہی اور بخلاؤ سکے روایت کے مطرف عامری و عمرو بن
 ثقہ میں اور یحییٰ بن معین نے اجماع کندی کی تو خیر کی ہی انتہی حاصلہ جو پانا نا کہ احمد وغیرہ میں
 مذکورین نے او کو روایت کیا ہی لیکن یہ کہاں کہاں کہ صحیح ہی نا محبت ہو مخالف پر صریح خروج
 صحت روایت نہیں اور جسے او کو صحیح یا حسن کہا ہی او سکے نزدیک جہل تبندی داخل حدیث ہیں چنانچہ
 روایت حسن بن سفیان و ابونعیم میں لفظ بعدی موجود نہیں علاوہ اسکے طلیاسی و حاکم وغیرہ نقادین

حدیث ابن علی بن ابی طالب علی

حدیث نہیں کہ انکی تخریج حجت تامہ ہو خاصۃً اوس آل میں کہ مخالف روایت صحیح ہو اور کمتر ہو کثرت و
 و شہرت و محبت خدا میں اور جب جمہور نے اوسکی تضعیف کی کسافی التفتہ تو توثیق بھی بن زمین کی تنہا مقابلہ
 اوسکے کتب ششی ہوگی اسی طرح اگر دو راوی ثقہ ہوئے جیسے مطرف و عمر و اور باقی ثقہ نہ ہوئے تو یہی
 اس سے روایت موقوف نہیں ہو سکتی اسلئے کہ حسب طرح حرج ہوئے ایک راوی سے حدیث ضعیف یا
 معطل ہوئی ہی اوس طرح ثقہ ثابت و ایک راوی سے موقوف نہیں ہوتی پس حسب اصل راوی مجروح ہی
 اور مطرف و عمر و ثقہ تو بھی تقدیم حرج کی ہی تعدیل پر خاصۃً بطریق امامیہ اسلئے کہ قاضی نے حقائق بحث
 میں لکھا ہی قد تقر فی الاصول ان الجرح مقدم علی التعدیل انتہی معلوم نہیں کہ یہ قاعدہ خانگی کس لئے لکھا
 یا نہیں ہوتا البتہ کو یاد رکھو کہ بہت کام آدگیا جواب یکسر شیخ نے تحفہ میں جہاں چہ بیٹ بریدہ کو
 باطل ضعیف غیر حرج بہ لکھا ہی وہاں یہ بھی کیا ہی کہ لفظ ولی کی اس حدیث میں مشترک ہی ضرور کیا ہی کہ
 مراد اوس سے اولیٰ بانصرہ ہو اور تشریح حدیث مفید ساتھ کسی وقت کے نہیں اور نہ سب اہل سنت کا
 یہی ہی کہ حضرت امیرنی وقت میں الاوقات امام مفترض الطاعت تھے بعد ان حضرت کے انتہی اور میں
 کتاب میں کہ بفرض حجت وایت مذکورہ بقید من بعد ہی اس حدیث کو دلالت دعای شیعہ نہیں اسلئے
 کہ یہ نہ حقیقت ہونا لفظ بعد کا معنی اتصال میں محل وقوع میں ہی اول اسکو ثابت کرو چھر استدلال کرنا اگر
 ولایت مرقضوی بعد ولایت خلفاء ثلاثہ ہی تو یہی بعدیت نبوی حاصل ہی ہے صرف صرف ظاہر سے
 طرف مضمر کے کیا ضرور ایقانہ مخفی نہ ہے کہ صاحب تحفہ قاسم سر نے جہاں کہیں کسی روایت پر
 حرج و قبح کو متوجہ کیا ہی وہاں بعد تقدیر و ایت کے جواب بفرض تسلیم و ثبوت روایت بھی کیا
 اگر یہ روایت ثابت ہی ہو تو یہی اوسکو دلالت مدعا پر نہیں سو کوئی شیعہ اوس پر نظر نہیں کرتا ہر کوئی
 درپے ثبوت روایت ہی وہ بھی طرق ضعیفہ سے حالانکہ اگر روایت ثابت ہو اور دلالت اوسکی
 مطلوب پر ثابت ہو تو ثبوت اوسکا و عدم ثبوت برابر ہی حکموں کی اسکو چاہتی ہی کہ اون جوابات کو
 جو تقدیر تسلیم سے ہیں مدفوع مرفوع کر دینا کہ ہر خن خن سے اوجہ ہو لیکن کیا کریں کہ الغرض
 بیشبہت بکل حشیش آخر برائی نام کہنے کو جواب تحفہ کہہ تو چاہیے لگے باز لگے ایسے ہی جواب حرف

خلاف ہونا صاحب تحفہ کا دلیل نہیں ہے

مرفوعہ کا چند فاضل شیعہ نے کمال تہانت و دلائل قاطعہ سے لکھا ہی آری زبان گزشتہ است
 بہر طرف کہ سیکرانی سیکر و قولہ و قد روی الحدیث من عدة طرق الخ جو پاسخ اسکا بتقدیر صحت و
 بشرط روایت گذر چکا ایجاب استقامت حسن صحت روایت کی نہیں قولہ تعجب ہی کہ اجماع ہی تو احتجاج اکثر
 اور جو مبتدع متزنی معروف بتدلیس ہو جیسے قتادہ و اس سے احتجاج کرین اتنی حاصلہ جو اس
 قتادہ نام چار شخصوں کا ہی ایک قتادہ بن عثمان صحابی کہ انکی حدیث ایام ہض بن مروی ہی ہو سکے
 نعمان بن زید بن عامر الاقصا سر بردار ابو سعید تیسرے قتادہ بن الفضل بن قتادہ السخری چوتھے
 قتادہ بن عامر بن قتادہ سدوسی ابو الخطاب بصری گذارنی تقریب سلوم نہیں کہ آپ کو نہ قتادہ
 میں گفتگو کرتے ہیں اول مستقرین فرمائے پھر جواب دیا جاوے قولہ شیعہ نزدیک ہی نہیں اہل سنت
 داخل بہت صفیری ہی اور بہت تابعین متبع تابعین اہل تشیع تھے اسخ جواب پاسخ اسکا خود
 اپنے چند سطر پہلے اسکے رقم فرمایا ہی اسکو ملاحظہ فرمائے یعنی اہل امر اور تشیع الکامل

ذکر قتادہ

شیعہ تابعین صحابہ

مولادہ علی و اولادہ سلام اللہ علیہ علیہم لا غیر و ہر محمود و تکیف یک سیدنا اللہ جرح انتہی حاصل یہ ہی کہ
 جو تشیع بدعت صفیری ہی وہ مولات مرتضوی ہی اور کچھ جے متقیس و مذت صدیق و فاروق
 رضی اللہ عنہما سو ایسا تشیع اگر کسی تابع تابع تابع میں ہو تو حاجی طعن خدین انکی روایت سے ہاتھ
 بات کہتے ہیں مبت ناما زبورہ ضائع ہوئے جاتے ہیں اور یہ لوگ شیعیہ اولی تھے جبکہ لقب بابل
 و جاعت ہی پس سنی کو سنہون سے روایت کرنے میں کیا صرفہ ہی کچھ روایت اہل بہت
 کبری سے نو میں کرتے جبکہ شعار و آثار تقید و نفاق ہی اس قسم کے روایات کی اگر اہل تشیع
 توشیح کی ہو اور قابل حجت ٹھہرایا ہو تو بتاؤ اور احلیج بن عبد اللہ بن حجر کندی شعی طبقہ ساداتین
 سے ہی گذارنی تقریب قولہ ماہرین فن حدیث نے روایات حدیث میں بڑا اختلاف کیا ہی جسکے
 نزدیک جیسا ثابت ہوا اوسنے ویسا کہا اور ہم حضور اس اختلاف اوکا ذکر کرتے ہیں اس
 مزید البیاض مراد کے انتہی حاصلہ جو اس ماہرین فیہ میں صرف کلام حدیث بریدہ و احلیج کندی
 میں تھا نہ جرح و تعدیل کل روایات میں ہیں کہ کرنا اس اختلاف بے سرو پا کا اسجلیہ بے تحمل

اختلاف علی و اولادہ

خصوصاً کہ فرقہ امامیہ میں اضعاف مضاعفت اسکے اختلاف روایات ہو چکا ہے تفسیل و تکفیر انکی علیٰ غصہ
 اوس حال میں کہ قاعدہ اصول الجرح مقدم علی التقدیل مقبول شیعہ ہو پھر تاویل کرنا بمقدور نہ رہا
 بن یمن و یحییٰ بن اعیان و بشام بن محمد بن مسلم وغیرہ کے واسطے اخراج انکی کے دائرہ طعن
 روایات حدیث ائمہ سے حرف بنے اصول حرکت نامقبول ہی حالانکہ اختلاف اہل سنت کا بغیر
 تکفیر و تفسیل نہیں اور نیز حکم حرمین کا علی الاطلاق دلیل اختلاف ہی اسکے کہ تحقیق سنہوں نے
 محدثین کے طبقات مقرر کئے ہیں اور جرح و تعدیل میں مراعات اوسکی پیش نظر کرتے ہیں
 پس جو اختلاف بخوار اساکہ آپنے اس جگہ لکھا ہی وہ منافی وقادح اہل سنت نہیں چنانچہ بیان
 اوسکا ما بعد میں سات بیان سیر روایات امامیہ کے کیا جاتا ہی دو کو تو رد و دیگر کو نہ کیا ہی
 اور کسکا اختلاف ایسا و میسا قول ہم کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید و نسائی و یحییٰ القطان اور ایک
 جماعت نقاد نے توثیق کی ہی ابو زبیر محمد بن مسلم کے اور ابو زرہ اور ابو حاتم نے کہا لا یصح
 اور بخاری نے اوس سے اخراج کیا ہی چہرہ دوسرے کے اور حدیث اوسکی عائشہ سے ہی
 صحیح مسلم میں نہ ہی نے کہا جھگڑا گمان نہیں کہ اوسنے عائشہ کو دیکھا ہو الی قولہ والکلام فی
 ہذا یستغرق اجزاء جواب مقصود اس کلام سے صرف اتنا ہی کہ مثلاً ابو زبیر محمد بن مسلم و عبد الملک بن
 حمیر اللخمی و قرح بن فضالہ و بن جح و محمد بن بشار و ہزار و یحییٰ و عبد الرزاق و علی بن ابی طلحہ و حاکم
 بن حرب سے اصحاب صحاح اہل سنت نے روایت کی ہی آور دوسروں نے اوکی تصنیف
 کی تو معلوم ہوا کہ اختلاف روایات سے روایت مقدم نہیں ہوتی اور اگر بیوی ہی وہ
 جگہ ہو نہ روایت دون روایت سو پانچ آٹھ ہی کہ اختلاف دو طرح پر ہی ایک وہ جس سے روایت
 میں فی جملہ ضعف نہیں آجاء و جیسے اختلاف آسامی مذکورہ میں کہ بعض نے اوسکے حق میں لا یصح
 یا لیس یا بس یا لیس یا حفظ یا مختلط یا ہو وسط یا لیس یا تقویٰ یا ثقہ و لیس یا حکم فیہ فلان و
 نال منہ بانزعاج یا ہو مضرب الحدیث یا فی حدیثہ ضعف یا ضعیف فی الحدیث کہا اور
 دوسروں نے اوکی توثیق کی کہ روایت اثبت منہ یا حدیثہ صحیح عندی یا ہو لیس و سنن فی الحدیث

جمع و تعدیل روایات

یا نوکان فی سلطان لا ترث فلانا علی الحدیث سو یہ اختلاف اولاً منفی طرف تکفیر و تغلیل کے
 نہیں ثابت مافی الباب یہ کہ توہین و تقصیت ہی سو وہ قانع نہیں خاصۃً او سوت کہ سنا خذ
 شواہد اقوی و طرق کثیرہ جس سے ثابت کیا جاوے گا کہ اہل جہنم کس مرتبہ میں ہیں اور اہل جہنم
 کس درجہ میں اگر صحیح جہنم رتبہ اگر اب تبدیل نہیں تو ہنوز عدالت برقرار ہی اور شریعہ
 دنیا احد القولین کا آخر پر کام ہر وہ مکمل منقذین کا نہ عامہ محدثین کا چنانچہ یہہہ بحث کتب اصول
 حدیث اور اسرار الرجال میں مفصل مرقوم ہی دوسرا اختلاف ایسا ہی کہ خیر ہو طرف تکفیر و
 تغلیل تقویت و بحار و روان کے اور سبب و سکے احادیث و اخبار بایہ اعتماد و اعتبار سے
 ساقط ہو جاویں جیسے اختلاف امامیہ کا ہشامین و شیطان الطاق و زمرہ برہنہ و کثیرین
 امین و سلیمان جعفری و محمد بن مسلم و یحییٰ و اشالہم میں کہ شیعہ انکو باوجود اعتقاد حجت
 باری تعالیٰ اور جبل الہی و انزل و اثبات جہت واسطے پروردگار عالم کے قتالی شایع
 یقول الظالمون علواً کبیراً اخبار اصحاب اللہ اطہار سے گمان کرنے میں حالانکہ منصوصاً
 احادیث کافی کلینی سے کہ منجملہ اصول اربعہ شیعہ کے ہی طرق و قطع و تنسیج شیعہ انکی ثابت ہی
 اور جیسے زکریا بن ابیہم کہ شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی اس سے تہذیب وغیرہ میں رد
 کش میں نصرانی تہمتی کہ اس نے اپنے صورت و لباس کو نہیں چھوڑا اور جیسے بنان کہ کثرت
 اسکی ابو احمد بن ابی اس کے حق میں جعفر صادق نے فرمایا بروی عن الاکاذیب و یسری علیہا
 اہل البیت اور جیسے حسن بن شاعہ و عمر بن سعید وغیرہم کہ انہوں نے امام وقت کو نہ
 عمر نہ پہچانا اور مرد و عہدات متعینہ نہ پایہ ہوئے اور جیسے ابی عمیر و ابن الغیرہ و زبیری
 و ابن مسکان کہ امام سبوح مطلق جعفر صادق نے انکو اپنے مجالس سے کال دیا اور وہاں
 آئے کی ندی اور جیسے ابو ضمیر کہ اس نے اپنے دروغ کا اقرار کیا اور جیسے ابن عیاش
 کہ اسکو زمرہ رجال کذابین میں لکھا ہی اہل طبع ابن بابویہ صاحب رحمہ مزورہ متقدمین میں
 اور شریعت مرقفی متاخرین سے یادگار سیکل کذاب و حجاج و ابی ثامہ میں جو علما کرام شیعہ

حال تہذیب

کہ انکو مطالعہ احوالِ اسلام و کتبِ رجال میری وہ اسکا انکار نہیں کر سکتے اور ترو و حلال
 با واقع کا قتل شرکایت نہیں آب اگر ایسا اختلاف اہل سنت میں ہو تو بلا وقتیامت ہی کہ وہ
 تشیع کا ایسی جماعت پر ہو جنکو ایمان سے کچھ علاقہ نہ ہو کوئی مجمعہ ہو کوئی کذاب کوئی مشنری
 کوئی نصرانی علی بن القیس اور دوسرے شیعہ جیسے صوامیر جو میں وغیرہ تکلف انکو نہیں ٹھیکر
 اور بتاویات بارہ درواز کار انکو اپنا مقتدا بنائیں اور ریاست دین فرض کو اون تک منتہی
 فرما دیں وہ تو موثق و معتدل نہیں اور اہل سنت جسکے راوی ہر طرح موثق و مستند ہوں
 موقع طعن بنا بر اختلاف قلیل ہوں ایسی اضعاف سے اجرو دہیا میں کفار کی اعانت کی اور
 مسلمانوں کو قتل کروایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دارالظالم خراب و لو بعدین سچ ہی اذا استبد
 الانسان برائۃ سمیت علیہ السلام قولا کہ یہ قیال کل حدیث فی صحیحین بتلفیق بالقبول لیس جواب
 حاصل اس سبب اتنا ہی کہ دارقطنی وابنِ صلاح و ابو زہرہ رازی و ذہبی وغیرہ نے صحیحین میں
 ماہرین از روی وضع کتاب و ترک بعض احادیث صحاح و اخذ بعض احادیث ضعیفہ کے طعن کی ہے
 سو قطع نظر اسکے کہ طعن دارقطنی وغیرہ مبتلا تو ہیں جہر و بکار ہی خود اقوال مذکورہ دارقطنی وغیرہ
 اسبقہ ثابت ہوتا ہے کہ بخاری و مسلم نے بعض احادیث کو باوجود شرط مقررہ اپنی کے اخراج کیا
 اور بعض کو جو کہ بشرط صحیحین نہیں اخراج کیا بعض صحاح کو داخل کیا پس یہ بات نفس الامر میں کوئی
 وجہ طعن کی نہیں کہتی اسلئے کہ صحیحین نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو احادیث مساوی صحیحین ہیں وہ
 مرفوعہ مفتی میں یا ہماری شرط نہیں بلکہ یہ کہا ہی کہ ہم نے احادیث کثیرہ صحیحہ کو مدیدہ و دہستہ
 صحیحین نہیں کیا بعض جوہر سے جسکی شرح اپنے محل پر قوم ہی چنانچہ اسباب بر صاحب فتح الباری
 مؤلف اہل سنت ہے کما قال المجتہد بہت کہ صحیحین جامع جمیع اصحیحہ در صحاح دیگر مذکور بہت و سائر
 کتب کہ حدیث از اخبار صحیحہ بران مثل بہت نیست و بخاری و مسلم پیچید و مانکر وہ اندو کہے نیز از
 محدثین باین زمرہ انتہی مہذاب اگر دارقطنی وغیرہ نے بعض احادیث صحیحین کو مطابق شرط صحیحین
 نہایا تو یہ قلت نظر اور ساحت دارقطنی وغیرہ پر دلیل ہی نہ تسامح اصحاب صحاح پر اسلئے کہ شرط

عدم خلاصہ احادیث در صحیحین

واطراف شرط کو صاحب شرط خوب سمجھتا تھا نہ دوسرا کہن بھی کہ وہ احادیث واقع میں علی شرط البخاری
 اسلم ہوں لیکن اشال اقطنی کو جوہر و قیقاو کی واضح نمونی باین یہ جب جمہور اہل سنت طبقہ میں
 طبقہ متفق ہوں کہ تحقیق میں کوئی حدیث موضوع دہائی نہیں تو خطرات انکا سبب بند و ذوق کے ساتھ
 ہی قابل کر کے نہیں خاصہ بقابلہ خصم کے کہ سواری سلم و ستور کر کے اور کو غلے گا اور خود طین
 شیعہ قائل ہیں ساتھ بقابلہ اتوال شاذہ قوم اپنی کے درجہ اعتبار سے اور عدم احتجاج و اعتراض کے
 ساتھ اشال و اتوال کے بقابلہ اتوال بطورہ راجحہ و اخبار صحیحہ ثابت چنانچہ شراہ اس عری کے کٹر
 عمر یہ میں فصل لکھے ہیں اس صحت میں یہ اتوال غریبہ شاذہ بموجبہ تصریحات قائمہ سادہ اعتراض
 منونگے بلکہ صلاحت ہند لال سے بر اصل عبیدہ بن اور سنن ابن ماجہ میں جوہر و ایک حدیث و انکی
 ہیں وہ متعین ہیں اور نقصان کثیر موجب ابطال ان کثیر نہیں ہوتا اسلئے ذہبی نے کہا ہی ایست
 بالکثیرۃ والاشیعۃ کی کوئی کتاب حدیث بحکم الاکثر حکم الكل لا لا اقل قابل قبول کے نہ ہے گی
 کہ خلاصہ املو و شون میں روایات مردودہ و امیر سے الاکلیلہ کاحمول میں تقریباً ہر سبب مطابقت
 مذہب اہل سنت کے قدر قبول انہی الکلام و فیما ذکرناہ کفایۃ لذوی الافہام جواب ہفتم الکلام
 و فیما ذکرناہ کفایۃ لاولی الالباب و الاحلام قولہ شیخ نے باب ہفتم تفسیر میں حدیث چہارم روایت
 انس بن مالک کو کہ کان عند النبی طائر قد طبع لہ وادی الیہ فقال الہم اتنی باحب الناس الیک
 یا کل ہی ہذا الطیر فجاہلی اصبح ہی کہا کہ اکثر محدثین نے اسے موضوع کہا ہی و من صرح بوضعیہ ہی
 تفسیر الدین مجری و قال امام اہل حدیث تفسیر الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الدمشقی الذہبی فی یہ
 لقد كنت زماما طيرا ان حدیث الطیر لم یحسن بحکم ان یورع فی سندہ کہ فلما علقۃ ہذا لکنا
 رایت القول من الموضوعات التي خرجها الطیر اخرجا الترمذی عن انس و قال غریب اخرجا
 عبد ایضا و اخرجا الحمزی و غیرہ و اخرجا الحاملی و غیرہ و اخرجا الحاکم و صحیحہ و قال حدیث الطیر لم یحسن
 البخاری و مسلما اخرجا فی صحیحہما لان رجالہ ثقات رواہ عن انس جماعۃ اکثر من ثلثین نفسا و قد
 صحت الروایۃ عن علی و ابی سعید و غیرہ خادم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اتفق انہ اہل العلم و

فخر بن عبد البر و تاریخ و تصنیف

و جامعہ میں کفایہ علی صحیحہ انتہی تخصیصاً جواب ترمذی نے گواہی کی کہ کیا لیکن غریب کہا اور کہا کہ ہم
 اسے نہیں پہچانتے مگر حدیث ترمذی سے اور بغوی نے سکوت کیا بیان محبت و تقویٰ سے و حنفی
 و محاسبی وغیرہ ضعیفین لایعنی باہم اور حاکم کی تخریج و تصحیح پر بہت اہل علم نے اعتراض کیا یہی جسکو
 پوری محبت و یقینا ہو وہ ترجمہ حاکم کو نکلا زمین دیکھو اور پھر حال تصحیح حاکم کا اوپر مذکور ہو چکا ہے طبرج
 الیہ نہیں یہ اخراجات بے مصارف نہیں اور اس میں صرف ہوا اور مخالفت پر صلاح احتجاج نہیں بلکہ
 قول صاحب تحفہ منہز بجای خود محبت نامہ ہی قولہ وہ جو ذہبی نے تخصیص میں کہا بقدر کتب
 جسکو شیخ نے اپنی دلیل ٹھہرا کر حکم مناظرہ کر دہ نہر تک بلند کیا یہی اس طرح پر ہی کہ اول ذہبی کو
 علم محبت حاصل تھا جب ثابت ہوا تو قائل ہو کر مذکورہ میں لکھا و اما حدیث الطیر فہو طرق کثیرہ خذو
 افروہا مبغضت و محجورہا یوجب ان الحدیث لاصل جواب عبارت مذکورہ ذہبی سے اسبق
 جاتا ہے کہ حدیث کی کچھ اصل ہی یہ نہیں سمجھا جاتا کہ حدیث طبرج صحیح الاصل ہی چنانچہ مختصر میں لکھا ہے
 کہ اسکے بہت طرق ہیں و لیکن سب کے سب ضعیف اور ابن جوزی نے اسکو موقوفات میں ذکر
 کیا ہے کذا فی الفوائد الجود اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس حدیث کی کچھ ہی اصل ہی مطابق قول
 ذہبی کے تو وہ ہی اصل ضعیف ہی اور جسکو الگ سالہ میں جمع کیا ہے اور ضعیف مفرد و تہریرا ہے یہی
 طرق کثیرہ ہیں جسکو صاحب مختصر نے ضعیف کہا اور تالیف کرنا ذہبی کا طرق حدیث طبرج کو مسترد ہے
 علم وضع پر اسلئے کہ عبارت تخصیص لفظ کثرت مناظرہ یلا اظہر ان حدیث الطیر الخ بافع غدا ہی
 ہی کہ اول علم محبت نامہ پر علم وضع حاصل ہوا و ضبط لکھنے فرمایا کہ اول علم وضع تھا پر علم
 صحت ہوا اس سلسلے صاحب تحفہ نے قول تخصیص لیا اور قول تذکرہ کو چھوڑ دیا معلوم نہیں
 کہ ایک عقل کہاں بتی ہی کر دہ نہر میں یا خیم غدیر میں کہ سیدی بابکو اوٹا سمجھ کر سا کہ دونوں
 کی کہوتے ہو قولہ فضل بن روز بہان شافعی نے کہ باب مناظرہ میں ماخذہ شیخ دہلی سے
 ہی ابطال اہل میں حدیث طبرج کو تسلیم کیا ہے جو شیخ دہلی نے ہی جواب حدیث طبرج کا
 بغرض تسلیم دیا ہے لیکن آپ نے ہوا کی فحاشی دیدہ و دانستہ اس سے چشم پوشی کی غالباً یہ

یہنا اصل کا واسطہ حدیث طبرج

سید فضل بن روز بہان شافعی نے کہ باب مناظرہ میں ماخذہ شیخ دہلی سے

آپ نے مسلم المکرت سے کہ پشت و پشت اساتذہ شیطان الطاق و شام حول کلینی امور سے بنی
 اور برہ کا برکات و شیعہ میں بواسطہ ایلا واسطہ سیکو ما ہی والا بعد قبولِ سمعت روایت ہی اور سکود عا
 دلات نہیں اسلئے کہ قریہ مقتضی امکا ہی کہ مراد احب خلق الیک سے تناول طعام طہ میں ہو
 ہمراہ نبی کے اور بے شہرہ جناب امیر اس وقت میں احب الناس تھے نزدیک خدا کے کہ ہم کام
 و ہم نوال ہونا فرزند کا یا اور کا جو کم فرزند میں ہو موجب قضاعت لذت طعام ہی اور اگر طلوع
 احب الناس تو ہی حجت نہیں اسلئے کہ صاحبِ ریاست عامر بن ابی النہاس الی اللہ کو کچھ ضرور
 بہت انبیاء اولیاء احب الی اللہ تھے اور کوریاست علی جیسے حضرت ذکر یا و یحییٰ مگر حضرت شمول کے
 وقت میں ریاست عامر بن ابی طاہر کو حاصل تھی نہ انکو اور نہ انکا دلائل ہی لیکن ابیاست ہاں
 کدال ہی اور نبی وقت میں الاوقات کا کوئی مسکن نہیں اور اگر دال خلافت مسئلہ بڑی ہو تو بھی
 مقام نہ ہو گی اور احادیث صحیحہ کو کہ دال میں خلافت شیخین پر مثل اقتداء بالذین من بعدی الی
 و عمر علاوہ اسکے راوی حدیث طبر کے انس بن مالک بن یزید نزدیک شیعہ کے معتبر نہیں شیخ
 مفید نے کتاب المجالس میں لکھا ہے کہ انہوں نے تین بار جھوٹ بولا کہ پیغمبر خدا کا من
 میں مومنا شیخ نے جواب دے الزامی بقدر تسلیم دے میں اور لکھا جواب کیوں نہیں دیتے اور میں
 استاذی صاحبِ ابطال کا نسبت صاحبِ تحفہ کے وقاحت ہی اسلئے کہ مخالفت اساتذہ و ملائمت
 بلا واسطہ کبھی ہوتی ہی چہ جا سابق و لاحق کی اور برہ خلاف موجب ملعون نہیں ہوتا ورنہ شیعہ کو
 قدیم و حدیث کو ہی مفر ایسے اختلاف سے شیلے گا کہ لاکھوں اختلاف اخباریہ و اصولیہ میں واقع
 ہیں قولہ برکات ہی جمیل نے کہ جگر گوشہ ہا شیخ دہلی سے ہی رسالہ امامت میں اس حدیث کہ
 لکھا ہے جواب قطع نظر اسکے کہ استعمال جگر گوشہ کا ولد پر ہی نہ ولد الاخ پر لکھنا مولوی
 اسماعیل کا بنظر اسکے ہی کہ فضائل میں احادیث غریبہ شاذہ ضعیفہ کو بھی لاسنے میں بخلاف
 عقائد کے سو رسالہ امامت میں ایسی جگہ نہیں لاسے کہ حجت مخالف ہو نہ لانا لعلینا قولہ
 شیخ نے باب بیستم تحفہ میں حدیث پنجم روایت جابر بن عبد اللہ عنہ العلم علی بابہا کہ ملعون کی

الامور و فی کل حدیث طبر

حدیث امامت و اخباریہ و اصولیہ

اور کما کیجی بن معین نے کہا الاصل لہ اور بخاری نے کہا منکر ولیم صحیح اور ترمذی نے کہا
 منکر غریب اور ذکر کیا او سکوا بن الجوزی نے موضوعات میں اور کما شیخ فقی الدین ابن دقین العینی
 ہذا الحدیث لم یشیئوہ اور کما شیخ محی الدین تودوی و حافظ شمس الدین فیہی و شیخ شمس الدین جزیری
 نے انہ موضوع الجواب اخر جہ الترمذی و البغوی و الطبرانی و العقیلی و ابن عدی و الحاکم و البیہقی و
 قد اثبتہ السیوطی فی الجامع الصغیر الذی قال فیہ ہذا الکتاب الی قولہ بالقت فی تحریر التخریج و فی
 القشر و اخذت اللب و ضئہ عما تفرد بہ و ضاع او کذاب الی قولہ شیخ ذوفنون غافل از بوم
 لا ینفع مال لا بنون محبت معاویہ میں آفتاب کو ابرو سے چپا تا ہی انتہی حاصلہ جواب احمیۃ
 الفیض من الیوسیلہ اپنے دھوکا دینے کو گنتی نامونکی پوری کر دی اور یہ بیان کیا کہ اسناد پر
 محرمین مذکور میں علماء محققین نے کیا تکلم کیا ہی کہ اس سے حقیقت حدیث کی کہلتی ہو کہنا نام
 کے آپ بھی زیادہ یا وہاں لیکن ہر سند او سکی خروج ہی کما سچی اور صاحب تحفہ نے کتب
 تخریج ترمذی کیا تھا جواب نے اخر جہ الترمذی عن علی الخ لکما او طبرانی و عقیلی و ابن عدی حاکم
 وغیرہ صحیح نہیں ہیں لکی روایات غالباً واسطے نقیب احادیث صحیحہ کے منقول ہوتی ہیں کہ کثرت
 طرق سے راوی ثبوت اصل ہوتا ہی نہ بالانفراد بلکہ بالانفراد کے روایات ساقط الاعتبار میں اور سیوطی
 نے اگر صیانت جامع صغیر کی وضاع کذاب سے بیان کی تو اس سے لازم نہیں آتا کہ جو کچھ وہ
 ہو وہ صحیح ہو کیونکہ اقسام حدیث غیر صحیح کے موضوع و مکتوب میں خصوصاً کصیانت جامع غیر
 کی وضاع و کذاب سے موجب لزام خصم ہوا حدیث غیر صحیح بہت قسم میں جیسے شاذ و منکر
 معتزل و مدلس و منقطع و احاد و مطعون و متبرج و واهی وغیرہ کہ ماخوذ فیہ میں محبت نہیں اور یہ
 کیا ضروری کہ جو راوی نزدیک سیوطی کے وضاع و کذاب نہ ہو وہ نزدیک اور وکی بھی نہو ہی
 اپنی ذیل حدیث اجماع میں ایک صفحہ ماقبل اسکے لکھا تھا کہ ان الاحتفاظ الماہرین فی الفن قد اختلفوا
 فی رواۃ الحدیث اختلافاً کثیراً و تکلم کل منهم بما ثبت لدینہم و اطلع علیہم من حقائہم و قولہم
 انتہی بچہ راوی او سکوا ببول گئے لان الکذب لا حافظہ لہ اب اس مثل سائر عمل کروا کر تہ کذاب

انکے فکروں سے مدعا سیدھی نے صیانت کی ساتھ قید عاقروں ہی زیادہ کی ہی اوسین کہنے مطالعہ
 لغوی نہیں فرمایا اور نہ ظاہر ہو جاگا کہ سرور سیدھی کے نفی کذب و وضع بالا فقرہ ہی نہ بلا اشتراک
 حالانکہ غرض سے بعض قرات سے اگرچہ باقی فقہ چون حدیث معلل مہو جاتی ہی کہ اگرچہ مدعا
 علی التبدیل کا حقیقہ القاضی فی الاصلاق پس جس صورت میں کہ تجارتی و ترغوی و تحجی بن مین و ابن
 جوزی و ابن قیم السید اور نووی و جزوی و دہبی و سکو موضوع بے اصل کہیں اوس وقت تخریج
 عقلی و ابن عدی و اشالہما کے بقایا ان شیعہ حدیث کے کیا وزن رکھی گئے علی الخصوص
 جبکہ صالح الاسانید المتون ہی ہوں اب ارشاد ہو کہ ذوفنون آپ میں پیشخ آئے اگرچہ
 سیون جواب لی کہ دلیل لاثانی ذوفنون لبیب الزمانی ہی یہ ہی کہ استناد طبرانی میں ابوہریرہ
 عبد السلام میں صالح فی کہا ہی کہ یہ حدیث اسی نے بنائی ہی اور کسناد ابن عدی میں احمد بن سلمہ
 جرجانی ہی کہ ثقات سے ابیل کو نقل کرتا ہی اور کسناد قتیبہ میں عمران بن حلیل بن مجاہد کہ
 ہی اور اس حدیث کو ابن حبان و خطیب نے بھی روایت کیا ہی سو کسناد ابن حبان و غیرہ میں اسماعیل
 بن محمد بن یوسف غیر صحیح ہی اور کسناد یغزی میں خطیب جعفر بن محمد بن عدوی مسموم ہی اور ابن عدی
 نے ہی اسکو اخراج کیا ہی سو اسکی کسناد میں ایسا شخص ہی جس سے احتجاج جائز نہیں اور ابن
 عدی نے اسکو جابر سے مرفوعاً ابن عظیم روایت کیا ہی ہذا یعنی علیا امیر البرہہ قاتل الکفر مفسور
 من نصر و خذول من خذلہ انا عنہ اہم و علی جمہا فمن اراد اہم فلیات الباب سور اسکے حق میں
 لاصل لا غیر صحیح کہا ہی کذا فی الفوائد المجموعہ جواب لث مانا کہ حدیث مدنیہ اہم بعد اللہ و لانی
 ثابت ہی لیکن اسکو امامت پر کرب لالت ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ ایک شرط بخلاف شرط امامت کے
 کہ علم ہی بائی گئی ہو و شرط واحد سے وجود مشروط کا لازم نہیں آتا مہذا ایسی شرط لالت
 اور اصحاب میں ہی پائے جاتے ہیں جیسے کوکان بعد ہی نبی لکان عمر پس اگر روایت
 شیوخ کا اعتبار ہی تو ہر جگہ چاہئے نہ اپنے مطلب اور جو ایک شخص مثلاً باب مدنیہ اہم ہوا
 تو کیا ضروری کہ صاحب پیامت عام ہی ہو یہ محسوس ہی سو کسناد لالت مشیعہ کسی کو نصیب

حاشیہ
 حاشیہ
 حاشیہ

حاشیہ
 حاشیہ
 حاشیہ

نہیں ہوئی قولہ صحت اس حدیث میں روایات متواتر متکاثر موجود ہیں مگر اسی کو دشمنی آفتاب سے
 کیا فائدہ جواب جزو روایات متقاصر اپنے احکام لکھے تھے اور کا جواب و مذاکرہ شمس افغان
 اور گزرجا اب ہم شتانہ شمس افغان روایات متواتر متکاثر کے ہیں بشرطہ و لا یحییٰ بلکہ رطلین ہوں
 اور رطلین تو اسی عنایت ہو کہ متواتر ایک اصطلاح میں کسکو کہتے ہیں حدیث متوضیح منکر مطعون
 مجروح لاسل وغیرہ صحیح کہ متواتر کما بیجائی کا برقعہ سونہ پر لیا جی الذبہ نکرت وضاعت و فہم و کا
 متواتر ہی قولہ شمس نے تفسیر میں کہا حدیث ششم حکو یا میر روایت کرتے ہیں مرفوعاً از قال من اراد
 ان یظہر لہ فی علمہ والی فوج فی فتوہ والی ابراہیم فی حلقہ والی موسیٰ فی بطشہ والی عیسیٰ فی جبار
 فلینظر لہ علی بن ابی طالب علیہ السلام الخ ان جواب ما یزال انکار العظیم ایہا شیخ الفخیم فقہ روی
 البقی ہذا الحدیث واضح ابو الخیر الحاکمی واضح المالک فی سیرۃ واثبتہ محدث الشام محمد بن یوسف
 الکلبی الشافعی واثبتہما احمد بن فضل بن محمد الملکی الشافعی اتفق لخصا جواب جبر صریح میں کہ خود
 صاحب تفسیر نے لکھا ہے کہ ابن مطہر علی اس حدیث کو اپنی کتاب میں لایا ہے اور کہی او کو منسوب
 طرفہ ہستی کے اور کہی طرفہ بخوی کے کرتا ہے حالانکہ دونوں کی تصانیف میں او کا مابین ان دونوں
 پہر ہی جگہ کہ جواب میں لانا اور ابن مطہر میں کی طرح طرفہ ہستی کے منسوب کرنا بغایت جمل و بیانی
 ہی اگر اس روایت بہیقی کو کسی اور سستی نے اپنی کتاب میں بحوالہ بیہیقی لکھا ہو تو اس کا نشانہ
 ہے حاکمی و ملا و سوانکی روایت معنی قبول نہیں کی جاتی اور نہ او کو کوئی پہچانے کہ کون بلا ہین
 غالباً مثل کئی کے شبہ میں صاحب کشف الغم نے ذکر امام زین العابدین میں لکھا ہے شیخ
 اباعبد اللہ محمد بن ابی کان ثلثین لیل استمر بصورۃ الشافعیۃ بالتحقیق والروافد اتفق چونکہ اکثر
 لقب و علم موجب بکدیت شیعۃ الشیطان ہی اسلامے یا در ہے کہ محمد بن یوسف و مشقی حاکمی
 شافعی صاحب حق و ایمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان سستی ہیں اور صاحب تفسیر نے بھی
 کید چیل و فہم میں لکھا ہے کہ اکثر شیعہ شافعی بن حایا کرتے تھے اور سنیر کہ دہر کا
 دیا کرتے تھے ہاں یہ کہ چلی نے منہج الکرامہ میں لکھا ہے کہ اکثر مدعی الشافعیۃ

تو اس حدیث نامتواثر

حدیث ششم تفسیری
 بالذیاد و جہد کلام

شعیب بن یونس شافعی کا

فی زماننا حیث توفی اوصی بان بیوی امر و فی غلبہ و بکثرتہ بعض المومنین وان یدفن فی مشهد
 الکاظم علیہ السلام بلکہ کل کی بات ہی کو آپ کے باپ سے کوئی پوچھتا کہ تمہارا کیا مذہب ہے
 کہتے الذی یقال لا الشافعی حالانکہ زیدی المذہب تھے سو اکثر شوافع جیسے آپ نے اور
 علماء امامیہ نے ہستنا کیا ہے اور وکھو سنی ٹھہرا ہے وہ شیعہ ہیں اس صورت میں
 اس حدیث کا کتب اہل سنت میں غایت ضعیف سے محتاج بیان نہیں علاوہ اسکے ذیل
 حدیث مذکور میں خود صاحب تصحیف رضی اللہ عنہ نے ایک قاعدہ امتیاز حدیث کا ایسا بیان
 کر دیا ہے جس سے سارے شکوک و اوہام زائل ہو جاتے ہیں لیکن جسکی پہلے کی پہچانی
 ہوں اور سے کیا خاک نچھائی دے وہ قاعدہ یہ ہے کہ قاعدہ مقررہ اہل سنت ہی کہ جس حدیث
 کو آئمہ فن نے کسی کتاب میں روایت کیا ہے اور التزام صحت مافی الکتاب کا نہیں کیا اور تفریح
 ساندہ صحت اس حدیث کے بالخصوص صاحب کتاب نے یا اسکے غیر نے محدثین ثقافت
 سے نکی ہو تو وہ حدیث قابل احتجاج کے نہیں اسلئے کہ ایک جماعت نے محدثین اہل سنت
 سے جو طبقہ متاخرین میں پیدا ہوئے جیسے دلمی و خطیب ابن عساکر وغیرہ جب کہا کہ احادیث
 حسان و صحاح کو مستفیدین مضبوط کر گئے اور جگہ سچی کی باقی نہیں تو یہ مائل ہوئے طرف جمع
 کر نے احادیث ضعیفہ و موضوعہ کے کہ مقلوبہ الالاسانید و المتون ہین سو اسکو بطریق کیا
 ایک جگہ فراہم کر لیا کہ پھر نظر ثانی کریں اور موضوعات کو حسان لغیرہ سے امتیاز دیں لیکن
 بسبب قلت فرصت کے اور کوتاہی عمر کے نوبت انجام اس مہام کی نہ بھی لیکن جو بعد ازاں
 آئے اونہوں نے امتیاز دیا جیسے ابن جوزی نے موضوعات کو علیحدہ کیا اور سخاوی نے
 حسان لغیرہ کو مقاصد حسنہ میں علیحدہ لکھا ہے اور سیوطی نے تفسیر و تشریح بنائی اور خود ان
 صاحبوں نے مقدمات کتب مذکورہ میں اس غرض کو ظاہر کر دیا ہے تو ماہر و اس علم کے
 جسکی تفسیر خود موطعین کتب نے کی ہے احتجاج کرنا اون روایات سے روانہ نہیں اسلئے
 صاحب جامع الاصول نے نقل کیا ہے کہ خطیب نے تشریف مرتضیٰ براہِ رضی سے احادیث

قاعدہ امتیاز حدیث

شیعہ کو واسطے غرض مذکور کے روایت کیا ہی کہ بمعجم و تابعین کے انہیں نظر کرے اور بحث
 و تفتیش کرے کہ کچھ اصل ہی رکھتے ہیں یا نہیں انہی حاصلہ بالترجمہ پس جب یہ بات معلوم ہو گئی
 تو اب ارشاد قدس البریہ صاحب تحفہ شمس عشریہ کہ یہ حدیث کتب اہل سنت میں موجود نہیں تو بطریق
 صغیریت یا یہ ثبوت کو پہنچ گیا اسلئے کہ نسبت اسکی طرف بقیہ کے زبان شیعہ سے ہی نہ زبان
 اہل سنت سے اور بخفی خود شیعی ہی اور باقی مجاہدیل اور اگر کسی کتاب میں ہوئے اور موضوع
 ہوئے تو یہی گویا موجود نہیں ہی کہ المنفی فی حکم المعروف ابداً کارا و سکا نسبت کتب اہل سنت کے
 بہت درست ہی اور اس قاعدہ مقررہ کو اگر آپ یاد رکھیں گے تو بہت کام آوے گا اور کچھ نفع ملے
 و نہوں و بجا و گنا جواب دہی مانا کہ یہ حدیث ہی لیکن کیا حاصل اسلئے کہ احادیث اہل سنت میں یہ
 ابو بکر صدیق کی ساتھ عیسیٰ اور ابراہیم کے اور تشبیہ عمر کی ساتھ فوج و سب کے اور تشبیہ ابوذر
 غفاری کی ساتھ عیسیٰ کی انہی ہی چنانچہ یہ تشبیہ آپ نے ہی صفحہ سچا و چخم میں بمقابلہ اہل سنت نقل
 کی ہی اس سے معلوم ہوا کہ مطلق مشابہت دلیل مساوات نہیں ورنہ یہ مساوات یہاں ہی
 ثابت ہی خدا نے اہل سنت کو عقل سلیم بخشی ہی وہ ان تشبیہات سے متوہش نہ ہونے چاہئیں
 سمجھتے بلکہ ہر ایک کو اس کے مرتبے میں رکھتے ہیں اور شیعہ نے جو اس سے مساوات سمجھی
 ہی جواب اس کا چار طرح پر مفصل ملے تحفہ شریف میں موجود ہی ملاحظہ کرو افسوس کہ ہر جگہ
 و حوالہ سے روایت ثابت کیا جاتے ہو خواہ بعد ثبوت کے ہی دال علی المدعا ہو یا نہ ہو اور جواب
 مابعد الثبوت و علی تقدیر تسلیم کا کچھ نہیں دیتے بجز جمع و طرح زبانی کے کہ شیعہ نے جواب
 بحر تحفہ کا دیا ہی اور کچھ ہوئے سو نہ سے نہیں نکلتا احمد رشک کہ معنی اس جگہ ثبوت عدم ثبوت
 روایات مجردہ صاحب تحفہ کا کما حقہ لکھ دیا اور درونگو کو اس کے گھر تک پہنچا دیا قول یہ حال ہی
 تحفہ عبدالعزیز کا کہ شمس و سکا بدیہ شہاب ہوانی سے بیان ہوا تمام کتاب شریف اسی ہی طبع
 ہی جواب شمس کرار مذکور ہے ان چیز کہ خاطر بخوبی بہ آخر آمد پس بچ وہ تقدیر بدیدہ جو مال تحفہ
 تھا وہ ان اجوبہ تحقیقہ و الزامیہ سے کما حقہ واضح ہو گیا کہ یہ کتاب مستطاب کس مرتبہ اتفاق

جواب شمس کرار مذکور ہے ان چیز کہ خاطر بخوبی بہ آخر آمد پس بچ وہ تقدیر بدیدہ جو مال تحفہ تھا وہ ان اجوبہ تحقیقہ و الزامیہ سے کما حقہ واضح ہو گیا کہ یہ کتاب مستطاب کس مرتبہ اتفاق

حال تحفہ شمس کرار

و تحقیق و تصدیق میں واقع ہی اور جوابات علمائے کرام سے یہی جوابان سے یہی این ہذاں ناک
 شعر لایدرک الوصف الطری خصائصہ وان یکن بالثانی کل ما وصفناہ اور اگر اس سے زیادہ
 اور یہی ہوسے یافت بلکہ رنگی و مختلف تھو ہو ایک حکایت تھو دو واقعہ طرہ اور یہی تسبیح برعنا مسوع
 فرمائیے وہ یہی حکایت جب تھو اثنا عشریہ ہلا و مشرقیہ میں بقالب طبع آیا اور اطراف عالم
 و اکثاف سائرین بنی آدم میں گیا الامیہ او سکودیکہ کہبت او چلے کو دے یہاں تک کہ نرسیک
 بگا کہ کو ماہہ کیا اور اس کتاب کو پوس علی ابران کے باسابع بنایان بیکر لکھا کہ حضرت کو دو
 چیلکی تکلیف دی جاتی ہی ایک یہ کہ مطالب اس کتاب کو اول سے تا آخر اصولاً و فروعاً خوب جائز
 اور لغز صاف و امثالہ مولف تھو کہ عقاید اصولیہ و فروع فقہیہ امامیہ پر کہے ہیں اور اس کتاب
 میں فوج میں پنج و بنیاد سے او کماثرین دوسرے ثلاث قلمی و فلتات لسانی او سکی کو بھی
 درست کریں تاکہ افتخار سنیہ بکجا و اسکے الفاظ و معانی پر ہی مٹ جاوے اور کسی کو بعد اس و بعد
 کے مجال گفتگو نہ ہے چونکہ مقدمہ دین و مذہب کا ہی واسطے خدا کے سب بلکہ با اتفاق یکدیگر کشش
 و کشش بہت کریں علی ابران و منشیان بلاغت نشان نے کہ اس وقت بانا رافات و کلام
 افاقت گرم کہتے تھے جو کہ جواب میں لکھا شخص اسکا یہ ہی کہ اجتماع ان سب کتابوں کو حصہ
 تھو اثنا عشریہ نے روعقاید و سائل فردیہ میں ساتھ اس کے قرض کیا ہی اور جوابا
 کہ دربارہ ہفوات و نقصات و تولد و تبرک و غیرہ کے وار د کہے ہیں اس زمانہ میں متعذر
 پس تطہین فقر کی ساتھ اخذ و اصول کے جیسے پھر چاہے نہیں ہو سکتی اور اگر اسکا بھی
 ہو تو کتاب میں اہل سنت کی ان تہرون میں کمان کہ بعد وراج مذہب اثنا عشریہ کے اس میں
 کتب اہل سنت ہم آغوش عقائد و الاقل قال و بحث و جدال معانی و مطالب اس کتاب میں
 کی بات اور کمر ثانی کا یہ حال ہی کہ جو کوئی فن افشا میں مہارت رکھتا ہو وہ اس قسم کی عبارت
 لکھ سکے مجال ہر کسی کا نہیں کہ ایسی عبارت لکھیں بے غبار و کدورت خالی تعقید سے لکھ
 اور آغاز سے انجام تک اس عمدہ سے ایک طور پر پڑا و صاحب از الہ نہیں الباقی ہم اللہ تعالیٰ

بعد نقل اس حکایت کے لکھا ہے کہ اس شہر میں مرزا علی اکبر شیرازی مدقون سے رہتے ہیں اور
 شیعی ہیں کاتب الحروف نے بلا واسطہ مع عبات مولانا کی اور کئی زبان سے سنی ہی بلکہ شہر وہابی
 کو آنا انکا ہندوستان میں واسطے زیارت صاحب تحفہ کے ہوا تھا لیکن تقدیر نے مساعت
 نکلی اتنی ہی اس طرح مرزا محمد حسین قتیل کہ سکند بلادہ مشرقیہ تلامیذ معلم المملکت اور سکوفاری میں استاد
 مسلم الثبوت جانتے ہیں کتاب چار شربت میں مقرر عبارت نگاری بلاغت شعاری صاحب تحفہ ہی
 شہر ان قدسہ العزیز بغداد و افضل ما شہرت بہ الاعداد پس جس کتاب کے لفظ معنی کا یہ
 حال ہوا اور علمای اہل الف کا یہ مقال اور کی نسبت اعتقاد جواب نویسی حرف بحرف خیال حمال
 یہ چار اعتراض عدیم المثال جنکو اپنے زبان وجودی مسئلہ لا جواب سمجھ کر اسکا حکم بطور انتخاب اقبال
 و انتحال مقال لکھا تھا حقیقت انکی پانی سے ہو کر بہ گئی اور نکلے کا سا بل ٹکلیا یہ حال عاجز
 کا ہے یہی پرمال عمدہ علمای اہل الفہد اقبال کا اسی پر بقیہ کتب جوابیہ تحفہ کو نکاس کرنا چاہئے
 تمیس کن رنگستان من بھار مرا جب چھنے چھنے اعتراض اس پنج شریف پڑیں تو بھرتی کے
 اعتراض خدا جانے کس وضع لطیف پر ہو گئی یہ حال ہی بدیہ سرودہ شہابہ رجوم پھر ان اور
 بدیہ سرودہ دلاور جو ان کا سا کتب شریف رونق اسی پنج لطیف پر ہیں شہر اند کے مشہور
 گفتم عزم دل ترسیدم کہ دل زردہ شوی و سخن بسیار است قولہ اما اثنا عشر یہ قرآن مجید کو
 بے شبہ کلام اللہ جانتے ہیں جواب مینی وہ قرآن شریف جسکو جناب امیر علیہ السلام نے آج
 بات سے لکھا ہے اور مطابق تر دل جمعی کے ہی اور عہدہ تیرکات انبیاء و اوصیا کے نزدیک حضرت
 صاحب الامر کے موجود ہی وقت ظہور مہدی آخر الزمان کے زیارت اور کی نصیب ہو گئی اتنی
 بلفظ کلامہ والا جو قرآن افضل مرجوہی اور مروج و متداول ہی اور سکون خلیفہ ثالث نے اپنے وقت
 میں جمع کروایا ہے اور جو مجرب سابق تھا اور سکون جلو اگر اور کی خاکستر کو خاک میں ملوا دیا کہ اقبال
 الا وین الجاشی اور روایت کلینی وغیرہ سے ثابت ہے کہ آیات قرآنی تقریباً بقدر ایک ثلث کے باقی
 ہی سو وہ بھی محبت تبدیل کلمات بعضنا بعض کے حقیقت میں قابل اعتبار کے نہیں علاوہ اسکے

ملا باقر نے سنیچ الغافلین میں کہا ہے کہ ادا امر و نواہی و اخبار الہی حادثہ نہیں پس قرآن ہی حادثہ
 ہوا اور جب حادثہ ہوا تو کلام الہی نہ تھیرا اسلئے کہ کلام اللہ قدیم ہی نہ حادثہ قولہ اللہ علیہ السلام
 کہ ہر جیب حدیث تقلید غیر مفسران کلام الہی اعتقاد کرتے ہیں اور اس پر عمل میں جواب مضبوط
 اندہ کا جس لفظ و ترکیب حدیث تقلید سے استنباط کیا ہوا اس کا نشان دو بہ اجتہاد ہی استناد
 و زجر لمتقائے نہیں قولہ عاذا اللہ کہی صحیح کہ نہیں جلا یا اور بے ادبی نہیں کی جواب معاذ اللہ
 صحیح کہ وہی جلا یا اور بے ادبی بھی کی خواجہ طوسی نے کہ صدق اہل طوس بقرعہ تھا جس نے
 ظلمہ کو بقرعہ کا کر کا و زوری مدعی سنو کی کہ خالی مصاحف متعددہ و کتب حدیث سے نہ تھی ہلکا ہوا
 یہ حادثہ قدیم کہی عبدہا کو خان کا اور چاروں کی بات ہے کہ جب اجرو دہیا میں کھانا بیکار نے
 کلام الہی شہید کرے اور غریباہ سلین نے وہ اوراق سوختہ حکام کو فہم ہند کہ کہ صدق الکونی
 لایوفی بہن دکھلائے تو سب نے اٹھوں پر پی بانڈہ لی کا نہیں تیل ال لیا غایت سابلت
 انتقام نہوا آخر قرآن کی ایسی مار پی کہ سار اطبقہ اولٹ پٹ گیا مضمون برفع قوا و یضع آخرین
 سا سے اگیا اور بے ادبی اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ کلینی نے امام محمد بن الحسن امام جعفر صادق
 سے آخر روایت طویلہ میں نقل کیا ہے کہ آدمی میدہ فطر حمالانہ بیٹے مات سے اشارہ کیا پھر
 اوسکو امانت کی راہ سے زمین پر فے مارا فرمائے یہ بے ادبی ہی یا نہیں علما وہ اسکے
 جلالتین عالمی و من لایحضرہ الفقہین میں پڑھنا قرآن کا جاضرور میں بقدر آیتہ الکرسی جائز کہہا
 اور استنباط میں ہی لا باس ان تلو اھا انضما بحجب القرآن اب کہیں مومنہ سے چھوٹے کہ
 بے ادبی کون کرنا ہی اور تعظیم کون سبحان اللہ حرفی و طرح قرآن آپ کریں اور دوسروں کو
 ناحق لے مرین طرفہ یہ ہی کہ حق الیقین سے واضح ہی کہ استحقاق قرآن مجید و جیب ارتداد ہی
 اور قتل اہل حق مصاحف مسلمہ تکذیب شیخ و سید امامیہ ہی اور تفسیر کستا و کلینی شاہد ہی اس
 کہ قرآن مجید نقل اکبر ہی اور اہل بیت نقل اصغر قد بر قولہ اعتقاد امامیہ کا یہ ہی کہ اصلا فرقان
 حمید میں تغیر و تبدل نے راہ نہ پائی ورنہ ائمہ علیہ السلام آگاہ کر دیتے جو اب علی بن ابیہم

استاد کلینی نے روایات سواتر المعنی اپنی تفسیر میں واسطے دعویٰ نقصان و تبدیل و تحریف و تن
 حید کے لکھے ہیں اور باعنوان امامہ او سکوا کسبات میں غلو شدید ہے اور اسکے شاگرد محمد
 بن یعقوب کلینی بھی باعنوان علما طائفہ کے سچلے اور انکے صاحب تفسیر منہج السدا و لطالب الشدا
 معتقد تحریف ہی بلکہ استاد کلینی نے روایات احاق و زیادت حمل کو ہی اپنی تفسیر میں کہ سمی
 بنفیلہ بیت بنی معصومین تک پہنچایا ہے اور دوسرے قویار امامہ نے ہی اس باب میں بہت
 عرق نشانی کی ہے ہرگز علمائے طائفہ نے عدم تحریف قرآن پر بھجوائی فرقہ و انہم کے انفا
 نہیں کیا اور عبارت صوایم سے ہی ظاہر ہے کہ نقصان قرآن کا بے شبہ اختلافی ہے
 اور جس صورت میں کہ افتساب اس احتمال کا طرف اہل اس اعتقاد کے کہ عین تفسیر و تبدیل آیات
 قرآنی میں ہر آیت غلط ہو سکتا ہے تو چرچا اسکے کہ کلام ثنائی و اقرب و اما و شیعیہ و ملاسن صاحب
 وافی میں بدلات مطابقی بعد ہوا میں ہمہ برکنار آپنے خود صفحہ شانزدہم میں لکھا ہے بعضے امامہ
 کہتے ہیں کہ خلیفہ ثالث نے چند سور قرآن کو محو کیا اور اپنی ترتیب میں داخل کیا اتنی پس بیا
 اعتقاد مذکور کا کہ مخالف تصریحات اکابر طائفہ ہی اس جگہ ہوا یا عمدہ بطور تفسیر ہی والاع سائل
 کہ نکوہت از ہارش پیدا قو کہ سیکامقد و نہیں کہ کلام مجید میں ایک حرف زیادہ ملحق کرے
 کلام خالق و مخلوق صاف ظاہر ہوتا ہے بلغاء کفار عرب نے تمام عمر فکر کی ایک فقرہ بھی برابر
 او سکے نہ بنا سکے جواب یہ مقدمہ و شیعیہ کا ہے اور کسی کا نہیں اسلئے کہ روایات احاق حمل
 کی انکی کتب معتبرہ میں موجود ہیں چنانچہ ناظرین تفسیر مسعود عیاشی و قمی پر غیر مخفی ہے بلکہ کلینی صحیح
 وال ہی اسپر کہ اصل میں سترہ ہزار آیات تھی بیان تک کہ مجلس نے بعض دن سور و آیات
 کو تذکرۃ الاممہ و مانند او سکی میں ہزار کشش و کشش روایات معتبرین سے حاصل کر کے لکھا ہے
 چنانچہ عبارت معارضہ سورہ و بروج کی یہ ہے السما ذات البروج و الخیل فات السروج والنساء
 ذات الفروج نحن علیہا نھج بین اللوی والفلوج الی آخرہ لکنہ اشد علی قائلہ اور عبارت سورۃ
 الولایت کہ منقول ہے صحیفہ عتیق سے کہ بخط ابن مسعود مکتوب ہے اور نظر دوم

سند ان متبعین قرآن کا نظیر امامہ

زیادت و قرآن بطور تفسیر

اعتقادات شیعہ میں بخلہ علیہ السلام شہید ہوا کہ مرقوم ہی اوکو یہی ملاحظہ کرنا ضروری اور
 اہل سنت و جماعت بجا رہیں ہدایات کے یہاں کہ یہ تلامذہ کرتے ہیں لیکن ہرگز
 وَاَنْتُمْ مِنْ عَشَرَةِ اَلْفٍ وَفِيكَوْنُونَ عَلَى اَللّٰهِ الْكَذِبُ وَهُمْ يَكْفُرُونَ قولہ ابو جعفر قمی معروف بشیخ صدوق
 نے اعتقادات میں لکھا ہے الی قولہ اور کتاب کافی میں بسند موثق مروی ہے شیخ جواب
 شعرست ہی ہشیاں اگر دویم شب و مست باقی روز محشر شاید ادا نہ دلول عبارات مذکور
 میں اگر رد قبول حدیث و مناقبہ امتیاز اخبار طیبہ از ضعیف ہی نہ ضعیف اثبات عدم تغیر
 و تبدل نظم قرآنی و مدحیم تحریف کلام ربانی کیونکہ قمی صاحب کافی تو یہ کہتا ہے کہ جو حدیث
 موافق کتاب ائمہ نہ ہو باطل و مخرون و مدرس ہی یہ کہان کہتا ہے کہ قرآن مخرون و تبدل نہیں
 و منقوص و مستزاد ہی کہ دلیل مطلوب سامی ہو سکے و ذرا حواس جمع کر کے دو کا نام
 کیجئے والا بڑا ٹوٹا ہو گا سا کہ جاتی رہی کہ قولہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ فرماتے ہیں شیخ
 جواب یہ فرمانا مخالف تصریح جمہور امامیہ ہی اس لئے کہ کلینی نے کئی جگہ احادیث ائمہ کو بت
 نقصان قرآن کے وارد کیا ہے اور الفاظ و عبارت منقوص کو بیان فرمایا کہ اکثر اوسین سے
 کتاب الحجۃ میں درج ہے اور اسی کے قائل ہیں امامیہ چنانچہ تفسیر اہل بیت و صواریم و ذوالفقار
 و تفسیر منہج السدا وغیرہ سے ظاہر ہے محمد حنی کو فہرست میں ہے جواب مسن لکھا ہے کہ بعض
 قدماء ہمارے نے بالمرہ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے مگر یقین اس امر یہ کہ نقصان
 اوسین نہیں ہوا مشکل ہی انتہی اور آئینے خود صفحہ آئندہ میں لکھا ہے کہ بعض علماء امامیہ قائل
 بنقصان یسیرین انتہی اور یہ بھی لکھا ہے کہ ظاہر ہے کہ ترتیب محمد عثمان خلافت نزول وحی
 صد ہا آیات کو نہ وبالا کر کے مقدم موخر لکھا ہے کہ نقصان و نفع اس کا ماہر ان خیر بر شہید
 نہیں انتہی سو اسی کا نام تغیر و تبدل ہی نہ اور چیز کا والا تعریف نقصان و تبدل و تغیر ہی
 ارشاد کیجئے کہ وہ کیا چیز ہے قولہ ابو علی طوسی نے تفسیر جمع البیان میں کہا ہے شیخ
 جواب اگر آپ محترم اس روایت کے قائل ہوں گے اور قائلین نقصان قرآن کو غیر مستند

نقصان قرآن بطور شیعہ

اور سکے بطور خود دیکھئے کہ ہر سے اہم ثابت کرسکتے ہیں اسلئے کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے
قرآن کو مشورہ پچاس ہزار صحابہ کے کہ بہتر اور نیک جناب امیر المؤمنین تھے جمع کیا اور انہیں
کی صوابدید پر ترتیب واقع ہوئی اس صورت میں تھا عثمان کیونکر مطعون ہو سکے اور چونکہ
تو دوسرے صحابہ بھی خاصہ دشمنان حضرت امیر اول ازہرہ منہوں ہو سکے تو کہہ تشریف لے جاتا
کتب اہل سنت میں مسطور ہے جو یہاں حاشا کہ احراق تبار فوقانیہ کتب مذکور میں مسطور ہو اور
بالفرض اگر مصحف میں آپ سے اگل لگ جاوے اور وہ جل جاوے تو اس میں سچا سنیو کا کیا قصور ہے
طوسی نے گاؤں زوری سے مصحف کو جلوا دیا وہ تو گنگارنوا سچا سنیو کا کیا قصور ہے

قصود وارین قولہ بخاری میں ہی ان عثمان اسل لی کل نقی صحفا واسرہا سواہ من القرآن
فی کل صیفہ او مصحف ان یحرق جواب مدلول اکثر روایات ثقات و معبرین کا یہ ہے کہ لفظ
اسجگہ بخاری میں جو معنی پھاڑنے کے ہے گورایت دو نو طرح پر ہو لیکن اثبت واضبط بخاری میں
و تفصیلہ فی رسالۃ واقعۃ الفتویٰ و ازالہ الہین اور بعض روایات میں تردید ہے میں المحو و احرق
اور اہل حدیث یوں تطبیق دیتے ہیں کہ اول پھاڑ کر پارہ پارہ کیا پھر وہ پھاڑ پھاڑ پھاڑ
فتوش حروف جلایا چنانچہ حدیث ابو ذر غفاری جسکو علی بن ابراہیم قمی استناد کلینی نے ہے
تفسیر میں لکھا ہے مؤخر خرق بخاری مجری اسلئے کہ صدر حدیث میں لفظ مرقنا آیا ہے کہ مرقنا
خرقنا ہی پوری حدیث ازالہ میں مرقوم ہے اسطرح روایت کلینی مؤخر خرق بخاری مجری اور یہ
اس صورت میں ہے کہ جب پھاڑنا یا جلانا قرآن کا ثابت ہو اور یہ بات منور محل نازل میں ہی اسلئے
کہ عثمان نے جسکے پھاڑنے یا جلانے کا حکم دیا تھا وہ ماسوی القرآن تھا نہ قرآن چنانچہ
لفظ ماسوی روایت بخاری میں موجود ہے فقہ برحق کہ یہ طبعی نے فوج بھی ہم اتفاق میں
لکھا ہے الی قولہ ان یحرق جواب اگر مراد مصحف سے آیات منسوخ التلاوة و احکم ہیں تو
جلی نے منشی المطلب میں لکھا ہے کہ منشی آیات منسوخ احکم و التلاوة جنب و محدث کو روای
اسلئے کہ تحریم مس تابع ہسم ہی اور جب نسخ حکم و تلاوة ہو گیا تو نام قرآن کا جاتا رہا

احراق مصحف

حرق قرآن شریف

قرآن منسوخ التلاوة و احکم کا

وقطع بهذا القرآن المنسوخ الحكم الباقية تلاوته للحجوز منه اما المنسوخ حكمه وتلاوته او المنسوخ تلاوته
 فالوجه ان يجوز لهما سماعان التثنية مع ما في النسخ وقد ضربا بنسخ عنه فبقی علی الاصل انتهى اور اگر
 مراد مصحف سے آیات غیر منسوخ ہیں تو لازم آتا ہی اوست سے ارعاد امامیہ کا چنانچہ ضرب جیدہ
 مجتہد اور عبارت از آلہ العین سے ظاہر ہی محمد زعفرار امامیہ ہی جلالنا اور عیاضا نکات تادیہ
 کار وار کہتے ہیں بلکہ تنصیف کی ہی خرق و حرق پر چنانچہ تذکرہ شیخ جلی و کتب مصنفہ ابو جعفر
 طوسی تحرق القرآن اوسپر گواہ ہیں پس اگر صحابہ کرام نے فتویٰ حرق و غرق ماسویٰ مصحف کا
 دیا اور منسوخات کو حکم کتب سماویہ منسوخہ میں رکھا تو کیا زہر گول یا قولہ بعضہ امامیہ کہتے ہیں
 کہ خلیفہ ثالث نے چند سورہ قرآن کو محو کر دیا اور اپنی ترتیب میں خل کیا جو قطع نظر کے
 کہ یہ کہنا مخالف تصریح روایت طبری و قاضی جوہر وغیرہ ہی بصورت ثبوت اس بات کے امامیہ
 اپنے مذہب کو کہ تحقیق عثمان ہی کہان پہنچے گئے اسلئے کہ اس صورت میں شریک علی کل خانہ
 الہی ہونا عثمان کا بلکہ تخمین کا کہ جامع اول وہ ہیں لازم آتا ہی حالانکہ قرآن طین بحفظ قرآن ہی
 قول یہ قول معتبر ہی کہ جب عثمان نے مصحف ابن مسعود کو جلایا ابن مسعود کہا کہ اگر میرا سر جلنا
 تو میں ہی اگلے مصحف کے ساتھ وہی کرتا جو انھوں نے میرے مصحف کے ساتھ کیا
 جواب اصل بات اتنی ہی کہ جب قرآن کی قراءتوں میں اختلاف کثیر ہوا اور اکثر عوام الفاظ غیر
 یثبٹے لگے اور اختلاف قراءت کو بہانا پکڑا اور بعض مصاحف میں مثل مصحف ابی بن کعب
 وابن مسعود قراءت شاذہ تھی اور اکثر تین منسوخ التلاوة اور بعض الفاظ تفسیر تکیہ زبان نبوی
 سے وقت تلاوت کے سناتھا اونہیں داخل تھے اسلئے عثمان نے مشورہ خلیفہ ایمان
 اور بہت صحابہ کہ فضل و ثنین اور شریک غالب حضرت امیر تھے چاہا کہ قرآن ایک مصحف میں
 جمع ہو جائے تا اختلاف عرب و عجم بالکل مٹ جائے اور وقت ابی بن کعب نے اپنا قرآن نبوی
 سے دے دیا اور ابن مسعود نے نذیا عثمان نے اون سے لیکر ماسویٰ القرآن کو
 کہ منسوخ التلاوة و حکم و قراءت شاذہ وغیرہ الفاظ تفسیر پر شامل تھا جلو دیا اون کو

اسکا طرہ عثمان بن جعفر و قرآن

جلال عثمان کا مصحف ابن مسعود کو

ضائع ہوئے الفاظ تفسیر وغیرہ پر جو اوس میں شامل تھیں انفسوس ہو اسویہ جلو انامعا و تہ
 امانہ نہ تھا بلکہ صیانت نہ تھا چنانچہ تفسیر الوصول میں ہی الاحراق انکسار للصلیات لالایانہ ظاہر ہے
 انتی اسی جگہ سے اب تک تداود و ذکر کمالا انا اسمائی الکی و حروف قرآنی پر مشتمل ہوتے ہیں علیا
 وغیرہ میں واسطے شغائی مرض وغیرہ حاجات کے دہوتے جلاستے ہیں کوئی او کو محمول
 بے ادبی نہیں کرتا پس بر تقدیر اس روایت کے اگر عثمان نے اوراق غلط و مشکوک
 غیر مرتب کو منظر رفع فساد تلف کیا تو دہونا چھاڑنا جلانا صوت محو میں برابر ہی اگر یہ بات
 منوفے تواج ہو و نصاری کا سا اختلاف اس امت میں ہوتا دشمنوں کے دل پر بھی واضح ہے
 کہ مانند تورات و انجیل کے نسخے صحف کے مختلف کیوں ہا تہ نہ آدمی کہ کچھ اذو جلتا شعر میرتا
 ہر ہی اسی حدود میں رنج نہایت کہ از شدت او جزیرگ نتوان رست ہ اس عدم اختلاف پر
 تو یہ حال ہی کہ امامیہ ہزار ہا تحریف نقلی و منوی کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قرآن کو
 مثل المہیت رضوان کے محل و بے معنی ٹھیرا دیں او صلاحیت افعال استبدال سے بگاڑ
 خدا جانے اگر صحف مختلف حاوی الفاظ تفسیر نسخ الطلادہ و احکم بات گستاخ کیا قیامت
 برپا کرتے قولہ روایت کیا ہی کہ عمر نے ایک صحف لکھ کر حفصہ کو دیا تھا ابن عمر نے وہ
 قرآن عثمان کو دکھایا عثمان نے اس اندیشہ سے کہ اختلاف راہ بنایا و اسکو جلا و جلا
 یہ جلا یا گیا ماسوی القرآن تھا کماثر مرارۃ قرآن اور سبب اس حراق کا رفع اختلاف تھا کما
 اس مرت میں و بطعن غیر خیر ہی محمد ایدہ روایت بالفاظ کذا ہی جس کتاب میں ہوا و سکا نشان
 دو اور جلا عثمان کا صحف کو ثابت کر و مرقات میں اقدار کھا ہی کہ جب مروان حاکم مدینہ ہوا
 اوسے بعد انتقال حفصہ کے صحف کو کور کو بنون قطری اختلاف جلوایا اسلئے کہ وہ بے ترتیب
 محض تھا او سکا جلا ناچلت تھا تو یہ طعن مروان پر چاہئے نہ عثمان پر لیکن سادوں کے اند
 کو ہر ای سو جتائی اگر طوسی بھی قرآن جلوای تو ہی طعن او کی عثمان پر آئے شعر
 تو انم لکھ نیازم اغزون کہے و صودرا چکم کو ز خود برنج درست قولہ پس اس سے

جلوایا صحف عثمان

معلوم ہوتا ہے کہ او صحیف من آیات زیادہ ہونگے جبکہ کتمان عثمانؓ نے ضرور جانکر شامل کیا
ورنہ جملانے کے کیا معنی اگر فرق تھا تو ترتیب میں تھا جواب وہ آیات زیادہ جو آپ کو
معلوم ہوتے ہیں نزدیک حضرت امیر کے باقی رہے ہیں علی الثانی سلسلہ اخذ میں ایمان کا
باعتراف شیعہ برہم ہوا جاتا ہے اسلئے کہ حلائے مصحف مجید سے کہ اکثر نقلین ہی راہ حقین و
عرض حدیث بر قرآن اور اخذ موافق و ترک مخالف کے چنانچہ جلد اولیٰ بجا میں بہت احادیث
اس ثابت مروی ہیں اور و ایک حدیث آپ نے بھی کتاب کافی و رسالہ اعتقادات سے ماہوں میں
نقل کئے ہیں اسند و دیکھو اور تقدیر اول پر کفر محمد بن شیعہ کا قطعاً و یقیناً لازم آتا ہے اسلئے
کہ مصحف مجید کو کہ واسطے ہدایت خلق کے نازل من اللہ ہوا تھا چنانچہ اول و سکے کتمان میں
کوشش کرتا کہ موجب سلب ایمان ہی اور اس کتمان کو طرف حضرت امیر وغیرہ ائمہ معصومین کے
منسوب کرنا عین کفر و ارتداد بواح ہی علاوہ اسکے مستلزم ہی اس بات کو کہ یہ قرآن کہ بقلا و
تا قیامت واسطے رہنمائی امت کے یقینی آجڑ اہل اسلام مامور ہیں کہ ساتھ اس کے مشک
کمرین کما ہونے مخصوص فی حدیث نقلین حکم تورات و انجیل میں ہو و ہو خلافت الاجماع و یکذ

الصدوق و علم الہدی من کابیر الامامیہ الغرض مدعا ہر تقدیر بجا صل ہی کہ اپنا انکو کہ نہیں
کیا مہذا اگر وہ آیات نامہ فضائل احکام اہل بیت میں تھے تو ایسے آیات اب بھی قرآن میں
موجود ہیں انکو کیوں باقی رکھا اونکے اخراج و احوال کا کون مانع تھا کس نے مات پر اتھا
او انکو بھی جلایا اور قرآن سے نکالا ہوتا اور اگر وہ آیات احکام و اوامر باب خلافت و امامت
تھے کہ جنکو عدوت سے معدوم کیا تو وہ اب بھی داخل قرآن میں انہیں بھی غیر علم خدا
کو بھیجا ہوتا ان البتہ ذمت خلفاء و مہاجرین و انصار و اصحاب بدر و بیت الرضوان
اور مصائب و مذلت و خواری اہل بیت غفران و مرثیہ ہائی سکندر و مسکین و سیر جاد
بیان وغیرہ مضامین جن یقین کا اعلان داخل قرآن و شامل قرآن نہیں ہیں و طعن
و طوفان ہی و بس مع ذلک یہ تو ارشاد ہو کہ وقت حرق و خرق مصاحب کے جواب

جہش آیات قرآن

استفسار حال آیات نادرہ

امیر مکتوب تھے اگر ہمراہ اصحاب تھے تو عین مدعا علیہا سنت ہی بلکہ سبب ایات اہل حق
 شریکین غالب اس مشورہ کے جناب امیر ہی تھے ولہذا صاحب راضی لہو و مضنی
 لکھا ہے کہ قال علی علیہ السلام لو دلیت لعلت بالمصاحف ما عمل بہا عثمان اور اگر ہم
 اصحاب تھے لیکن خرق حرق سے راضی نہ تھے اور سبب عجز و بیارگی کے چپ تھے
 تو شاید ذوالفقار کو اور سقوت جبریل علیہ السلام آسمان پر لگیئے تھے یا ذوالفقار سبب
 قرار و اوشیدہ کے اصل میں ایک شاخ خرما یا قاش خرزہ یا سیب تھی کہ اپنی اصل
 جاملی آخر یہ ظلم کمتر اس ظلم سے نہیں جو رعایا فک پر کیا تھا اور حضرت عباس
 بابت نیزاب کے نافذ ہوا تھا اور اسکا تذکرہ جناب امیر کی طرف سے جیسا آج
 ویسا عمل میں آیا تھا سبحان اللہ وہاں تو مجھ و ظلم سکند فک کے ذوالفقار و اوشاکر
 و اوشا عبت با شمی و دیون اور انتقام و اہی بیون اور نہان وقت حرق و خرق قرآن
 کہ اکثر نقلین مجرہ باقی مستدام و مرجع تمامی اولہ شرعیہ تا قیامت ہی سائنس نہیں
 اور چین چین ہی نہوں باوجودیکہ نص صریح علی مع القرآن و القرآن مع علی لمن شرف
 حتی یروا علی المحض موجود ہوں عینہا زواید چین با تو کنی ہا تو کہ سنی مقتدین کہ
 ترتیب عثمانی کشل الترتیب فی لوح الرحمن ہی اور یہ بات عقل نقل سے ثابت نہیں
 ہوتی صرف دعوی زبانی ہی جو اب تصریحات علمی کبار شیعہ سے کہ اکثر ان
 میں ملقب بعدوق و علم الہدی و ثقہ الاسلام ہیں اور قول و کما حجت ہی ملانہ
 امامیہ پر ثابت ہی کہ یہی ترتیب عثمانی عہد نبوی میں تھی چنانچہ عبارت ثقہ الاسلام
 ابوعلی طبری جمیع البیان میں یوں ہی کہ ذکر السید الاجل المرتضیٰ علم الہدی ذوالحجہ
 ابو القاسم علی بن حسین الموسوی ان القرآن کان عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 جموعا من لفاعلی ما ہو علیہ الآن و استدل علی ذلک بان القرآن کان یدرس فی حفصہ جمیعہ
 فی ذلک الزمان حتی عدین علی جماعۃ من الصحابۃ فی حفظہم و ان کان یعرض علی النبی

قاش سیب یا خرزہ یا ذوالفقار کا
 شجاعت و شہادت و شہادت و شہادت
 ترتیب قرآن عثمانی بطور شیعہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی علیہ والہ جماعہ من الصحاۃ کعبہ اللہ بن سعد والی بن کعب وغیرہما
 ختمہ القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ختمات وکل ذلک باونی تامل مدلل علی ان کان مجموعہ
 مرتباً غیر مشور و لا مشور و ذکر ان مخالفت من الامامیہ و کثوتہ لا یستد بجلالہم فان السجلان مضی
 الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخباراً ضعیفہ ظنوا حجتہا لا یرجع بشئ من المعلوم المقطوع علی
 صحۃ نہی اور ملا صدوق شایع کافی کلینی نے لکھا ہی و یظهر القرآن بهذا الترتیب عند ظهور الامام
 الثانی عشر علیہ السلام و پیشہ و واقبل الظہور فالواجب ان یسلم بالترتیب الذی رہتہ عثمان
 بن عفان کا وہ دلی صریح عبارات الائمہ اثنی اور قاضی شوستر نے مصائب میں لکھا
 ہی مناسب الی اشیعۃ الامامیہ من قولہم بوقوع التفرق فی القرآن لیس مما قال جمہور الامامیہ و انما
 قال بہ شریعتہ قلیلہ بنہم لا اعتداد بہم فیما بینہم نہی اور نیز کافی کلینی میں واسطے ترک کرنے صدق
 مخالف اس نظم کے آنحضرت اور حضرت ابی عبد اللہ علیہ السلام سے حکم ہی اور نیز صاحب تنبیہ
 ترک اکثر اخبار کا بحت مخالفت کے ساتھ ظاہر اسی نظم قرآنی کی کرتا ہی چنانچہ بعض یہ روایات
 آپؐ بھی صفحہ پانزدہم میں کتب اہل سنت سے سرفرد کر کے لکھے ہیں اور خود کتب امامیہ میں
 بسبب کمال تجربہ کے نہیں دیکھ کر از سجد عبارت مرتضیٰ یہی کہ ان العلم بصحۃ القرآن کالعلم بالبلد
 او الاحداث الکبار والوقائع العظام المشہورۃ و اشعار العرب السطوۃ فان العناية اشتدت
 والدواعی توخرت علی نقد و بلغت الی حد لم تبلغ الیہ فیما ذکرناہ لان القرآن معجز النبوة و ماخذ العلوم
 الشرعیۃ و الاحکام الدینیۃ و علی المسلمین قبل الفوفی حفظہ و عنایہ حتی عرفوا کل شیء فیہ من اعراب و فرائد
 و حروف و آیات و کیف یجزان کیوں غیر او منقوصا مع العناية الصادقہ و یضبطہ شدید اثنی کہیں
 جس صورت میں کہ امثال علم الہدی و طبری و حنفی شوستر و ملا صدوق و قمی صدوق وغیرہ
 قائل ہیں ساتھ محبت ترتیب عثمانی کے تو اب ثبوت ترتیب کور میں از روی نقل کتب امامیہ
 کیا جائی انکار ہی اور کیونکر کہا جاوے کہ صادق و صدوق وثقہ وغیرہ کاذب و مکذوب و مردود
 ہیں اور یہ دعوی انکار زبانی ہی خاصۃً جنسوت کہ خود آپؐ انکے اقوال سے بمقابلہ اہل

واسطے ثبوت قرآنیت مصحف کے مستدل کیا ہو علی الخصوص اسی رسالہ میں اب وہ بات آپ کی جو جو
 سیر و ہم میں لکھی تھی صادق تھی کہ سبحان اللہ ایک جاہد مفید مطلب اپنا جانکر ساتھ لکھ کر حق کے
 رشک کرنا اور دوسری جگہ پارس کشش کی باقی و تہذیب محض واسطے سبقت میدان مناظرہ
 کنارہ کرنا کس قدر زیبا و آں ایمان پر ہی انتہی اور تقریر اس عالم کی بطور اول سنت یہی کہ
 تبلیغ قرآن کی ذمہ دہن پر واجب ہے کہ اقبال اللہ تعالیٰ بلغ ما انزل الیک وان تم تغفل فاعلمت
 رسالہ اور اخبار ہی کہ آنحضرتؐ نے تبلیغ اس کی موافق نزول کے اسلئے کہ جو کوئی عید آنحضرت
 میں سرت اسلام ہوتا اول و سکوی ہی قرآن سکھایا جاتا یہاں تک کہ آنحضرت کے سامنے ہزار
 آدمی نے سیکھ لیا اور بعض غزوات میں ستر ستر قراۃ شہید ہوئے بعد اس کے آج تک مسلمان
 ہر فرقہ و مشرک کے تلاوت قرآن کو اعظم مراتب جاتے ہیں اور رات دن نماز و خارج نماز پڑھتے
 پڑھتے ہیں بلکہ مفضل النبیہ خان کو اول سن تیز میں سب سے پہلے کتاب اللہ کو یاد کرانے
 میں کچھ قرآن شریف صحیفہ علی یا مصحف قاطع یا جعفر جامعہ تو نہیں کہ خلاف لطیف و صاع سر واپر میں
 رائی میں مستور ہوا ورنہ کتاب کلینی و تہذیب ہی کہ صندوق تقیہ میں مفضل ہو گا ہر گاہ ہنگامی غلو
 میں کانپتے ڈرتے ہوئے اخبار سے دم بھر کو نکالیں اور ایک دو صفحہ اس کے مطالعہ فرمائیں
 کہ کوئی تورانی نہ آجائے اور ایک دو اعتراض حل کہ بجزعت و م کوئی اور کما مشکل کشا نہ ہو جو دیو
 پھر اس سے چھپا چوڑا نام شکل پڑے آخر یہ قرآن وہی جی کہ ہر سال رمضان میں حضرت
 جبریل علیہ السلام تشریف لا کر دراست و تلاوت اس کی ہر اہ ختم المسلمین کے کرتے تھے حتی
 کہ عام رحلت میں اس آیت کو کہ لا یتبع الباطل من میں یدہ و لا من خلفہ ہی الخ دو بار لائے
 اور یہی ترتیب تعلیم نبویؐ و تبلیغ مصطفویؐ صحابہ کثیر کو محفوظ تھی اس کے موافق جناب عثمان
 قرآن کو مصحف میں مرتبہ مجموع کیا اب یہ وہی قرآن بعینہ ہی ہے نقص و تغیر من حیث انظر
 الترتیب علاوہ اسکے لوگوں کو ایسا کیا ڈر یا پاس طر عثمان تھا کہ وہ تبلیغ نبویؐ و نزول
 الہی کو چہرہ کر ترتیب سخت عثمان کو نقل متواتر امت کو پہنچاتے اور عثمان کو ایسا کیا

کیا اقتدار زمین و آسمان پر حاصل تھا کہ وہ ترتیب منزل میں لاندہ کو باوجود صیانت و حفظ الہی کے
 کہ منطوق کلام رب العالین نبی بکار ڈالتے اور نظم جدید کو علی الرحمہ الہی شاعت کرتے بہر بات
 کسی حق کے ذہن میں بھی مقبول نہیں فضلًا عن العاقل و لیکن بات یہ ہے وتری الناس سگڑی
 و ما ہم نہ بکار فی کائنات عذاب اللہ شدید علاوہ اسکے اگر ترتیب عثمانی مخالف نظم منزل بانی ہوتی
 تو امام حسن عسکری اور کسی تفسیر لکھتے حالانکہ وہ تفسیر حرف بحرف اسی قرآن عثمانی کی تفسیر ہی
 نہ صحیفہ رضوی کے علی بذالقیاس شواہد اس عوی کے بہت ہیں تاہیں صاحب مہنت و شہوت
 عمر یمن کی جو قولہ احمد بن حنبل سے پوچھا کہ خلفائے ثلاثہ سے اس قدر کرامات و خرق عادت
 مشہور ہوئے جتنے اولیاء امت و صلیا اسلام سے ہوئے کہا انکا ایمان قوی تھا چاہے
 کرامات وغیرہ کی نہ کہتے تھے ایسی روایتوں سے شرح ہوتا ہے کہ انبیاء و صبا و جو اکثر مخرج
 و کرامات دکھانے تھے خود زائد انکا ایمان قوی نہ تھا چاہے اصل ولایت کے موافق نقل
 شواہد وغیرہ کی ہی اوس میں بالخصوص ذکر خلفائے ثلاثہ کا نہیں مگر اگر بیاعت احسان نقل پر محض
 کرنا امام احمد پر یا جمع اہلسنت پر ہی و کئی بہ شناعہ معہذا جواب سکا عبارت بلاقیت و جو اس سے
 ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ قد سئل الامام احمد رضی اللہ عنہ لم کم تشہر عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم کثر کرامات
 کما تشہر عن اولیاء الامۃ و صلی اللہ علیہم فاجاب لان ایمانہم کان فی غایۃ القوۃ بخلاف ایمان بن
 بعدہم فکلما ضعف ایمان قوم کثرت کرامات اولیاء عصرہم تقویۃ یقین الضعفاء منہم انتہی
 صدور کرامات مبنی ہی ضعف ایمان اقوام مابعد پر آوصحابہ کے عہد میں ایمان اکثر اقوام کا
 قوی تھا ضرورت صدور خرق عادت کی چندان نہ تھی تو اس صورت میں مقصود مجیب کا
 بیان لمیت صدور کرامات کا ہی نہ اثبات ضعف ایمان انبیاء و صبا و کمالانکہ امور عامہ سے
 انبیاء و اصبا ہمیشہ مستثنی ہوا کرتے ہیں اس بات سے اطفال بچہ خوان بھی واقف ہیں
 گو آپ بسبب کثرتِ داد و ستد دوکانداری کے آگاہ نہ ہوں و آرا خجاکہ مقصود سامی ذکر خلفاء
 ثلاثہ سے تعریف ہی طرف سہات کے کہ شیخین عثمان سے مثلاً کرامات نہ ہوئی اور جناب امیر

صلا و نور کرامات کا قصہ بکثرت

صدر کرامات صحابہ

بیاض صحابہ و رسالہ مشکوٰۃ بحوالہ امیر

شیخ ابو نافع کا

وائے یہی سے ہوئی توہم خلفا ثلاثہ سے افضل تھے۔ سو یہ بات غلط صریح ہی اسلئے
 کہ کتب پر و تراجم مثل طبقات شعراوی و شواہد النبوة وغیرہ شاہدین صدور کثرت کرنا
 صحابہ سے عمرنا اور خلفاء راشدین سے خصوصاً اور خود اپنے اسی جگہ نقل کیا ہی امیر
 المؤمنین سے کہ صنعت الکرامۃ فی التقویٰ اور ثروت تقویٰ صحابہ کا قول تاحضیٰ حصہ احقاق اور
 ملا عبد اللہ مشہدی سے ظاہر ہی لیکن جو وار د کرنے اس روایت کی اس مقام پر و
 نہوی اسلئے کہ اقبل بابل اس حکایت کے بحث حرق و خرق قرآن و بحث عدم محض
 فرقان اور تخریب ترتیب و اختلاف قراءت سبعہ ہی لا غیر پس درود اس جملہ آجہی کا سہارا
 نہیں کون سے وادی یا دوکان سے ہی علی الخصوص ثعلبی اس روایت کے ساتھ اس
 جملہ کے کہ اس صورت میں ترتیب حیدری مثل ترتیب لوح محفوظ ہو سکتی ہی جسکو تواضع
 بالعکس خالی کیا ہی قول اللہ حضرت نے فرمایا علی مع القرآن و القرآن مع علی الی قولہ کہ یہ
 سنت جماعت میں مذکور ہی کہ اکثر مسائل مشکوٰۃ میں ثلاثہ و تمام صحابہ رجوع پنجاب امیر کرے
 اور شفی بائے سے علی قولہ باوجود ایسی روایات کے اور بیان رجحان امیر المؤمنین کے
 چہرہ نہیں سمجھتے انتہی مقرر جواب بہر تسلیم مجموعہ ان روایات ربط یا پس ہر
 مجروح کے انعکاس کیا جاتا ہی کہ یوں دلیل ہی سنہیوں کی حقیقت طریقہ اصحاب پر و اعتماد
 ملت مرتضوی پر ساتھ ملت صحابہ کے چنانچہ شواہد اس کے اقبل میں بمقام نفی قدانت
 مذہب تشیع مذکور ہو چکے اور مؤند اسکے ہی قول شام کافی کلینی کا کتاب الحجۃ میں کہ خلافت
 ظاہری خلفا ثلاثہ کو ہی اور خلافت معنوی حضرت امیر کو قولہ اکابر سنہیوں نے ثعلبی
 امام مضرین کیا ہی اور بعضے منصب کی راہ سے وقت مناظرہ کے مثل عبد العزیز وغیرہ
 نام ثعلبی کا مطلب اللیل کہتے ہیں الخ جواب اکثر روایات ثعلبی کے کلینی سے
 ہیں اور وہ راوی ہی ابی صالح سے اور ابن خلکان نے حق میں کلینی نے کہا
 کان من اصحاب عبد اللہ بن سبا الذی کان یقول ان علی بن ابی طالب لم یمت و ان

يرجع الی دنیا اور بعض روایات ثعلبی مثنیٰ ہونے میں طرف محمد بن مروان صدیقی صغیر کے
 کہ شبہ شیعہ ثعلبی غالی سرسلسلہ کذب و وضع ہے اہل سنت الکی روایات کو مفت قبول نہیں کرتے
 اسلئے شیخ دہلوی نے بتائی قدام و سکواطیل لکھا ہے اب آپ فرماویں وہ کون کا ہے
 میں جنہوں نے ثعلبی کو امام المفسرین کہا ہے اور سابق گذر چکا کہ صاحب بخاری و صحاح علیہما
 وغیرہ قائل ہیں ساتھ شیخ ثعلبی کے کلن ذکر اور قولہ عبد العزیز شیخ النواصب جو
 جسے حال امامیہ کا محبت و بغضت اہل بیت میں یکساں ہے اور جو کہ اساطین اس مذہب سے
 دربارہ اہل بیت صادر ہوئی اور سکوفہن نشین کیا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ نسبت غضب کی
 کسلے ساتھ چسپان ہی البتہ شعی خلفاء راشدین کو مستحق بصفت حمیدہ قدسیر
 حسبالت کتاب اللہ و احادیث کثیرہ ائمہ ہدیٰ کہ بعض ائمہین سے مثنیٰ الکلام
 وغیرہ میں منقول ہیں جانتے ہیں سو یہ دو بحث رکھنا اسلئے نہوا کہ وہ دشمن
 فاطمہ علی و حسنین تھے نہایت یہ ہے کہ بدو کنونیکون میں گنتے ہیں اور یہ اس
 سے بہتر ہے کہ نیکو کنونون میں گنیں فاضل کاشی نے لکھا ہے جو محبت کے لہر ہوا
 اجر ہی اگرچہ محبوب اہل دوزخ سے ہو سطح کتاب لایمان کافی میں ہی اپنا یہ عقیدہ
 ہی شیعہ کے در خلافت صدیق و موم و خلائف بنو زید و عدالت فاروقیم بحال لفظ ہے
 نہ در سخاوت عثمان چو شیعہ بگویند نہ در شجاعت حیدر چو خارجی احمق بگویند
 خواہم شگافتہ چو ناریدہ دل نواصب ملعون کفیرہ چون جوزق قولہ عبد العزیز
 تحفہ میں لکھا ہے کہ بالقطع معلوم ہے کہ مرتضیٰ علی کو زیادتی علم قرأت میں ابو بکر و عمر
 نہ تھے بلکہ یہ تینوں ایک مرتبہ میں تھے اور عثمان کو تو زیادت میں تھی اس امر میں ہتی
 سو یہ بات باطل ہے اسلئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ قرآن کو ابی بن کعب و زید بن ثابت
 و معاذ بن جبل و ابو زید سے سیکھا اور جامع الاصول و اتقان وغیرہ کتب
 احادیث موجود ہیں انہیں ذکر عثمان کا نہیں اگر اسکو قرآن میں خلل ہوتا تو اسکا ذکر بھی

جواب حدیث مذکور میں اگر ذکر عثمان کا نہیں تو ذکر علی رضی اللہ عنہ کا بھی نہیں اگر علی قاری ہوئے
 تو ان کا بھی ذکر ہوتا مگر ایہ حدیث کہ بطور حصر نہیں فرمائی کہ ان میں فیہ من حجت ہو اور نفی کرنا ذکر
 قرأت عثمان کا کتبہ عادت سے دلیل ہی کمال مقتدر سامی کی خاصۃً ذکر حدیث مذکور میں بنا
 حوالہ کتاب کے حالانکہ یہ حدیث بخاری کی ہی ہے اور یہ حدیث کی ذیل میں مستطانی شایع بخاری
 کے ارشاد الساری میں اثبات قرأت بلکہ اقرویت خلفاء راشدین کا بکمال وضوح اور قویۃً
 سے کیا ہے فیہ جمع الیہ علاوہ اسکے قاری بلکہ اقروا عثمان کا خود جمع قرآن سے ثابت
 رہی اس لئے کہ جمع کرنا قرآن کا موافق لوح رحمان کے ہے علم قرآن نہیں ہو سکتا اور علم قرآن
 میں پہلے اسم اللہ علیہ قرأت ہی جسکو قرآن پڑھنا ناویگا وہ قرآن جمع کرنا کیا جانے گا خاصۃً
 تہذیب تریب کے محتاج بعلم وابط ووقوف واعراب وحركات وسکانت ہی اب قرآن سے بڑھ کر
 اور کیا دلیل قرأت عثمان ہوگی لیکن مع کل سمت سجدی ودر چشم دشمنان خارست وپسند
 روایت عاریت محاسنی حکم اپنے انجید بعد اظہن کے لکھا ہے دلیل نہیں ہی قاری ہوئے عثمان

کہنا محل عثمان النکس علی القراءة بوجہ واحد علی اختیار وقع بنیہ میں من شہد من اہل جبرین
 والا انصار اتہی اس لئے کہ آمادہ کرنا لوگوں کا محضر مہاجرین انصار میں کہ پچاس ہزار آدمی تھے
 اور بہتر اور نہیں جناب امیر علیہ السلام تھے قرأت واحدہ پر بدون علم بوجہ قرأت نہیں ہو سکتا
 والا سکوت صحابہ کا اختیار قرأت واحدہ پر خاصۃً صاحب الفقار کا بغایت ناممکن ہی ہے اور
 اتقان کو کتب حدیث میں شمار کرنا آپ ہی سے ذی اتقان صاحب کان کا کام ہی قولہ
 ذہبی نے طبقات میں عثمان علی وانی ویزید وابن مسعود و ابو دردار و ابو موسیٰ ہفت شیخین
 کو قاریوں میں گنا ہے اوس سے بھی فوقیت عثمان کی حاصل نہیں جواب آپ کو کثرت داد
 دستہ سے سودا ہو گیا ہے ذہبی کا کلام اسم مقام میں محل اثبات فوقیت میں مسوق نہیں کہ اوس
 سے مزین امیر علی امیر مہم ہو بلکہ بطور تعداد قراہی اوس سے نہ مساوات نکلی اور نہ زیادتی
 یہ لکھا کہ یہ سب قاری تھے اور ایان ہمہ بیان ہی حصر قراہت قصور نہیں اس لئے کہ قاری صحابہ میں

اس کثرت سے کہ بعض غزوات میں شتر شتر قاری شمشید ہو گئے و تو تزلزل عن فلک
 اگر فوقیت عثمان بنی توفیقیت علی کہان کلی بات کرنا بات سمجھنا اچھا کام ہی و بس شتر شتر
 زلزلہ دکان شیرین ترہ خندہ شیرین و سخن گفتن از ان شیرین ترہ قولہ ابجد ابن بابویہ
 رسالہ اعتقادات میں لکھا ہی الخ جواب پاسخ اسکا اوپر گزرا اور بصورت تصدیق اس روایت
 کے تکذیب جمہور امامیہ کی لازم آتی ہی کیا بلج محاسن قولہ باقر مجلسی نے عین الحیات میں
 جواب تلامذہ الخ جواب یہ مخالف او سکے ہی جسکو آپنے صفحہ شانزدہم میں لکھا ہی اور محبت
 اہل سنت کی شیعہ پر بابت محبت قرآنیت صحیفہ مجیدہ قدیم نقصان زیادت فرقان حمید چنانچہ
 اسی جہت سے خواجه نصیر طوسی حرق القرآن نے الزام نقصان قرآن کو تجرید العقائد میں
 مطاعین عثمان میں ذکر نہیں کیا دیکھا کہ جو قرآن آج تک نوشتہ اوطا میں جا بجا موجود ہیں
 وہ ہی قرآن عثمانی ہیں لا غیر اگر یہ قرآن منقوص ہوتا تو ضرور مہجور ہوتا حالانکہ سب امامہ ہی
 اسی قرآن کو پڑھتے ہے بلکہ جو کبھی و قدیم و اطفال اپنے کو سکھاتے ہے اور ساتھ عوام
 و خاص محل مسکن وغیرہ وجہ نظم سے قرآن کے عیشہ مشک و استدلال کرنے سے اور مقام
 استہاد میں لایا کہ اور تفاسیر آیات بیان کیا کہے فہمہ الحمد علی اتمام الحجة و ازعان الحجة
 شہرہ و شود و سبب خیر کہ خدا خواہد خیر باد دکان شیشہ گر سنگ است قولہ صحیفہ حضرت امیر
 موافق نزول وحی تھا اول اور سکے سورہ اقر بعد سورہ رثر بعد سورہ منزل بعد سورہ
 و علی بن القیاس کہ بعض مفسرین نے لکھا ہی الی قولہ سبرخی پیشانی سورہ قرآن سے صاف
 عیان ہی کہ سورہ مکہ عقب سورہ مدینہ مرقوم جواب کتب صحیحہ شیعہ میں ہی روایات مثلاً
 شتر نزول آیت ثابۃ التقدیم بعد آیت ثابۃ التاخر اور نزول آیت مکہ بعد ایسے واقعہ کے جو
 مدینہ میں بکثرت موجود ہیں چنانچہ شواہد اس عمومی کے کتاب کافی کلینی سے شوکت عترت
 میں منقول ہیں پس بطال عبات کے اسکا کہ و نکو نہیں لکھا پس جو جواب و کا فضلا طافہ
 اپنی طرف سے دیوین او سکوا یا اسکے مثل عثمان کی طرف سے ہی قبول فرماوین

مشک الہدی بقدر عثمان

بہا صحیحہ انصاف کا حق نزول وحی

نقدہ خود مدینہ برکت

یہ ترتیب اگر قرآن کا اجتماع صحابہ

توفیقی یہ ترتیب اور قرآن کا

توفیقی یہ ترتیب آیات سور کا

آورد جواب توفیقی یہ ہے کہ سارے صحابہ نے کہ بچاس سال تک ہزار آدمی تھے قاطبۃ اسی ترتیب پر اجتماع کیا اور نسخے اس مصحف کے آفاق میں بھیجے اور سب مجتہدین نے اس کو تلقین بالفیض کیا اور جن لوگوں نے کہ مخالفین اس ترتیب کے لکھا تھا جیسے ابن مسعود و ابی بن وہابی وہ بھی مخالفت سے دست بردار ہوئے مذہب اکثر علماء مالکیہ حنفیہ شافعیہ وغیرہم کا یہی ہے کہ یہ ترتیب باجہاد صحابہ واقع ہے اور آنحضرت نے اس بات کچھ نہیں فرمایا بلکہ آنحضرت نے اس کے تشریف لیکھے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر یہ ترتیب توفیقی ہوتی اور آنحضرت نے اسے ارشاد کیا ہوتا تو مخالفت اس ترتیب کی حرام محض بدعت شنیعہ ہوتی حالانکہ ابن مسعود و ابی بن وہابی نے کہ کبرائی صحابہ سے تھے اور بقول آپ کے علی مرتضیٰ نے خلاف اس ترتیب کے اختیار کیا اور تا دم مرگ مراعات آدمی ترتیب کی کرتے رہے اور بقیہ صحابہ نے مقام احتجاج میں ان سے سوا اجماع جمہور کے اور کوئی دلیل اور نہیں کی اور یہ نہیں کہا کہ آنحضرت خلاف تمہاری ترتیب کے فرما گئے اس سے ثابت ہوا کہ یہ ترتیب توفیقی نہ تھی والا مخالفت انکی اور سکوت اسکا عمل احتجاج میں نہ کر توفیق سے بے وجہ ہوتا مہذا ایک گروہ علماء کا اس طرف بھی گیا ہے کہ ترتیب سورہہ وغیرہ کی توفیقی ہے بشارہ و ارشاد نبوی عمل میں آئی ہے اور دلیل انکی یہ ہے کہ صحابہ محقرات امور میں ارشاد آنحضرت سے تجاوز نہ کرتے تھے اور کوئی چیز ہرگز انہی طرف سے نہیں نکالتے تھے بلکہ مقدمہ میں بدون ارشاد نبوی کسی سطح اپنی عقل سے دخل کرتے اور اجتماع انکا بدون ہر مصطفویٰ کیونکر متحقق ہوتا چنانچہ اسی جگہ سے صدوق امامیہ و علم الہدی و امین الدین انصاری انکے نے تصریح کی ہے ساتھ حجت ترتیب قرآنی کے کافی مجمع البیان غیرہ قولہ اظہر ہے کہ ترتیب حدیثان خلاف نزول حسی ہے حدیث آیات کوۃ و بالا کر کے مقدم سو خر لکھا ہے کہ نقصان جمع تقع اسکا ماہر ان خبر پر پوشیدہ نہیں جو اب ترتیب آیات ہر سورت کی بالا جماع توفیقی ہی ہیں کسی کو سوگ آہ کے اختلاف نہیں بے شبہہ آنحضرت نے بموجب فرما نے جبرئیل علیہ السلام کے عمل کیا اور اس ترتیب میں تقدم کلی کا مدنی پر بہت ہی سہوہ تقدیم و تاخیر

احداث عثمانی نہیں بلکہ اختیار نبوی ہی اس سے معلوم ہوا کہ ترتیب نزول نظر شارع میں ساقط
از اعتبار تہی اور جو چیز کہ نظر شارع میں کسی جگہ ساقط ہو گئی ہو اور سکو بار دیگر اوسط رکھے مقام
میں اعتبار کرنا منافی غرضِ شریع و تدین ہی لایقہم علیہ الاجمال علاوہ اسکے اعتبار کرنے
میں ترتیبِ ول کے طرف سے انتظامی درمیان سورہ توئی کی لازم آتی اور سورہ قصیرہ سورہ طویل
پر مقدم ہو جاتی اور تخیل سورہ طویل کا درمیان سورہ قصار کے برابر محسوس ہوتا اس صورت میں ترتیب کو
بنایت نازیبا معلوم ہوتی بلکہ تشبیہ حبیط کوئی شاعر در پی جمع کرنے دیوان شعر اپنے کے
اور جہاں اول نظم لکھا اور سکو مقدم کرے ترتیب میں اوپر اور سکے جسے مان متاخر میں نظم کیا ہے
پچھلے ایک فرد لکھی بعدہ غزل بعدہ فرد دیگر پچھریا ہی پھر غنوی لیلیٰ جنون انشائی لک پچھریا
فرد قطع لکھی و علیٰ ہذا القیاس سورہ ترتیب نزدیک اہل عقل و اہل طبع موزون کے بے شبہ
نہایت مکروہ معلوم ہوتی ہی چنانچہ اسی لئے مشاعر وقت تالیف و دوامین کے اعتبار تقدم
و تاخر نظم و فکر کا نہیں کرتے بلکہ اول قصائد کو لکھتے ہیں پھر ثنویات کو پھر غزلیات کو
پھر قطعات کو پھر رباعیات کو پھر افراد کو اور جو کوئی ایسا نہیں کرتا بلکہ اعتبار تقدم و تاخر نظم
و فکر کرتا ہی وہ ملام و مطعون ہوتا ہی معتمد امرا حاشا تقدم و تاخر نزول بھی باوصف اس بے
انتظامی کے ممکن نہ تھی اس لئے کہ غالب آیات ایک سورہ کا دوسرے سورہ سے غیر ممکن تھا
پس تقدیم متاخر و تاخیر تقدم لازم آتی اور اس سے کی طرح گریز نہوتا پس مفت میں ارتکاب
اس بے انتظامی کا کیا حاصل کہتا تھا اس سے ثابت ہوا کہ نقصان ترتیب بصورتِ مراعات
وضع نزول متوقع تھا نہ اس مرت و واقعی توقیفی میں قول کہ سیطرح حال تمام ترتیب عثمانی کا
واضح ہی جسکی تفصیل لینی ہی قائل جواب ماسبق سے ثابت ہو چکا کہ ترتیب عثمانی اگر
از روی آیات ہی تو توقیفی ہی نہ احداثِ ذی النورینی اور اگر اندوی سورہ ہی تو اجماعی ہی
اور اجماع حجت قاطع ہی اور ایک قول میں وہ بھی توقیفی ہی پس ہر تقدیر پر خباب عثمان
جامع القرآن اسی طبعِ طوفان سے مبرا ہیں اور محاکمہ میں الفرق فیہاں سطح پر ہے

تفاوت ترتیب و احوال

حاکم میں الفرق فیہاں مابین ترتیب و احوال

کہ دو روز فتنے سے بچ کر جیسے کہا کہ ترتیب بہت اسی ہی اس راہ سے کہا کہ صاحب اس ترتیب
 کے اور واضح ہر سورۃ کے اور سکے موضع میں صحابہ بین اور حضرت نبوی نے خود بنفس
 نفیس عمل و عمل نہیں کیا بلکہ بطور مجتہدین صحابہ چھوڑ کر تشریع لے لیں اور جیسے کہا کہ یہ
 ترتیب توقیفی ہی اس راہ سے کہا کہ صحابہ نے بجز عقل اپنی کے یہ کام نہیں کیا بلکہ اتباع
 اقوال افعال نبوی کا اس باب میں منظور کیا یہاں تک کہ نزدیک جمہور صحابہ کے متیقن ہو گیا
 کہ اگر حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کام کو کرتے تو یہی وہی وضع اختیار فرماتے
 نہ اور کچھ جسطرح سے اور اجماعیات صحابہ کا حال ہی کہ بدون مستند قومی کے نفس میں متکثر
 سے ہر چند فرادی فرادی اور کا موجب قطع و یقین نہ ہو لیکن ہیئت اجماعیہ قطعی یقینی میں ہرگز
 اقدام اجماع پر نہیں کرتے تھے اور اس سے حل ہر گئے اختلافات بسیار جو امور توقیفیہ
 و امور اجتہادیہ میں واقع ہوا کرتے بن جسطرح نصب ابوبکر صدیق کا واسطے خلافت کے
 کہ باجماع تھا یا نہیں علی ہذا القیاس اور اگر صحابہ جنہوں نے مشاہدہ اسباب نزول کیا
 اور معانی وحی کو خوب سمجھا اور سبب طے صحیح شیعین نبوی اور پر طے جناب مصطفیٰ
 کے ایک سوت کو بعد و سری کے علی ترتیب مدت و راز تک مستنا او کو اس فعل پر وقوف
 تمام حاصل تھا گو دوسرے کو یہ وقوف میر نہ ہو اور بے وقوف او سکونہ سمجھیں قتائل قول
 بعض علماء امامیہ کہ فائل نقصان سیرین و وقوع سنیر کجا و نہ پراہنہ ہی اسلئے کہ انکے علماء
 بھی اس باب میں گنگو لکھی ہی جمال الدین نے روضۃ الاحباب میں بروایت ابن مسعود روایت کیا
 کہ ہم اس آیت کو مہذب نبوی میں یوں پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من
 ربک ان علیا سولی المؤمنین اور بروایت ثعلبی صحیح ابن مسعود میں اس طرح پڑھا کہ ان
 اصطفیٰ آدم و نوحا و ال برابیم وال محمد علی العالمین اور سیوطی نے اتفاق میں کہا ہی ان
 الطبرانی مرفوعاً فی المستدرک عن ابن عباس لی قولہ سورہ خلع و سند یہ بین انتہی مختصراً
 جواب الزام خصم کاسلمات و متواترات خصم سے ہوتا ہی نہ روایات ناوہ و غریبہ

اور نقصان قرآن بطور اہل سنت و توحید

شاذہ سے چنانچہ بہت صواب مومن جالسی اور کاتب سبحان علی کنہوہ سے ظاہری اور
 اولہ اسقاط روایات شاذہ کے بمقابلہ اخبار صحیحہ کے کتب مامیہ سے کما حقہ ثابت ہیں
 اور شکوتِ عمر وغیرہ میں مکتوب بنا علی ہذا کہا جاتا ہے کہ حالِ جلد دوم روضۃ الاحباب
 اور حالِ خراجات طبرانی و حاکم صاحبِ مستدرک کا اور حالِ شیعہ ثعلبی کا باقرارِ شیعہ سابق
 میں گذر چکا ہے اسبابِ اسکی ہمیں کہ کلامِ نفسِ ایت اور تراویح حکایت میں کیا جاوے متھذا
 روایتِ طبرانی باقرارِ سیوطی متکلم فیہ ہے چنانچہ وہی نے کہا کہ قد حمل لک علی ما یشرح اور
 منسوخ التلاوة و احکم ما یمن فیہ سے خارج ہے اور لکھنا ابن مسعود کا معوذتین کو اپنے
 مصحف میں اور لکھنا ابی بن کعب کا وعاء قنوت کو اپنے مصحف میں مبنی ہے اوکلی راہی بہ خلاف
 اجماع مہذا رجوع اپنا اس راہی سے اور دخل ہونا اجماع میں ثابت ہے کما حقہ النودی وغیرہ
 اور لکھنا عثمان کا فاتحہ الکتاب معوذتین کو مصحف میں مطابق اجماع صحابہ ہے چنانچہ علی
 بن ہریم استاذ طینی نے تفسیر اہل بیت میں بروایت ابی بکر حضرمی نقل کیا ہے قال قلت
 لابی جعفر ابن مسعود کان یجو المعوذتین من مصحف قال کان ابی یقول من افعال لک ابن
 مسعود برائہ و ہما من القرآن انتہی نظر اسی امر کے عثمان نے بشورہ حذیفہ بن الیمان وغیرہ
 اصحاب مصحف ابن مسعود وغیرہ کو لے لیا کہ امت میں اختلاف واقع نہو سو یہ روایات دلیل
 نقصان قرآن نہیں ہو سکتی اسلئے کہ سابق اولہ عدم نقصان کتب مامیہ سے منقول ہو چکے
 اور تشر لگا جاتا ہے کہ آیات منقوصہ جسکو بعض مامیہ نے فراہم کیا ہے اگر حکم قرآن میں ہیں
 تو پڑھنا اور کما نماز میں کیوں روا نہیں کہتے کہ انہی تحریر الاحکام للمحلی قولہ تیسیر الوصول
 میں ہے کہ عمر بن خطاب نے ہشام سے سنا کہ تلاوت قرآن خلاف معلوم عمر کرتا ہے پو
 کہ یہ قرار کس سے سیکھی کہا آنحضرت سے عمر نے کہا تو جو ہوا ہے پھر ہشام کو پاس
 پیغمبر کے لیگئے اور کما میں ہشام سے قرآن کو حروف کثیرہ پڑھنا ہی فرمایا پڑھنا
 نے پڑھا فرمایا قرآن سات حرف پڑا تو راہی یعنی سات لغت عرب پڑھا تو راہی مہذا اور عمر

اختلاف قرآن

بہونا الی نسخ الی عادات

نہیں نہ تفسیر میں خواہ قائل نقصان قرآن یا نہ ہوں

بجائی فاسودا مسمو کہتے تھے تھی حاصل جواب جو التلوان قرآن بابت تعداد قرات
 کتاب اہل سنت سے ثابت ہوتا ہے وہ ایسا اختلاف نہیں کہ جس سے اثبات نقصان آیات
 قرآن یا زیادہ فرقان ہو سکے اور اگر ہو تو اسکا نشان و داسی لفظ فاسودا و مسمو کو
 دیکھو کہ کس طرح مفسد معنی قرآنی نہیں قاصد وہ اختلاف ہے کہ جس سے مثبت منفی ہو جاوے یا باکس
 با حرام حلال ہو جاوے و باکس پس اختلاف قرات کو دلیل اثبات نقصان قرآن بطور اہل سنت
 دلیل کمال خوش فہمی ہے یہی مہذا مراد سب سے احسن سے ایسا لغت عرب بہن قریش و طی و ہر
 و تدبیر تین و تفتیق و تہی تہم یا ہفت قرات مشہور ہیں اور ثبت واضع یہی ہے کہ او طرح پر
 ہی کہی اس واسطے اختلاف میں سنی ایک ہی ہے بہت ہیں کہ بعض الفاظ کا تفسیر ہوئی یا بدل پس یہ تفسیر
 انکی نام نہ رہی اور مدعا پر مطبق نہ ہوئی اب فکر دیگر کیجئے قولہ المختصر ایسی بہت روایتیں کتاب اہل
 سنت میں موجود ہیں الی قولہ امامیہ کو الزام دینا اور انگشت نکالنا اور اپنی بات کو کہوں ہر چہ
 و دانشمندی علماء بہت و جماعت کے اور کیا ہے جواب اپنی بات کو تو تم بھولے یا ہم اتنی
 اسی جگہ پہلے اپنے قبی و کافی و طبری و نور اللہ وغیرہ سے اقوال تصحیح کمال قرآن و عدم
 نقصان فرقان اور محنت نظم و تالیف کے بے تغیر و تحریف و تحریف کے نقل کئے تھے پھر
 دو کتب سے صفحہ میں اس ساری بنیاد کو ڈبا کر اقرار کیا کہ ہاں امامیہ کے نزدیک قرآن
 حاضر نام تمام وغیرہ سبیل ہے اور قرآن کامل نہیں خصوص نزدیک امام غائب کے ہی سبب
 کسی فراموشی ہے تمہذا جو حقیقت روایات منقولہ ساسی کی تھی وہ ظاہر ہو گئی اور یہ امر
 علی رؤس الاشهاد و ثبوت کو پہنچ گیا کہ با اتفاق فریقین قرآن مجید میں شائبہ نقصان و تغیر
 نہیں اب اگر آپ اسکو بزور انکی گلے باندھتے ہو تو اس پر دوسے میں اپنا عیب چھپانا
 منظور ہے کیا یہ بات ہی و خل اجتہاد ہے کہ جو چیز ثابت ہو خواہی انخواہی اسکو ثابت کیجئے کہ
 غیر کے نزدیک میں اجتہاد انکا کب معتبر ہو گا آپ اپنے نقصان پر بیٹے اور قائلین عدم
 نقصان کو طائفہ امامیہ سے جو چاہے مٹے سو فرمائے سستی تو بہر حال فارغ الیال ہیں

اسلئے کہ اگر شیعہ مثل آپ کے اثبات تخریف اور نقصان قرآن کا کرینگے تو اولیٰ جواب
 آیات حفاظت بقول و عمل ائمہ ہدیٰ اور تشریح مجتہدین شیعہ قائلین بعدم نقصان کا مطلوب ہوگا
 وائے لم ذلک ویل یومئذ لکن ذہین اور اگر قائل بعدم تخریف و صحت نظم و کمال قرآنی ہوں
 تو بالکل مہربان شیعہ سے دست بردار ہونا چاہیگا اسلئے کہ سارے اصول عقائد میں غلطی حرج
 رکھتے ہیں ساتھ کتاب اللہ کے یہاں تک کہ اگر سارے قرآن کو روڑو و افض کئے تو دور
 فاذاب بعد الحق الا الضلال قولہ جو جستی الزام دیتے ہیں کہ امامیہ اثنا عشریہ دعویٰ
 ولای اہل بیت کا کرتے ہیں اور اکثر آل نبی کو شمار اہل بیت سے باہر جانتے ہیں
 بلکہ توہین اوکلی کرتے ہیں حسب طح کر کتاب تحفہ وغیرہ میں مسطور ہے ایسے اظہار سے سوا
 اغوا ہی جہال کے اور کوئی فائدہ پایا نہیں جاتا جواب ملا باقر مجلسی نے فصل
 مبحث سیوم منہج الفضلین میں اور قاضی ذہب اللہ بمورہ نے احقاق الحق میں لکھا ہے
 کہ رقیہ وام کلثوم نہ دختر آنحضرت ہیں اور لطف خدیجہ سے غرض اس سے نکاح امامادی عثمان
 رضی اللہ عنہ ہی حالانکہ کلام الہی ناطق ہی انکے دختر ہونے پر قال اللہ تعالیٰ ایاہا لنتبی
 قال لولا انک بنات لکناک بلکہ خود زاد العاد و اصول کلینی و علی الشرائع سے دختر ہونا نا
 اور خواہر فاطمہ ہونا ثابت ہے اسطرح حضرت عباس عم رسول خدا اور زبیر بن جعفیہ
 آنحضرت کو داخل نہیں گنتے اور توہین اہل بیت اس سے زیادہ آور کیا ہوگی کہ صاحب
 استغاثہ نے دربارہ ام کلثوم دختر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام جعفر صادق علیہ السلام
 نقل کیا ہے کہ اول فرج غضب بنا اور کلینی کے کتاب التکلیح میں بروایت زرارہ اس لفظ
 سے آیا ہے و ذلک فرج غضبنا اللہ اکبر اس لفظ کو دیکھو اور جناب سیدہ کی صاحبزادہ
 دیکھو اور جعفر صادق کی طرف نسبت کرنے کو دیکھو اور بے ناموسی آل طہارہ کو دیکھو
 قریب ہے کہ آسمان گر پڑے اور زمین پھٹ جائے کس بہتان طوفان کو جس جناب یا
 سے نسبت دیتے ہیں نقیضہ جگہ و الدین شیون ربکم اسطرح حضرت صادق

انوار قیام کلثوم کا ذکر حضرت

غضب جن ال بیت

استاد مولانا رشید شاہ

علامہ محمد صالح بن اسماعیل

راوی ہیں کہ فرمایا خدمت جوار ثانیہ اور تین لکم اس طرح کہتے ہیں کہ ائمہ ہی اپنی دستور خواہی
 زوجیت کفر و فحشہ میں مبتلے تھے جس طرح سکینہ کھارج مصعب بن عمیر میں اس طرح صبر کی
 صادق علیہ السلام سے روایت کیا جی کہ لقب امت مرحومہ کا امت ملعونہ ہی اور بعض اخبار میں
 تشبیہ امت نبوی کی ساتھ خنازیر کے آئی ہی رواہ الکلینی عنہم مالانکلیض کہ موجود ہی کہتم
 خبر امت و جہلنا کہ امت وسطا علی ذالقیاس صد ما افترات ہیں کہ واقعہ کتب امامیہ پر کا صبح اذا
 اسطرارہم میں ہیں اسکے انشاء میں بجز معطلہ ہی جہال اور کوئی فائدہ پایا نہیں جاتا تو
 امامیہ اصولی فروع میں شواہد احمدیہ کے دوسرے سے سروکار نہیں رکھتے جو اب
 بہ غلط ہی اگر سرکار امامیہ کا پانچواں سبب ہودی وغیرہ اشقیائی یہود تلامیذ خاص انخاص
 معلّم الکبوت سے اور نہ پانچ شیطانی الطاق و شام حول و زارہ بن اہلین و نگاہ آہلین
 و مالک جنی و دارم بن حکم و محمد بن مسلم و ربان بن اعلت و غیرہ سے ہی جنگی تکذیب بلکہ کثیر
 تخریج امام حق ناظر جعفر صادق و غیرہ علیہم السلام سے خود کتب امامیہ میں منقول ہی علامہ
 اسکے سلسلہ امامیہ روایت کا اثر تک ہے قبا عید قرؤ امامیہ درجہ صحت کو نہیں پہنچا کہ کوئی
 بہت کم ہیں کا فیض علیہ صاحب الہدایہ من الامامیہ اور حکو صحیح کہتے ہیں جب او سکویہ تصفقا
 تو عید شیعہ سوزن کیجئے تو وہ ہی ضامن نہیں ہیں یا موضع پھر اون سکے معارضات
 و مرآتات ہیں پھر انہیں عجائب ترافات و علل حمدا وہ ہی قابل وثوق نہیں اسکے کہ عینہ
 امامیہ کا یہ ہی کہ محب علی جو گناہ کریں اس سے سوال نہو گا کو باپ کو مار ڈالے یا مان
 نہ کرے حتی کہ قول تعالیٰ وَلَا تَقْسُ عَلٰی نَفْسٍ لَّا جَانِحٍ لَّهَا اِیسی پر حمل کیا ہی اور آثار ائمہ کو
 شاپر اس عو کا لائے ہیں کہ انہی اتھ پڑیں جو دین ایسے روات ثقات سے حاصل ہو اور
 جس سبب میں مع کرنا احادیث کا واسطے تائید دین تشیع کے استحسان بلکہ مستحب ہو اس
 دین سلسلہ کا کیا پرچہ اور اسکے اصول و فروع کا کیا کتاب جو کریں وہ نہو رہی متعذر
 فی فروعت حکم آمد فی اصول ہاشمہ بابت از خدا و از رسول + قول اپنے عقائد میں کیا ہی

اعتقاد ان حجج اللہ تعالیٰ علی خلقہ بعد نبیہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم الا انی حشر شیخ جو اس پر
 جسے صورت حیدریہ علی بن موسیٰ القدریہ کو دیکھا ہی وہ بالیقین جابجا ہی کہ مضمون امامت اس
 اثنا عشر کا بطور امامیہ کے مستحکم ہی ہرگز زمانہ نشو و نما باخیر میں اور کا عین و اثر کو یہ تھا
 اور جب امامت ثابت نہوی تو لو ازہ امامت بالاولیٰ غیر ثابت ہیں کہ الشیخ ادا انقی اتقی بلو ازہ
 یہ عقائد نیز وائے کالائی بدیش خاندین ہمہ جہت نہیں معہذا جواب ان عقائد کا ذیل جو
 آیت میں بموضع خود مرقوم ہی قولہ سو کہ دوازدہ امام کے سائر سادات و برادران
 ائمہ و عوامی دینی ہاشم واجب تعظیم ہیں نہ مفتضض اطاعت جواب یہ بات خلاف نصیر کا
 اسافین و مجتہدین امامیہ ہی اسلئے کہ ارباب طائفہ زید شہید کو اور انکے فرزند بھی بن زید کو
 کہ بڑے عالم متقی تھے مروان بن زید کو شہید کیا دشمن کہتے ہیں اور ہر امام
 موسیٰ کاظم اور جعفر بن موسیٰ کاظم کو برا کہتے ہیں اور جعفر کا لقب کذاب کہا ہی حالانکہ وہ
 پرستہ و ایا خدا سے تھے بایزید بطاعی انکے مرید ہیں جعفر بن علی کو کہ برادر حسن عسکری
 لقب کذاب بخشا ہی حسن بن حسن اور انکے فرزند عبداللہ محض اور انکے بیٹے محمد لقب
 بنفس کیا اور پرہیم بن عبداللہ و زکریا بن محمد باقر و محمد بن عبداللہ بن حسین بن الحسن اور
 محمد بن القاسم بن الحسن اور یحییٰ بن عمر خفیز زید شہید کو کافر منہ کہتے ہیں علی بن القاسم
 ایک جماعت سادات حسنی حسینی کو کہ فانی امامت و فضیلت زید بن علی تھے ضال و مضل جانتے
 ہیں چنانچہ روایات اس عوی کے کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں کتب امامیہ سے منقول ہیں اور
 وجہ اسل اعتقاد کی ظاہر ہی کہ نزدیک شیعہ کے منکر امامت ایک امام کا مثل نبوت
 ایک نبی کے کافر نبی اور کافر محمد فی النار ہی چنانچہ آپنے ہی عقائد مذکورہ میں اسی جگہ
 لکھا ہی کہ من انکرہوا صلہ منہم فقد کفر و من شک فی کفرہ اعادہ منہم فلا شک فی کفرہ اور کتب اس
 و توارسج سادات دلائل صریح کرنے میں اسباب پر کہ اہل بیت حسنی حسینی منکر امامت
 بعض ائمہ بلکہ منکر امامت ہر ایک امام وقت اپنے کے تھے بلکہ منکر بعض ائمہ گذشتہ کے

کافر مرتد ہونا سادات امامیت کا ایک شیعہ

وجہ اعتقاد کفر ان خاندان امامی

ہی تھے اس سے ثابت ہوا کہ معاذ اللہ یہ سب کافر تھے بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ
 ہنی بقول آپ کے کافر ہی اور کافر بافتاق فریقین مختلف فی النار ہی مگر نہ سب ایک گروہ امامیہ کا یہ نہی
 کہ یہ سب اعران میں رہینگے جیسے سبکس وغیرہ اور بعضے کہتے ہیں کہ بعد فذاب شدید کے
 بشاعت مبدعہ خود نجات پاؤ گینگے سو یہ دو فتوے موافق قواعد و اصول شیعہ کے
 مردود و رکب ہیں اسلئے کہ شاعت حق میں کفار کے بالاجماع مقبول نہیں اور اعران دار
 ائمہ نہیں اور رہنا اعران میں بھی ہے وجہ ہی ہر پہلے کہ یہ سب منکر امامت تھے اور منکر امامت
 کافر ہی مگر یہ کہتے ہیں کہ حجب علی دوزخ میں نجات دے گا اور میں شک نہیں کہ یہ سب
 جناب امیر تھے گو معتقد امامت ائمہ نہوں لیکن اس صورت میں دیکھئے سبیل دفع تعارض
 کی کیا ہوگی باجماع بعد ملاحظہ ان امور کے کسی کو اس میں شک باقی نہیں رہتا کہ سائر امامان
 و اخوان ائمہ و علوی وہی ہشتم نزدیک امامیہ کے بغایت درجہ محترم و مہمان و ذلیل و حلال
 ہیں اور مطلق بے اعتبار اسلئے کہ کافر اذل خلق اللہ ہوتا ہی اور یہ سب معاذ اللہ کافر
 تھے نولائی تعظیم نہیں ہرے بلکہ دوزخ میں ہوئے قائم ائمہ آئی تو فکون قولہ جنوں
 سادات میں سے خلاف رویہ آبائی کرام اپنے کے عمل کیا بہتر کیا قاعدہ جان بگاہی
 کہ اگر ایک شاہ کے کئی بیٹے ہوں اون میں سے جانشین اور سکا ایک ہی ہوتا ہی سب کو
 سلطنت نہیں پہنچتی اور حجاب کے تحت پریشیتا ہی بادشاہ و صاحب حکم وہی ہوتا ہی باقی
 سب بہائی اور سکے شاہزادے ہیں اگر اطاعت میں ہے صاحب توقیر و نیکی نام
 ہوئے ورنہ عاصی و مورد ملامت ہوئے گو صاحب عقل و ثناء حسد ہوں قصہ سیران
 یعقوب مشہور ہی حضرت یوسف پر مشیت الہی پیغمبر بادشاہ ہوئے اور بہائی اور سکے باوجود
 پیغمبر زادے عقلمند تھے بسبب سلوک کی کے ساتھ حضرت یوسف کے مصدر رند
 و ملامت ہوئے جواب یہ تقریر مخالف ہی جملہ سابق کے جس میں اپنے واجب
 ہونا بقیہ اخوان ائمہ وغیرہ کا اقرار کیا تھا اب خود ہی او کو مصدر خجالت و لائق فحش

مثال از اخبار ان یوسف علیہ السلام

شعتر برین عقل و دانش یاد گریست کہ خود گفته و خود نراند کہ حیست : محمد ابراہیم شال اسجد
 تمیاس مع الفارق ہی اس لئے کہ پیغمبری پر ستم علیہ السلام کی باتفاق فریقین مخصوص کلام
 الہی ہی اور امامت ہر ایک امام وقت کی متفق علیہ شیعہ ہی نہ سستی اول امامت کو نزدیک اہل
 کے مخصوص ثابت کر دیکھ ایک کو بادشاہ بقیہ کو شانزادہ پیراؤ اور نام و سلام بناؤ ثبت
 العرش ثم نقش علاوہ اسکے اخوان یوسف کو کوئی معاذ اللہ کا فروغ تر نہیں کہتا اور شیعہ
 اخوان منکرین امامت کو کو کا فر کہتے ہیں اور نکمین تو خود کا فر ہیں اور اخوان یوسف
 ساتھ یوسف کے براہ حد نبوت بدسلوکی کی تھی او سید یوسف ہی فرمایا لا تشریب علیکم انیور
 یغفر انکم اور انکی خطا سے درگزرے اخوان ائمہ نے ساتھ ائمہ کے ساتھ
 انکار امامت کے اور کوئی بدسلوکی نہیں کی کہ مورد ملامت ہوں اور یہ انکار و خیل بدسلوکی
 نہیں اس لئے کہ مقدمہ امامت نزدیک اس کے غیر مخصوص تھا والا باوجود جنوں کے نیا انجاش
 انکار ہی قولہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو شیعہ تنظیم نہیں کرتے سو مقدمہ انکا مشہوری اور آئینہ
 مذکور ہوگا جواب یہ قصہ ہی مثل قصہ حکمین کے جس کا وعدہ ذکر اپنے سابق کیا تھا
 آئینہ مذکور نہوا و اہل مشوق بچان چشم براہ و گوشن سدا و زبے شہر کانت عباد
 عروب لہا شلاب و ما و اعدا الا باطیل : قولہ جو یہ گشتگو واسطے تحقیق حق کے
 تعصب طرفداری و پاس سخن دل میں نہیں ابتداء کلام سے جو کچھ کہہ گیا اور اب جو
 کہا جاوے گا جگہ کتب معتبرہ سنت و جماعت سے تھا اور ہوگا اور تاویل و طول مثال
 و تمیاس و تقلید کو دخل نہیں جواب شرم گذار و بادشاہی کن : ابتداء کلام سے اس وقت
 تک اپنے کہہا حکم لا اکثر حکم انکل غالباً کتب معتبرہ اہل سنت سے جسکا حال باسبب
 گذرا کہما ہی اور بعض کتب شیعہ کو کتب اہل سنت قرار دیکر نقل کیا ہی اور جہاں کہیں اتفاقاً
 کوئی روایت صحیح لکھی ہی او سکو تقلید شیطان الطاق وغیرہ تاویل و طول مقال لایا
 سے غیر موضع میں نقل کر کے بجا رہی اور یہی صنعت آئندہ بھی عمل میں آئی ہی بلکہ

خلاف و حد کی شیعہ

کتابت و تصدیق و تصحیح و تصدیق

شی زائد پس یہود و کفریہ ہی کتب معتبرہ سے نقل کیا جاوے گا مثل مؤید بن
قرین و فادائی نہیں شجاع بن قریٰ تو اسناد و توان کردن و خود را بکذاں شاد و ترک کردن
از کثرت وعدہ نامی پل در پی تو یک وعدہ راست با و توان کردن؛ قولہ مرعایا
مرا کہ مستقیم کا ہی اور واسطے مناظرہ و طبع آزمائی کے مثل طب و طبیت و ہنر و ہنر
و ریاضی و نجوم و صرف و منطق و مسائل حکمت و غیرہ بہت علوم ہیں کہ مناظرہ و التواضع
ناحق شبلی و داخل کر کے قضیہ کو معکوس کر دیا ہی جو اب علوم عقلیہ فلسفیہ کہ
اسل میں حرفہ صنعت اہل یونان ہی جب ماہ منصور و دانشی و یارون رشید میں
کہ حسب تصریح صاحب تحقیق الحق زمرہ شیعہ میں تھے بسبب سبب عاجم کے یونانی
عربی میں مترجم ہوئے اور حلقہ درس میں آئے چنانچہ علم مصنفین ان کے
معلم ثانی ابو نصر فارابی و ابو علی سینا و قاضی ابو الولید بن الرشیدی و وزیر ابو
مشور بن الاسلم و ابن الصانع اندلسی میں انہوں نے کتب فلاطون و ارسطو
و بقراط و جالینوس و افلاکس و اپلیمس وغیرہم کو ترجمہ کیا تو اسوقت سب سے پہلے
بمقتضا کچھ الی کہ میں اسل ان علوم نے اول قدم سر زمین عجم میں جمایا اور طوائف
شیعہ نے میراث چھکرا دی مابہ الاشیاء میں الاقران نہیں آیا اور اس پر دے میں برابر
شیعہ و ملت عطفوی کا قصد کیا اور مدار مناظرہ و تقریر و تحریر شریعت کا اس پر کھا
چنانچہ جبر فسادات و اختلافات و شکوک و دوام دین میں واقع ہوئی بدولت انہیں بے
دیزن کے ہوئی حتیٰ کہ الی الان جو فراولت ان علوم کی زمرہ اہل شیعہ میں ہی وہ اور
فرق میں نہیں سنیوں نے جو اسکو کہی سیکھا تو صرف اسلئے کہ اب مخالفین نے دار
امتحان فضیلت و خود نمائی و شہرہ و درجہ تعلیم کا اسی پر منحصر کیا ہی اور ہنگام مناظرہ و لال
عقلیہ و براہین فلسفیہ سے بیشتر استدلال کرتے ہیں اور منقول کو حجت نہیں سمجھتے
مگر یہ کہ مطالب معقول ہونا چاہئے لہذا الخصم و انما ما لم یخلف ضرورت اسکی ہوئی کہ تو ان میں واسطہ

ناحق بن عامر و زکریا
مثل حرفہ و ہنر و ہنر و ہنر

مصنفین علم فلسفہ

علوم مذکورہ بھی یاد ہوں نفس الامر میں ہر صفت شیعہ شیعہ کی ہی ذہل سنت کی پس احتجاج کی نسبت انکے بابت ثبوت علوم مذکورہ کے بغایت دور از فکر ہی سنیوں کا تو یہ حال ہی کہ جب سعد بن وقاص نے ملک فارس و ایران مفتوح کیا اور زنان نازک انعام و مائے فراش اُدانی اہل اسلام ہوئیں اور کتنا بجزا و جود حساب فلاسفہ خانہ خراب کا ہات آیا تو اس وقت حضور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کیا کرنا چاہیے خلیفہ ثانی نے فرمایا اطر حافی فان ممکن ہدی فقد ہانا اللہ بادی سنا وان کن ضللا لا فقد کفانا اللہ یعنی اون کتاب کو پانی میں ڈال دو کہ اگر وہ ہدایت میں تو خدا نے ہکوا و اس سے بہتر ہدایت نصیب کی اور جو ضلالت میں تو خدا ہی میں بس ہی حاصل یہ کہ احتیاج ہر طرف کتبہ فلاسفہ حکما ر کے کسی طرح نہیں نیک ہوں یا بد چنانچہ ایسا ہی کیا کہ اونکو پانی میں چھوڑ دیا لیکن علم صرف و نحو موضوع جناب امیر علیہ السلام ہی اور فہم کتاب اللہ و احادیث ائمہ ہدی کا اس پر موقوف ہی اور جب کو احسن و خل نہیں اسکی بات فہم عربیت میں گوزشتہ ہی سنیوں کا یہ مجال نہیں کفعل امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو ناحی باطل صحیحین گو صد و باطل کا جناب محمود سے یا ائمہ ہدی سے کہ ہمیشہ مشکلم بعدی سے تنہ نزدیک ارباب طائفہ کے جائز و روا ہو خامتہ اس وقت اخیر میں جب تک صرف و نحو نہ آوے ایک جملہ ہی عربی کا سمجھنا مشکل ہی نتیجہ نکالنے کا کیا کیا اور بالفرض اگر فہم بعض لغات عربی کا کسیکو بسبب ہمزانی بعض دماقین و موقعین ب سکنہ و دارین یعنی و حیدر آباد وغیرہ کے حاصل بھی ہو گیا بطرح حال ہمارے بعض احباب کا ہی تو ہیرا دراک کدائی واسطے اقسام و تقسیم مواقع استعمال و مواردیان و وجوہ بلاغت و فصاحت و فوائد تقدیم و تاخیر سند و سند الیہ وغیرہ کے زینہ کافی نہیں ہوتا اور بدوں اسکے استخراج مسائل و استنباط احکام و درک مواضع استدلال غیر ممکن ہی چنانچہ اسی جگہ سے اس زمانہ اخیر میں نزاع دینی کی یہاں تک پہنچی کہ ہر جماعت کو دعویٰ اجتہاد ہی اور ہر جاہل کو ہمسری اکابر مقصود و مراد بلکہ یہ

دو کتابت حکما ر کا پانی میں

ذکر علم صرف و نحو وغیرہ

وارضال شیعہ سنی و دوفرمین عام ہی جہان ابجد تمام کی اور مشکوٰۃ شریف ختم ہوئی
 عمل بالمحدث ہونے لگا اور فقہاء کرام پر تبرہ شروع ہوا تقلید حرام ہی اگرچہ اہل حق
 میں ہوا اجتہاد فرض عین ہی اگرچہ عین ضلالت ہو یا بجلد جاو فی شعور رکشتا ہی وہ جاننا
 کہ بے علم صرف و نحو دخل در مقولات دینا بدنامی کا ٹوکرا سر پر اوٹھانا ہی اور
 آپ کو نظر اعتبار اہل اعتبار سے گرانہ علی الخصوص اوسوقت کہ جناب نبوی سے ہی
 اسباب میں اشارہ مجاہد و چنانچہ حکایت میں نے لکھا ہی کہ بعد نزول اگر کتب
 آنکہ وَمَا تَقْبُذُونَ بَيْنَ دُونِ اللَّهِ حُصْبَ جَهَنَّمَ ابن الزبیری شاعر نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم سے لڑو لگا چنانچہ آپ کے پاس آیا اور کہا میں قد عبت الملائکۃ الیس قد عبت
 المسیح فیکون ہوا حصب جہنم یعنی آیت شریف سے معلوم ہوتا ہی کہ معبود غیر اللہ
 سبکے سب جہنم میں جاویں گے حالانکہ ملائکہ و مسیح ہی معبود غیر اللہ ہیں تو چاہئے کہ
 ہی حصب جہنم ہوں آنحضرتؐ فرمایا اما جلک بلسان قومک یعنی تو کتنا جاہل ہی زبان
 سے اپنی قوم کے حاصل یہ کہ کلمہ مَا تَقْبُذُونَ بَيْنَ دُونِ اللَّهِ واسطے غیر ذوی العقول کے ہی اور
 عیسی و ملائکہ ذوی العقول ہیں تو اس مضموم سے خارج ہیں اگر کلمہ سن ہوتا تو یہ شبہ
 ہو سکتا تھا ابن الزبیری نے یہ جواب سنکر سکوت کیا پس ثابت ہوا کہ واسطے اور
 کرنے مراکستقیم کے طالب جن کو حاجت علوم صرف و نحو و تالیف کی شدید تھی
 اور یہ علم داخل علوم ناحق نہیں اور اسکے شامل کرنے میں کس طرح کا خلل ایمان
 میں نہیں آتا بلکہ فہم دین و ایمان اسی پر موقوف ہی بلکہ اگر علوم ہر گاہ نہ کو بھی بہت
 خیر یعنی مناظرہ خصم بے دین سیکھے تو اوسکا ہی کچھ گناہ بابت تعلم و استعمال کے
 نہیں کہ وسائل کو حکم مقاصد کا ہی اور یہ علوم خادم علوم شرعیہ ہیں و لیکن علت
 غائی آپکی اس سخاخی کی یہ تھی کہ اگر جواب رسالہ ہدیۃ المؤمنین میں کوئی گفتگوی فاضلہ
 کر گیا اور مناظرہ عالمانہ کو برے لگا تو جواب ابواب میں عجب مشکل لامل پیش آویگی

اشارہ نبوی بہ علم نحو

علت سخاخی ابوالفضل عباس از علوم متداولہ

اور کہا شک کس کس سے پوچھ پوچھ پاؤں دیا جاوے گا کہ قضیہ والا جسن کہا اس سے
 بہتر ہے کہ پہلے سے دفع ذیل مقدار کیجئے اور تحریر علی بھرنے آئے ویجئے سو بیان
 پہلے سے ہم نے بھی بوجھوئی بحکم نظم الکناکس علی قدر عقولہم تعجبت اختیار کی اور دیر
 و دانستہ تحریر علی سے کام نہ کیا بلکہ ابین ہمہ اسید نہیں کہ آپ سے ابو الفضل الکمال اس
 جواب سہل الاطراف عام فہم کو بھی سمجھ سکیں اور لطفت ضبط و ربط حسن معنی کو دریافت
 فرما سکیں کہ حلو اخرون راوی باید اگر شیطان نے وغیرہ جواب نویسی کیا اور اس
 امارۃ بالسورہ پر خود کامی ہوا تو یہی چند صد یا چند ہزار دشنام کہ وضع لا جوابان رند
 منش ناکام ہی بجائے پانچ صواب فرجام اس ختام ہو گئے کہ اذا لم تغلب فاعلم انک
 مولانا ہی اسی سے ظاہر ہی کہ طب و ہندسہ و حساب و حکمت و ہیئت وغیرہ کو کہ
 فروع علم ریاضی و فلسفہ میں علوم مستقلہ جداگانہ قرار دیکر ایک فہرست علوم ناحق کی
 کہی ہی اور ان کے شمول کو علم دین میں قضیہ معکوس قرار دیا ہی شہر لکھن کار از تو آید و
 مردان چین کنند برضم و دانش تو ہزار آفرین کنند قولہ اکثر مفسرین معتبرین سنت
 جماعت سے ثابت ہوا کہ یہ آیت شان میں علی وفاطمہ و حسین رضی اللہ عنہم کے اور
 ہی امام احمد و مسلم و ثعلبی و ترمذی و موطا و ابوداؤد وغیرہ اصحاب صحاح نے
 ام سلمہ و عائشہ و ابو سعید خدری و عبداللہ بن جعفر طیار و غیرہم اسکو روایت کیا ہی شان
 ازواج میں چنانچہ یہ آیت اتری آنحضرت نے اپنی چادر اوپر ڈالکر فرمایا اللہم بولہ
 اہل بقی و خاصتی اذہب عنہم الرحمن طہرہم تطہیرا و اسوقت ام سلمہ و زینب نے کہا کہ ہم بھی
 ہمارے ساتھ ہیں ای رسول خدا فرمایا تمہاری عاقبت بخیر ہی اور تم ہی بیون رسول خدا
 میں ہو انتہی مختصا جواب ثعلبی تو شیعی ہی اسکی روایت ہم پر حجت نہیں اور روایات
 بقیہ اہل صحاح میں سبکین ان میں باوجود تغلب و تصرف سامی کے کہ الفاظ روایت کو
 الٹ پھیر کے بڑا گھٹا کے نقل کیا ہی چنانچہ اسی لئے مقتول عندہ سے مطابق نہیں

نورالانوار

ہنوز انحصار نزول کا شان بچھن پاک میں ثابت نہیں اور ماہن فیہ و مہوت عنہ یہی حصہ ہی
 لا غیر ورنہ کوئی سستی نہ کہ یہ خیال ہوئے آل عبا کا ایہ قطب میں نہیں اور جسے کہا کہ مراد آیہ
 تطہیر سے فقط آل عبا ہیں موافق ضابطہ قدام کے کہا اس لئے کہ عادت صحابہ تابعین کی
 یوں جاری تھی کہ اکثر اوقات نزول الایۃ فی کذا کہتے تھے اور مراد یہ ہوئی کہ آیہ کذا تو
 اس حکم کے ہی یا محتوی اس فرد پر نہ یہ کہ اس حکم میں فرد خاص میں نازل ہوئی تھی چنانچہ یہ
 نے ابقان میں لکھا ہی قال بن تیمیہ قولہم نزول الایۃ فی کذا پر ادب تبارک سبب النزول و
 یہ ادب تبارک ان ذلک اہل فی الایۃ وان لم یکن السبب لکما تقول عنی ہذہ الایۃ کذا وقال الزیلعی
 فی البرہان قد عرفت من عادیہ الصحابۃ والتابعین ان احدهم اذا قال نزول ہذہ الایۃ فی کذا
 فاذا یرید بک انما تنسب ہذا حکم لان ہذا کان سبب فی نزولہا فہو من جنس الاستدلال علی
 احکم بالایۃ لاس من جنس النقل لما وقع انتہی اور صاحب مباحث نے بحث کر یہ انا ویکرم
 و رسول میں لکھا ہی قد تقر فی اصول التنزیل قول الراوی نزل فی کذا لیس نصاً فی
 انا ہو من جنس الاستدلال اذ اثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان قال لک اذا اجمع صحابہ
 علیہ او اتفق علیہ جابہیر ہم و دل علیہ نقل اور صاحب قرۃ العینین فی تفصیل شیخین نے
 لکھا ہی کہ روزمرہ سلف متفقین آیت کہ در مثل نزول فی کذا معنی دخول این فرد باشد
 در جملہ دلول کہ اگرچہ ہزاران دران دلول داخل باشند لیکن اس تقدیر پر جسے نسبت نزول
 آیت کی طرف آل عبا کے کی ہی مقصود اسکا دخول ہونا انجانہی اس حکم میں نہ خصوصیت
 افراد کی اور انحصار حکم کا معنی اکثر مفسرین و محدثین اس طرف گئے ہیں کہ نزول آیہ کا حق میں
 انما ج طہارت کے ہی چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ یہ
 آیت حق میں لسانہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتری تھی اور ابن جریر نے عکرمہ سے روایت
 کی کہ وہ بازار میں بکارتے پھرتے تھے کہ قول اللہ تعالیٰ کا انا میرید اللہ لکیزہب عنکم
 الی جس آل البیت و تطہیرکم تطہیر انما نزل ہوا ہی حق میں انوار ج نبوی کے اور ظاہر

سابق و سابق آیہ سے بھی یہی ہی اسلئے کہ ابتدائی یا سابق السنہ کا حدیث میں لکھا ہے
 تا قرأ اظہن اللہ بلکہ تا قرأ الحکمۃ خطاب ازواج مطہرات کو ہی اور لم یرونی او نہیں کو واقع پس
 اثنار کلام میں حال و دوسروں کا لانا بے تنبیہ کے انقطاع کلام سابق پر و اقطاع کلام
 جدید پر مخالف روش بلاغت کے ہی کہ کلام خدا کو اس سے پاک سمجھنا چاہیے اور
 اضافت بزرگوار بھی اسی پر وال ہی کہ مراد اہل بیت سے ازواج مطہرات ہیں اسلئے کہ اگر
 آنحضرت کا سوا اور نہ گھروں کے جنین بے بیان رہتے ہیں نہیں ہو سکتا اور ملا تا
 مذکر کا یعنی عنکم ملاحظہ لفظ اہل ہی اسلئے کہ بقاعد عرب جب ایک چیز کو کہ فی الحقیقت
 ہی بلفظ مذکر ملاحظہ کرتے ہیں اور تشریح اسکے تذکرہ چاہتے ہیں تو صیغہ مذکر کا اسلئے
 حق میں استعمال کرتے ہیں قال تعالیٰ اٰلِیٰہِیْنَہِمْ اٰلِہِمْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُہِمْ اٰلِہِمْ اٰلِہِمْ
 اٰلِہِمْ حَمِیدٌ خَیْرِہِمْ خطاب بھی حضرت سارہ علیہا السلام کو کہ مونث ہیں بلفظ مذکر اس طرح مراد
 آیہ مذکورہ میں عنکم سے ازواج مطہرات ہیں اور مؤید اسکے ہی روایت ترمذی کی جسکو
 اپنے نقل کیا کہ جب آنحضرت نے اہل عبا کو زیر کسا و لیکر یہ دعا کی اللہم ہذا اہل بیتی الخ
 اہم سلمہ نے کہا مجھے بھی شریک کر لو فرمایا انت علی خیر و انت علی مکانک اسلئے کہ اگر تزلزل
 آیت حق میں اہل کسا کے ہوتا تو حاجت دعا کی نہ تھی اور آنحضرت تحصیل حال انصار
 اہم سلمہ کو اسی لئے شریک نہ کیا کہ اسلئے کہ حق میں انحصال حاصل تھا سمعنا تحقیق
 ہی کہ باوجود ہونے اس آیت کے بمنابر ازواج سابق کسا بھی ہمیں شریک ہیں اور
 دعا فرمانا آنحضرت کا واسطے چارہ خصوص کے نظر بخصوص سبب ہی کہ قرآن خصوصیت
 ازواج کے کلام سابق و لاحق سے معلوم کر کے ڈر سے کہ مبادیہ باقی بجاویں
 و لہذا روایت صحیحہ میں ایسا معاملہ ساتھ عبا و اولاد عباس کے بھی نہایت
 ہی مدعا آنحضرت کا یہی تھا کہ سارہ اقارب و اعزہ خطاب اہل البیت میں کہ مندرجہ کریمہ
 داخل ہو جاویں جس طرح کوئی نابشاہ کریم اپنے مصاحب سے کہے کہ تم اپنے

گروالون کو لے آؤ ہم اذکون خلعت دینگے اور مہربانی کرینگے وہ عالی ہمت سب اپنے
متوسلون کو لیجاوے اور کہے کہ یہ سب میرے گروا کے ہیں تا خلعت و فواہش
بادشاہی سے سب بہرہ ور ہوں اور عجیب ماجرا ہی کہ با اتفاق شیعہ و سنی بلکہ جمیع اہل
ہلام لفظ مطہرات کا حق میں ازواج نمبری کے برلئے ہیں تفظیم اکثرت چنانچہ کلام نامی
شوسترزی و ملا عبداللہ مشہدی وغیرہ مابین ہزار جگہ یہ لفظ دیکھا گیا ہے اور ظاہری
کہ یہ لقب ماخوذ ہے آئے نظمیر سے حتی کہ آئینچہ زبان پر بھی چڑھا ہوا ہے اسی رسالہ میں
دفعہ مذکور کی جگہ اس لفظ کو لکھا ہے اور بعض جگہ کہ بجائی مطہرات لفظ طہارت اختیار کیا
ہے اور میں اور زیادہ مبالغہ طہارت ہے اس لئے کہ مطہر میں ایک راسخہ عدم طہارت سب
ہے اور ظاہر میں سبق طہارت ہے تہہ خدا کی شان ہے کہ دشمن کے مونہ سے کلمہ حق
نکلتا ہے اور وہ نہیں جانتا ظفر تہ یہ ہے کہ تہذیب الکلام میں ابی عبداللہ علیہ السلام
نقل کیا ہے کہ گریہ اہل بیت میں معدود ہے سبحان اللہ بلی قولہ بیت میں ہوا اور
اہل بیت میں ہنوں شعر فاکنت لاندیری فتک مصیبتہ وان کنت ندیری فالحصیبتہ عظم
قولہ اور جہاں کے خلاف کہے وہ صحیح نہیں اور قول او کا قول خواجہ ہی مثل روا
عمرہ غلام ابن عباس کہ تہذیب الکمال وسان الیزان وغیرہ کتب رجال میں خارجی
او کا ثابت ہے جواب ابن عباس نزدیک شیعہ کے اجلہ اصحاب و شیعہ ان حضرت
امیر سے ہیں چنانچہ جلی نے خلاصۃ الاقوال میں لکھا ہے ہوسن اصحاب رسول اللہ علیہ السلام

مطلع نہوں یا باوجود اطلاع کے اونکو غلطی مولیٰ و تلامیذ سے سمجھیں اور روادار صحبت و
رفاقت ہوں حالانکہ باوجود اس طولِ صحبت کے پوشیدہ رہنا احوال کا محالات عادی سے
اور نسبت خروج کی طرف کتب مذکور کے محتاج نقل عبارت ہی قولہ اسی قبیل سے ہی سخن
ابن جُثیر و ابن ابی حاتم کا کہ خلاف واقع شان ازواج طاہرات امہات المؤمنین میں جا
ہیں جواب روایت ابن جبیر وغیرہ کو صاحب تحفہ نے انجگہ لکھا ہی پس نقصان
محتاج بیان سندی صرف چرب زبانی سے الزام اہل سنت میں نہیں آتا اور بضرر اگر بہت
والحق آیہ سے ترک نظر کریں تو ہی اوسکو دلالت مدعا پر نہیں اسلئے کہ القرآن فی بعضہ
بعضاً قحورہ قرآن پاک شاہد ہی کہ مراد ازواج مطہرات ہیں و بس اسلئے کہ تعبیر مؤنث بلفظ

مذکور بہت رایج و متعل ہی قصہ حضرت موسیٰ بن فرمایا ہی اذ قال موسیٰ لا یلہ الا انت انار
لعل ایتکم مینا یحیو اذ ایتکم بہ شباق قیس تعلکم فصلکون یہاں خطاب ایتکم اہل بیت موسیٰ
ہی اور ابو علی طبری نے صحیح البیان میں لکھا ہی کہ امت نے اتفاق کیا باجمہا کہ مراد
اہل بیت سے گھروالے پیغمبر کے ہیں پھر اختلاف کیا تو عکرمہ نے کہا کہ مراد ازواج
نبوی ہیں اسلئے کہ اول آیت متوجہ ہی طرف اونکے اس سے معلوم ہوا کہ اگر نزول آیت
تطہیر کا حق میں آل عبا کے متعین ہوتا تو امت میں اختلاف نہ ہوتا اور عکرمہ قول فیصل نہ کہتے
اور جب عکرمہ نے کہا تو امت نے سکوت کیا پس اگر کوئی دلیل محض موجود ہوتی تو سکوت
نکرتے مقررہ مقصود شیعو کا اس شخص سے اثبات عصمت آل عبا ہی سو ثبوت اوسکا
بغایت دشواری اسلئے کہ جو چیز پاک ہی اوسکے حق میں نہیں کہتے کہ ہم اوسکا پاک کرنا
چاہتے ہیں غایت الامر یہ ہی کہ جب ارادہ الہی مطلق باذہاب جس ہوا تو اب یہ مظهر ہو
گو پہلے نہوں اور یہ بھی بطور اہل سنت ہی نہ اصول شیعہ اسواسطے کہ نزدیک مسجد کے
وقوع مراد الہی لازم ارادہ الہی نہیں بہت امور ہیں جبکہ ارادہ خدا کرتا ہی اور شیطان
وہی آدم اوسکو واقع ہوئے نہیں دیتے کما فی بحث الالہیات من التحفہ اور اگر خدا کو

داخل ہونا ازواج کا اہل بیت میں

تروالہ اس آیت سے افادہ معنی عصمت و مبرا ہونے فرماتا اِنَّ اَمْرًا ذَنْبًا مِنْكُمْ اَنْ تَكُنْ لَكُمْ
 وَطَنٌ كَمَا تَكُنْ لَكُمْ اَيَّدِ بَاتِ بِسِي خَاصِرِي كَيْ عَسَىٰ يَكُنْ لَكُمْ مَجْتَابِي كَمَا ذَكَرْنَا فِي مَقَامِ الْبَيْتِ اَوَّلِ
 بِصَوْتِ مُضِيدِ بُولِ اس کلمہ کے معنی عصمت کو لازم آتا ہے کہ سب صحابہ علی السلف و غیرہ
 بِدَقْلَانِ مَعصُومُونَ اس لئے کہ ان کے حق میں فرمایا ہے وَلَكِنْ يَرَىٰ ذِي بَطْنٍ كَرَمًا وَلَيْتُمْ نَعْتَهُ عَلِيًّا
 لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ وَقَالَ عَالِي وَيَذْهَبُ عَنْكُمْ رَجُلٌ الشَّيْطَانِ اَوْ ظَاهِرِي كَمَا تَامَ نَعْتُ عَنَّا
 دِگِہِی عَلَاوہ اراوہ تطہیر کے اور اول ہی عصمت پر اس لئے کہ تمام نعت کا بدو و حسنہ
 معاصی و شریعتی ان بعد تطہیر مشہور ہیں اور جو وجہ کہ لفظ تطہیر و جس میں بطور اجمال
 متطرف ہیں وہ سب اب ہباء انشور ہوئی اور سوزید اسکی ہی روایت طبری کی مجمع البیان
 میں ابو حمزہ یافعی و محمد بن ابی عمر سے تازید بن علی و علی بن حسین کہ انہوں نے فرمایا
 ہم امید و ارہین و واجر کے واسطے محسن اپنے کے اور دو چند عذاب کے واسطے
 مسی اپنے کے جیسا وعدہ نبی ساتھ ازواج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی
 امام زین العابدین سے پوچھا کہ تم اہل بیت مغفور ہو خدا ہو کر فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ
 ساتھ اسبات کے کہ جاری ہو ہم میں وہ چیز جاری کی اللہ نے ازواج نبی میں
 ہمارے محسن کو واجر اور مسی کو دوا عذاب ہو پھر دو نواہت کو تلاوت فرمایا انتہی اس
 تصریح کمالی عدم عصمت اہل بیت کی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مدوح ازواج کو داخل
 اہل بیت و شریک غالب حکم تطہیر جانتے تھے چنانچہ روایت ترمذی و موطا و ابوداؤد
 و غیرہ جسکو اپنے نقل کیا ہے سوزید اسکی ہی اس لئے کہ اگر آیت تطہیر مفید عصمت ہوتی تو
 اسکی کیا ضرورت تھی کہ ہر وقت چہ مہینے تک دروازہ سیدہ پر کھڑے ہو کر فرمایا
 الصلوۃ یا اہل البیت پس متحقق ہوا کہ یہ ارادہ بھی تشریحی تھا نہ تکوینی کہ مراد وقوع
 اس سے مختلف نہر قولہ جو صحیح عثمانی میں یہ آیات مخاطبہ بعینے ازواج میں درج
 ہے اس لئے بعضے آدمیوں کو مخالف نظر اورد ظاہر ہے کہ ترتیب عثمانی خلاف ترول و حقیقت

و مقدم و موخر واقع ہی جواب بہر شہر مدفوع ہی ہو اس وقت حسین قطع نظر کلام سابق
لاحق سے کر کے پاسخ دیا گیا ہی فلیہ حج الیہ قولہ بعضے سنی الزامات کہتے ہیں کہ شیعہ
قرآن کا نام صحیفہ عثمانی رکھا ہی یہ بات قابلِ ماعت علماء کے نہیں اس لئے کہ یہ حرف سنی
ہی کہتے ہیں اتقان میں چند جگہ یہ لفظ لکھا ہی جواب آپ محض لاوری اور حدیث
لفظ بیاض و محبوبہ عثمانی کو چھوڑ کر صرف بغرض استیجاب طعن اہل سنت پر لفظ صحیفہ کو اختیار
کیا ورنہ ظاہر ہی کہ کوئی سنی اس بابت طاعن شیعہ پر نہیں اس لئے کہ اضافت بمصاحف
کی طرف عثمان کے بسبب اشاعت و اذاعت فرقان کے ہی نہ بنا بر تصنیف کر لے عثمان
کے آجس نے عیادۃ النجاشی پڑھی ہوگی وہ بھی جانتا ہی کہ اضافت اولی ملا بہت سے
صحیح ہوتی ہی ہاں اگر کوئی دلیل محبت تفویض یا من عثمانی وغیرہ آئی دوکان میں موجود رہے
تو اس کو ہمارے ہاتھ پہنچا کہ امتحان سرہ و نام سرہ ہو قولہ ترجمہ و موطا و ابو داؤد
وسلم و جامع الاصول و مشکوٰۃ و سند احمد حنبلی و مجمع طہرانی و وسیط واحدی و مجمع
الصحاح ستہ زرین عبد ربی و مجمع بن الصغیر حمیدی و مسابیحی و مقتل النجا و نزل الابرار
مستدرخان بخشی و مودات سید علی ہمدانی شافعی وغیرہ متواتر اس آیت ابن عباس
سعد و قاص و ابو سعید خدری وائل و ام المؤمنین عائشہ و ام سلمہ وغیرہ بہت روایت
مستدر سے مروی ہی کہ بیشک سوای آلِ عباس کے اور کوئی مرد وزن اس آیت میں مقصود
نہیں پس ثابت ہوا کہ ازواج کرامات اہلبیت آنحضرت سے جنگے پیرو اثنا عشر یہ ہیں
علیہ میں الخ جواب قال اللہ تعالیٰ و قد خاب من اقرئی ان کتب میں یہ مضمون
کہ سو آلِ عباس کے اور کوئی مرد وزن مقصود نہیں تخصیص حرف تاکید و حصہ مفقود ہی اور
غیر موجود اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اس ہدیان کو متواتر کہا جاتا ہی یہ تعریف متواتر کی
کہ فلان و ہمان روایت مثلاً مفتاح النجا و نزل الابرار وغیرہ میں مرقوم ہی عجائب
غرائب اجتہاد ہی ع اسی وقت تو خوش قسمت و خوش کردی بلکہ اس تعریف

اطلاق صحیفہ عثمانی کلام

تخصیص نازل یہ ظاہر ہی البتہ

و استمرار

تروال میں یہ عبارت وارد ہوئی ہے کہ جمیع روایات احادیث اس صورت میں متواتر ہو چکی ہیں
 و ظہر کہ کتاب ذخیر متواتر کا عالم امکان سے مفقود ہو گا اس لئے کہ اب کثرت تالیفات سے
 ہزار ہا لاکھ لاکھ کتابیں ہیں اور غالباً ایک دوسرے سے ماخوذ ہیں پس بصورت ہر ہزار
 احادیث کے چند کتب میں تواتر اس کا ثابت ہو جاوے گا حالانکہ نزدیکاً اہل سنت کے کتب
 کتاب اللہ اور چند احادیث کے کچھ متواتر نہیں سمجھنا روایات ترمذی و ابو داؤد و مسلم
 و موطا وغیرہ کو اگر دلالت ہے تو اسی پر کہ مخاطب بذات ازواج مطہرات ہیں اور اہل
 بطریق تاج نابرجا نبوی و انجین شامل داخل ہیں کماضی توضیح و تخصیص تروال پر بنا ہے
 عبا کے حالانکہ لفظ اہل بیت کا ترجمہ یہی ہے کہ گھر کے لوگ نہ اور کچھ اہل کے معنی لوگ
 اور بیت کے معنی گھر اور گھر کے لوگ عبارت ہے بی بی سے نہ داماد و بیٹی و ملازمت
 آخر یہ ایسی لغت نہیں جس کے ہزار پانسی معنی ہوں آج تک عرب میں مراد الجائزہ سے زیادہ
 ہے نہ اور کوئی آوجس سے پوچھو کہ تمہارے گھر کے لوگ کیسے ہیں وہ اس لفظ سے
 کو سمجھے گا اور مثل مشہور ہے کہ گھرنی بی سے ہے اور جب ایک بی بی سے گھر ہوتا ہے تو
 یا گیارہ یا نو بی بی سے کیونکہ گھر نو کا حالانکہ خود حق تعالیٰ نے پیغمبر کے گھر کو آٹھ
 و قرآن فی بیوت کثرت پس جس صورت میں کہ خدا انکو اہل بیت پیغمبر میں داخل کرے وہ کہیں
 جو انکو گھر سے نکالے یہ کچھ خالاجی کا گھرنین کہ دہنگا شستی سے جو چاہو ثابت کر دو
 علاوہ اسکے کسی لغت و استعمال میں معنی اہل بیت کے داماد و دختر و احفاد نہیں ہے
 اور اگر یہ معنی ہیں تو چاہیے کہ جہاں کہیں لفظ اہل بیت ہو وہاں یہ معنی مراد ہو
 کہ لا یشار الی الجار الا عند تعذر الحقیقۃ اور یہ معنی اس لفظ کے حقیقی ہیں اور معنی ازواج
 مجازی ہیں حالانکہ یہ معنی محادرات قرآنی میں ہرگز نہ بن سکیں گے اس صورت میں
 تفسیر اہل بیت بدلاؤ دختر وغیرہ کرنا معنی قرآن کے بگاڑنا ہی علی الخصوص جہت
 کہ کوئی روایت مخصوص مرجع ہی موجود نہ ہو وقت یہ تفسیر تفسیر الزامی ہی شعر

ومن عدم الانضمام انک لا تدری ہوا انک لا تدری بانک لا تدری ہوا اور بعض تسلیم کرتے
 کا سہرہ مودات وغیرہ حسب فہم سامی حاجت تطبیق کی اوسوقت ہو کہ دو نو روایت ایک مرتبہ
 میں ہوں شہرت و محنت و افادہ وغیرہ میں حالانکہ یہاں خلاف اوسکے اخبار صحیحہ جمع علیہما
 وغیرہ موجود ہیں جس سے مخاطب بالذات ہونا ازواج کا اور شامل داخل ہونا آل عبا کا
 بقضائنا العبرۃ لعموم اللفظ لا خصوصاً سبباً بنا برہان نبوی ثابت ہی اوزاگرد و نو روایت کو مستحب
 ہی کہیں تو بھی حسب اہل مقبولہ مومن جالشی و حسام وغیرہ کہ الحدیث فی بعضہ بعضاً
 ترجیح اسی کہ ہوگی اسلئے کہ قرآن پاک مؤید اسکا ہی اور وہ اکبر ثقلین ہی اور ائمہ ہدی کہ
 نقل اصغر ہیں مع القرآن ہیں اور بقول آپکے مفسر فرقان و ترجمان کتاب رحمن ہیں تو
 سنی باوجودیکہ اپنی کتابوں میں بسبیل تواتر حدیث ثقلین کو لکھتے ہیں لیکن اوسپر اعتقاد
 و عمل نہیں کرتے جیسا عمر بن خطاب نے کہا حسب کتاب اللہ یہ ایسی بات ہی جیسے ایک
 بیمار کے پاس کتابیں طب کی موجود ہوں اور وہ علاج میں رجوع طرف طبیب کے نہ کرے
 اور کہے کہ سارے علاج بیماریوں کے کتاب میں مفصل لکھے ہیں میں اپنے علاج
 آپ کر لوں گا حاجت حکیم کی کیا ہی وہ ضرور نسخہ میں خطا کرے گا اور غالباً اوسکا
 نسخہ مفید نہ ہو جو اب حدیث ثقلین اگرچہ کتب اہل سنت میں مروی ہی لیکن کیسے
 نزدیک تواتر نہیں آپکے دماغ میں بسبب جتن جتنی بق و دوکانداری کے اختلاف ہو گیا
 ہی ہر چیز متواتر نظر پڑتی ہی خدا خیر کرے عمر نے جو حسب کتاب اللہ تواتر و سورت
 نہیں کہا جسوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ثقلین فرمائی کہ اوس سے انکا
 متسک اہل بیت مفہوم ہو مہذا آپکی تفسیر سے ثابت ہی کہ سنی قرآن پر تو عمل
 کرتے ہیں لیکن عترت سے متسک نہیں سو جواب اوسکا یہ ہی کہ معنی متسک ہر عترت کے
 بموجب قرآن کہ باقر اشیعہ اکبر ثقلین ہی مودت و موالات اہل بیت ہی لا غیر خاصہ بقا
 قرآن کا نایام ساحت اسی غرض کے لئے ہی کہ ہمیشہ عقائد و اعمال کو اوس پر عرض کریں

حواطیظ تطبیق اور تواتر

حسب کتاب اللہ کہنا عمار و سنی

جو موافق ہوا وہی قبول اور جو مخالف ہوا اسے ترک کرین اس میں سختی اور عسرت و دوا و برہن
 جس جس سورت میں کہ عمر فاروق نے اذان کا کتاب اللہ کے حساب کیا تو اذان میں عسرت آگئی
 اس لیے کہ قرآن و عسرت کا ساتھ ہی جو قرآن کو مانگا وہ عسرت کو پہلے مانے گا آخر یہ بھی تو
 قرآن ہی میں ہی لاکھ مسلمان علیہ السلام علیہم السلام فی القرآن اور جس نے قرآن کو نہ مانا اور صرف
 بیاض عثمانی جانا وہ عسرت کو بھی نہ مانے گا چنانچہ کافر مذہب جاتا رہا و انصاف کا سوا
 انما اثنا عشر کے اکثر عسرت کو سابق گذر چکا ہی اور مثال کتاب طب کی اس جگہ صحیح
 نہیں بلکہ فیکس مع الفارق ہی خاصہ مبتدئہ فاروق اس لیے کہ سمر کا مرتبہ امت میں بہتر
 حکیم کا ہی نہ درج علیل کا اور جس نے حکم مسک بعثت کا فرمایا ہی اوی نے یہ بھی فرمایا انما
 بالذین میں بعدی ابی بکر و عمر پس اگر یہ لوگ بیمار ہوتے تو آنحضرت ان کے اقتداء کا کریں
 حکم کرتے کہ رامی العلیل علیل اسے طرح فرمایا ہی علیکم بسنتی و سنتہ اخیفاء الراشدین
 پس طعن انکی واقع میں معاذ اللہ منجر ہوتی ہی طرف ختم المرسلین کے کوئی بہ ضلالت لا مع و لک
 حدیث ثقلین میں یہ تصریح بھی نہیں کہ عقائد و اعمال کو عسرت سے سیکھو کہ مسامح
 تشیع ہو بلکہ مقابلہ کتاب والہبیت مریح والی ہی اسباب پر کہ قرآن مجید مستدام ہو ہی تھا
 اوس سے اخذ احکام و اوامر و نواہی و ادراک حق و باطل کرنا اور عسرت آل نبی بھی
 ان سے دوستی و یاری رکھو اور اگر عسرت کا فی ہوتی تو پھر بقراء قرآن لغو تھا اور نہ
 قرآن ایسا مشکل ہی کہ جز عسرت کو ہی اوسکو نہ سمجھ سکے لفظ انزلنا آیات پیمائت و رہن
 مگر وغیرہ بہت جگہ وارد ہی اب کوئی دلیل صریح قرآن و اہل بیت رضوان اگر لکھے
 کیسے معلومات میں تفسیر چھپی و صری ہو تو اوسکو کمال و پھر کہ ان کام آویگی اور فساد
 اس فہم کا ظاہر ہی کہ مسک ساتھ قرآن کے ہر زمانے میں میری بخلاف
 عسرت کے کہ ہر زمانے میں موجود نہیں مسک کس سے کیجئے ایک نام مہدی
 ہیں کہ صد ہا سال سے خوف اعدا غار میں چھپے بیٹھے ہیں اور ہمیشہ فریاد افزع

اُمولاً اخرج لیسوا لانا زبان شیعہ مومنین سے سنتے ہیں اور زینہار ملتفت نہیں ہوتے
 اور جو ائمہ گذشتہ ہیں ان کے عہد میں ہی تشکک سبب تفسیر و توریہ کے میسر نہ آیا اور
 نیز تشکک اوس سے کرتے ہیں جو معصوم ہو اور عصمت عترت کی ہنوز محل توقف
 میں ہی اور حق تعالیٰ نے قرآن کو شفا فرمایا ہی جب اس سے بیماری نگی اور دیکو
 طبیب سمجھا تو اب عترت سے کہ خود محتاج قرآن میں اور اصغر ثقلین کیا بہبودی ہوگی
 و جدا تا قبل شعر اول آخر قرآن زچہ بآمد و بین یعنی اندر وہ دین رہبر نور قرآن ہیں
 قولہ اسبطح جو کوئی دعویٰ عمل کتاب اللہ کا کرے اور رجح طرف ائمہ المہدیت کے
 لکھے کتاب اوسکی ہادی نہیں جیسا امیر المومنین نے غزوہ صفین میں فرمایا ہذا قرآن
 صامت و انا قرآن ناطق اور اگر کتاب خدا ہادی ہوتی تو آنحضرت عترت اطہار کو قرآن
 کتاب نفرماتے کہ دونوں سے تشکک کرو اور یہ نہ کہتے لاقدر مومنا فتلکوا الخ اس
 معلوم ہوا کہ فائدہ بدون تشکک اہل بیت کے کتاب اللہ سے ممکن نہیں اور نجات
 انہیں کی اطاعت و فرمان برداری میں تخصیصی جواب حضرت امیر علیہ السلام نے
 جو انا قرآن ناطق فرمایا سو اسلئے کہ خوارج اوسکی تاویل باطل بمقابلہ امیر مرجع کرتے تھے
 اسلئے نہیں فرمایا کہ قرآن صامت خیر مفید ہی معہذا ابن ابی الحدید شیعہ نے شرح
 نہج البلاغۃ میں ناطق فرمانا جناب امیر کا قرآن کو نقل کیا ہی اور عبارت لاقدر مومنا الخ
 باوجود غلط سلط ہونے کے روایت شیعہ ہی نہ اہل سنت اور حال تشکک اہل سنت
 ساتھ عترت کے غیر محتاج بیان ہی اسلئے کہ سارے سلسلے محمدین امت اور اولیاء
 ملت کے ظاہر و باطن میں منتہی ہیں طرف ائمہ ہدی کے اور اگر کمنہا اقرآن صامت کا
 دلیل ہی عدم ہادی ہونے کتاب ائمہ پر بدون عترت کے تو کمنہا انا قرآن ناطق کا
 دلیل ہی استخفاف کتاب ائمہ پر اور اس کلمہ سے اور کلمہ فاروق سے کہ حسب کتاب اللہ
 ہی فرق زمین و آسمان کا ہی عمر نے اس کہنے میں بھی قرآن کو جھین ذکر تشکک المہدیت

کافی تھا اور عترت کو اوسین داخل جانا اور حضرت امیر سے باوجود دیکھ کر آن نقل الکرہی اگر
 عقیم فرمایا اور نقل مسخر کو کافی ٹھہرایا حالانکہ اس شخص میں بڑا ترک ادب ہی اب بھی کلہاڑی
 اعظم غالب ہا اور کلمہ اللہ غالب غلوب انصاف سے گذرنا سچا بیٹے کہ مستحکم تعلیم کا
 کون ہی طرفہ یہی کہ خود عترت نے تصریح کی ہی ساتھ کافی ہوئے کتاب اللہ کے
 عترت کے چنانچہ آپ نے صحیحہ پانچویں میں بعض روایات مؤداس دعویٰ کے نقل کئے
 ہیں انرا بخیر یہی کہ ابو جعفر قمی نے اعتقادات میں لکھا ہی کل حدیث لایوفت کتاب
 قمر باطل وان وجد فی کتب علماءنا مؤدس اور کتاب کافی میں بسند سرفق میں
 ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علی کل حق حقیقۃ
 و علی کل صواب رزق فادفع کتاب اللہ فخذہ و ما خالف کتاب اللہ فذرعہ و ایضا علی بن
 بن الحرف قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول کل شیء مردود الی الکتاب و الی
 کل حدیث لایوفت کتاب اللہ فزخرف پس بہ دلہ ناطقہ میں اس بات پر کہ اصل
 مشک قرآن مجید ہی اور جو حدیث اس کے خلاف ہی وہ باطل و مدلس و مردود
 وزخرف ہی اور اس میں کہ مشک عترت کا نہیں آیا اور قرآن پاک میں خود قرآن کو مدوں
 سقارت عترت کے کافی فرمایا ہی قال تعالیٰ اَوَلَمْ یَلْقَیْہِمْ اَنَّا اَنزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ
 تِلْکَ عَلَیْہِمْ اَن فی ذلک لرحمۃ و ذکر لری بقوم قریبون اسجکدہ نظر اسکے کہ قرآن تھا
 نزدیک شیعہ کے کافی نہیں مرجع ضمیر اَوَلَمْ یَلْقَیْہِمْ اگر امامیہ کو ٹھہرائیں تو گویا حق بقدر
 رسید باجلاس سے نکلا کہ مشک بعترت عقائد و اعمال میں نہیں بلکہ موت و بعد
 و احرام میں ہی اور یہی مذہب ہی اہل سنت کا بخلاف شیعہ کے کہ انہوں نے
 قرآن کو تو بیاخر عثمان ٹھہرا کر مہجور کیا اور عترت کو غائب قرار دیکر مطمئن ہو بیٹھے
 اب جب صاحب اللہ مر والزمان تکلیف اور قرآن جدید نکالیں تب کہیں مشک ثقلین
 روزی ہوا و جن مجتہدین و اخبار میں سے اب مشک ہی وہ سب مطرود عترت

مردود ہوا حدیث مخالف قرآن کا نزدیک امامیہ کے

مردود حضرت میں کماثر پس منسک مطلوب کہان شعر عفا شکار کس نشود دام باز میں
 کاخی جیش باد بست ست دام راہ قولہ ظاہری کہ تمام کتب حدیث و تفسیر و فقہ مستنون میں
 ائمہ حق سے اثر و خبر نہیں اور اگر احیاناً کسی جگہ شاذ و نادر لکھا ہی تو اس جگہ کہ مفید مطلب خود
 ہو یا مقام ضعیف کہ کرنے نہ کرنے میں اس کے حسب امان ضرورت نہو اور محل ضروری میں
 کیا ممکن کہ احوال ائمہ کو زبان پر لایں جواب ظاہری کہ خدا نے آپ کو چشم بینا و گوش شنوا
 عطا نہیں کیا ورنہ کوئی کتاب سنون کی دیکھتے تو حال خبر و اثر ائمہ ہی سے کچھ اثر و خبر
 نہو اب کسی عالم سی سلم ابن ماجہ ابو داؤد ترمذی و سنائی وغیرہ کتب حدیث کو پڑھو اگر
 سنو کہ ان میں کوئی روایت ائمہ سے ہی یا نہیں اور اگر سبب قلت فرصت کے بنا پر
 خرید و فروخت بازاری اور انصرام خدمت مختاری بہ نہیں ہو سکتا تو شوکت عمر کو ملاحظہ
 فرماؤ کہ وہ میں کیا ثابت کیا ہی مختصر یہ ہی کہ نزدیک اہل سنت و جماعت کے ہزاروں
 روایتیں حضرت امیر و دیگر ائمہ اطہار سے الکی کتب میں کہ جمعا وفرادی اسید واسطے تالیف
 ہوئی ہیں موجود ہیں چنانچہ لال کاٹی نے محدثین اہل سنت میں سے ایک کتاب فقہ مرقی
 کی کتاب الطہارت سے لیکر تا آخر ابواب فقہ جمع کی ہی اور تفسیر شاہی محض واسطے جمع کیا
 ائمہ اہل بیت کے بابت تفسیر تالیف ہوئی ہی اس طرح اور تفسیر اہل سنت مثل تفسیر کبیر و در
 منثور و معالم التنزیل و کتب حدیث و فضائل اہل بیت و صحابہ روایات ائمہ اطہار سے
 معلوم ہیں انتہی پس دعویٰ خلف اہل سنت کا روایات ائمہ سے و تفاوت ضروری و عدم در
 محض واسطے عیب پوشی مقلدان شیطان الطاق و ہشام احول و کلینی اعمور و غیر ہم
 کے ہی و لیکن عنان کے مانند ان راز کے کہ سازند محفلہ قولہ مجنون سے چچا
 الی قولہ کہا حق لیل تھا جواب و جبر بط اس حکایت مجنونانہ کی کہ شعر خط جو اس سدا ہی
 ماقبل ما بعد سے کچھ واضح نہوئی ورنہ کچھ گفتگو کیجاتی آرے احادیث السکاری تطوئی و لا ترو
 قولہ زنی امیہ و بنی عباس سے بارہ نام باحلاف اپنی کتابوں میں لکھے ہیں از انجلہ ملا علی

نونا و ریاضی و شکار کس نشود دام باز میں

نونا و ریاضی و شکار کس نشود دام باز میں

مسلمان کہتا تھا اور اطلاع خاتمہ پر شخص معین کی متعذری جب تک کہ حاکمہ اس کا کفر پروردگار
یا متواترات سنت سے ظاہر نہ ہوستوجب لعن نہیں حالانکہ لعن کا فر معین پر ہی ناروا ہے
چونکہ اسکے جواب کو مسلمان کہے نہایت یہ کہ مسلمان فاسق تھا سو فسق سے ایمان الکل
نہیں ہوتا بلکہ ایمان و من جمع ہو سکتا ہے لکھا قال فما خلطوا عملاً صالحاً و آخر سيئاً عسى الله
ان يثوب عليهم اور جب تک ایمان باقی رہی اگر چہ ضعیف ہو اطلاق کفر کا اوس پر نہ کرینگے اسلئے
کہ قرآن میں وعدہ جنت کا تحصیل ایمان پر فرمایا ہے وَهَدَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِمَا كَانُوا عَلَيْهِمْ توبہ میں ہی اس سے معلوم ہوا کہ لعن نہایت
پر اور عذاب چاہنا اوس کے لئے گویا حکم کرنا ہی خدا کو واسطے خلاف وعدگی کی کہ لعن
نفس ہی ان الله لا يخلق السيئة من حيث يشاء و من لا يدرى ما كان يبدون کا موجب جروث و آب
نہیں حتی کہ رئیس سارے بیرون کا ابلیس ہی اوس کو ہی بد کہنا حد نہیں اسی جگہ سے
جناب امیر نے سب و دشنام اہل شام سے منع فرمایا کہ اگر لکم ان تمکونوا اسباباً من کذا
فی نزع البلاغة لیکن امامیہ باوجود دعویٰ متکلفین کے قول عترت کے برخلاف گالی
گفتے کو عین عبادت سراپا حسنات جانتے ہیں حَبَّذَا مَا قِيلَ شَمْرٍ وَ دُشْنَامٍ هَذَا سَبْعُ عَشْرَ
باشدہ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ہا بجمہ قول ابن حجر کا استواری میں کمتر خمرہ تھا سے
نہیں اپنے اوس کو نقل فرمایا لیکن اولہ تردید کو ضبط کیا قهرت الذی کفر قوله وقائل حسین
لا یفکر بذاک اس عبارت سے شمر وغیرہ پہنچ لعن کیا ہے جواب بعد وضوح علت منع
لعن کے کا سبق اس عبارت کا مدعا مغل ہو گیا اور تعین شمر وغیرہ محض لکھی خوش بھی ہے اسلئے
کہ بعد ثبوت رضا و استبشار ابن زیاد و شمر کے اس فعل شنیع پر بے تعارض اولہ کے
کیسے اوس کے لعن میں ترقف نہیں قولہ مذہب غزالی کا در باب منع لعن یزید حیوۃ اخیر
میں مرقوم ہے کہ اتک کلمات کفریہ کو نقل کیا جاو فقرہ اخیر سے معلوم کر لو انا لست رحم
فانزع جواب حیوۃ المحیران میں مذہب غزالی کو اس طرح لکھا ہے کہ یزید صحیح اسلامہ

وعدہ جنت صحت پر ایمان

منع لعن یزید و امام غزالی

وامع قلہ لم یمن ولا امره ولا رضاه بذلک واما لم یصح ذلک لم یجز ان یظن ذلک فان
اساۃ الظن ایضا بالمسلم واما انتہی سواس عبارت کو آپنے خیانتہ بانعام نقل کیا بغرض انتہا
ظمن کے حالانکہ علت عدم ظمن و لعن کی اوس سے ظاہر رہی مع ذلک اتفاق وغیرہ
کتبہ معتمدہ شیعہ سے تشیع امام غزالی کا ثابت ہی پس اگر متزلزل او کو سنی کہیے تو
حرف انصاف یہ ہی کہ جس طرح غزالی قاتل حسین کو فاسق کہتے ہیں اسی طرح قاتل
نوی المنورین کو بھی پس اگر او کو بنا پر تشیع عداوت امام حسین سے تھی تو چاہیے کہ
بنا پر تسنن فی المنورین سے بھی ہوتی حالانکہ کوئی عاقل اس کا قائل نہیں قولہ بخاری نے
بعض خوارج سے اور ایک جماعت مطعون فیہم سے احتجاج کیا اور امام محمد باقر و جعفر صادق
علیہما السلام سے نکلیا یہ ظہور رہی او سکے متعصب کا سنت میں ہذا شان اکابر ہم جہا
یہ ظہور رہی آپ کی سقوت کا تشیع میں کیونکہ ہر ساری عبارت بحر التفاس میں لکھی ہی ہے
اس مثال پر کہ بیٹے کو باپ کے مال میں قصر جائز ہی علی الخصوص بمقابلہ اہلسنت و
حاجت ضروری کے او کو بتے حوالہ کتاب نقل کیا سو بخاری نے مروان سے روایت
کی ہی کسی اور خارجی سے اور وہ بھی بالافضل و نہیں بلکہ جہاد او سکے منورین محرمہ بھی ہی
اور وہ ثقہ ہی آویدہ مقرر رہی کہ جب کوئی منافق متبع نقل کرے بعض اخبار میں شریک
الہی ہو تو اوس سے اخذ کرنے میں مضائقہ نہیں خصوصاً بخاری میں روایت مروان کی
باین صفت دو جگہ سے زیادہ نہیں ایک تو قصہ حدیثیہ میں دوسرے قصہ تنبی طائف
وہی تحقیق میں مروان دو نو مقام کو سیطرح کا علاوہ عمل و عقیدہ سے نہیں اسی طرح
روایت او کی بصفت مذکور اور جگہ بھی ہی اور مدار روایت بخاری کا امام زین العابدین پر
ہی اور سند بھی او کی منتهی ہوتی ہی طرف انکے پس جس صحت میں کہ خود امام مروان سے
روایت کریں تو بخار سے بخاری کو او کی روایت سے بیعت ثقہ کیا احتراز لائن ہی
سمتہذا بخاری نے او پر مفرد میں امام جعفر صادق سے روایت کی ہی اور نہج البلاغہ میں

روایت بخاری بخارج

مکتبہ مطبوعہ دارالافتاء دارالحدیث

روایت بخاری بخارج

کہ اخذ مروان ابیہرم الجعل فاستشفح الحسن علیہما السلام الی امیر المؤمنین عکلم فیہ فی سبیلہ
 قولہ احمد حنبل نے اپنی سند میں لکھا ہے کہ دو گرن نے سبب عیادت کے اور بعضوں نے
 سبب خون عدا علی کے بہت فضائل علی کو چنپا یا اور ظاہر نکلیا اور بعضوں نے احادیث
 خلاف اوسکے وضع کئے اور یہی فضائل علی اس قدر ہیں کہ صحابہ میں سے کسی کے فضل
 برابر پاسے نہیں جاتے جو اب سند احمد میں یہ روایت کذا فی بائی نگلی اور تقدیر
 بثر مراد صاحب ہیں نہ اہل سنت والا احادیث مخالف فضائل علی نہیں منقول ہونے
 اور تکیہ یہاں عوی کے بشہادت امامیہ ثابت ہے عبد الرزاق لا جبی شیعی نے گوہر مراد
 میں لکھا ہے در بیان علما اہل سنت دور تر از عناد محمدین ایشان را یافتہ کہ از فضائل حضرت
 امیر المؤمنین علیہ السلام با آنکہ مخالف معتقد ایشان است شیخ نہان نکر وہ اندر ہر چہ ایشان سبب
 روایت کردہ اند و این از بزرگت ممارست فن شریف علم حدیث بہ انتہی قولہ حمیدی کہتا ہے
 کہ ابن عمر نے کہا کہ ابوہریرہ بہت جھوٹ باندہتا ہے جو اب یہ روایت مفتری ہے اصل کتاب
 اور کما گزرتا نہیں ان بقولہ ان الاکذبا صحیح ترمذی میں ابن عمر سے روایت ہے کہ قال لا یکرہ
 انت کنت الرنا الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحفظنا لحرثہ اور دوسری حدیث سے
 ثابت ہے کہ آنحضرت انکو عادی تھی قوت حافظہ کی اسلئے جو حدیث آنحضرت سے سنتے
 اوسکو نہ بولتے اور یہ صحابہ صفہ سے تھے رفیق میل و نہار نبوی اگر انکو احادیث نبوی یاد نہ
 تو پھر کسکو یاد رہیگی یہ جھوٹ تھے ابوہریرہ پر باندہتا ہے نہ ابن عمر نے صاحب کشف نے
 ابواسحق سے نقل کیا ہے کہ ثبت عندنا فی الاحکام ثلثہ آلاف من الاحادیث روی ابوہریرہ
 منها الفا وخمسائہ وقال البخاری روی عنہ سبعائہ نفر من الاولیاء بجرین والافضار وقدرہ
 جماعۃ من الصحابہ عنہ فلا وجہ الی رد حدیثہ بالقیاس اور کلام قاضی خان علی مافعل فی الصوارم
 ہی اسکی تائید کرتا ہے کذا فی انتہی قولہ بخاری مسلم میں ہے کہ ابن عمر سے کہا کہ ابوہریرہ کہتا
 ہے کہ رسول خدا نے حکم قتل سگ نکماری و سگ شبان کا نہیں دیا اسطرح حکم قتل

عدم انکار محمد بن ابی حنیفہ صاحب
 عدم انکار محمد بن ابی حنیفہ صاحب

قولہ ابوہریرہ

حکیم زری کا بیرونی یا عبد اللہ بن مسرے کہا کہ ابوہریرہ سگ زری کہتا ہی جیسے اسے نقل
 خفہ الشیخ سے سروق ہی اور اس نے زریہ فقال کشمیری سے اخذ کی ہی لیکن اس میں کوئی بہت
 غلطی کی معلوم نہیں ہوتی اسلئے کہ مقتصد ابن عمر کا یہ بھی کہ سگ زری نزدیک ابوہریرہ کے بھی
 اور ان کے اسکا حکم انھوں سے پوچھا ہو گا کیونکہ جو چیز جس شخص کے پاس ہوتی ہی اسکو نقل
 اور اسلئے سئل کی ہوتی ہی اور جسکے پاس نہیں اسکو حذیان طلب اس سئل کی نہیں ہوتی ہی
 اسی جہت سے صحیح ترمذی میں بروایت عبد اللہ بن مسرے کہ انبی کا تھوڑے حکم دیا تھا رہے حکم صید
 وکلب حرث وکلب غنم کا اور یہ حدیث حسن ہی جس جس صورت میں کہ حکم سگ زری کا احادیث دیگر
 سے بھی ثابت ہی اور سوقت صحابہ میں ابوہریرہ پر بھی ایسی حکم کتنے نے کا تا ہی اسلئے اناب شاپا
 بکتے ہو و تفسیل فی الفتی قولہ ان ابی الحدید کہتا ہی کہ اکذب الناس سول خدا پر ابوہریرہ تھا
 سفیان ثوری اعتبار نہیں کرتا اخبار ابوہریرہ پر مگر جو بقدرہ بہت دفع ہوں ابو جعفر نے کہا
 کہ قول ابوہریرہ کا چار سناں صحیح مقبول نہیں کرتے اسلئے کہ عمر بن خطاب نے اسکو رو
 سے مارا اور کہا اتنے بہت حدیثیں بنائی ہیں بہ حال ہی انکے اسکو کان کا واسے دوسروں
 جو اب یہ سب قال سروق میں صوارم مجتہد جاشی سے بخلاف نقل اور اسنے ان سب کو
 ابن ابی الحدید سے نقل کیا ہی اور ابن ابی الحدید نے معارف ابن قتیہ سے اور ابن قتیہ نے ہی
 چنانچہ اصل عبارت صوارم یہ ہی کہ ابن ابی الحدید از شیخ خود ابو جعفر نقل سیکند کہ او گفت ابوہریرہ
 نزد شیخ مامد خول وغیرہ میں است و رباب روایت و عمر اور ابراہم زہد و جرم بکاید اور نوہ
 و فرمودہ قد اکثر الروایۃ و اجزیک ان تکون کا ذبا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و از سفیان
 ثوری مروی بہت کہ او از مضمود بن ابراہیم التیمی روایت نمودہ کہ گفت ما کالوا یاخذون
 عن ابی ہریرۃ الا ما کان من ذکر خبۃ اذ نار و ابو اسامہ از حمش روایت نمودہ کہ گفت بود ابراہیم
 صحیح الحدیث و ہر گاہ من از کسی حدیث سے شنیدم بر او عرض سیکردم پس یک روز اور دم
 پیش او احادیث ذی صالح را کہ لوازا ہی ہریرہ روایت نمودہ ابراہیم گفت احادیث ابوہریرہ را

بگذرانم کما تیر کون کثیر اسن جادیشہ و سوزی سبت کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فرمود الا ان
 اکذب بالنس او قال اکذب الا جلی علی رسول اللہ صلعم ابو ہریرۃ الدہوی الی قولہ ابن ابی الحدید بعد
 نقل ابن روایات گفتہ کہ ابن قتیبہ تمام انچہ من ذکر کردم در کتاب معارف و ترجمہ ابو ہریرہ کردہ
 ساختہ انتہی بلفظ مختصر ایس جس صورت میں کہ یہ سب روایات کتب شیعہ سے منقول ہوئی
 تو کیا سلیغ طعن بابت اسکے اہل سنت پر ہی خصوصاً جبکہ تشیع اکما بقرار اہل تشیع ثابت ہو
 سبحان علی خان مکتوبات مطبوع میں لکھا ہی کہ ابن ابی الحدید مغربی تفضیلی سبت انتہی اور
 تشیع اسکا جلدات بحار الانوار مجلسی حاشہ جلد السام و العالم سے بقارئین بلکہ بدلانی ثابت ہی
 اور رضا یقین علیہ ایران ہی اسی کی مقتضی ہی اور صوارم و صمام و ذوالفقار حاکم جالسی ہی
 گواد اس مدعا کی ہی کہ عبد الحمید بن ابی الحدید معروف بفاضل مدائنی شیعہ ہی اسبطح تشیع اور کما بقر
 استرابادی و مازندانی ثابت ہی اور ابو جعفر نقیب شیخ ابن ابی الحدید ہی اور کثرت میں شیخ نجدی
 سے ہی سابقہ القدم ہی چنانچہ بالیفات و روایات او سکے دلالت تامہ رکھتے ہیں او سکے
 غلہ رفض پر اور حال تشیع ابن قتیبہ صاحب ثبوت کا آئندہ آویگا آپ جواب اس بیان کا اسبقہ کفایت ہی
 کہ جو صاحب تصحیح پس صاحب صوارم نقل شیعہ سستی رچجت نہیں کما قال طرفہ ایکہ روایات مذہب
 خود سے آرد و اتباع از ما بخواد کاشل کتب شیعان ابن روایت را نقل میکرد و باز اگر اتباع ان
 میخواست چند ان مستحب نبود کہ ذانی رسالہ الضمیمہ بنی علی ہذا ہم کہتے ہیں کہ طرفہ یہ ہی کہ روایات
 اپنے مذہب کے لاتے ہو اور اتباع ہم سے چاہتے ہو کاشل ان روایات کو کتب اہل سنت سے
 نقل کیا ہوتا اور پھر اتباع چاہا ہوتا کہ چند ان دور نہ تھا یہ حال ہی مولانا شیعہ کا وائے
 و سرون پر حالانکہ ابو ہریرہ وہ شخص ہیں کہ صاحب ثبوت الفہم نے لکھا ہی کہ امام محمد باقر نے
 اول سے سند حدیث کی ہی اور صاحب تحفہ نے نقل فرمایا کہ جب معاویہ نے ابو ہریرہ کو
 شام سے طرف مدینہ کے واسطے خواست گاری ام خالد کے ساتھ یزید کے بیجا تو او وقت
 عبد اللہ بن زبیر و عبد اللہ بن جعفر و عبد اللہ بن مطیع بن الاسود نے بھی او کی زبان پیغام

سند خود ان کا نام تو جعفر بن ابی الحدید ہے

مفسر امام خالده و الفتح ابو ہریرہ با الہدیت

وضع احادیث و درج خلفاء ثلاثہ

مفسر ابو نافع ضحاک ابو بکر

اپنے اپنے خطبہ کا دیا جب ابو ہریرہ نے اپنے ام خالد نے اسے مشورہ کیا ابو ہریرہ نے باوراز
 بلکہ کہا کہ میں کسی کو برابر سبط رسول و قرۃ عین قبول کے نہیں جانتا چنانچہ ام خالد نے انہیں
 کہنے پر اسوال متاع یرید سے دست بردار ہو کر کخل اپنا ساتھ امام حسین علیہ السلام کے کیا
 اور مشرف باین شرف ہوئی یہ حال ہی الفت ابو ہریرہ کا ساتھ اہل بیت نبوی کے علاوہ
 اسکے تہذیب میں امام ابی عبد اللہ علیہ السلام سے ہونا ہریرہ کا اہل بیت بن نفل کیا ہی عجیب
 کہ ہریرہ تو اہل بیت میں ہو اور ابو ہریرہ عجیب اہل بیت ہی نہوں لیکن تم کیا کردار تیرے حجاب سے
 دل سیاہ ہو گیا ہی ہریرہ بزرگ ظلمت نظر تیرا ہی شعرا اذالم کن المرءین صحیحہ فلا غرو ان
 یرتاب الصبح منفرۃ قولہ سیر ثابت ہی کہ حق میں صحابہ کے واسطے مصلحت کے احادیث
 وضع ہوئی ہیں خصوصاً شان میں قیون نامور کے جواب و تخصیص وضع حدیث
 کی شان میں تمیز نامور کے معلوم ہوئی اسلئے کہ وضامین کذابین نے سب کے حق میں
 احادیث وضع کئی ہیں کیا یقین اور کیا یقین اور جیسی احادیث ہیں وہ بقید وضع کتب
 موضوعات میں مرقوم ہیں اور اس سے موضوع ہونا کل احادیث فضائل خلفاء و اربعہ کا لازم نہیں
 اور بہین الصفات اہل سنت کا ہی کہ باوجود اعتقاد حسن ہریت و سریت خلفاء ثلاثہ کے ہر حدیث
 بے سند کو اسکے حق میں قبول نہیں کرتے جب تک محدث اسکی ثابت نہو قال تعالیٰ فبشر
 عبادی الذین یتقون انقول فیہم حقن انہم الذین ہر اہم انہم و اولئک ہم اولوالاہلب
 قولہ قال لغیرہ آبادی اور وفی شان ابو بکر فی من المنقربات التی یشہد بہا عقل کل
 کذا فی سفر السعاده جو عبارت سفر السعاده فارسی ہی نہ عربی و لفظہ کذا و رب
 فضائل ابی بکر انچہ مشہور ترست از موضوعات احادیث ان اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ للناکس
 و لا بی بکر خاصۃ الی قولہ انشال میں از منقربات تے مست کہ بطلان ان بہایت عقل معلوم
 انتہی اس سے ثابت ہی کہ علی الاطلاق احادیث فضیلت ابو بکر موضوع نہیں بلکہ جو شے
 مذکور کے ہیں وہ موضوع ہیں کتب واسطے اطہار و مارت علم و کدیت کے فارسی کو عربی

بنایا وہ بھی غلط کہ صفات الہیہ معلوم ہجرت لکھا کہ فی شان ابو بکر جلالہ علیہ قسطی بتدیان علم خود
 بھی مفتی نہیں چہ جاکہ صاحب قاسم کے متہذا اگر نقل سفر السعداۃ نزدیک تھما کہ سند ہی
 تو پھر اس کی لانی نے کیا گناہ کیا ہی کہ او کو سند نہیں سمجھتے یعنی در باب فضل علی بن ابی طالب
 احادیث بیشتر وضع کردہ انداز قیاس کہ جامع ترمذی میں لکھا ہی من اراد ان یظفر الی آدم
 علیہ السلام انما الحدیث فلینظر الی علی بن ابی طالب جو یہ حکم یہ حدیث ترمذی میں نہیں ملی ایسے
 طوفانوں سے بے شبہ اہل سنت لاجواب ہو جاوے گی اٹھنا آجین را تو اسم چارہ کرڈ
 کہ تا خود من نگویم او یہ چہ چہ پڑوے از مفسری متوان برآمد کہ او از خود سخن سے آفرید
 قولہ علی خیر البشر بعدی من ابیہ فقد کفر فخر رازی نے اسکو ابن مسعود سے روایت کیا ہی
 اور ہایت السعداء میں بروایت حذیفہ مسطور ہی جواب بہ رازی والد طوسی شعی ہی
 اور ہایت السعداء کتاب جہول کمال ہی فلا یتہفن بحجۃ علی اہل سنت اور کتب صحاح اہل سنت
 میں اس حدیث کا اتنا چنانچہ قولہ وایضا من الموضوعات صحابی کانجوم باہم اقتدیتم
 ابنتدیم الی قولہ نقلاً عن المولوی عبد العلی فی شرح المسلم عنہ جواب جو جہ اس حدیث کی تم نے
 نقل کی ہی وہ خاص ہی ساتھ روایات مذکور کے اور روایت اسکی اور راویوں سے
 کہ ثقہ ہیں بطرق اخری بوجہ صحیح ہی آئی ہی اسلئے موضوع ہونا اسکا مسلم نہیں کہ انی البقرہ
 والارالہ ولسیف اور عمدۃ المحدثین امامہ حاتم الدین محمد صاحب بن احمد زہد رانی نے شرح
 کافی میں فرمایا ہی کہ احادیث معتبرہ وان کان الراوی کذباً لان الکذب قد یصدق اور
 منہی الکلام میں واسطے الزام شیعہ کے تصحیح مفصل اس حدیث کی ائمہ معصومین سے بدالات
 روایات متعہ کتب امامیہ نقل کی ہی فلیرج الی قولہ عینی شرح بخاری و کتاب الترغیب
 الترہیب اور اشال و سکی سے کیفیت وضع حدیث کی معلوم ہوتی ہی صاحبہ شوق
 مطالبہ سے لطف اوٹھا کہ کتاب ہی اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ زیادہ اس سے
 لکھوں جواب وجہ عدم گنجائش کی یہ ہی کہ من یرید اللہ ان یمیز فی شیح صدرہ لا یستطیع

اقتراہ ترمذی

صحت حدیث اصحابی کانجوم باہم اقتدیتم

کیفیت وضع احادیث
اسلامی کتب موضوعات

مفتی و کاتب ہمارا واسطہ کا

بے علم ہمارا درجہ حقیت کا

مومن بن کر دین کی تہذیب و تمدن کو بچھڑا کر جانے لگا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا اور غلطی سے بچا دیا کہ جو احادیث
موضوعہ فضائل اصحاب یا مسائل کتاب میں وضع عین کذابین نے بنائی ہیں وہ کتب فضو
میں بقید وضع مرقوم ہیں اور ان کو کوئی مستثنیٰ صحیح و ثابت نہیں جاتا کہ طعن تشنیع فی اللغات
وار ہو اور کتب اس فن کی بہت ہیں جیسے موضوعات ابن جوزی اور در ملتقط معانی
اور موضوعات جوزقانی و قزوینی و مختصر صاحب مومن مقاصد سخاوی و تمیز الطلیب ابن
وفیل موضوعات ابن جوزی للسیوطی و کتاب وجیز للسیوطی و لائلۃ مصنوعہ للسیوطی و تحریک
الاحیاء للعراقی و مذکرہ ابن طاہر فتنی اور یہ قسم خاص ہی ساتھ احادیث موضوعہ کے
اور جیسے مصنف ابن حبان و عقیلی و ازہری فی الفضل و افراد و ازہری و تاریخ خطیب و
حاکم و کامل ابن عدی و میزان ذہبی اور یہ قسم خاص ہی ساتھ رجال کذابین و ضعفاء
کے اور ان کے مصنفین نے ترجمہ احوال میں حال صنعت و مناقب حدیث و رجال کا بیان
کر دیا ہے پس جو احادیث سوائے ان کے ہیں اور کتب صحاح ابن ابی نعیم و صحیح ترمذی و مسند
حجت ہیں ان کو کسی نے موضوع کہہ کے مستدلال نہیں کیا کہ فعل طعن ہو بخلاف شیعہ
کہ ائمہ برحق نے ان کے مخدثین کے حق میں فرمایا ہے یفتی علینا اہل البیت و بروی عننا
الاکاذیب اور انتحال و تحریف کہ ناقدا و خلک امامیہ کا کتب معتدہ شیعہ شکل کتاب حسن
انوار شیخ الطائفہ و تفسیر حسین حسگری و احقاق الحق و احوال و ہفتات کنتوری سے
ظاہر ہے کہ اصل قصہ کیا ہوتا ہے اور مخدثین مخدثین ان کے اوسکو کہاں تک پہنچاتے ہیں
اور کیا چیز بناتے ہیں چنانچہ تفصیل اسکی از الہ العین میں لکھی ہے اسی حجت سے کوئی
حدیث احادیث امامیہ سے مطابق قرآن نہیں ہوتی جسکو ملاوہ و مخالف کتاب اللہ ہے
بلکہ ان کے راوی ہل گنوار تھے کلام ان کو مطلق نہ سمجھتے تھے اور احادیث انہ کو سبب علمی کے بغیر
الفاظ و عبارت نقل کرتے تھے چنانچہ صاحب شافعی شارح کافی کلینی نے شرح باب فی الغیبتہ میں کہا ہے
اقول لائمہ علیہ السلام کاذا کمل ہذہ اللائمہ و ہم فصحاء و کلامہم دون کلام اللہ و رسولہ و فوق کلام

الامرو الرواة يرون كلامهم ويشاهدون في الفاظهم ولذا اتبع في الفاظهم عدم السلامة انتهى اور
 شرح باب ابطال الرواية من كذا يعني ولما كانت هذه الاحاديث من تقررات الرواة فان رايت
 المقصود في عباراتهم من الرواة لانهم كانوا في الاكثر عاين رضوان الله عليهم والاشانهم عليهم السلام
 اعلى وجل من ان يكون عباراتهم قاصرة فانهم عليهم السلام في اعلى مراتب الكمال في عرشنا الاول
 والاخرة الا بالله انتهى پس جب ہر شخص اسباب علمی کے مطلب عبارت اللہ کو سمجھے اور ذکر
 بے طور تغیر دیا تو انکی روایت واحادیث کا کیا اعتبار یہی دلیل موضوع ہونے اخبار امامیہ
 کافی و کافی ہی اسطرح مجلسی نے بحار میں اور شیخ الطائفة نے علل الشرائع میں امام
 جعفر صادق سے نقل کیا ہے لکن تواسیث امام کہ مرجح ولا قدری ولا خارجی نسبت الیہ فافکرم
 لاتدرون لعلی من الحق فکذبوا اللہ فوق عرشہ انتهى اس سے معلوم ہوا کہ امامیہ کو احادیث
 مخالفین کا قبیلہ قال نہیں ہے عذر اوسکو قبول کرنا چاہیے پس محمد اطعن کہ بتدارک
 بروایت ہی شجر چشم بکشاخی بعیب گیران چون ہی در عیب خود کوری ازالہ قولہ
 کتب سیرین ہی کہ معاویہ نے ایک جماعت صحابہ تابعین سے کہا کہ قبح جابا میر کو بغیر خبر
 روایت کردیچھا اونکے ابوہریرہ و عمر بن العاص وغیرہ صحابہ اور عروہ بن زبیر و کعب احبار
 وغیرہم تابعین سے معروف ہیں جو اب ہر روایت جسکو تھے مصدر بلفظ کتب سیر کیا ہے
 ابن ابی الحدید شیعی مفسر نے لکھی ہے کسی سستی نے اور اس سے موسس جانیسی نے
 رسالہ ضعیفہ میں نقل کیا ہے اور تھے ضعیفہ سے سرور کی اصل عبارت یہ ہے کہ ابن ابی الحدید نے
 شیخ خود ابو جعفر اسکا کافی روایت نمودہ کہ معاویہ قومی از صحابہ و تابعین را معین کردہ ہوو
 کہ اخبار قبیحہ کہ متضمن طعن بر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب بشہ وضع نمایند و ایضاً روایت نمودہ
 کہ کسی کس از صحابہ از جانب معاویہ سالانہ سے یافتہ تا احادیث خاطر خواہ او وضع نمایند
 انتهى اور پوری عبارت صوارم میں ہی سوہد بات اگر صحیح ہوئی تو آخر کل یا بعض روایات
 مذکور کتب اہل سنت میں مسطور ہوئی حالانکہ ایک حدیث ہی اس قسم کی کسی کتاب ضعیف

روایت ابن ابی الحدید و شیخ جعفر

اور مجمع میں باہمی آمین جاتی بلکہ جو احادیث مرفوعہ حق مرقضوی زمین کتب مرفوعہ اہل سنت میں
 لکھی ہیں وہ بھی بابت فضائل ہیں نہ بابت فضائل و قبائح معتمد اصحابہ و تابعین مذکور ہیں مقاب
 مرقضوی میں پیش قدم جماعت اصحاب و تابعین ہیں کما دلت علیہ کتب صحاح اہل بیت قولہ ابن
 ابی الحدادی کہ کتابی کہ ایک جماعت اہل میرے تفتیح ہی اس بات پر کہ علی نے فرمایا کہ کعب کذاب
 اور وہ خوف تھا جا امیر جو یہ روایات پیش مارا وہ مجلس کی دلالت کرتے ہیں شیخ و اخلاص
 کعب جبار پر چنانچہ بحار الانوار میں بروایت حسن مجتبیٰ جناب امیر سے مروی ہے کہ میں نے کعب
 پس عمر بن خطاب کے بڑا نہ خلافت فاروقی پڑھا تھا عمر نے کعب کو چہا کہ اے علم امت بعد حضرت
 موسیٰ کے کون تھا کعب نے کہا کہ یوشع بن نون اسبطرح ہر وحی بعد نبی کے اس علم و فضل امت کا
 ہوتا ہی عمر نے کہا کہ وحی ہمارے پیغمبر کا ابوبکر ہی کعب نے کہا حاشا کہ ابوبکر وحی ہو بلکہ وحی پیغمبر
 الزمان کا علی بن ابیطالب ہی اور اس وحی پر بہت دلائل و براہین اور قصص کا پیشین بیان
 کئے ہیں کہ بھت محافظت قطوئل کے مخصوص ضرورت پر اکتفا کیا پس وجود ایسے روایات
 مخرف ہونا کعب کا جناب مرقضوی سے بغایت بعید ہی فافہم قولہ علی بن محمد بن یوسف نے کتاب
 الاحداث میں لکھا ہے الی قولہ یہی حال مجمل حریف کا جو یہ کہ کتاب جمہول الحال ہی کوئی کسی کو
 نہیں پہچانتا اور نقل ایسی کتاب سے جائز نہیں خصوصاً بمقابلہ خصم کہ خبر مسلمات آؤد کو منائے گا
 یہ احداث تھا رہی نہ علی بن محمد کا قولہ عمد معاویہ سے اوائل عمد عمر بن العزیز تک نزدیک
 ہر سرسب و معن جناب میر و یاران جناب میر مثل ملک شتر و غیرہ صاحبی ہی یہاں تک کہ نقول
 ابو العزا و صاحب استیعاب نے ہجری و نقول صاحب حبیب یر سال یکصد ہجری میں عمر بن
 عبدالعزیز نے عافیت کی میں کہتا ہوں انکے حق میں کوئی مستی و م نہیں مازاجوہ اسباب
 گذر چکا کہ باتفاق فریقین روایت کتب نسخ معتبر نہیں علی مخصوص روایت تاریخ شیعہ پر
 مثل حبیب السیر علاوہ اسکے خصوصیت میں جناب میر سب و معن سے منع فرما دیں تو سنہ کو
 کیا لاکتی ہی کہ خلافت اس کے اقدام کرین مجلسی نے تذکرہ الامم میں لکھا ہے کہ اہل کوڈ شاہ

لعنت کردند و معاویہ را دشنام میدادند و فرمود آن لعنت کردن و دشنام دادن را
 انتہی بلفظہ آور فرمود الدین بخوبی نے مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ السب اشد و الاشد السب بان
 نقص الشيء یا ہوار زار و نقص انتہی بحد و اور یہ عبارت دال ہے عدم تفاوت سب و شتم یعنی کہ
 وہو المطلوب اور نہج البلاغۃ میں ہے انما سمع اصحابہ یسبون اہل الشام قال انی اکرہ لکم ان تکونوا
 سبا میں متحد اسنیو کے دم مارنے کا یہ حال ہے کہ انکار سعد بن قاص کا دالی شام پر
 اور انکار غامی اہل یمینہ منورہ کا عامۃ اوضاع یزید پر اور انکار شد یزید میں ارقم کا ابن زیاد ملعون
 بابت بے ادبی کرنے اوسکی کے ساتھ سر مبارک امام حسین علیہ السلام کے اور انکار معاویہ بن
 یزید رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے جد و پدر پر علی رؤس الاشہاد پر منبر وقت طع خلاف کے اور انکار
 عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بلکہ برہم کرنا ان رسوم بدکا اور جاری کرنا تعزیر کا بعض مرتبین
 سب و غیرہ پر شہرت و ظہور میں کالو علی شاہن الطبری اور کتب صحاح و کتب تاریخ مسیحی کے
 اوس معنوا و احتجاج طبری میں رد حضرت امام حسن کا دالی شام و عمر بن العاص و اہل الشام
 بہزمت کثرت و شاعت مذکور پس انکار انکا بطور سب کی کہ وجہ این کسان احدی از شیعیان
 نہیں نہ انتہی بلفظہ قابل شاکہ اہل زار و د کا کہیں ہی فاجعہ و آئینہ یاد الا بصار قولہ جو دیکھا کہ قتل عثمان
 میں کسی ہزار صحابہ و تابعین و اہل اسلام و ضادید شام متفق ہیں اور معاویہ نے جناب میرے
 لڑائی کر کے حکم دشنام عام دیا اسلئے اپنے عقائد میں کہا ہے کہ سب شیعیان کفر ہے اور سب
 ختنیں ضیق جواب شرکت کی ہزار صحابہ و تابعین کی قتل عثمان میں محتاج بیان سند ہے اور
 تفرقہ در میان سب شیعیان ختنیں کے قول قدام اہل سنت اور متاخرین اب تفرقہ نہیں ہے
 و جو قول قول کی یہ ہے کہ بنیاد احکام شرع کی ظاہر ہے نہ باطن پر مثلاً جو کوئی سجدہ بت کا کرے
 یا قرآن کو معاذا اللہ قاذورات میں ڈالے اوسکو حکم کفر کا دیا جائیگا اسلئے کہ بحسب عبادت یہ بات
 محتج ہے کہ بت کا اندوہی تھا قاذورات کے یا ڈالنا مصحف قاذورات میں اذرو عباد کے نہ سمجھ
 جو کوئی سب شیعیان کرتا ہے اور حکم کفر کیا جاتا ہے اسلئے کہ بحسب عبادت یہ بات محال ہے کہ سب

شیعیان کفر ہے

شیخین کا مشکوٰۃ کی خلافت کا نوا سوا سب سے کہ وہ جس کی شیخین میں بعد ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 سلم کے سوا کسی اور خلافت کے اور کچھ معلوم و مشہور نہیں اور یہ اسکا مضمنی ہوتا ہی طرف انکا طبقہ اول
 قرات کے جیسے شہادت کا مدار ہی تو سب شیخین سے شہد کفر ہی اور وقوع سب کا اہل عصر سے نسبت
 حضرت عثمان بن عفان کے مبنی ہے اور یہ حایت مروی ہے اور وقوع سب کا اہل شام سے نسبت
 حضرت ابراہیم بن ابی اسلم کے جسکی حکایت اہل تاریخ کرتے ہیں متنبی ہے اور یہ مرقم قصاص قتل حضرت
 عثمان بن عفان کے کہ فی الواقع ہر جہہ صحیح و موثر ہے تو یہ سب کرنے والا اسکا کافر ہی نہیں بلکہ
 غاصق ہی اور فاسق لائق لعن کے نہیں اسلئے کہ کفر و غصہ ہی انکار الہیت و رسالت میں اور حج
 راجع ہر طرف اور سب سے دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت خشتین نے اپنے سابقین کے حکم کو فطرتاً
 چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے کہ جب خراج نے محاصرہ حضرت عثمان کا کر لیا اور سید بنوری میں امام اہل حق
 سے مقرر کیا اور جناب مجمع پر سب کی قوا و سوت لوگوں نے اونسے پوچھا کہ تم امام عام ہو
 اور جو بلا تمہارے ہی وہ تم دیکھتے ہو اور امام فتنہ ہلو نماز پڑھتا ہے اب کیا کہتے ہو حضرت
 عثمان نے کہا کہ بہت اچھی چیز نماز ہے جسکو لوگ عمل میں لاتے ہیں سو جب لوگ اچھا کام کریں تو
 ان کے ساتھ اچھا کام کرو اور جب برا کام کریں تو انکی بری سے بچو الغرض اجازت دی کہ نماز
 سات ان بندہ میں کے پڑھو اور حکم کفر کا نہیں کیا اور اگر حکم کفر کا کرتے تو کیونکر نماز ادا ہوتی
 اس طرح جناب امیر سے واقفنی وغیرہ میں مروی ہے کہ جب ان سے حال باغیر کا پوچھا کہ انکی
 حق میں کیا اعتقاد کریں فرمایا اخواننا ابو علینا انہی ہنوز مسلمان ہیں لیکن بسبب بناوت کے
 مرکب کبیرہ و بدعت کے ہوئے ہیں اسلئے اہل سنت سب خشتین کو فتنہ و بدعت کہتے ہیں لیکن
 و فسق عظیم عثمان سب شیخین کا و میں اقسام کے آثار وار نہیں اگر کوئی کہے کہ خشتین نے کسوا
 حکم کفر کا اپنے سات پر کیا حالانکہ قیاس اولہ صحیحہ و پراہم میں تو وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت
 خشتین نے شہاب مبدعین کو نظر باحتیاط کفریہ مسلمان معتبر نہ کیا اور یہاں کہ غیر سب شیخین کا
 حضرت عثمان سے اور تھمت قتل عثمان کی حضرت علی پر اسقدر انکے اذمان میں راسخ ہے کہ

کہ ہرگز احادیث مناقب علو درجات ہماری کو خاطر میں نہیں لاتے یا وہ میں نہیں کرتے
 اور بعض آیات قرآنی کے ساتھ مستحکم ہیں گویا براہ مقصد بیداری انکار میں افراط کرتے ہیں نہ یہ کہ وہ
 منکر احکام قرآن و ضروریات دین میں گویہ بات لازم سب طعن ہو اس لئے کہ لزوم کفر نہیں ہوتا
 بلکہ التزام کفر ہی اس لئے شبہ کی جگہ انکی تکفیر سے احتراز فرمایا سبحان اللہ یہ کیا مرتبہ احدیہ کا
 ہی جو خطاب عثمان اور حضرت امیر سے وقوع میں آیا لیکن متاخرین اہل سستی جب یہ کہا کہ اب سب
 شیعہ زائل ہو گئے اور حق باطل سے ممتاز ہو گیا اور تھمتین اور مبتدعین کی بے اصل محض
 اور متبع احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ منکرین ختمین کے
 معاملہ کفار کا سا کیا جس طرح ترمذی میں ہے کہ جنازہ ایک شخص کھ آنحضرت کے سامنے لائے
 تاکہ اوپر نماز پڑھیں اپنے نماز پڑھی اور نماز اور و نکو حکم دیا نماز پڑھنے کا اور سب بوجہ انور
 کہ یہ عثمان کو دشمن کہتا تھا میں ہی اس کا دشمن ہوں اس طرح حق میں منکرین خطاب امیر کے فرمایا
 چنانچہ صحاح احادیث میں آیا ہے کہ دوستی علی کی نشانی ایمان ہے اور دشمنی علی کی نشانی نفاق
 کی اور آیا ہے کہ دوست نہیں کہتا تجھ کو مومن اور دشمن نہیں کہتا تجھ کو مکر منافق اور آیا ہے اللہم
 وال من والاه و عاد من عاداه اس لئے اب حکم ساتھ کفر سب تھمتین کے کرتے ہیں اور
 ہی مذہب منصور مفتی بہ بی اور فیکس ہی ہی چاہتا ہے کہ سب ان سبکی کفر ہو اس لئے کہ بڑی
 و علوم تہ سبکا متواتر و ضروریات دین سے ہی قولہ کہتے ہیں کہ محاربہ علی و معاویہ کا ہات
 ریاست کے تھانہ امر دین میں دونوں بر سر حق تھے معاویہ مجتہد خاطر سستی ایک نواب کا ہی اور
 قاتل قتیل و نوشستی اس جگہ حدیث میں اپنی کتب صحاح کی اور آیات حکمت ہول گئے آنحضرت
 من سب علیا فقہ شعی و من سب علیا فقہ سب اللہ عزوجل و من سب اللہ عزوجل اکبر اللہ علی شجرة
 فی النار خرب الکبخی وغیرہ الی قولہ اخرجہ الحافظ الترمذی و اخرجہ الطبرانی وابن عساکر و الخطیب و قال
 قتالی الذین یؤذون رسول اللہ کیم عذاب الیم حبیک ہو جب حکم خدا و رسول و ثمنان نفس رسول
 سستی لعنت خدا و اناس و ملائکہ اجمعین میں اور بموجب خبر لا یجب علینا منافق و لا

میں ازخبر الرزوی کے دخل حکم اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ میں اِنَّ الْمُتَّقِينَ
 حاصل جواب اگرچہ علیٰ اور انہو متقین فقہار ساک حرکات و جدال قتال کو جو معاویہ
 نسبت جناب امیر کے وقوع میں آئے معمول خطا اجتہادی پر کرتے ہیں لیکن محققین اہل حق
 بعد متبع روایات صحیحہ کے یوں معلوم کیا ہی کہ یہ حرکات خالی نہیں ہی ثابہ نفسانیت حمیت
 آمریت اور تعصب قرابت سے جو معاویہ کو ساتھ حضرت ذی المنورین رضی اللہ عنہ کے صاحب
 معذا غایۃ مافی الباب سقید رہی کہ ارتکاب کبیرہ و ذنبی و فسق ہی سرفاسق مستحق لعن نہیں پس اگر
 مراد سب سے اسی ہی کہ اس فعل کو بد جانین اور بد کمین فوسبے شبہہ نزدیک محققین کے یہ
 امرواق ہی اور اگر مراد لعن و قسم ہی تو معاذ اللہ کوئی مسلمان اس کا فاعل میں اس لئے کہ نزدیک
 اہل سنت کے صاحب فسق و ترک کبیرہ لائق استغفار کے ہی بلکہ استغفار اس کے حق میں ہوتا
 ہی پس لعن حرام مہوی خاصۃً جس مرتبہ میں کہ مرد صحابی ہوا و سوقت شفاعت رسول و خصوصاً
 حق مثل جناب رضی اس کے حق میں نسبت اور فساق و اہل کبار کے زیادہ تر متوقع و اہل
 ہی اور یہ بات ہی القطع معلوم و محقق ہی کہ ہندو جو میں بعضے صحابہ ترک کبیرہ ہو جیسے عذر
 سلمیٰ وغیرہ اور ان سے زنا و شرب خمر وغیرہ ہو گیا اور جیسے حسان بن ثابت کہ شریک و ذن
 عائشہ صدیقہ ہو گئے تھے و لیکن آنحضرتؐ انہ حکم کفر کا جاری نہیں فرمایا باوجودیکہ ہندو ذن
 قرآن میں مخصوص التحريم ہی نہواتا بخلاف اسوقت کے کہ اب طاؤف عائشہ بلاشبہہ کا فری سبب
 انکار رضی ان کے اور مدار محبت نبی کا صرف ایمان پر ہی اور قرآن سے معلوم ہوتا ہی
 کہ ولایت اور محبت مومنین کی کسی گناہ صغیرہ و کبیرہ سے رائل نہیں ہوتی قال تمنا لے
 اَدْبَمَتْ حَاثِقَانِ لَنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَ اَسَدُکُمْ اَمْرًا و طائفہ سے بنو سلمہ و بنو حارثہ میں کہ
 جنگ احد میں قبل قتال کے باغواہی عبداللہ بن ابی منافق قاصد فرار ہرے تھے کہ بالاجاب
 کبیرہ ہی خصوصاً ایسے جہاد سے حسین بن مغیرہ بن نفیس حاضر ہوں اور وہ ان ہلاک بنی مغیرہ و بلکہ
 ہوسر باوصف اس کے حق تمنا لے ولا یستع ان و دون طائفہ کے بات زاد مجاہد یا بلکہ ان کو مومنین

فرمایا کہ علی اللہ علیہ السلام کل المؤمنین پس معلوم ہوا کہ اس قدر محبت باوجود کبار کے نسبت ایمان کے
 لابد و ناگزیر ہے اور عداوت مطلقہ دینی کا کفر ہے تو یہ کافر کو دشمن رکھنا چاہیے کہ اہل کفر
 لایخذا المؤمنون الکافرین اولیاء اور یہ بات بالاجماع ثابت ہے کہ صحابہ سے کوئی امر موجب
 کفر و جہل اعمال کا صادر نہیں ہوا مگر یہی مخالفت یا محاربت حضرت امیر کی بابت خلافت کے
 جیسا شیعہ کو وہم ہے سو یہ دو فراموافق تحقیق معتبرین شیعہ کے کفر نہیں ہیں اور جب کفر نوری
 تو ترک کیا کا دشمن ہی نہ ہو گا کتاب بیخ البلاغۃ میں کہ نزدیک شیعہ کے حرف اوس کا متواتر
 جناب امیر مرجع سے مروی ہے اصحنا نقاتل اخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیہ من الزیغ والکفر
 والشہۃ والتاویل یہ صریح ہے اس بات میں کہ محارب حضرت امیر کا مسلمان ہی نہ کافر اور
 محاربہ اوس کا بھی ہے اشتباہ و تاویل پر حکم بلفظ خطا اجتہادی تعبیر کیا جاتا ہے اسطرح
 صلح امام حسن رضی اللہ عنہ کی دلیل اسلام معاویہ ہی اسلئے کہ اطاعت کافر کی درست نہیں خصوصاً
 ایسے امام معصوم سے کہ نبر ثانی ائمہ ہی میں ہو خواجہ نصیر طوسی نے تجرید العقائد میں
 لکھا ہے کہ کفر نام ہی عدم ایمان کا خواہ بصد ہویا بے ضد اور منقہ خروج ہی طاعت خدا
 مع ایمان کے اور اتفاق اظہار ایمان ہی باخفاء کفر اور فاسق مومن ہی مطلقاً اور عند ابی حنا
 کبیرہ کا منقطع ہی اسلئے کہ مستحق ثواب ہی بنا بر ایمان انتہی حاصلہ پس ثابت ہوا کہ صاحب کبیرہ
 و صاحب منقہ ہنوز مومن ہی علی الاطلاق اور عن تبرہ اوس پر جائز نہیں بلکہ مستحق عفو و مغفرت
 ہی دلائل شفاعت و دخول جنت کو بعد العذاب ہو گا جاب شفاعتی لابل الکبار میں ہے
 اور ظاہر ہی ہے ہی اسلئے کہ تبرہ اوعن و سوقت رواہی جب ہی جہت محبت کی موجود ہو
 اور یہ خاص ہی موت علی الکفر یہ کیونکہ بعد کفر کوئی عمل خیر باقی نہیں رہتا اور جب تک منقہ
 و ارتکاب کبیرہ ہی تب تک ایمان و اسلام باقی و برقرار ہی گو منقہ و عصیان مکروہ ہی مستحکم
 طوسی میں لکھا ہے کہ اسباب عمل طیل ہی اسلئے کہ مستلزم ہی ظلم کو کفر لہ تعالیٰ من عمل شراً فیر
 خیر لہ پس جب تک کہ کفر تحقق نہیں کوئی عمل جہل نہیں ہوتا اور مرنا معاویہ کا کفر بکریط

ثابت نہیں نہایت اضرع یا صمد کہ کبھی دیکھی اور یہ یہ جب نفس شیخ البلاغۃ و عبادت تہجد و تہجد
 نفی اسلام و منبر نہیں اور ملا علی قاری شہیدی نے کہ معتبرین شیعیہ ہی کا نقل و منبر صاحب
 التحفہ قدس اندر لکھا ہے کہ محارب حضرت امیر کا کافر نہیں بلکہ فاسق و صاحب کبیرہ ہی اس لئے
 کہ اس نے تکذیب نفس پیغمبر کی نہیں کی بلکہ سبب تامل و دلیل یا انکار نفس کے محارب حضرت امیر کو
 روا کہا تو نفس متعقدا ہی ہوا انکفر انتہی اور خراجہ نصیر نے جو کہدیا کہ مخالفہ فقہ و محاربہ
 کفرہ سو یہ قول بسبب مخالفت نفس شیخ البلاغۃ اور تصحیح ملا شہیدی و صلح امام حسن علیہ
 خود قول خواجہ کے کہ سابق تعریف کفر میں گذرا سا قطار اعتبار و غیر مستند دلیل علیہ
 محکم ہے ہی آپس استحقاق فریقین اس قدر ہے کہ محارب جناب امیر کا بغی ہی اور بغی ہی
 ہی نہ کفر اور وہ ہی اگر نبی شہید و تاویل پر ہو تو صحیح خطا اجتہادی ہی اور ہو جانا اندکی
 و ناخوشی کا درمیان بزرگوں کے باعتبار امور دنیا کے کثیر الوقوع ہی لیکن جانبین سے
 کوئی سختی یا ثابت و تحقیق کا نہیں ہوا بسطوح درمیان یوسف علیہ السلام اور ان کے اخوان
 کے اتفاق ہوا اب ہر کوشش اسکے کیا چارہ ہی کہ سب کو تعظیم یا ذکرین اس طرح نزدیک
 شیخ کے درمیان ائمہ زادوں کے بابت امام کے بڑا اختلاف و مناقشہ ہوا ہی لیکن ایک ہی
 دوسرے کی تحقیر و اہانت نہیں کی بلکہ تعظیم کو ملحوظ رکھا پس جو دوسرا تعظیم کی نزدیک شیخ
 ہو وہی و جاہل سنت کی طرف سے حق میں امیر معصوم و معاویہ غاطی کے قبول فرماوین
 اور صاحب نفس و کبیرہ کو لعن و تبرے سے معذور رکھیں اس لئے کہ وہ ان ہی سرور ایک شخص کے
 دوسرے معصوم ہوا اور جانب مقابل غیر معصوم ہونگے اور اس تقریر سے جو اسناد لاکھ اپنے
 احادیث و آیات مذکورہ سے کیا تھا بالکل ہیا، انشور ابو گیا احمد زار وایت کنجی شیعہ ہی
 وغیرہ کو حدیث صحیح و کتب صحاح اہل سنت قرار دینا دلیل جہل و غدا ہی اور حال قرآن و احادیث
 و خطیب و طہرانی وغیرہ کا بیشتر معلوم ہو چکا ہے کہ تحریجات ان کے مخصوص ہیں ساتھ منعوان
 و موضوعات کے باوجود اسکے انہوں نے حکم ساتھ صحت دینے کے نہیں کیا اور نہ ان کا

میں حکم کنج تبرک نے سب و محارب حضرت امیر کا بھی کہ دریا پر منطبق ہوں نہایت بدیہی کہ
سب مرتضیٰ حکم ست خدا و رسول میں ہی سو یہ مضمون نسبت جمیع اصحاب کے عموماً وارد ہی عن
عبداللہ بن معقل قال اٹال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لاتخذوہم غرضاً منکم
من اہم منجی اہم من الغنم فی بعضی الغنم ومن اہم فقداوانی ومن اذانی فقداوانی اللہ
ومن اذی اللہ فیوشکان یاخذواخرجہ الترنزی اور معاویہ بے شبہ صحابی ہیں اور انکے
حق میں بعض حادثہ بھی وارد ہیں اسلئے اہلسنت انکو بد نہیں کہتے اور سابق لفظ لکھ کر کہ
ان کو نو اسبہ ابین کہ اذانی نہج البلاغۃ و عبارت تذکرۃ الائمہ وغیرہ گذر چکی ہے پس
نہیں کہ کون اپنے لصوص صحیح کو بھول گیا تم یاہم قولہ قطع نظر فضائل صحابہ کے مع
شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ حتی کہ مرزا مظہر جان جاناں و مولوی فخر الدین دہلوی وغیرہ
ہیں زمین و آسمان ایک کیا ہے اور انکی کتاب حوالہ کو بدوق و شوق تمام پڑھتے ہیں اور
اور اوادعیر مرید فقرا کو باسید ثواب عظیم و نجات از جہنم تلاوت کرتے ہیں اور جب
کوئی منقبت جناب مشکل کشا وغیرہ ائمہ ہدی کی بیان کرتا ہے تو دل سے نہیں سنتے
اور اگر بجا ثناء فصاحت و بلاغت سنتے ہیں تو نہ گزراعتقاد او سکے صدق نہیں
کرتے بلکہ از روئی استیجاب کے ایک دوسرے کو چٹک مار تے ہیں اور قائل کو کفر فضا
کہتے ہیں جو اب وجہ فرط اعتقاد اہل سنت کی نسبت حضرات صوفیہ قدس اللہ
امرہم کے بطور تحقیق ہی ہے کہ یہ مطلب ہر باطن میں مستفیض و مستفید ہیں جناب
مشکل کشا و ائمہ ہدی سے اور انکے وظائف و ملفوظات گویا عین او نیک کلمات
و اور اوہیں بسبب اتحاد و وحدت ملنے کے مجد سے کہ امتیاز و جدائی فیما بین
بلکہ متعز ہی شعرا میں جاز فیض پریشان بزم وحدت است و در پردہ دار وین
کثرت نمائی را کہ جو کمالات و فضائل کہ حق تعالیٰ نے ائمہ کو بخشے تھے وہ سب
اولیاد امت کو اون سے بالاستحقاق حاصل ہوئے اب انکی غیبت میں ان کو کثرت

ہیں اور اکثر نہیں جو بر سر سلسلہ ہیں وہ اولاً ائمہ ہی ہیں اور جامع ہیں درمیان نسبت دینی
 اور اتحاد دینی کے تحت اللفاق و نعم الاتفاق جیسے حضرت اعظم کہ حسی سینی ہیں اور جیسے سید
 متین الدین چشتی اور شیخ ابوالحسن شاذلی وغیرہم اور منتہی کل سلاسل ولایت کا نزدیک
 اہل سنت کے ائمہ ہی ہیں لاغیر چنانچہ کتب تصوف شاہ عباس عاکلی ہیں اور غالباً عبارات اور
 مشائخ کے الفاظ و کلمات ائمہ ہی ہیں کہ طبقہ بعد طبقہ منقول ہوتے رہے اسلئے کہ
 اس کے پڑھنے میں ترقی برکت و قبول رکھتے ہیں اور جن مخالف و ادعیہ کو مستحیہ طعن
 ائمہ ہی کے نسبت کیا ہی وہ فی الواقع عبارت اکابر طائفہ ہیں نہ حضرات ائمہ ہی راوی
 اس کے وہ لوگ ہیں جنکو ائمہ نے اپنے مجالس سے نکال دیا اور کذاب و مفتتری ٹھہرا یا معذرا
 جب انکو قرآن سے ملا تو بڑا اختلاف پاداس سے ثابت ہوا کہ وہ ائمہ ہی سے مانور ہیں
 ہیں ورنہ جب کا قرآن کا ساتھ ہو گیا ممکن ہی کہ اسکی ایسی بات ہو جس صورت میں کہ نزدیک
 کے حضرات صوفیہ صافیہ کہ مقتبس انوار اہل بیت نبوی ہیں صرف نظر بانساب مذکور ایسے باقدور
 ہوں تو کلام ائمہ ہی کہ شیخ المشائخ صوفیہ اہل سنت ہیں اگر بوجہ صحیح مانور ہوں کیا کچھ اور
 بہکت ہوگی یہ امر معقول ہر محقق غیبی ہی چہ جائز کہ لیکن شہر گرنہ بیند بروز شہر چشم
 چشمہ آفتاب چہ گناہ پڑا اور جواب الزامی یہ ہی کہ جب صاحب نوافض الرافض نے انکار
 صوفیہ کو طرف امامیہ کے نسبت کیا تو قاضی نور اللہ شوستر نے یہ تشبیہ او سپر کیا اور صاحب
 جامع الاسرار حضرت تصوف حقیقی کا تشبیہ میں اور حضرت شیخ حقیقی کا تصوف میں نقل کیا چنانچہ
 عبارت مصائب قاضی کی شوکت عمریہ میں لکھی ہے اور مغاود و مکایہ ہی کہ صوفی حقیقی نہیں
 ہوتا مگر شیعی امامی اور شیعی حقیقی نہیں ہوتا مگر صوفی اور تفصیل اسکی مجالس المؤمنین سے معلوم
 ہوگی کہ کس قدر صوفیہ اہل سنت کو عداوت شیعہ میں گیا ہی بنا علیہا جو درمیان تشیع و تصوف
 کے فرق کو ہے وہ مکابر ہی یا جاہل اور اہل سنت نے احوال و فضائل اہل بیت میں کتب
 مجلدہ مستقلہ لکھے ہیں جیسے فصول بہمنی معرفۃ الائمہ و ذخائر العقوب فی مودۃ اہل القرآن و

تصوف و تشیع و امامیہ

امامیہ و تشیع و امامیہ

و کتاب مخصوص فی مناقب علی بن ابیطالب و شواہد النبوة و احیاء المیت و سبل السعادات حتی کہ ابن یونس محمد بن شیعہ مرط مستقیم بن کما ہی کہ ابن جریر نے کتاب یوم الغدیر و ابن مین نے کتاب المناقب ابن ابی شیبہ نے کتاب الاخبار و الفضائل المرصنویہ و ابو نعیم اصفہانی نے کتاب مناقب المطهرین و ابو جحسین رویانی شافعی نے کتاب جعفریات و موفت علی نے کتاب الاربعین فی فضائل امیر المؤمنین و ابن مردویہ نے کتاب رد الشمس فی فضائل علی و شیرازی نے کتاب نزول الفرقان و امام احمد حنبل نے کتاب مناقب اہل البیت و نظیری نے کتاب حصان و ابن معاذ شافعی نے کتاب المراتب و بصیری نے کتاب درجات المؤمنین و خطیب نے کتاب تصنیف کی ہی اور مرتضیٰ عالم الہدیٰ نے کہا کہ میں عمر بن شاہین سے سنا ہی کہ وہ کہتا تھا کہ میں نے ہزار جو فضائل امیر المؤمنین میں فراہم کئے ہیں کذا فی الترجمة السماۃ بانوار العرفان المعین القزوینی الاثنا عشری اب جبار انصاری ہی کہ اس قدر تصانیف شیعہ کی فضائل اہل بیت میں کبھی ریجھی یا سنی ہی یا کہین عالم میں مشہور ہی بلکہ استقراء سے معلوم ہوا کہ شیعہ قدیم و حدیث فضائل مرتضوی اللہ ہی میں خوش چین اہل سنت و درویشہ گر کتب جماعت میں جہاں دیکھو انہیں کی کتابوں سے نقل لاتے ہیں اگرچہ بدون امتیاز صحیح و سقیم ہو حتی کہ بالفعل بلکہ آج کل میں ایک سنی نے ایک رسالہ متوسط بنام احیاء المیت بذکر مناقب اہل البیت تالیف کیا ہی اوس سے بھی یاروں نے بے حوالہ نام چند مطالب کو تغلب حق و ضحیف و تحریف اور اگر وہ فوائد حافظہ جیسے کچھ رسالہ ختم ہی کر دیا و الی اللہ الشکی ثم الی اللہ الشکی شیعہ کس نے اس علم تبر از میں نہ کہ مر جا قبت نشانہ نکر وہ چنانچہ عبارت مناقب بقی و غیرہ اوی سے مسروق ہی آور وہ یہ ہی کہ بقی نے مناقب شافعی میں لکھا ہی کہ کہا گیا شافعی سے کہ لوگ صبر نہیں کرتے سماعت نقبت فضیلت اہل بیت پر اور جب کسی کو دیکھتے ہیں کہ اس طرح کی بات کرتا ہی تو پہنچتے ہیں کہ الگ رہو اس شخص سے کہ یہ ہر افضی ہی امام شافعی نے فرمایا کہ بری ہوں میں طرف خدا کے اون لوگوں سے جو حب نبی فاطمہ کو فرض جانتے ہیں انتہی ملخصاً اس طرح اور بہت اقوال

شامی وغیرہ کے کتاب اہل سنت میں مرقوم ہیں ابن حجر نے درمیانچہ فصول میں لکھا ہے
 کہ سنہ ۸۰۰ نے طبقات کبریٰ میں سنائی سے نقل کیا ہے کہ جب ایام سنائی صاحب صحیح شریقی
 میں داخل ہوئے تو لوگوں کو دیکھا کہ بغض علی میں غلو عام رکھتے ہیں انہوں نے کتاب بغض نفس
 فضائل علی رضی میں بنائی لوگوں کو کہا کہ تم نے فضائل شیخین میں کسلے تصنیف کی سنائی
 نے کہا کہ میں دوست ہیں آیا لوگوں کو علی رضی سے مخوف پایا اسلئے یہ فضائل لکھتے ہیں لوگوں نے
 امام سنائی کو خوب مارا کڑا اور مسجد ککالہ یا او قلعہ میں قید کیا یہاں تک کہ بعد مدت و راز کے
 طرف زندہ کے نکال دیا پھر وہ زندہ میں مر گئے رحمہ اللہ تھا انتہی پس ظاہر ہے کہ شامی اہل سنت
 سے ہیں اور سنائی محدثین جماعت اگر انکو ائمہ ہی سے بغض ہوتا اور تحمل سماعت نہ تھا
 عزت نہ ہو سکتے تو یہ حال انکا کا ہے کہ ہوتا آخر دنیا میں کوئی انکو شہید نہ کیا گا اور جن لوگوں
 نے سنائی کو مارا وہ رافضی خارجی تھے بدستی اور اگر سنی تھے تو شافعی سنائی کون کہتے
 وہ بناؤ غریب جہانی کہ ان حکایت کو آپ محل طعن اہل سنت میں لکھا ہے حالانکہ یہ لفظ ابو کا
 دلیل مذہب و قدا اہل سنت ہی نسبت اہل بیت کے شعر چشم ہار و گوش باز و این دو کا
 خیر و ام و چشم بند ہی خدا قولہ می الدین عربی نے متوکل عباسی کو قطب وقت لکھا ہے جو
 اس کے ساتھ اور کہنا تھا کہ قاضی شوستر و دیلمی عالمی و فقی مجلسی وغیرہ نے شیخ اکبر
 زمرہ شیعہ میں معدود کیا ہے اور ان کے کشف و کرامات کے قائل ہوئے ہیں اسبطح الشیع
 متوکل عباسی کا کلام باقر مجلسی سے تذکرۃ الأئمہ میں اور کلام محمد تقی مجلسی سے کہ والد
 باقری لوامع میں سجدا ہے حتی کہ کتب روضہ سے بطور نصو صحت ہی ثابت ہے کہ خلفاء عباسیہ
 باطن میں شیخ اور عداوت او کی ساتھ ائمہ اہل بیت کے بطور تفریق کے تھی اس صورت میں نہایت
 متوکل کی جسکو آپ مابعدین ثابت کیا جاتے ہیں ثابت نہو گی قولہ حیرۃ الحیوان میں لکھا
 ہے کہ ان المتوکل کان فیما لوفی بغض علی و بکیر الوقیۃ فیہ والاستخفاف ہوا نہ احیا السنۃ
 بنسبہ الانار النبویۃ و امامات البدتہ و حکم فی مجلسہ بالسنۃ و اعراضا ہما جو اپنے عبارت حیرۃ

قطب نامہ متوکل عباسی کا

دوسرے نسخہ میں ہوا متوکل کا

مطابق اپنی مراد کے محذوف و مقدم و موخر کر کے واسطے اثبات خروج متوکل کے نقل کیا
ورنہ اصل عبارت اوسکی سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے ابتدائی جلوس میں توجہ طرف احیاء
وغیرہ کے کی تھی پھر بغض علی مرتضیٰ ہوا اس صورت میں اجتماع سنت و نصیب کا لازم نہیں آتا
کہ موجب طعن ہو چنانچہ عبارت حیوۃ الاحیوان کی بے خیانت نقل سامی یہی ہوں و لما ولی المتوکل
ایسی السنۃ و انات البدعہ و کتب الی الافاق برقع الخنۃ و الظہار السنۃ و حکم فی مجلسہ پستہ و اغرہا
وانحدت المعتزلہ و کالو فی قوۃ و نماز الی ایام المتوکل فخذ و اولم یکن فی ہذہ المملۃ الاسلامیۃ
بدعۃ شریعہم لغویۃ باللہ من شریعتہم و نسالہ السلامۃ من الزیغ و المزل و کان للمتوکل شخص
علیہ علیہ السلام و سقیم قصہ فذکر علی یوماعندہ ففغض من غمہ و رجا ابنہ ففغض لذلک فشمۃ المتوکل
وانشد مواہم الغضب الفقی لابن عمہ بن راس الفقی فی حرارۃ فحقہ علیہ اغراء ذاک علی تقلیدہ
کان یغلو فی بغض علی و کثیر الوقیۃ فیہ و الاستحقاق بانہی بلفظہ قولہ من حیوان ہون کہ
متوکل نے کیونکہ احیائی سنت کیا حالانکہ فاسق فاجر شرابی متبوع منکر سنت نبوی
و دشمن علی و آل نبی کا تھا جواب آپ خیر انہوں نے متوکل نے حسب طرح احیاء سنت کیا نمونہ
اوسکا عبارت حیوۃ الاحیوان میں گذرا اور مجمل تقریر یہ یہی کہ مامون غم متوکل و متخصم پر
متوکل و واثق بہادر متوکل اپنے ایام خلافت میں دعویٰ خلق اللہ کی طرف مذہب اہل
کے کرتے تھے اور علماء اہل سنت کو بابت انکار اعتزال کے انواع ایذا و اہانت و تکلیف
دیتے تھے چنانچہ احمد بن نصر خراسانی کو سولی دے دیا اور احمد بن حنبل وغیرہ اکابر کو
کوڑے مارے اور جنس کیا اور انواع ایلام تعذیب دی یہاں تک کہ بعض نے جس
میں وفات پائی اور یہ ہنگامہ آخر ایام مامون سے تا وفات واقع قائم رہا اور جب
مرگیا اور اوسکی جگہ متوکل بیٹھا تو اوسنے علماء اہل سنت کو چھوڑ دیا اور علمائے حدیث
کو روایت سے ممنوع تھے اجازت نشر روایت کی دی اور علماء معتزلہ کو بے حقیقت
محض کر دیا اور نظر سے گرایا اور خط و رجبات اہل اعتزال میں کوشش طبع کی اس حجت سے

احیاء سنت اہل متوکل کا

متوکل نیک نام ہو گیا شیخ اکبر نے بجز واسطہ کے اور کو نیک سمجھ لیا لیکن شیعہ کو قائل کمال
شیخ اکبر اور معتقد تشیع متوکل ہیں اس بات طعن کرنا اہل سنت پر سیطرہ نہیں پہنچتا اور
بات اہل سنت کے کہنی کی تھی کہ خلفاء و عباسیہ کے بعض انکے ہم عصر تھے جیسے متوکل اور بعض سیر
معتزل جیسے مامون معتزم و اتق شیعہ ان کو ظلم اللہ اور شیعہ آل نبی جانتے ہیں تو فی ہذا
شیعہ ہم عصر ہیں گو قیدی سے دعویٰ تشیع کرتے ہیں اور شیعہ اولیٰ نفس الامر میں سنی ہیں
کہ دشمن معتزلہ و نواصب تھے حتیٰ کہ اکابر اہل سنت نے کیا کیا ایذا ان سے عبادت کیا اور ٹھائی
ہی پس اپنے عیب چھپانے کو دوسروں پر تہمت لگانا انصاف کے گلے پر چھری چلانا ہی اور
جس صورت میں کہ مخوف ہونا متوکل کا سنت سے نزدیک اپنے ثابت ہی تو اہل سنت پر کیا جا
ملاست ہی کہ یہ بھی ہر خرفہ سنت کو متذرع جانتے ہیں چنانچہ اسی جہت سے متوکل کم نہایت
کہتے ہیں و سببی بیان قولہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ ستر تین متوکلین
متوکل نے حکم کیا واسطے ہرم قبر امام حسین علیہ السلام کے اور جو اس کے گرد ہو گروہوں کے
اور ہرے فرزندت کے اور و کا لوگوں کو اولیٰ زیارت سے شاید عقیدہ سنیں میں دشمنی
امام حسین کی ثواب ہوگی اسلئے اس قطب سنیرن نے ایسا عمل کیا جو بجا جان سیوطی
یہ کہہ لکھا وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ کان المتوکلنا حسبنا اس جملہ کو اپنے کیون حذف کر دیا اور طعن
ناصح سنیرن پر چڑھ دیا اول سنی ہونا متوکل کا ثابت کر دیا کہ کہنا ثبوت العرش ثم نقض کسی سنی
متوکل کو قطب سنیرن کہا الا شیخ اکبر نے نظر بظاہر حال کہ حدیث میں آیا ہے ان اللہ یویدہ بالالد
بالرجل الفاجر اور شیخ اکبر تصحیح اکابر شیعہ بڑے شیعہ تھے اور متوکل بھی شیعہ تھا اور
جو کچھ ساتھ مرقہ مبارک سید الشہداء کے کیا اعمال شیعہ نہایت ملائم ہی مہند انور کا
شیخ کا بطور شیعہ بنایا عسیری ملائقی مجلسی نے بعد اثبات تشیع شیخ کے لکھا ہے کہ اگر وہ
را حالت فہمیدن کلام شیخ محی الدین بودہ باشد میداند کہ فضیلت و جاہ او در چہ مرتبہ
الی قولہ بلکہ جمیع محققین متقدمین و متاخرین خرمین افضال او نیند انتہی اس مرتبہ میں قطبیت متوکل

اصحابی
اکابر متوکل کا

کی باد و ناصبیت کے نزدیک تفسیر کیا جاتا ہے یا بسبب وقت کلام شیخ اکبر کے مآول بنی علی غلبہ
 اور اہل سنت کو تو ناصبی ہوئے اور اسکی سے ایک بڑا فائدہ حاصل ہوا کہ علی اہل سنت جہی کو
 ایسا مرد و جانتے ہیں کہ سواکل کر باوجود سلطنت و فرمانروائی کے ہمیشہ جھوڑتے رہے بلکہ در
 بعد ازاں کہ محل و دولت عالیہ تھا کما فی سبتان الفقہ الی اللہ قباہ و فضاہ او سکے لکھے اور
 داؤد شیرازی اور حضرت ذریت طاہرہ آنحضرت میں جہاں درینج نکلیا آنحضرت شیخ کے اہل سنت
 اہل نفاق کے کوئی اور فرقہ خلص جبکا ظاہر و باطن ایک سا ہو ظاہر ہوا چنانچہ روایت کلینی و
 طوسی و طبرسی سے ظاہر ہے بلکہ عاظم و اکابر انکے متکلم بکلام اہل ناصب تھے اور ادا ناصبیت باطنی و
 ظاہری دیتے تھے اور نام فقہ کا کر کے ہمیشہ عدالت الہی کو کام فرماتے رہے شاید عقیدہ
 میں دشمنی امام حسین کی اور دوستی اونکے دشمنوں کی ثواب ہوگی جب تو خلفاء عقبہ کو کہ جسے
 اہل سنت ہمیشہ ایذا پاتے رہے اور لڑتے رہے شیعہ اور سواکل ناصبی کو قتل و غارت گشتی
 اور تفصیل اس حال کی ازالۃ الغین میں لکھی ہے اس مطلب کو بھی کہنے مومن عباسی کے رسالہ
 تشییر سے سرفہ کیا ہے یا وہ ہے قولہ اسطرح علی بن جہم شاغر مہی دشمن حضرت امیر تھے یا
 کہ اپنے باپ پر لعنت کرتا تھا کہ کس لئے اوسکا نام علی رکھا نکات اہل سنت اوسکی بہت تعریف
 کرتے ہیں اور متدین متوجع کہتے ہیں ابن خلکان نے کہا کہ وہ معذرت تھا بغض علی مین
 منحرف ہونے مین علی سے اسلئے کہ محبت اونکی جمع نہیں ہوتی ساتھ متسن کے جوہر
 علی بن جہم بن بدر بن جہم قرشی اشدر نواصب تھے چنانچہ آپسے بھی اوسکو لفظ جہمی لکھا ہے
 اور دشمنی اہل سنت کی ساتھ نواصب کے نہایت وضع سے محتاج بیان کی نہیں جبرستی نے اوسکو
 متدین متوجع لکھا ہوا اوسکا نام لو صاحب تھے نے یوں لکھا ہے کہ وہ بنا بر صلیت اہل ہمار
 کیا کرتا تھا اور اپنے غضب چھپاتا تھا اور مقصود اوسکا منحرف کرنا لوگوں کا تھا جہاں ابیر
 اور قول ابن خلکان کا بطورین ہی اوسپر بطورین تحسین والا یہ کہیوں کہتا کہ معارضہ آخرت
 عن علی و اظہار کان مطبوع علی فکر الشعر یہ کوتاہ فہمی آگلی ہے نہ ابن خلکان کی رع

مناویہ ہوا شیعہ کا

ناصبی ہوا علی بن جہم شاغر مہی

جو زبانی صحیح تھا

ذرا بڑی مالکی

مقتول امام حسین کا بیٹا یحییٰ بن محمد

مخبر شہنشاہ و ابرار خطا نیست۔ قولہ جو زبانی بھی دشمن نہیں تھا دار قطنی نے اس کو سچا ثقات
 و حفاظت سیر کے لکھا ہے جواب جو زبانی نسبت ہی ظلم نہیں اور اس نسبت کے کئی آدمی ہیں معلوم نہیں
 آپ کس جو زبانی کو دشمن ٹھہراتے ہیں اگر مراد جو زبانی سے ابراہیم بن یعقوب بن سہم جو زبانی
 ہی کہ نزہل و شوق تھے اور ترمذی و ابو داؤد و نسائی نے ان سے روایت کی ہے تو یہ ہرگز
 دشمن نہیں تھے اگر دار قطنی نے ان کی توہین کی تو بیان واقعی ہے آپ دشمنی اور ان کی ثابت کیجئے
 پھر جواب لیجئے قولہ ابن عربی مالکی کو سنی اپنا پیشوا ولی کا مانتے ہیں مالاکم اوستے کہہ رہی
 کہ نہیں قتل کیا نیز نے حسین بن علی بن ابیطالب کو مگر ان کی جد کی تلوار سے جو آپ پر سبب
 کمال ہجو و سہارت فن تاریخ وغیرہ کے بہت امور واضح نہیں ہوا کرتے یا دیدہ و دستہ کچا
 یَغْفِرُی الْکَذِبَ لَا یَدْرِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اِشْدَادِ کتاب دروغ کیا جا تا ہے ابن عربی جو ولی کا ولی ہو
 طریقت تھے اور کلام محی الدین ہی اور یہ ابن عربی مالکی فقیہ جبکہ کلام ابو بکر بنی اور شخص ہیں
 ابن حجر عسقلانی نے کتاب المنہج المکی فی شرح العقیدۃ النضرۃ میں ان کے قول کا رد لکھا ہے چنانچہ
 اصل حجت طویل عربی اوسکی بالوجہ تفصیل یہ عقیدہ الزام انہیں میں لکھی ہے اور صاحب
 منہج السیف نے جواب جاشی غبی غوی لکھا ہے کہ حاصل کلام ابو بکر بن العربی کا یہ نہیں ہے کہ امام
 فی الحقیقہ باغی تھے اور یزید فی الواقع خلیفہ برحق تھا بلکہ عرض ان کی یہ ہے کہ یزید نے سنا
 متکاس حدیث کے امام حسین کو شہید کیا پس وہ خطی فی الفہم تھا اور معذور گو یہ شہید اور کذاب
 اور فہم اور کذاب خطا لیکن جس لسان میں اس پر یہ شبہ کافی ہے کہا ان حدود و تندرہ بالشبہات
 اور باقی اہل سنت اس قدر کو بھی مسلم نہ کہا اور یزید کو خطی فی الفہم نہ کہا بلکہ ظالم معاند قرار
 اور حق بھی ہے اس لیے کہ یزید سب کمال ضرورت و نجات و بلی بالی و سفاکی کے پروا اس بات کی نہ کیا
 تھا کہ ہر واقعہ میں متک سات کسی حجت کے کچھ شبہ عیہ سے کرے اگر چہ اس کے فہم میں
 غلطی ہو دلیل اس دعا پر یہ ہے کہ ابو بکر بن العربی نے یہ نہیں کہا کہ قتل حسین بسبب جدہ
 بلکہ یوں کہا کہ لم یقتل یزید حسین الا بسبب جدہ یعنی یزید نے اس شبہ سے قتل کیا اور

اور یہ بات نزدیک اوسکے جو سلفہ محبارت تھی کہ کتابی روشن ہی اتھی اور جنہوں نے لکھا
 ابو بکر بن العربی کو دیکھا ہی اور دیا مغرب میں تھے اور انکی تقریرات سے یہ امر بصر و بسطام
 از انہ الغین میں منقول ہی فعلیک المراجعة البیضی تکلیف الامر کہا ہو فی نفسہ کہ یک قولہ ترجمہ
 ابو حنیفہ کو دیکھو کہتے ہیں ولم یلعن یزید ابعد موتہ منی ایسے حکم کو نام و برع و تقویٰ رکھتے ہیں
 جواب لعن یزید میں توقف اسلئے ہی کہ در بارہ شہادت امام حسین علیہ السلام روایات متعارضہ
 متخالفہ وار ہیں بعض روایات سے رضا و ہتبار و امانت اہل بیت و خاندان رسول کی مغموم
 ہوتی ہی سو جن علماء کی نظر میں یہ روایت مرجع ہوئی اور انہوں نے حکم لعن کا کیا جیسے احمد بن حنبل
 و کیا ہر سی حکم شافعیہ اور جیسے شافعی عقائد نسفی وغیرہ کہ یہ حاکم لعن یزید ہیں اور بعض
 روایات سے کراہت یزید کی اس امر سے اور کتاب کرنا ابن زیاد و احوال اوسکے پر اور خدا
 سخت قتل حضرت امام حسین علیہ السلام پر کہ انہوں کے ہاتھ سے واقع ہوا معلوم ہوتی ہی
 پس جن علماء کے نزدیک یہ روایات مرجع ہوئے انہوں نے لعن سے منع کیا جیسے
 غزالی وغیرہ علماء شافعیہ اور بعض نے توقف کیا جیسے امام ابو حنیفہ وغیرہ و اکثر حنفیہ اور
 توقف کی یہہ ہی کہ انکے نزدیک دونوں روایات متعارض ہیں اور مرجع احدی جانبین کی عالی لا
 حاصل نہ ہوئی انہوں نے نظر باحتیاط توقف کیا اور علماء کو وقت تعارض اذہ کے ہی لائق ہی تکلیف
 ائمہ قدس سرہ لکھا ما کسبت و لکم کسبتکم ولا تملکون عھا کا نوا لیمکون اور کہہ تقریر متعلق اس
 مسئلہ کے سابق مذکور ہو چکی ہی قولہ احادیث صحیحہ اہل سنت و صی و خلیفہ و جانشین ہونا
 حضرت امیر کا ثابت ہی جواب لیکن بدون وصایت و اتصال بعدین و ذوی النورین
 قولہ جب سرور عالم مدینہ سے جاتے جانشین اپنا مقرر کہنے سفر آخرت میں اس امر خطیہ کو کہ
 مہل چوڑ جاتے جواب مہل نہیں چوڑا بلکہ ابو بکر کو مقرر کر گئے بخاری و مسلم نے روایت
 کی ہی کہ آنحضرت نے مرض الموت میں عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ بلا لے اپنے باپ بہائی کو
 لکھدوں میں ایک کتاب اسلئے کہ محکوم رہی کہ تمنا کرے کوئی تمنا کرنا لایا کہ کوئی کہنے والا

وجہ توقف دونوں میں

محققان آنحضرت کا طریقہ کار وقت تحریر کے مطابق

کہ میں اولی ہوں اور مرنے خدا و مومنین مگر ابو بکر کو اور فرمایا انا نبی نہیں کسی قوم کو کہ ان میں ابو بکر
 ہر کہ امامت کرے او کی کوئی سوا اور بکر کے اخراج الترمذی اور جب بجا رہے سے فرمایا ابو بکر
 کہ نماز پڑھاؤ میں لوگو کو متفق علیہ جانچو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پانچ دن تک حیات نبوی میں امامت
 کی یہ حدیث درج تواتر کو پہنچی ہی راوی اسکے علی بن ابی طالب ابن عباس و عمر بن خطاب
 و ابن مسعود ہیں اور سند لال کیا جناب امیر و خلیفہ ثانی نے خلافت ابو بکر پر ساتھ اسی استخلاف
 نماز کے کام پر صریح فی مواضع اور مقرر کر جانا آنحضرت کا کیو مدینہ میں وقت سفر کے بعد
 استخلاف کبری نہیں ہو سکتا ورنہ محمد بن مسلمہ جنگو آنحضرت نے صوبہ مدینہ کیا تھا اور سابع بن
 عرفطہ جنگو کو قوال مدینہ اور ابن مکتوم جنگو پیش نماز اپنے سجد کا مقرر فرما گئے تھے مستحق خلافت
 کبری ہونگے پھر وصایت و ولایت جناب رضی کمان ربی اور نہر یک غیبی پیدا ہو گئے تو
 حال غصب خلافت کا قطع نظر کتب امامیہ سے کتب معتبرہ ابراہیمین میں مرقوم ہی جو ابان آنحضرت
 اِنْ کُنْتُمْ حَصَادِقَینَ قَوْلِکُمْ مَعِیْ حَدِیْثُہِمْ اِنْ کُنْتُمْ حَصَادِقَینَ قَوْلِکُمْ مَعِیْ حَدِیْثُہِمْ
 پر جمع ہونگی بلکہ مراد یہ ہی کہ ساری امت میری صفات پر جمع ہونگی جو اب ساری امت
 لا اکثر حکم الکل حسب قرار و سامی اہل سنت و جماعت ہیں بے شبہ اجماع اسکا بموجب حدیث
 مستطوعہ کہی صفات پر بنیاد اور نو گنا صفحہ چہارم سالہ میں جہاں اپنے گنتی ملا و اسلام کی کہ
 نہایت ائمہ اربعہ جماعت ہیں لکھی ہی اور صفحہ ششم میں جہاں تعداد اہل مذہب شیعہ کی لکھی ہی
 اوس سے واضح ہی کہ شیعہ اکثر امت ہیں اور شیعہ بعض امت اور جناب امیر نے بیخ البلاغہ میں
 الزمر السواد الاعظم فان یرشد علی الجماعۃ وایاکم والفرقۃ فان الشاؤ من الناس الشذیلان
 کما ان الشاذلۃ من الغنم للذئب اور نیز فرمایا الا ان لکناس جماعۃ رحم اللہ علیہا و غصب علی میں
 خالہما کذا فی بیخ البلاغہ اور قرآن پاک میں فرمایا ہِی اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنِہُمْ وَکَاوُا بَیْنَ شَیْءِیْ سَتَکُنْ
 اِنْفِیْئِیْ اَوْ فَرَمَا یَا تَمَّ کُنْفِیْہِمْ اِنَّہُمْ سَتَکُنْ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِزًّا یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُنْزِیْہُمْ
 کہ شیعہ فاروق جماعت ہیں اور پیغمبر خدا اور خدائی پیغمبر کو اللہ کام نہیں اور یہ بھی معلوم

کہ جماعت جو لقب اہل سنت ہی خاص مقرر ہوا لہذا جناب مرتضیٰ علیہ السلام ہی اور جسے جماعت کو
چوڑا وہی حصہ شیطان ہی سوا جماع شیعہ کا خلافت پر ہمیشہ رہا اور یہی گناہی کہ طمع تیغ آبدار حضرت
صاحب الاموال زمان ہون قولہ بیان اولیٰ عندک یغین سرور عالم کے جناب میر کو غدر و خیم
پہلے اپنی وفات سے دو مہینے کئی دن جواب اگر یہ وصیت دلیل خلافت مرتضوی ہوتی
تو دو مہینے کئی دن میں ساگر مہاجرو انصار جبکہ حق میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ آیا ہی

اور صحیفہ کا نام میں یوں لکھا ہی کہ انہم احسنوا الصیغۃ وانہم فارقوا الارواح والاولاد فی اظہار کلمۃ
وانہم کانوا مصرین علی محبۃ انتہی اور ساگر عثمانہ واقارب رسول ہرگز زوج بتول سے گشتہ
منور سے اسلئے کہ مرتضیٰ ہو جائے صاحب کا بے وجہ موجود اور ظاہر ہو نا خط مہاجر و انصار کا
بعد صد سال کے ملک فارغ میں خالی استجاب کو استبعاد سے نہیں قولہ قصہ غدیر بسبب تفصیل
واجمال اتنی کتابوں میں لکھا ہی جواب قطع نظر اس کے کہ دلیل کی قوت سند دیکھی جاتی ہی
نہ کثرت روایت جو نام کتابوں کے اپنے اسجہد لکھے ہیں حال اکثر کتب کا انہیں سے سابق گذر چکا
ہی اور جو نام جدید لکھے ہیں انہیں بھی اکثر نامعتبر غیر مستند مجاہدیل میں جیسے نزل السان
وسیلۃ المتعبدین دستور الحقائق روایت السعدیہ کمالہ اعلام الوری حلیۃ الاولیاء و قدوس
کفایت الطالب کتاب التدرول واحدی وغیرہ اور یہ نام چونکہ فہرست سابق میں جنکو اپنے
میر و مشہور قرار دیا تھا غیر مندرج ہیں اسلئے نظر بعد شہرت غیر متعلق بالقبول ہیں اور یہی قاعدہ
فقہا کا ہی کہ نقل کو کتاب غیر مشہور سے جائز نہیں کہتے رد المحتار شرح الدر المختار میں لکھا ہی

لابد للفتی ان یعلم حال من یفتی بقولہ ولا کیفیہ مصرفۃ باسمہ ونسبہ بل لابد من معرفۃ فی الدراۃ
والروایۃ ودرجۃ فی الدراۃ وطبقة من طبقات الفقہاء لیکون علی بصیرۃ فی التمییز بین القائلین
الخاصین فی التزیج بین القولین المتعارضین انتہی اور تاریخ طبری کے حق میں جبکہ نا
کچھ بشران گیر کتب لکھ یا ہی مولانا عقیق الدین حسینی نے رسالہ و متعین لکھا ہی
قد اجمع المحدثون علی ان محمد بن جریر ووافث ولسعین و الضعیف و البقیہ و کثیر الاقلیدون و اتی

مختص بالخاصی کا مباحث

مختص بالخاصی کا مباحث

مختص بالخاصی کا مباحث

حال تاج طبری

حدیث میں کثرت مولانا علی مولانا

والخلافت غایب عن المعارض تکلیف اذا قاموا اشد اشدنا دی والناس اشد اشدی اور باقی حال طبری
 کتب امامیہ سے آئینہ کیا جاوے گا قولہ ان روایات عدیدہ سے گذر کے کتب کتاب بیجا تمام
 بیان کرتا ہوں جو کہ وجہ بیان اس لہجہ کی جس سے لقب لیبیب بیان مشتق ہوا ہے یہی ہے کہ
 بنا بر غلط بحث و مزہد و زیادت روایات امر واقعی ثابت نہ ہو اور ناظر رسالہ دیکھو کہ کہا کے
 حق سمجھ لے والا شعر و دہرین پر عقل مت دم فرو بستن بہ وقت گفتن و گفتن بہ وقت خاموشی
 قولہ فرمایا میں کثرت مولانا علی مولانا اللہم وال من والاہ و عادی من عاداہ والنصر من نصرہ والخذل
 من خذله وادھر کون حدیث کان جو کہ پھر روایت بالفاظ کذا می کتب اہل سنت میں موجود نہیں
 بلکہ کتب امامیہ میں ہی متعدد مقابل لفظ والاہ کا ساتھ عاداہ کے دلیل صحیح ہی اسپر کہ مراد والہ
 ہی اختلاف اس لئے کہ ضد دشمنی کی دوستی ہی نہ تصرف فی الامر اور جو عدو کو مقابل متصرف ہے
 وہ جاہل ہی لغت عرب سے آور ہوئے ہی اسکا قول حضرت امیر کا اپنے عمر خلافت میں مقابلہ
 طلحہ و زبیر کہ و انما کانت لی فی الخلفاء رغبۃ ولا فی الولاۃ ولکنکم دعوتونی الیہا و علمتونی علیہا
 پس اگر پھر حدیث وصیت ہوتی دربابہ خلافت تو اس عذر کی کیا گنجائش تھی چنانچہ اسی حدیث
 مفاد احادیث غدیر کا ولایت باطنی ہی نہ خلافت ظاہری صاحب فی شارح کافی مکتبہ
 کتاب الحجۃ فی باب الفضل شد عزوجل علی الامۃ واحد لفرید لکھا ہے کہ خلافت ظاہری خلفائے ثلاثہ
 اور خلافت معنوی علیہ السلام کو ہی انتہی اور یہی قول اہل سنت و جماعت کا ہے چنانچہ سارے
 سلاسل ولایت اولیاء و مشائخ امت و اصفیاء و صوفیہ باصفا کیا جتنی و کیا قادری و کیا
 سہروردی وغیرا انتہی ہوتے ہیں طرف جناب مولیٰ علی کے بلکہ یہی واسطہ ہیں انکسالات
 و افادات ولایت کے تا قیام قیامت اور اگر مراد خلافت ہوتی تو سبب شبہ ظہور اس دعا
 نبوی کا ہونا لاقول جہ خذل جناب میر تھے جسے خلفائے ثلاثہ باعقاد امامیہ معاوانہ وہ مخدول
 ہوتے حالانکہ قوت و شوکت ادنیٰ اور معدوم و معاون ہونا جناب امیر کا ہمراہ اونکے حکم اور
 الحق معہ حدیث کان کتب امامیہ سے ہی ثابت ہے اور یہی دلیل حقیقت خلافت شیخین وغیرہ

اور یہی معنی مطالبی نعم اہل بیت ہیں چنانچہ ابو نعیم نے حسن مثنیٰ بن حسن لہجہ سے روایت کیا ہے
 کہ کہیں اون سے پوچھا کہ کیا حدیث میں کثرت مرلاہ نقص ہے خلافت علی پر فرمایا اگر آنحضرت ﷺ
 خلافت کا اس سے کرتے تو واسطے قنیم اہل اسلام کے واضح تر فرماتے اسلئے کہ آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم البتہ یون کہتے کہ ہذا والی امری والفاطم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوا اور ظاہر ہے
 کہ آنحضرت اونی واجبات بلکہ سنن کو مثل آداب قعود و قیام و اکل و شرب و استنجاء وغیرہ
 اسطرح بیان فرما گئے کہ بے تکلف معافی مذکور الفاظ پر نور نبوی سے ہر کسی کے سمجھ میں
 حاضر و غائب سے بعد معرفت اہل عرب کے آجائے ہیں پس ایسے مقدمہ عمدہ
 کیونکہ اکتفا ایسے کلام مجمل پر فرماتے کہ موافق قاعدہ عرب کے حصول معنی کا اس سے
 نہو یہ بات سنائی بلاغت رسالت ہے جو ایسا گمان کرے وہ گوہ یا قابل ہی بقصور
 مسابقت نبوی امر تبلیغ میں والعیاذ باللہ قولہ بموجب ارشاد آنحضرت ﷺ طوائف
 خلائن نے حضرت امیر کو مبارکباد دی دی چنانچہ اول عمر بن خطاب آئے اور
 کی اور کہا سچ یا امیر المؤمنین لقد اصبحت مولای و مولاکل ہومن جو اب مبارکباد
 طوائف خلائن کی اور بیعت عمر بن خطاب کی غیر ثابت ہے و سادعی ضلیہ البیان علیہا
 رۃ بالبرہان البتہ بعض نے تنہایت دی سو یہ مبارکبادی بابت حصول نقص خلافت
 نہ تھی بلکہ بنابر احوال مرقضوی تھی دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر حدیث مذکور نص خلافت
 تو چاہئے تھا کہ سارے حاضرین بیعت کرتے جس طرح بقول آپ کے عمر بنے کی اور جناب
 امیر اس تنہایت و بیعت کو وقت انعقاد خلافت کے موقع احتجاج میں لاتے ملاحظہ
 خلافت عمر ضرور کہتے کہ تم وہی ہو کہ ہم سے بیعت کی تھی اب ہم سے کیا بیعت ہے
 حالانکہ باتفاق فریقین یہ استدلال واقع نہوا مہذب ابابو و جود جناب نبوی بیعت
 عمر بن خطاب کا عبث محض ہے اسلئے کہ نتیجہ بیعت کا امتثال و امر و نواہی و فرمان بری
 خلیفہ ہی وہ خود حیات مصطفویٰ ہیں مگر نہ تھا اور بعد آنحضرت گو یہ بیعت سابقین

بیت امیر کا علی ہے

بصورت خلافت مرفوضی حیت لاحق کرنا پڑتا علاوہ اسکے عبارت مولای و مولاکل مرفوضی
 اولی بالتصرف بھٹا خلافت نقل وقل ہی اسلئے کہ مولیٰ معنی اولیٰ غیر متعل ہی اور اگر ہوتی
 بضیمہ اللہ وال من والاہ دلالت کرتا ہی معنی مولات پر کہ مقصود نبوی و غار و قبی ہی نہ صرف
 والاہہ تصرف حیات نبوی میں حال ہونا چاہئے تھا اسلئے کہ حدیث میں کثرت مولاد میں تنبیہ
 بعدیت و انتقال انفصال کی نہیں بلکہ مولائیت بالفعل بملاحظہ معینہ من کثرت سمجھی جاتی
 جس طرح لوگ نمکو مولانا کہتے ہیں لیکن اولی بالتصرف نہیں سمجھتے والا آج ریاست نمکولائی ہی
 نہ اور کیسکو قول کہ حسان بن ثابت نے اس تنہیت میں ایک قصیدین کے حضور نبوی میں
 اور مورد حسنت ہوئے ایک شعر اور میں کا یہ نبی شعر فقال کہ قم یا علی فانتی + رضیک
 بعدی اما وادیا جواب قطع نظر اسکے کہ حسان متبذربوح القدس تھے اور خیر خیر
 اسلام و افصح عرب اور یہ شعر بغایت مرتبہ فصاحت و بلاغت سے نازل ہی اور یہ سب
 اس شعر کے مجرود اشعار ماثورہ حسان میں جبکہ بعض اہل علم نے جمع کیا ہی گذرانا قصیدہ
 تمنیت کا اور کہنا اس شعر پر بیچ کا حضور نبوی میں خلافت عقل سلیم و منافی قیاس مستقیم ہی
 کہ قصاید مبارکبادی اوسکے حضور میں گذرانے میں جبکہ کوئی مرتبہ منصب حاصل ہوتا ہی
 ترقی منزلت کی ہوتی ہی نہ اوسکے حضور میں جو دوسرے کو انعام اگر ام خلعت منصب بخشے
 مولائیت تو مولیٰ علی کو ملے اور قصیدہ تمنیت خدمت نبوی میں گذرے سبحان اللہ تا یہ قصیدہ
 اس راہ گذرانا ہو گا کہ مرتبہ آنحضرت طہیل جناب امیر متی نور خور تمنیت نبی تحیر سے نہ صبی قولہ
 بیان دوسرا کہ چند حدیث میں کہ خلافت بلافضل پر ال ہیں جواب بہہ گیارہ حدیثین واحد
 باختلاف بعض کلمات حوا سجاہہ آپنے لکھی ہیں کلمہ موضوع باطل ہیں سوا ایک حدیث کے کہ کثرت
 مولاد فعلی مولاد اللہ وال من والاہ و عا دین عا دہ چنانچہ وضعی ہونا انکا کتب اس فن سے
 واضح ہی مجہذ بعض روایات انہیں کے کتب شیعہ سے ہیں جیسے محمد بن یوسف کجی وغیرہ
 باین ہمہ معلوم نہیں کہ کونسی لفظ و عبارت سے خلیفہ بلافضل ہونا مولیٰ علی کا آپنے مستنبط کیا ہی

قصیدہ حسان کا تنہیت نبوی میں

گیارہ حدیث و احادیث

کہ اس سے تعرض کیا جاوے حالانکہ حدیث بر تقویٰ موجود ہے کہ بتا کیہ تمام فرمایا کہ مجھ کو خلیفہ چارم کو
 اور جو کوئی مجھ کو خلیفہ اول کہے گا وہ ایسا اور ایسا ہی تصدیق اس مدعا کی کتب امامیہ سے جیسے
 مجمع البحرین وغیرہ بروایت امام رضا از امام کاظم از حضرت صادق از حضرت باقر از شہید کربلا از
 جناب علی مرتضیٰ حاصل ہے اس لئے کہ فرمایا میں ہمراہ آنحضرت کے راہ مدینہ میں تھا کہ ایک بزرگ کلمہ
 بعد یامین المنکبین نے آنحضرت پر سلام کیا اور مر جا کہا پھر یہ طریق التفات فرمایا اور کہا سلام ہی
 تم پر اے خلیفہ چارم اور رحمت و برکت خدا کی پھر آنحضرت کی طرف التفات کیا اور کہا کیا یہ خلیفہ
 چہارم نہیں ہے حضرت نے فرمایا ہاں ہج کہتے ہو پھر چلے گئے اور پتہ لگا جانچ صاحب تواسع
 بھی ساتھ اصل اس حدیث کے اعتراض کیا ہے کذا فی المنتہی قولہ آنحضرت نے فرمایا لکل نبی وصی ووارث
 وان علیا وصی ووارثی اخرہ البتہ فی الی قولہ ان علیا منی وانا منہ وہو ولی کل یوم من من بعدہ
 اخرہ ای حکم الخ جواب حدیث بغوی اتفاق اہل حدیث موضوع ہے اور حدیث طبرانی جس کو
 ابن حبان نے نہیں روایت کیا ہے ذہبی وابن جوزی نے اس کو موضوع کہا و وضع اور کاظم
 بن یحیون اس کا ہے اور حدیث کبھی شیعہ ہے اور جو حدیث کہ تراز نے ابی ذر سے اور عقیلی
 ابن عباس سے روایت کیا ہے اس کی اسناد میں محمد بن عبد اللہ بن ابی رافع مسموم ہے اور عطاء
 ورافضی ہے اور دآہر بن یحییٰ رازسی غالی رافضی ہے اور یثیابہ اس کا حدیث اللہ بن داہر راوی حدیث
 مذکور کذاب ہے اور اس حدیث کو حاکم نے بھی بطریق دیگر روایت کیا ہے لیکن کہا غیر صحیح ہے اور
 اور میزان میں اس کو ترجمہ حسن بن بشر الاسدی میں کذاب ضاع کہا ہے اور حدیث ابن ابی
 مین جملہ علیٰ لی کل یوم من بعدہ یہی زائد ہے اصل روایت پر اور حدیث احمد بن حنبل میں کذاب
 وافر ابی اسید طرح حدیث ابن السمان اور حدیث النظر الی وجہ علی عبادۃ جبکہ طبرانی نے ابن
 سعد سے مرفوع روایت کیا ہے اس کی اسناد میں یحییٰ بن عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ بن ابی بلکہ اکثر
 طرق اسکے مجروح و ضعیف ہیں کسی طریق میں کوئی کذاب ہے کسی میں کوئی ضاع کسی
 میں متروک کسی میں مسموم لیکن بعد جمع طرق و وجہ و قلیل اتنا معلوم ہوتا ہے

کہ حدیث مذکور از قسم حسن فقیرہ بھی نہ صحیح بھی نہ موقوف اور حدیث دینی بھر میں بھی اس طرح حدیث
 دینی حدیث المطلب اس طرح اور حدیث ماثرت منک اس طرح جسکو اپنے مابعد میں لکھائی موقوف بھی پس
 باوجود اسکے انکو دلیل خلافت بلا فصل نہیں آتا جہاں غاصد علی الفلاس بھی قولہ تھا اسکا بھر بھی کہ
 آنحضرتؐ نے جناب میر کر اسیر کسی سر یہ کا کر کے کسی جگہ بھیجا تھا اور ہونے سے ایک زیدی حضرت
 مین سے لیکر اپنے تفریق میں لائی جناب فوج پھری لوگ آنحضرتؐ کے سلام کو آئے تیار آدمی نے
 شکایت جناب میر کی کی آنحضرتؐ نے اور موت غضب جناب میر پر حدیث فرمائی اس سے صاف
 اولیٰ بالتعرف ہونا جناب میر خلیفہ برحق و بلا فصل کا بعد پیغمبر کے ثابت بھی جواب یہ افادہ
 تصریح مورخین اہل سیر بھی اسلئے کہ خطبہ مذکور از اول تا آخر وال بھی اس بات پر کہ منظر افادہ
 و دوستی حضرت میر کا بھی لافیر اور یہ الفاظ واسطے از اول شکایت تھائی بیجا مرقضوی کے فرامائے
 نہ واسطے اثبات تصرف کے کیونکہ بصورت اولیٰ بالتصرف ہو نیکی اجتماع ولایتین کا زمان واحد
 لازم آتا ہی نہ کہ تقدیر بلفظ بعد نہیں بلکہ سوق کلام واسطے فتویٰ ولایتین کے بھی صحیح آتا
 میں بھیج وجود اور ظاہر بھی کہ شرکت جناب میر کی ساتھ آنحضرتؐ کے تصرف میں بھیج حیات
 آنحضرتؐ متع بھی پس معلوم ہوا کہ مفاد اسکا اگرچہ شان در وجود حدیث مطابق آگے بیان کی
 اولیٰ بالتصرف ہونا نہیں بلکہ ایجاب محبت مرقضوی بھی اور اجتماع محبتین میں کوئی محذور نہیں
 بلکہ ایک مستلزم دیگر بھی اور اجتماع تصرفین میں بہت محذوران میں وان قید ناہ بایں علی ما
 فی المال دون محال مفرحاً بالرفاق لان علی ہستہ قائلون بلکہ فی میں ماتمہ علیہ السلام اور
 قرینہ مابعد کہ اللہ وال من والاہ اس بھی صحیح وال بھی افادہ معنی مرالات و موت پر والاہ
 فرماتے اللہ وال من کان فی تصرف و عادم لم یکن کذلک قولہ عبد العزیز نے کتاب تصحیح
 بحث حدیث من کنت مولاه میں خوابان لفظ بعدی ہو کر کہا بھی کہ اگر در حدیث لفظ بعدی
 سے بورد البتہ مفید دعویٰ خلافت بلا فصل پیش اسلئے صحاح کتب سنن احادیث صحیحہ جہنم
 بعدی کی صاف مذکور ہی لکھی گئی جواب کتاب تحفہ کچھ مصحف فاطمہ صحیفہ علی نہیں کہ خوا

لونی سے لینا علی رضی کا حسن

اقتراح تصحیح روایت لفظ اللہ

ہی کیسے دیکھنے کو ملے آج ہزار نسخے تحفہ کے میسر آسکتے ہیں اوسمیں کہیں خواہش لفظ بعد
 واسطے افادہ دعویٰ خلافت بلافصل کے بحث مذکور میں مسطور نہیں! اللہ اکبر جب ایسی کتاب
 مشہور پڑے افترا ہوتے ہیں تو غیر مشہور و مبسر کا خدا حافظ ہی! و لیکن آپ نے یہ دلائل
 بتلیے سپر و لدار بے مروت کی ہرگی کہ اس نے ہی جواب بصارتہ العین میں اسطر کے چوٹ لکھے
 ہیں مثلاً لکھا ہی کہ صاحب تحفہ نے مسلم بن قتیبہ کو رافضی لکھا ہی حالانکہ تحفہ میں کہیں اس کا
 عین اثر نہیں پڑتا ہی و سن کیسے غلطیہ اور انعام پریم پر پڑتا ہے! فقہ حنبل ہوتا ہے! اور تمام ہدایت
 شافعی علم الہدی سے معلوم ہوتا ہی کہ لفظ بعد مجمل ہی اور عام ہی وفات و حیات و انصال
 انفصال میں اور کلام رازی ہی دال ہی ہے کہ انصال انفصال دونوں بعدیت ہیں اور
 ایک کو دوسرے پر حجان نہیں اور استعمال فصحاء و بلغاء بلکہ محاورات قرآنی سے انصال
 انفصال قریباً یکساں معلوم ہوتا ہی قال تعالیٰ حکایتہ عن ابن عباسؓ کہ کتاباً انزل من بعد موتی
 وقال یا قتی بن بعدی اسمہ احمد پس اگر لفظ بعد انصال میں حقیقت اور انفصال میں محاورہ
 تو معنی آیات مذکورہ کے کیا ہونگے پوری بحث اسکی ازالتہ الغنیمین میں ہی اور جن حدیث ضو
 سے آپ نے لفظ بعد کو نقل کیا حال انکا کہ میں گذر چکا اور تقدیر صحت ہی جواب کا ظاہر ہی
 کما تر و لیکن حق تعالیٰ نے فرمایا ہی و سن یضلل اللہ فاما کہ من قتی بن بعدی قولہ در منور میں
 حدیث مواخات لکھی ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ تو نزدیک میرے بمنزلہ ہارون کے ہی موسیٰ سے
 اور وارث نبیؐ ہی جواب حدیث مذکور میں لفظ کہ تو وارث میری ہی اجتہاد و ایجاد سامی ہی
 اصل روایت میں موجود نہیں سہذا مواخات کو دلیل خلافت بلافصل ٹھہرا نا مخالف عقل نقیض ہی
 جس صورت میں کہ اخوت عینی موجب اختلاف نہیں ہوتی تو مواخات کس شمار میں ہی سہذا
 یہ حدیث آنحضرتؐ نے او سوقت فرمائی تھی جسوقت کہ موسیٰ علی کو واسطے خبر داری علیؑ
 و امور خانگی کے مدینہ میں چوڑ گئے تھے پس یہ خلافت بران اختلاف کبریٰ نہیں ہو سکتی
 اور جواب تفصیلی اسکا تحفہ میں دو تین طرح لکھا ہی فلینظر ثمہ قولہ ان گیارہ حدیث خطاب

استعمال لفظ بعد

حدیث انتہی نبیؐ و اہل بیتؑ

امیر المؤمنین کا حلیہ و وحی و وارث و وضع شریعت و فی دین و فاروق است و یسویا لمؤمنین
 صدیق اکبر و صاحب ایمان گران و ولی و مولا ثابت ہوا سلیم الذین جانتا ہی کہ معنی ہر لفظ کو
 دلائل ہی خلافت بلا فصل پر حاجت تاویل تفسیر کی نہیں جواب ثبت العرش ثم نقش سائین
 یہ گیارہ حدیث جن سے خطاب مرقضوی بزور خشک آپ نکالتے ہیں تین تیرہ ہو چکی ہیں
 خطاب کہان اور دلائل کسی حالانکہ یسویا کہنا حضرت امیر کا اور صدیق کہنا امام محمد باقر کا
 اول کو کتب امامیہ سے گزر چکا ہی پس وہ دلائل یہاں ہی موجود ہی بلاترجم علاوہ اسکے کچھ
 سچمین تین آٹا کہ آنحضرت باوجود اسکے کہ افصح الخلائق تھے اور کلام آپکا نہایت مفصل و
 ہوتا تھا مضمون خلافت مرقضوی کو بطور پہلی و چہان فرماتے اور گیارہ لفظ بولتے ایک
 لفظ صریح غیر شریک صاف صاف ایسی نہ کہتے جسکو دلائل خلافت فیصل پر ہوتی خصوصاً جس
 حال میں معلوم ہوا کہ انداز منازعت بلکہ مناقصہ کرینگے اسوقت اوجب تھا کہ تبلیغ رسالت
 باتموجہ واضح کلام کرتے مہذا اگر ان الفاظ کو دلائل مدعا پر ہوتی تو ضرور حضرت امیر وقت
 اتفاق خلافت اولی کے ساتھ ان کے احتجاج کرتے حالانکہ باتفاق فریقین نہیں کیا معاذا اللہ
 آپکا نعم و اجہاد المبلغ ہوا نعم و اجہاد مرقضوی سے قولہ لفظ ولی کے عربی میں چند معنی ہیں
 از انجملہ ناشر و محب و صاحب اختیار و اولی بالتصرف سود و نو معنی اول یہاں مراد نہیں اسلئے
 کہ سارے مومنین ایک دوسرے کے ناصر و محب ہیں کہ قال خدا و المؤمنون بعضهم اولیاء لبعض بلکہ
 فرشتے ہی ناصر و محب ہر مومنین ہیں نحن اولیاءکم فی الحیۃ الدنیا و فی الآخرة بلکہ کفار بھی ناصر و
 مسلمین ہوتے ہیں پس معلوم ہوا کہ مراد و نو معنی آخر میں جواب دو نو معنی آخر میں مراد
 کہ محاورہ قرآن مساعد ہو حالانکہ قرآن سے جس جگہ دیکھو معنی ناصر و محب کے نکلتے ہیں نہ صاحب اختیار
 و اولی بالتصرف کے قرآن کو چہرہ کر ہر طرف جانا ہے وجہ سورج کے تقنین میں جدائی و انہائی
 حالانکہ ان معنی اخیر کو اہل لغت نے بھی ضبط نہیں کیا اگر کیا ہو تو حوالہ دو باوجودیکہ اگر یہ
 معنی بشہادت لغت ثابت بھی ہوں تو اس سے خلافت بلا فصل کہ مفقود بالذات اس سارے

بکیرنے سے اثبات اور کما ہی ثابت نہیں ہو سکتی نہایت پہلے ہی وقت میں الاوقات متصرف ہیں
 اور یہ عین مذہب الہدایت کا ہی اور باوجود ناصر و محب ہونے مومنین کا فریق و ملائکہ کے یکدگر کو
 و تخصیص حضرت مرتضیٰ کی یہی کہ انھیں ملکہ وحی سے معلوم ہوا ہو گا کہ ان کے زمانہ امامت میں
 بغی و فساد ہو گا اور بعض آدمی انکار امامت کا کریں گے علاوہ اسکے افادہ دوستی ایک شخص کا ضمن
 عموم میں جہ طرح ایک کریمہ بعض میں ہی اور چیز ہی اور ایجاب دوستی اوس شخص کی بخصوص آخر ہی
 اگر کوئی سبب انبیاء و رسل پر ایمان لائے اور بالخصوص نام ماحی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ
 اور کا اسلام متبر نہیں یہاں دوستی ذات حضرت امیر کی بشخصہ منظور ہوئی اور آیات میں دوستی کو
 ایمان کہ عام ہی حاصل ہوئی اور بقدر استحاد مضمون آیت وحدت کیا قباحات ہوئی پیغمبر کا بھی
 کہ تاکید و تذکرہ مضامین قرآنی کیا کرے خصوصاً اوس دم کہ کسی طرح کا وہن دوستی مکلفین بالحق سے ہو
 قرآن کے پاؤ کوئی مضمون قرآن میں نہیں آیا لیکن تاکید اوسکی چند احادیث میں آئی ہی تا انرا
 و اتمام نعمت ہو جاوے جسے قرآن کو پڑھائی بلکہ دیکھائی وہ ایسی طرح بیوج بات کہی گئے گا و الا تاکید
 و تقریرات پیغمبریت نماز و روزہ و زکوٰۃ و تلاوت قرآن وغیرہ سب لغویوں اور نزدیک شیعہ کے
 نص امامت جناب امیر کو بار بار کہنا اور تاکید فرمانا سب یہود و عیث ہو گا لغو و بالہند نہ متعذر جس
 صورت میں کہ معنی ولی کے اولیٰ بالتصرف ٹھہرے تو چاہئے کہ جہاں خود لفظ اولیٰ موجود ہو وہاں
 یہ معنی بالاولیٰ مراد ہوں حالانکہ یہ کہ یہ ان اولیٰ الکرسی یا پیغمبر اور آیہ البقیٰ اولیٰ بالمؤمنین میں
 میں معنی تصرف کے صحیح نہیں اسلئے کہ اتباع ابراہیم علیہ السلام اولیٰ بالتصرف حضرت مدوح
 میں تھے اس طرح آیہ ثانی میں نسبت مبنی کے نفی کی ہی مبنی سے نہ اثبات معنی تصرف تو
 صورت میں خود اولیٰ سے معنی اولیٰ بالتصرف نہ نکلے تو ولی سے اولیٰ بجمنا محض تصرف ہوئی
 نقالی کا ہی قول کہ لغت عرب میں اکثر ایک لفظ کے بہت معنی ہوتے ہیں اور محل مناسب ہے
 جہاں جہاں منہ منہ ہیں انرا لفظ مولیٰ فاموس میں زیادہ بیس معنی پڑتی ہی ہذا المملکت
 والعبد والصاحب والمعتق والمعتق والقرب وابن العم والسجابر والخلیف والابن والعم

و تخصیص محمد بن احمد
 و تخصیص محمد بن احمد

سنہ ۱۲۸۰ھ
 سنہ ۱۲۸۰ھ

والترسل والشربک وابن لاخت والاولی والرب والناسم والناج والنعیم والنعیم علیہ والنعیم
 حدیث میں معنی مولا کے مالک دست آتے ہیں اور اسیر و اسناظرہ فریقین کا ہی جواب
 متعدد معانی لفظ واحد کا مسلم ہی لیکن محل مناسب میں معنی جداگانہ بخشا سو فوف ہی قرآن پر
 حالیہ و مقالہ باقبل مابعد پر علی الاطلاق پس ما نحن فیہ میں جو معنی مولا کے اپنے قرار سے اسکا
 قرینہ کیا ہی حالانکہ صد و غیر حدیث صریح قرینہ ہی کسبات پر کہ مراد سولی سے محبوب ہی نہ مالک
 عادت شریف نبوی یون واقع ہوئی تھی کہ کلام انکا غالباً مشابہ و تابع کلام الہی ہوتا تھا چنانچہ
 جسطرح قرآن میں فرمایا ہی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ
 اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ
 بعض جسطرح اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ نے فرمایا میں کَمَلْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ
 استعمال قرآن کے حاجت تاویل کی نہیں اور مردون قرینہ جلیہ کے تعین مولا کا بمعنی مالک صحیح
 الغرض یہ بات ٹھہری کہ لفظ ولی و اولی و سولی وغیرہ کلام نبوی میں اوس معنی میں مستعمل ہی
 جس معنی میں قرآن و روای میں بہ الفاظ زینہا کسی جگہ بمعنی مالک اولی بالقرآن
 نہ حدیث میں ہی یہ معنی مراد ہو گئے بے وجہ صرف ظاہر سے انباء و نخبہ ہی قولہ میں حجر نے
 صلوع میں کہا ہی کہ اگر فرض کیا جاوے کہ سولی بمعنی اولی ہی تو یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اولی
 ہو وہ لائق و سخی خلافت جواب اسکا یہ ہی کہ اگر انی لائق خلافت کے نہیں تو یہ کہاں سے
 ثابت ہوا کہ اولی لائق خلافت کے ہی جواب قرآن سے ثابت ہوا اسطرح کہ طاعت باوجود
 مفضل ہوئے کے نبض آہی احمد حضرت ثوبان میں باوجودیکہ طاعت سے اولی و افضل تھے صاف
 ریاست عامہ پر اسے ثابت ہوا کہ خلافت ادنیٰ کی باوجود اولی کے جائز ہوئی ہی اگرچہ قابل
 لفظ اولی کا ساتھ علی کے ہی نہ سات اولی کے لیکن جو کچھ ہاں باریقب مولا کہ نام مرد و باز
 مرد مطلق التفات طرف علوم کے خاتمہ کثرت و صوف و نحو کے نہیں اسلئے مرد و استعمال الہی
 و اعلیٰ معلوم ہوا حالانکہ یہ ادنیٰ جہل نہیں بلکہ اعلیٰ ہی جو بالاولی ثابت ہوا تو کہہ کر اسیر و

خلافت ادنیٰ باوجود اعلیٰ

واسطے حفاظت اصول مذہب اپنی کے احادیث صحیحہ کو کہ شان حضرت امیر مین وار دین مشکوٰۃ
 لکھے مسلک ضعیف و شاذ و موضوع میں درج کیا ہی اور راویوں کو راضی یا کذاب ظاہر کیا
 جو اہل سنت کے نزدیک جبطح مشک حدیث موضوع سے حرام اور ضعیف سے ضعیف
 اور شاذ سے شاذ و ممنوع ہی اس بطرح موضوع کہ دنیا یا متروک و منکر پھر ادینا حدیث ثابت کا
 حرام بلکہ قریب کفر ہی اسلئے کہ انکار نص کا لازم آتا ہی اگر سنیوں کو ایسی ہی دشمنی جناب امیر سے ہوئی
 تو احادیث صحیحہ اور ان کے فضائل میں اب کتب حدیث اہل سنت میں موجود ہیں اور کثر فضائل شخص سے
 نہیں انکو کیوں نہ مسلک وضع ضعیف و شاذ و زمین درج کیا اور امام نسائی نے کتاب انصاب
 مناقب مرتضوی میں بنا کر مستفیض کئے ہاتھ سے کیوں مار کہا کے انتقال فرمایا اور صاحب گوہر
 مراد نے کہ شیعہ ہی کسلئے اقرار کیا کہ اقربا بضافہ حسنہ محدثین اہل سنت کو پایا کہ مناقب
 مرتضوی کو اوہوں نے نہ چھپا یا گما سب سب مسلول میں دیکھو کہ اثر جمیلہ جناب امیر سقندر
 اہل سنت سے نقل کئے ہیں آخر تبقیہ سنیوں کے نزدیک حرام ہی پھر کسی دوستی یا دشمنی سے اسکو
 لکھا ہی شعرو عین الرضا عن کل عیب کلیدہ ؛ و لکن عین السخط تبدی السنا و یا تو کہ کسی جگہ مفید
 اپنے مطلب کا سمجھ کر احادیث روایت شیعہ سے مشک کیا ہی اور اس کے عدم صحت میں کہہ دین
 جواب یہ وہی مثل ہی دروغ گویم بروئی تو وان الکذب لا حافظہ لہ ابھی ابتداء رسالہ میں
 بصفہ چہارم حدیث اناس علی وان علیا منی میں گزر چکا کہ اسکو صاحب تحفہ نے جلالتی
 ہوئے اجل کندی راوی کے ہاں غیر صحیح کہا ہی جس پر آپ نے بڑی دھڑ دھوپ کی تھی اب
 یہاں پھر وہی حدیث آئی ہے معنی کی معذرت جو ایسے موضع ہوں اور کان نشان دو اور کلمہ صحاح و
 قولہ حدیث دوم و ہم کہ بطریق متعدد کتب سنت و جماعت میں وار دین محمد شوکانی قاضی
 میں نے کہ دعویٰ اجتہاد کا مثل ائمہ اربعہ کے کرتا تھا فرامد مجموعہ میں اور روایات لکھا ہی
 بعد تحری عبارت طویل کے کہتا ہی کہ راوی ضعیف اور متن یقیناً فی الرضا میں جو
 قاضی محدث روح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد کسی راوی یا حدیث کو راضی یا ضعیف نہیں کہا

علم شریعت بحادیث موضوع و ممنوعہ

کتاب احادیث

مشکوٰۃ و صحاح و کتب معتبرہ

صفت اجتہاد

موضوع انصاف تحفہ کا احادیث میں مرقفہ نوی کو

ذکر کتب نقلیہ

بلکہ کلام متقدمین کو بابت جرح و تعدیل کے نقل کیا چنانچہ حدیث دوم و سوم بلکہ فقہیہ احادیث ہی
 اسی قسم کی ہیں اور جسکی جرح کو راجح پایا اور کو ترجیح دی حالانکہ تقدیم جرح تبدیل پر نزدیک ہے
 بھی ثابت ہی اور یہ امر عداوتہ نہیں الا جن احادیث کی تصحیح کی ہی اور انکے منع کد سے من
 کون مانع تھا اور اجتہاد نام استخراج و استنباط جزئیات مسائل کا ہی کلیات و اولہ و ثانیہ
 شریعہ اسکا کہ جس اور کسی چاہا کذاب و ضائع شیعہ رافضی کد یا یہ افادہ آپ کے اجتہاد
 ہی نہ قاضی صاحب کے معہذا قاضی صفائے دعویٰ اجتہاد کا مثل ائمہ اربعہ نہیں کیا تا لیفات
 اور انکے موجود ہیں جہاں یہ دعویٰ لکھا ہوا یا جہاں نخل سکتا ہوا اور اسکا نشان و قول یہ
 مقدمہ بعینہ اسکا ہی کہ تحفہ میں احادیث مع حضرت امیر کو موضوع و متروک کہا ہی اور حکما
 امامیہ صحیح اسکی نہایت شرح و بسط سے کتب مشاہیر اہل سنت ثابت کر دی ہی چنانچہ
 تحفہ اسکا لکھا گیا جواب شیخ نے اپنی خودی سے اور احادیث کو ایسا نہیں کہا بلکہ
 جرح و تعدیل اسکی وہیں اقوال سلف محققین سے نقل کر دی کہا مگر اور جن کتب امامیہ
 دعویٰ اثبات ہیں وہ سب مجاہد اہل الاحوال غیر متبرنا شہر میں چنانچہ جواب بجا رہے و خروج
 کما سبق لیکن بکرم خدی بدر ایماہ بسیار اچکھو ہر طرح احتجاج مع صاحب تحفہ پر مقصود ہی گویا
 لگے قولہ بیان سوم و احادیث نقیض جواب جو تطویل لا طائل آئی اس جگہ کتابت
 طرق ثابتہ و روایت حدیث مذکور میں کی ہی اہل سنت پر حجت نہیں سلئے کہ معیث عنہ اولاً
 حدیث علی المدعا ہی نہ تھی و اثبات حدیث اگر حدیث ثابت ہوئی اور اسکو مدعا سے سکا
 ہوا تو کیا حاصل کوئی سستی منکر حدیث کا نہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ غیر متواتر ہی اور مدعا پر
 نص نہیں حاصل اور سکا حرف ہود اہل بیت و احترام و عظمت عتہ ہی و بس چنانکہ مقابلہ قرآن
 کہ اکثر نقیض ہی نیز سی بات کو چاہتا ہی و قدر بیانہ فیما مضی قولہ عقل و انصاف و ایے ذرا
 نائل کے اس حدیث کو پڑھیں کہ حضرت نے بابت تمسک قرآن و اہل بیت کے کیا کہید
 شدید فرمائی اور عدم منکلات کو معلق ساتھ اقتدا و تمسک انکی کے کیا الخ جواب سب

اہل سنت کا یہی ہی اور اسی پر عمل کرتے ہیں دلیل اسکی یہ ہے کہ سارے عقائد و اعمال و احکام فقہی اہل سنت کے ماخوذ ہیں کتاب اللہ سے جسکو شہد ہو وہ کتب عقائد و اصول فقہ کو قرآن سے ملا دیکھئے اور جتنے طریقے سلوک و سیر و احوال و مقامات ارباب باطن میں وہ سب مستغاض و مستغاد ہیں اللہ ہدی سے چنانچہ نمونہ اس کا آئے والا ہی فاضل و الہی معکم من المفسرین بخلاف شیعوں کہ انہوں نے قرآن کو حرف عثمانی ٹھیکر کر ایک طرف چھوڑ دیا اور عترت کو غائب عن الابصار بنا کر ایک طرف نکال دیا اور جو ائمہ ماضی تھے ان کے اقوال حق کو فقیہ و توریہ پر محمول کر کے الگ پسید کیا اور ان میں کہتا اور وحوش کو زچہ دیا ہونگے جدائی ڈال دی معلوم نہیں کون سی خبر خدا کو کیا موند و کہلا میں گئے اور اس گناہ کا کیا عذر بترانگناہ لائینگے قولہ و اکاون لوگون پر جنہوں نے حکم انحضرت کو طاعت کیا میں کہ کہہ کی طرح تقلید ائمہ مصنوعی اسوۃ و عبائہ غیرہ کا گلے میں ڈالا و یکدست متابعت ائمہ مصنوعی سے دست بردار ہو کر کتب فقہانی میں اقوال ائمہ و جنبل و مالک و شافعی و ابو یوسف وغیرہ کو لکھ کر ائمہ ہدی سے نمونہ پیرا اور عقائد قرآن اہل بیت پر کہ وارث دین نبی و عالم کتاب اللہ ہیں کیا جواب ہونو مصداق اوسکے شیعوں نے یہ اہل سنت سنیہ و من ادعی فعلیہ البیان اور وجہ عدم اخذ خبر مسائل کی ائمہ ہدی اور وجہ اخذ کی ائمہ اربعہ سے یہ ہی کہ امام نائب نبی کا ہی اور نبی صاحب ہدی ہی نہ صاحب ہدی اسلئے کہ مذہب امام اوس کا ہی جو بعض ائمہ یوں کو فہم شریعت میں کشادہ ہو اور اپنی عقل سے چند قاعدہ مقرر کریں کہ موافق اوسکے مسائل شریعہ کو اوسکے ماخذ سے مستنبط کریں اسلئے اوس میں احتمال خطا و صواب ہو تا ہی اور جب امام خطا سے معصوم ہو اور حکم نبی کا کوتاہی تو افتاب مذہب کا طرف اوسکے معقول نہیں اسی سبب نسبت مذہب کی طرف حقیقتاً و جبریل و ملائکہ و انبیاء کے کرنا ناوالی سخت ہی بلکہ فقہائے ضحاکہ کو کہ باقیین ابو حنیفہ و شافعی سے افضل ہیں جہاں مذہب انہیں جہاں بلکہ اوسکے اقوال و افعال کو ماخذ فقہ کا اور دلائل احکام کا سمجھتے ہیں اور وسائط وصول علم شرعی کا غیب سے جانتے ہیں اور نیز اتباع فقہائے مذکور کا عین اتباع ائمہ ہدی ہی اسلئے کہ انہوں نے فقہ و مذہب تو اہل سنت و اہل بیت کو حضرت ائمہ سے حاصل کیا ہی اور سلسلہ تلمذ کا

وجہ اتباع ائمہ اربعہ فقہ و عدم اتباع اہل بیت

ان صاحبوں تک پہنچا ہی نہیں تھا کہ نزدیک اہل سنت کے زیرِ بغیر و اصحاب کبار کا بھی کہ اتباع کا
مقصود ہی تکلیف انتساب نہیں بلکہ ان کی طرف سے نہیں کرتے شدید بھی اگر ذالافتان پر ائین تو معلوم کہ
کہ یہ بھی اتباع اور ان لوگوں کا کرتے ہیں جو انکو منسوبِ طوائف کے کرتے ہیں اور دعویٰ خدا کا
اور اسے کہتے ہیں اتباع ائمہ کا بلا واسطہ چنانچہ صفحہ ششم سالہ سے جہاں اپنے فرق اصولی
واخباری لکھا ہی ثابت ہی صرف اتنا فرق ہی کہ متبع اہل سنت کے اصول عقائد میں مخالفت ائمہ ہی
نہ تھے اور ائمہ نے ان کے حق میں بشارات دئے ہیں کہ ان کی کتاب ماسک اللاحق و رنج الحق و
منج الکرامۃ بجلال قبرمان شیعہ کے جیسے ہشامین اصول طاق و ابن ابن وغیرہم کہ اصول
عقائد میں صریح مخالفت ائمہ ہی ہیں اور ائمہ نے اونسوی بیزار ہی کی ہی اور ان کے بطلان
گوئی ہی اور کہ اب اور مفتی القب بجا بلکہ مخالف سے نکال دیا گیا مگر مؤرخین و جہانیا سب
اس حدیث قطعی سے ثابت ہوا کہ انھیں حقے مقدمات دینی و احکام شرعی میں جہاد الہی و دنیوی
کیا ہی پس جہاد کوئی شک کرے وہ مہدی و ہادی ہی اور جہاد کوئی مخالفت متقلین کرے گمراہ
بے دین ہے جو اب حقیقت الامر یہی کہ منصب امام کا اصلاح کرنا عالم کا اور دور کرنا فساد کا
پس جس فن میں تصور پاک و اسکی تکمیل کرے اور جو روش صواب پر ہو اور سکون بجا ہو جو
باحتصیل حاصل اہمال ضروریات لازم تاویس سو حضرات ائمہ نے اپنے زلفے میں اہم مقام
مقدمہ سلوک و طریقت کو قرار دیا اور تہذیب شریعت کو ذمہ اصحاب شہدین پر چلا کیا اور خود
متوجہ طرف عباد و رعیت و تہذیب طین کے ہوئے اور عہد کو تعین ازکار و اوراد و تعلیم و عہد و صلوات
و تہذیب خلق اور اتقان و ائمہ سلوک بطلد و اشراف طریق اخذ حقائق و معارف از کلام خدا و رسول
وغیرہ میں مصروف کیا اور سبب غیبت و حجب خلوت کے انتفاط طرق استنباط مسائل اجتہاد کے
تقریباً اسی جہت سے دلائل علم طریقت و غوامض حقیقت و معرفت اور ان سے بہت منتقل ہیں
اور سارے سلسلے ولایت اہل سنت کے انہیں کی فوات عالیات میں مختصر ہیں حدیث نقلین ہی
مشیر ہی اسلئے کہ کتاب ائمہ واسطے ظاہر شریعت کے کافی ہی اور علم لغت و اصول جس کا اعلق وسیع

نفسی نام و ذرا لکھو

و عقل سے ہی اعانت نعمت میں کافی ہے اور صحت ارشاد کوئی امام کی نہیں جو پھر محتاج تعلیم
امام ہی وہ وقایع سلوک طریقت ہیں کہ کتاب فقہ سے صراحت مفہوم نہیں ہوتے اس لئے ائمہ ہی
نے اوس سے قطع نظر فرما کر ساری ہمت مصروف سلوک کی اور اراول کو بطریق اجمال التفکر کے عقل
و علم جمہورین چھڑا لیا باجماع شیعہ کوئی کتاب کسی امام نے تصنیف نہیں کی اور کسی علم
اصول فروع کو مدون کیا کہ سبب میں دین و کتاب کے استغناء حاصل ہو بلکہ روایات و احکام صحاح
ائمہ منشر تھے اور قواعد استنباط و مخفی دستور تو اب انگریزی کی ایک شخص ایسا ہو کہ اون سے بایا کہ
جمع کرے اور قواعد کو متبع کر کے علموں علموں کھمے اور دنیا و رسم آئین اختیار ڈالے بنا و علیٰ
ثابت ہے کہ جب طبع نسبت مذہب کی طرف کسی امام کے بے معنی ہے اس طرح اتباع امام کا بے واسطہ
غیر جمہور کو ناممکن لہذا استقلال کو اتباع شریعت میں بے واسطہ اہل اجتہاد کے چار نہیں اور شیعہ اگرچہ
اول ہا میں عوی اتباع ائمہ ہی کا کر بیٹھتے ہیں لیکن مسائل غیر مخصوص میں متبع حقیقی اپنا
جمہورین طائفہ کو مثل ابن عقیل و خضارمی و مرتضیٰ و شیخ شہید وغیرہ کو ٹھہراتے ہیں اور انکے
اقوال پر فتویٰ دیتے ہیں اگرچہ مخالف روایات صحیحہ اخبار یہ ہوں اور جب تقلید جمہور کی باوجود مخالف
بعض روایات ائمہ کے انکے نزدیک بھی جائز ہے اور مانع اتباع ائمہ سے نہیں پس اہل سنت کو اتباع
ابو حنیفہ و شافعی میں کیا گناہ لازم آتا ہے غایۃ ما فی الباب یہ کہ بعض اقوال انکے بھی مثل اقوال جمہورین
شیعہ کے مخالف بعض روایات ائمہ ہی ہوں حالانکہ فی الواقع یہ روایات و مخالفت باوجود اتفاق
و اتحاد اصول و عقائد کے خدائیں اور خیر اتباع سے باہر نہیں لاتے جب طبع محمد بن حنفیہ
و ثانی ابو یوسف شافعی و ابو حنیفہ میں اور بعض جگہ انکی مخالفت کرتے ہیں اس طرح جمیع مذاہب میں
مخالفت جزی موجب ضرر نہیں ہوتی اور سبب لعن طعن جب یہ مقدمہ تحفہ مہدی ہو گیا تو اب
بات بھیر ہے کہ اتباع شافعی و ابو حنیفہ وغیرہ عین اتباع ائمہ ہی ہے اور تسک تقلید ہی ہے
جو اہل سنت بن چڑا جسے اسکے خلاف سمجھا مقصور فہم سے سمجھا قولہ بیان چاریم و
حدیث مغنیہ جو اب اس میں نہیں اپنے حدیث مذکور کو روایت حاکم و احمد و سیوطی و ابن

دستِ مفرد و سورتِ اسید علی جدانی سے لکھا ہی سرورایت ماکرمین لفظ و مثل باب
 حاکم بنی اسیر لکھی اصل روایت پر کاربن معانی شیعہ ہی کیستنی کذا فی سائر الکتاب اور
 روایت فردوس و سورتات موضوع مغتری غیر ثابت ہی علی رضافیہ کے کتب میں کہیں انانیا کا
 مودات کا نہیں اور روایت ابو ذر اگر ثابت ہو تو بھی اسکو مدعا مشیہ مسکن نہیں اسلئے
 محال اس حدیث کا اسقید رہی کہ فلاح نجات دوستی اہل بیت میں ہی اور ہلاک انسے مختلف
 سوہبات ہو و لکن اس نصیب اہل سنت ہی کہ یہ سب اہل بیت کو محبوب و مقتدا جانتے ہیں اور
 لا تقربونہم کہتے ہیں بخلاف شیخ کے کہ جو کچھ وہ بڑے بڑے بزرگین و بزرگین جو پیش سوا امر
 کے سبکو کا و مرتبہ خارج ایمان سے جانتے ہیں کہ انتباہ فیما معنی اور اہل سنت بقدر تسلیم کو
 جسطرح آنحضرتؐ یہ فرمایا ہی اہل بیتی مثل سفینہ نوح من کہا نجی من مختلف عنہا عرف اسطرح
 یہ بھی فرمایا ہی اصحابی کا نجوم یا ہم اقتدیم اقتدیم اور یہ حدیث نزدیک شیخ بھی ثابت ہی
 کہ اثر یہاں تک کہ اس ثابت ہو کہ جسطرح سفر ظاہر و باطن کا بدون ناؤ کے محال ہی اسطرح چلنا
 مقصد تک بدون مراعات نجوم کے محال ہی اور جسطرح فقط رعایت تار و ٹکی بدون ناؤ کے
 بے سود ہی اسطرح ناؤ بے تار و ٹکی معرض لغو میں ہی قال لقا و علامت و بالبحر ہم ہم
 پس تشبیہ و نسبت و محضرت میں اہل بیت کو سفینہ اور اصحاب کو نجوم سے یہ اشارت ہی کہ طریقہ کو
 اہل بیت محال کرواد و شریعت کو سمجھا کہ یہ نکتہ نہایت عمیق اور افادات مولانا محمد یعقوب بنانی
 رحمہ اللہ لکھا ہی اس میں دینی مائل سے معنی حدیث کے بخوبی متخل ہو چکا ہیں قولہ بیان تہم
 حدیث دوازہ غلیظہ جواب یہ حدیث نزدیک اہل سنت کی ثابت ہی بطریق متعددہ بالفاظ مختلفہ
 از انجملہ روایت صحیحین متوال علیہی اور ولایت سیوطی و ابن عدی ضعیف اور روایات سودا موضوع
 و مغتری معذک نزدیک اہل سنت کے مراد خلفا و اثناعشر سے موافق فقہ و تفسیر و فاضل
 شیخ عبد کون دہلوی و امام نووی شراح مسلم و غیر جمہود لشدہ رحمہم خلفا و معصطین و مقیم دین ہیں
 کہ حسب تسلط عام و منفذ احکام شریعہ ہوں روئی زمین پر اور والی خلافت ہوت ہوں استحقاق

حدیث دوازہ غلیظہ

و اتفاق نہ تعلق تصرف بالمشقاق اور ہونا انکا علی سبیل الاتصال لازم نہیں بلکہ اتمام اس حدیث
وقت ظہر ملافت راشدہ قریباً ساعت تک چاہے چنانچہ منجملہ انکے بعضے ظاہر ہوئے جیسے خلفاء
اربعہ و حضرت امام حسن مجتبیٰ و عمر بن عبدالعزیز اور باقی ہر ونگے اکثر طرق حدیث مؤید ہیں
کے ہیں جس طرح صحیح مسلم فتح الباری وغیرہ معلوم و ثابت ہوتا ہی تھا۔ ازلہ نہیں نے کچھ
کہ باتفاق روایا فریقین زمانہ ان بارہ خلیفہ کا قیامت تک کچھ گاپرست تیب جوہ و بیان سائی
اونکے ذمہ اہل سنت پر غیہ لازم ہی کہ ہنوز قیامت کو مہلت و راز ہی انتہی آور جد حدیث
قرنیہ جلی ہی اس امر پر کہ مراد خلفاء سے صاحب الامر و الاحکام ہیں لا غیر چنانچہ لفظ لا یرا
ہذا الذین عزیزا منیہا الی اثنا عشر خلیفہ کلہم من قریش سے ظاہر ہی آوری ہی اسلئے
کہ دین محمدی عہد خلفاء راشدین میں ہمیشہ عزیز و منبع رہا بجلاں ائمہ ہدی کے کہ انکے
میں ایسا ضعیف و ذلیل ہوا کہ خود ائمہ کو ضرورت تقیہ کی و پیش روئی حتی کہ جو انہیں بظہر
و قائم و صاحب الامر ہیں وہ ہنوز غار ستر امین مستور ہیں اس اثنا میں اگرچہ بسال ہزار مہجر
عمر و ملت صفویہ میں غبار شیخ حاضیض خاک سے اوج فلک الافااں تک پہنچا اور سرزمین ایران
کلاب علی و خازیر ائمہ سے پڑ ہو گئی لیکن جناب مہدی ہادی نے حال زار اہل فضیلت و جلال
اور اہل اسلام سے اتمام نہ لیا اور اضی بخروج نہوئے پس نہ انکا مصداق ان احادیث کا
نہوا علاوہ اسکے طرق حدیث مذکور میں ہر جگہ لفظ خلیفہ و امیر و جمل و کلہم من قریش ہی
نہ لفظ امام و من ہی ہاشم اور ائمہ باتفاق فریقین بلفظ امر اور جلال و خلفاء یا و نہیں کے کچھ
اور کلہم من قریش ہی عام ہی ہی ہاشم وغیرہ سے تو چاہیے کہ مصداق ان حدیثوں کے
وہ لوگ ہوں جو خلیفہ کہلاتے تھے اور قریش تھے گو ہی ہاشم نہوں نہ وہ جو امام کہلاتے
ہیں اور انکے ہاتھ سے کوئی کام تنفیذ احکام شرع کا وجود میں نہ آیا اور یہ نہیں بلکہ خلفاء
راشدین یا بعض امراء بنی امیہ و بنی عباس حتی کہ امامیہ بھی انکو بلفظ خلفاء و تعبیر کرتے ہیں
چنانچہ آپسے ہی اسی سالہ میں کئی جگہ بلفظ خلفاء بنی امیہ و خلفاء عباسیہ تعبیر کیا ہی ہے

مفتی اعظم
دہلی

دارالافتاء
دہلی

اہل سنت و جماعت تین خلفاء اثنا عشرین مختلف و متوقف ہیں سو یہ اختلاف مفسر مقصود
 نہیں اس لئے کہ اختلاف فرق شیعہ کا تین امام ہیں بعد جناب مرتضیٰ کے بدتر ہی توقف اہل سنت
 سے کہ بعضے پانچ اور بعضے سات اور بعضے آٹھ اور بعضے بارہ اور بعضے تیرہ کہتے ہیں اور جو
 بارہ پر قانع ہیں وہ بھی احوال ائمہ سے انکار امامت نقل کرتے ہیں جس طرح انکار زید و شہید کا
 امامت محمد باقر سے اور تنازع کرنا محمد بن حنفیہ کا امام زین العابدین سے بابت امامت کے
 یہاں تک کہ جہر اسود نے فیصلہ کیا بنا علیٰ ہذا اہل سنت موقع طعن نہیں اور امامت ائمہ
 کی خلافت مذکور نہیں بلکہ یہ امامت یعنی پیشوائی ہی قولہ بیان ششم در منصب خلافت جواب
 ثبوت خصم کا موقوف ہی دو امر پر ایک یہ کہ وصیت و نص نبوی خلیفہ بلا فصل ہوئے
 مرتضیٰ علی پر کتب صحیحہ اہل سنت ثابت ہو و و نہ خط الفتا و دوسرے رغبت نہ ابو بکر عمر
 وغیرہ کا خلافت میں اور یہ بھی غیر ثابت ہی اس لئے کہ کتب امامیہ سے بے رغبتی بلکہ کنارہ
 جوئی ابو بکر کی تقلید خلافت سے ثابت ہی خواجہ نصیر طوسی نے تجرید العقائد میں لکھا ہے کہ ابو بکر
 نے کہا است بخیر کم و علیٰ فیکم اس طرح ملا عبد اللہ مشہدی قائل ہی ساتھ کمال زین العابدین
 کے زخارف دنیا میں اور جواب امر اول کا سابق گذر چکا ہی قولہ یہ قصہ پر غفرت کتب شیخین
 بشرح و بیسط مسطور ہی یہاں لب لباب اور کا مختصر ذکر کیا ہی جواب یہ لب لباب کتب
 شیعہ منقول ہی اہل سنت پر حجت نہیں مہذا اس سے ثابت ہی کہ خلافت ابو بکر کی
 باجماع مہاجرین و انصار ہوئی اگرچہ بعد رد و بری بسیار ہو اور یہی دلیل عدم غصب کے
 ہی سخن شناس دلبر حسنطرا ایجاست قولہ کہ شیخین لشکر اسامہ سے جدا ہو کر عقبہ
 ساعدہ میں مجلس اُٹھ گئے جواب جس صورت میں کہ روایت حجتین ملا باقر مجلسی سے
 رجوع کر خود اسامہ کا شدت مرض نبوی کو سنکر ثابت ہوا تو مراجعت شیخین کی کیوں نہ
 تخلص ٹھہری اسلئے کسی فرقہ اسلام نے عتاب نبوی کو ابو بکر وغیرہ پر بابت اس
 رجوع کے نقل نہیں کیا اور نکلنا شیخین کا ہمراہ لشکر اسامہ کے اور رجوع کرنا اونکے

ساتھ مسلم فریقین ہی خصوصاً اوس وقت کہ اسامہ نے خود بیت ابو بکر سے کی اور اس بیعت میں امامیہ نے
 جبر و اکراہ یا انہیں کیا ہی قولہ الامام عبد بن عباد نے بیعت نہیں کی اور تا شہادت طاعت ہوئے
 جو اب صلوات حق محرقہ منتهی الکلام میں دیکھ لو کہ بیعت کرنا سحر کا ابو بکر رضی اللہ عنہما سے ثابت
 ہی وقد سبق الکلام فی قولہ بخاری و مسلم وغیرہ میں ذکر توقف بیت جناب امیر کا صاف لکھا ہی
 جو اب جہاں یہ لکھا ہی وہاں غرض توقف بھی لکھا ہی اور مسکو کیوں آپ نے ذکر نہ کیا اور لا انظر
 القلمۃ پر عمل کیا حالانکہ توقف بیت اگر ثابت ہو تو یہی قاضی حجت خلافت میں نہیں کہ لاکھ کلمہ کل
 قولہ روایات امام سے ثابت ہی کہ جناب امیر نے سوا آنحضرت کے کسی سے بیعت نہیں کی اگر
 جناب امیر بیعت کرتے تو منازعہ نہ ہوتی امر دین میں جناب امیر سے متاثر توقف بے معنی ہی
 اور سنی جو کہتے ہیں کہ دوسرے دن اکیلے اگر ابو بکر سے بیعت کی محض دعوہ ہی جواب
 اگر یہ بات ثابت ہو تو شیعہ کو طربی مشکل ٹیگی اسلئے کہ ابن مہتمم بحرانی نے شرح نہج البلاغۃ میں
 بنیل کہ خطبہ شقیہ لکھا ہی کہ اکثر امامیہ اس طرف گئے ہیں کہ جناب امیر نے ہرگز خلیفہ اول سے
 نہیں کی طوعاً نہ کرکاً پس یہاں سے اس بات پر حکم کر سکتے ہیں کہ جناب امیر مثل امام حسین کے نہ تھا
 معتقد تقیہ تھے یا قائل ہوں اس بات کے کہ اہل بیت پر اوقاف کچھ ظلم و تم واقع نہیں ہوا اور بظنون
 حضرت امیر تھا اور یہاں اکثر مطاعن برہم ہو گئے انتہی حالانکہ تارک تقیہ مثل تارک انصاؤہ ہی بلکہ
 بد دین حتی کہ بعض امامیہ جناب امیر اپنے عہد خلافت میں ہی تقیہ کرتے رہے اور قدرت ملاوٹ
 مرتضوی کی نہ پائی اس صورت میں دیکھئے کہ وجہ دفع اس تنازعہ کی کیا ہو گی قولہ متواتر انکار بیعت
 اور انطباق تلف حق خود سنیں لکھا ہی جواب پانچ اسکا بجز تلاوت کریمہ لفظہ اللہ علی اکابرہ
 اور پھر نہیں ہو سکتا اور نیز معلوم نہیں ہوتا کہ متواتر آپ کے اصطلاح جدید میں کسکو کہتے ہیں کہ
 ہر جگہ آپ متواتر لکھتے ہیں قولہ خطبہ شقیہ جناب امیر سے حال ثلثہ و غضب خلافت کا ظاہر
 کہ آئندہ بفضل کہا جاوے گا جواب اگر یہ خطبہ کلام مرتضوی سے بطور شیوہ ثابت ہی ہو جاوے
 تو کیا اہل سنت پر حجت ہی کہ کہہ ان کے مسلمان سے نہیں والزام خصم بدون مسلمان خصم نہیں

بیعت کرنا سحر کا

وقف امر لغوی اور بیعت کرنا سحر کا

خطبہ شقیہ مرتضوی

حالا کہ الماریہ کے پاس نفس الامر میں کوئی دلیل واسطے صحت اس خطبہ کے موجود نہیں خود عثمان بن
 نہج البلاغہ نے زوات خطبہ مذکورہ کو ضعیف کہا ہے اور خطبہ کو احادیث میں تحسیر یا ہی چنانچہ ہرگز
 و مفسر ہی ہونا اسکا جناب میر پر باد و عقلیہ نقلیہ کلام قدر استیعجہ ناظر الزامہ انہیں پر مانند ہر غیر مذکورہ
 روشن ہی معذ لک بشعرا مشعر کا شرف و دوحہ کو کرنا سیکھے یا ہی و سچا نہیں جو ہوتا ہی ہی ہی حکم ہونا
 شوق خطبہ شقیہ روز افزون رہا اور یہ وعدہ بھی نفل اور مواعید عروہ کے قرین ایفا ہوا اور
 مزید اشتیاقی یہ تھی کہ عبارت معجز بلاغت اور سلی سنا ہی کہ بہتر نظم قرآنی سے ہی چنانچہ کتاب ہر
 عبد الحی و شاعر ہی واضح ہوتا ہی وہی ہذا و من اعجب خصائصہ ان القرآن اختلاف الناس فی

فصاحتہ و بلغت فصاحتہ علی بن ابیطالب الی نہا تفت علیہا عند جاحدی فصاحتہ القرآن و غیرہ
 من سائر الناس انتہی مقام الضرورۃ قولہ بقول ثمرہ ۲۰ صفحہ زوات شریف ہوئی اور اہل سنن میں
 مستثنیٰ غروہ سے لغایت بابوین ربیع الاول مختلف کہا ہے جواب کلینی نے کافی میں بابہ
 البنی و وفات میں لکھا ہے کہ تولد آنحضرت کا بارون ربیع الاول کہہ رہا ہے اور وفات ہی بابوین کہہ رہا
 و رشید ہوئی ہے اور صاحب جامع عباسی نے وفات ائمہ الیومین صفحہ اور بھی اٹھارہ میں بتایا
 الاول کو کھنٹی ہے تو یہ اشتباہ شیعہ میں ہی ہوا نہ تنہا سنن میں حالانکہ روایت صحیح نزدیک اصل
 کے واسطے ولادت و وفات کے دو از دہم ربیع الاول یوم الاثنين ہی فقط قولہ اول وقت کوئی
 کے واسطے ثانی کے ثالث کے ہاتھ سے وصیت مشعر و بعد ہی کا لکھو یا ثانی نے دم نہ مارا

جواب یہ تمام روایات موضوع مفسر ہی ہیں ہرگز کتب الہست میں اسکا نشان نہیں و من ادعی
 فعلیہ البیان لیکن حرف استفہانیت ہی کہ اول ثانی کو واسطے خلافت کے متعین کیا اور اس
 کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہیں اگر بیان کرو تو جواب دیا جاوے اور لکھو انا وصیت نامہ کا اور وصیت
 کرنا عمر کا وقت انتقال کے ابو طلحہ انصاری کو واسطے قتل چھ شخص کے اور کیفیت بیعت عثمان
 الی غیر ذلک مجموعہ لیس تھی و لا اصل ہی لایا کہ اللہ فی وضعہا اور اسی وجہ سے اپنے اس حکم پر
 کتب کے اگرچہ حسب و بطریق فرض ہوں نلیے ہر چہ بفضل تعالیٰ جا بر صدق معاملہ و راستی

تاریخ ولادت و وفات نبوی

ذکر وصیت و خلافت عمر

گفتار صامی آج تک کہی کوئی روایت مطابق منقول عندا وجود اسم نویسی کتب ہی نہیں ہوئی پہلی
 مشہور خان پیر کے رہ گزیدہ کہ ہرگز بمنزل خواہر سیدہ قولہ حال نشاء کیفیت غصہ خلافت سالہ
 ستر من ستر من صاف و معضل جیسے کہی ہی جو اب یہ سالہ ایہ تک دیکھنے میں نہیں آیا مثل صاحب
 سدر من را غیبت کبری میں ہی مہذا جو کیفیت او میں لکھی ہوگی وہ ہی اسی قبیل سے ہوگی کہ اکثر
 تدر علی البعیر عکس کن رنگستان من بہار را قولہ بیان ساتران بیعت کرنے میں جناب امیر
 علیہ السلام کے اور طلبہ کہ نہیں اپنے حق کے واسطے اتمام حجت کے جو اب جو زبان اپنے اسکا بیان
 مجموع تواریخ شیعہ منقول ہی اور روایات شیعہ سنی پر حجت نہیں علی الخصوص جو روایت خود
 اخبار و قصص میں مخالف مخصوص تہ ہر وہ موضوع ہوتی ہی کہا ہو المقر عند الحثین اور سابقہ
 چکا کہ اخراجات برابر پر فریقین اعمان نہیں کرتے پھر ہر جگہ مشک الابطیل سے کر کے الزام انت
 چاہنا بغایت بے شرمی ہی قولہ عمار بن یاسر و ابوذر غفاری و سلمان فارسی و مقداد و صہیب
 عباس و جابر بن عبد اللہ و ابی بن کعب و خدیفہ و ابوالیوب و سہیل بن حنف و ابوالشیم و خزیمہ بن ثابت
 و ابو الطفیل و سعد بن عبادہ و ابوسعید خدری و بریدہ سلمیٰ وغیرہ کہ ہمراہ حضرت امیر کے تھے خلا
 کہتے تھے کہ اسی فلان فلان کتنے جلدی تم حکم خدا و رسول سے پھر گئے الخ جو اب یہ چند
 صحابی قریب پندہ سولہ نام کے جو اپنے لکھے ہیں اظہار کرنا انکالض غیر وغیرہ کو حمل میں
 طبری نے احتجاج میں ذکر کیا ہی سور وایت شیعہ صالح احتجاج سنی پر باقرار میں جائسی وغیرہ
 نہیں مہذا اصل احتجاج میں بطور شیعہ دو خدشے ہیں ایک یہ کہ موسیٰ ہونا اسقدر صحابہ کا جنو
 تصریح اکابر امامیہ غیر صحیح ہی اسلئے کہ مجالس المؤمنین میں امام محمد باقر سے نقل کیا ہی کہ سب شاہر
 صحابہ مرتد ہو گئے مگر میں نفر کہ سلمان و ابوذر و مقداد ہیں اور عمار بن یاسر سے کچھ انحراف
 الحق اور ترد و ظاہر ہوا تھا لیکن پھر رجوع طرف حق کے کیا انتہی اور کلینی نے روضہ میں ابی جعفر سے
 روایت کی ہی کہ مرتد ہوئے لوگ بعد نبی علیہ السلام کے مگر میں آدمی مقداد و ابوذر و سلمان
 اور ابن مہر بنجس نے خلاصۃ الاقوال میں لکھا ہی کہ ابو جعفر نے کہا الخ او یہاں سے پوچھا کہ عمار کیسے

اکابر انصار

اکابر صحابہ و انصار

فرمایا مدد کیا پھر مرجع کیا پھر فرمایا اگر تو چاہے ایسے شخص کو ہمیں شک نہ راہ نہیں باقی
 اور وہ اہل نہیں ہوئی اور میں کوئی چیز تو وہ خدا ہی طبری نے خود احتجاج میں لکھا ہی کہ مترجم ہے
 لوگ بعد از ختم شریعت کے لئے گویا سال پرستوں کی انتہی اور سبب اس لئے خدا کا انشاء رخص ہی نہ ترک عمل
 یہ ہی کہ بعد تحقیق یہ دو چار ہی مومن نہیں ٹھہرتے چنانکہ ضعیف الایمان ہونا البورہ غباری کا
 بجا مجلسی حیات القلوب سے ثابت ہی اور سلمان فارسی ناکت مومنی تھے اور عمار راوی
 برکت مترجم ہے پس اگر فرض کیا جائے کہ سلطان تحقیق سید رخصی و متبصرۃ العوام کا وہیں کہہ ہی
 کہ چودہ صحابی رخصی تھے انہوں نے ہرگز بطریق خاطر ابو بکر سے بیعت نہیں کی جب بابت ضرب
 و شلاق کی پہنچی اور عفت و خشونت سے گزری اور سرفراز و متوجہ طر ابوبکر کے ہوئے الخ یہ لوگ
 منظر نفس تھے انہیں لوگوں سے کتاب اہل سنت میں ہی احادیث و اخبار کثیرہ و حیرت موی ہیں
 جس طرح انکے قول پر اس جگہ اعتماد ہی اس سبب ہر جگہ چاہیے و لا ترجع بل مرجع ہوگی لیکن یہ لفظ
 کیونکر کہیں اس لئے کہ غرض انکی شہادت ہی نہیں ہے من صرف اثبات قدامت شیعہ سند ہی نہ اور کچھ
 ہو کہ اتنی دوسرا حدیث یہ ہی کہ ایک بیان سے بلکہ جمیع شیعہ کی تحریر سے واضح ہی کہ ان سبب
 وقت اتفاق و خلافت کے استدلال احتجاج کل محل صرف نص غدیر سے کیا اور کوئی دلیل بیان ہی نہ کیا
 سے ائمہ سنت رسول اللہ سے اور اس سے ثابت ہو کہ بہت عمدہ حجت خلافت برائے سر قرضو کی ہی
 قصہ غدیر ہی اور مانی اولہ سائنہ و پرواقتہ مقلد ان شیعہ ائمہ ان سبب لفظ شیعہ لفظ الطاق و مملکت
 میں چنانچہ اسی جگہ سے بجا علی اپنے مکتوبات میں لکھا ہی کہ ہر گاہ و درجاب حدیث میں کثرت
 کہ دلالت اہل اہل بیت سے بیان بہت سکوت کردہ و بدو گرد و ابیات کہ ہم ملکہ ایما کجا کی سکوت سے و
 انتہی طعنہ اور حال اس دلیل سابق مبرور را زمین ہو چکا ہی کہ بہ حجت اوہن من بہتہ استکبر
 و اخف من درق التوت ہی فتم اللہ است و حصل الطلوب علاوہ اسکے کہ عینی و رضی و طبری وغیرہ
 قائل ہیں سائنہ انشاء نص کے بنا برقیہ کما یجی حالہ اور نیزہ تکریب کرنا صحابہ کا نفس کور کہہ کر
 انہما رسولہ مترجم آدمی کے مخالف ہدایت عقل ہی اس لئے کہ انصار کو توقع خلافت کی اپنے گرو

میں قوی تھی اور یہ لوگ بڑے شجاع تھے چاہتے تھے کہ سعد بن عبادہ انہیں میر ہون چنانچہ بہن
 ششم میں اپنے لکھا ہی کہ انصاروں کو باوجودیکہ پیار پڑے تھے سفیف میں اور مالائے الی تو لکھ انصار
 نے کہا سنا امیر و منکم امیر انتہی لیکن جیسا ابوبکر نے یہ حدیث صحیح متفق علیہ شیعہ و سنی کذا فی عماد الا
 لمون بجا شعی وغیرہ من کتب الحدیث الاثر من قریش حنفی سبکے سب جپ رہ گئے اور صدیق
 بیعت کی پس اگر حضرت امیر ہی مع ہفتہ صحابہ کے مثلاً اظہار نص غدیر کا کرتے اور وصیت
 نبوی یا ولاتے ممکن تھا کہ یہ لوگ انکار صریح کرتے اور دو مہینے کئی دن میں او سکوبہول
 جاتے اور باوجود ذمہ کی یاد نہ کرتے اور دیوے و دہشتہ بیعت مرتضوی سے متقاعد ہوتے خصوصاً صحابہ
 سعد بن عبادہ کہ رشتہ دار بنی ہاشم تھے اور سیطرح کی عداوت حضرت امیر سے نہ کہتے تھے
 بعد ثبوت نص الزام دہی بنی ہاشم اور رجال یاس کے ملنے ریاست ضرور دعوی ابوبکر کو فاسد کرتے لاکہ
 سوا عمر و ابوصبیدہ کے کوئی اعوان ابوبکر میں نہ تھا کذا فی کشف الثغرة وغیرہ عاقل سلیم ہرگز اسکو
 قبول نہ کریگی کہ یہ سب لوگ وقت ایسی خاصیت عظیمہ اور مقدّر عمدہ کے ایک مرد ضعیف بے
 اعوان کے بات قبول کر لیں اور قول بنی ہاشم و اعوان مرتضی کو باوجود یاد دہی نص قاطع
 جلی و کثرت عدد و عدو یا شمشید صدمہ سالات جدیریہ کے پذیرا نہ کریں اور جناب امیر جن سے اس
 دین میں بقول آپکے مسالہ و توقف کچھ معنی نہیں کہتا انتہی متوقف و متاہل ہوں خصوصاً انوقت
 کہ عثمان و عبدالرحمن وغیرہ کہ مع بنی امیہ و بنی نہرہ کے خلیفہ ہونے ابوبکر کے حصول ریاست
 نا امید ہو گئے تھے چاہے تھا کہ اجانت مرتضوی کرتے حالانکہ انہوں نے بھی دم نہ مارا
 اس ثابت ہوا کہ وجود نص اظہار نص و توغیر واقع میں والا جناب امیر وقت بغی معاویہ کے پہر
 اس نص ناطق سے الزام دیتے حالانکہ اس وقت موقع احتجاج میں صرف یہی لکھا کہ بالیغی الذین
 باجوا ابابکر و عمر الخ کذا فی نہج البلاغۃ اور فرمایا انما الشوری لکھا جریں والا انصار فان اجتمعوا
 علی رجل و عمرہ اما ما کان بکثر رضیا الخ کذا فی نہج البلاغۃ اس سے معلوم ہوا کہ مشورہ
 اہل سفیف کا حجت بنی جسکو وہ امام بنا دین وہی اللہ کے نزدیک ہی امام ہی جیسے ابوبکر صدیق

حاضر ہونا جائز نہ ہو

رضی اللہ عنہ قولہ عین ہی کہ جنازہ خیر البشر پر حاضر ہونے کا جواب اگرچہ مجروح بہر روایت باطل موضوع ہی لیکن خاصہ بہر جملہ مخالف تصریح اہل سنت ہی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ ہوا اور انصار کا جنازہ حضرت خاتم المرسلین پر بلا خلاف بالاتفاق ثابت ہی خاصہ شیخین کا جنازہ نہ ملا سیف و بصرو و متقی وغیرہ سے بروایت شیعہ ظاہر ہی پس انکار اسکا مکابرہ بکت و عناد و من ہی قولہ واللہ اگر عہد ساتھ رسول خدا کے نہ ہوتا دیتے کہ ساتھ اس جمع قلیل کے کیا دیکھلاتا جواب یہی جملہ مرتضوی باوجود عدم ثبوت عہد و دلیل صحت خلافت ابو بکر ہی کیونکہ مشعری کہ وصیت مہدیوی مجتہد انکی خلافت اور ان کے صبر علیہا ایسے لکھا ہی کہ عکس جمہوری نے مرتضیٰ علی کو ترغیب ہی خلافت پر لیکن ادھر تو رغبت کنی کہ ان فی علل الشرائع اسبیح ابو سفیان فوج کشی اپنے ذمہ پر لیت تھے حضرت امیر نے مانا اسبیح جناب امیر بعد شہادت عثمان خلافت کو قبول نہ کرتے تھے چنانچہ بیخ البلاغۃ میں ہی انا لکم ذریعہ کلم منی امیرا پس اگر دیکھا کہ خلافت کوئی وصیت نبوی ہو تو وجہ انکار کی خلافت سے کیا ہی کہ امیری چہرہ و زبیری چاہتے اس سے معلوم ہوا کہ خلافت ابو بکر حق ہی اور محمد نبوی اور دعویٰ رضی و سبط جناب امیر کے ناحق قولہ دلائل النبوة و خلاصۃ المقال میں لکھا ہی کہ محمد بن ابی بکر و عبد اللہ بن عمر و سہیل دوست تھے الی آخر القصہ جواب حاصل اس قصہ کا یہ ہی کہ ان دونوں صاحبوں نے اپنے اپنے والد ماجد کو رضی و غیرہ یاد دلا کر قائل کیا اور حقیقت مرتضوی ثابت کی اور ابو بکر و عمر و نام لا جواب ہوئے سو یہ قصہ اگرچہ تجرید عبارت کے تحتہ الشیعہ سے لکھا ہی لیکن نسبت اسکی طرف دلائل النبوة کے اگر تالیف یہی مراد ہی تو صریح افترابی ہرگز نہیں اسکا اتنا پتا نہیں والبیان علی المدعی اور کتاب خلاصۃ المقال جمہور الحال ہی اور روایت شیعہ ایسی کتاب سے جائز نہیں کہا مر فیما بین اور یہ قصہ بعینہ ایسا ہی جسطرح شیعہ کہتے ہیں کہ کالی لوندی نے مارون رشید کے سامنے دلیل قطعی سے حقیقت تشیع کی ثابت کر دی اور کسی کو جواب آیا یا حلیہ بعد یہ مرضعہ انحضرت نے سامنے حجاج بن یوسف کے تفضیل پر

قصہ محمد بن ابی بکر و ابن عمر

کہ ہزار ہا مہاجر و انصار و اہل بدر تھے ابو بکر کو کہہ کر باقیات ایمان و حقوق خدمت نبویؐ میں
 میرے حقوق تھے اور ہمیشہ حضورؐ انحضرت میں محترم و معزز رہے چنانچہ اقرار کیا کہ آپؐ ہی
 صفحہ ششم میں اس عبارت کے کیا بھی کہ ہر تہہ و زمانہ جاہلیت ہم از معارف مکہ بودند و ہر
 و حرمت و کثرت ہر گاہ اسلام ظاہر کردند و شریک حال حضرت گردیدند و چشم حضرت سوز
 گشتند انتہی بل غفلت لائق خلافت پاکر تجویز کیا اور سب سباضی ہو اور اہل اسلام سے
 منازعت جاتی رہی ابو بکرؓ نبی ہاشم تھے نبی امیہ قریش تھے اور آل ائمہ من قریش
 جمع علیہ فریقین ہی خصوصاً ان رواج مطہرات نبی و نظر تھی تو یہ تدبیر بغایت تحسن واقع
 ہوئی اور وقت میں قبول کرنا ابو بکرؓ کا خلافت کو عین شفقت ہی مسلمانوں پر کہ اگر حرم اہلی
 بامتی ابو بکرؓ کے لگا کر ابو بکرؓ خلافت قبول نہ کرتے تو مفسدہ عظیم امت میں ہوتا اور آخر وقت
 خلافت عمر فاروقؓ و کوسر و کی والا وہی ہوتا جو بعد اسکے ہوا اور شکایت حضرت امیرؓ کی کتاب امین
 اسبق رہی کہ اگر بگو شرک مشورہ نہیں کیا نہ یہ کہ ابو بکرؓ کو لائق خلافت کے نہ جانا کشف لغو
 میں نہ کہ قتل عثمانؓ لکھا ہی کہ جب لوگ واسطے بیعت کے حجۃ امیر المؤمنین میں جمع ہو گئے فرمایا
 کہ جب اہل ہر ضی ہو گئے اور وقت قبول کرو گنا کہ جو انکی ضماند کے ساتھ ہی وہی خلیفہ ہی
 سبحان اللہ شان اصفاء و رضو کیو دیکھو اور اپنے اعتداف و ظلم نامہواری کو دیکھو کہ فرق
 زمین و آسمان ہی باہم نہ ہوئی خصیہ خلافت و اطہار رض عین جبل ہی قولہ بخاری و مسلم میں
 لکھا ہی کہ عمرؓ نے عباسؓ علیؓ سے کہا الی قولہ غور کرو کہ عمرؓ نے بیچ کہا یا جھوٹ اگر بیچ کہا
 تو لازم آتا ہی کہ عباسؓ علیؓ کو حقیقین شیخین کے یہ اعتقاد تھا کہ یہ کاؤب انعم غادر خائن ہیں
 اور یہ دونوں بزرگ بالا جماع کبار صحابہ سے تھے جس کسی کے حقیقین گواہی دین شکستین
 کہ بیچ ہوگی اور حدیث میں ہی کہ حق ساتھ علیؓ کے ہی اور علیؓ ساتھ حق کے اور اگر جھوٹ کہا
 تو در و ظلو لائق خلافت کے کہاں ہی اور بالفرض اگر عمرؓ نے جھوٹ کہا تو علیؓ و عباسؓ کو لازم
 تھا کہ عذر کرتے حالانکہ کہ نہ کہا پس کت و دو کا بقا بلا کلام عمرؓ و علیؓ تسلیم قول عمرؓ ہی مسلم نے

کاؤب انعم غادر خائن ہونا شیخین کا صحابہ و انصار

اس حدیث میں الفاظ کا ذب و انتم و غا و رخائن لکھے ہیں اور بخاری نے مضطرب ہو کر سچے الفاظ مذکورہ کذا لکھا مگر ابہام کیا اپنی دانستہ میں عیب نشی کی ہی جو اب یہ روایت اپنے تحفۃ الشیعہ و جال بایونی سے سر قلم کی ہی لیکن عبارت الٹ پلٹ کر تاشبہ دزدی نہ خود اس حدیث کو صحیحین میں ملاحظہ نہیں فرمایا والاقرن حدیث غلط سلطانہ لکھتے اب ہم پورا قصہ کا موافق کتب صحیحہ اہل سنت لکھتے ہیں اوس سے اعتراض بھی دفع ہو جاوے گا اور تصرف بھی اپکا ثابت وہ یہ بھی کہ متروکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس ابو بکر صدیق کے تہا وہ اس میں سے اول حضرت خاتون وازواج مطہرات کو خرچ خوراک پوشاک و حوائج ضروریہ کا دیتے تھے باقی محتاجان نبی کو جب عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو حضرت علی و عباس کے پاس آئے اور متفق اللفظ ہو کر کہا کہ دیگر آنحضرت کا ہمارے حوالہ کرو کہ ہم خود موافق عمل آنحضرت کے اور عمل ابو بکر و تہما کے عمل کے عمل میں کج حضرت عمر نے اس شرط پر ان کو دیا اور کہا کہ اس کو تقسیم نہ کرنا اور میں میراث جاری نہ کرنا بعد چند روز کے حضرت عباسؓ چاہا کہ اس کو تقسیم کریں حضرت علیؓ نے منانا اور سپرد اجاگر اہوایا ان تک کہ حضرت علیؓ نے عباسؓ کے بے دخل کر دیا اور سوت حضرت عباسؓ جن ابیر کو واسطے قطع منازعت کے اور تاش بے دخلی اپنے کی پاس حضرت عمر فاروق کے لائے اور کہا ارحنی من ذل الاثم الکاذب الغادر الخائن یعنی بجا و ہاتھ نہ اس کے چھوڑا و سو بھی لفظ بعیدہ صدر حدیث مسلم میں وارد ہے اور پہلے ان لفظوں کو حضرت عباسؓ نے حق میں جناب امیر کے ارشاد فرمایا اور بے شبہ گواہی عباسؓ کی حق میں جناب امیر کے مقبول ہی اس لئے کہ عباسؓ بقول آپ کے کبار صحابہ سے ہیں اور اگر عباسؓ نے یہ جھوٹ کہا تھا تو علیؓ کو چاہیے تھا کہ عذر کرتے اور جب غیبت کیا اور سکوت کیا تو معلوم ہوا کہ کہ قول عباسؓ کا مسلمؒ کا اس لئے کہ عباسؓ مقبولین شیعہ ہیں حتیٰ فی خلاصۃ الاقوال میں سچ عباسؓ لکھا ہے میں ذات الصحابہ و ہوں صحاب علی علیہ السلام انتہی اس صورت میں یہ پیش کیا ہے کہ میں حضرت علیؓ الاخیہ فقہ و فیہ بہر حال جب عمر فاروق نے یہ نقشہ دیکھا تو واسطے حمایت حضرت علیؓ کے حضرت عباسؓ کے کلمہ مذکور کو پاس ہی چند ظاہر میں یہ خطاب طرف دونوں کے ہی لیکن

نہ خاتم کا ذیابن غادر سے اور اگر کسی اور فیصلہ ہوا تو اس فیصلہ کو حسین البیضا خاتم مسیح واقع ہوا
کیونکہ منظر رکھا بلکہ اس معین کمنان الفاظ کا حق شیخین میں جب اس علی کو چاہئے تھا کہ تم ایسے
نہ راستہ تابع حق پس ثابت ہوا کہ یہ سبوت بمقابلہ تسلیم صادق باہر شد تابع حق ہونے کے تدارک
میں انہم کا ذیابن غادر کے اور اس قسم کے حکم و سکوت کو دنیا میں کوئی گواہی و شہادت نہیں کہتا
جو کوئی اپنے حق میں ایسی بات تواضعاً کہے وہ امر مشہور ہو جائے کہ اب اگر کوئی لفاظہ خطیر
الائم فلان کہے تو اس کو بھی آپ گواہی ثبوت انہم قرار دیکر نظر اعتبار سے ساقط کرنا حالانکہ اپنے
کلمات و اشارات کے ائمہ ہدی ہی نسبت اپنے منقول ہیں نہج البلاغۃ میں حضرت امیر سے مروی
ہی کہ فرمایا اللہم اغفر لی ما تقرت ایک بلسانی ثم خالفہ قلبی لانکے مخالف ہونا دل و زبان کا علالت
تفاق ہی اور حقیقت کا ملین کا بخیل و زور اہل بیت ہی زبان امام زین العابدین سے منقول ہی
انا الذی اذنت الذی بعمری معلوم ہوا کہ عاصی تھے نہ مغموم اس طرح و عا میں یہ کلمات کہتے

تھے قبلک الشیطان عنانی فی سر و لظن وضعف البتین وانی اشکو اسو و مجاورت لی و طاعة نفسی
یہ صریح ہی انہم و عاصی و مطیع شیطان ہونے میں اس طرح طریق امامیہ میں بہت احادیث ہیں
کہ ال ہی عدم غصمت ائمہ اطہار پر چنانچہ شیخ بہاء الدین عاملی نے شرح اربعین میں بذیل
شرح حدیث ثانی و العشرین لکھا ہی ماتضمن فی الحدیث من قولہ و ایک علی خطبتک لایستقیم نظار
علی قواعد الامامیہ القائلین بعصمتہ و قد ورد مشک کثیر فی الادعیۃ المرویۃ عن المتنبی علیہ السلام کہا

رومی عن الامام موسی کاظم علیہ السلام انہ کان یقول فی سجدۃ الشکر رب عصمتک بلسانی ولو
شئت غرتک الاخرستنی و عصمتک بیصری ولو شئت و غرتک لاکتمتی الی آخر الدعاء و فی

الکاملۃ النسبۃ الی الامام زین العابدین علیہ السلام اشیا کثیرۃ من ہذا القبیل الی آخر ما قال پس
جس معین کہ یہ سب احادیث شیعہ کے ظاہر الدلالہ ہیں بعد عصمت ائمہ پر باقرت علماء شیعیہ
تاویل پذیر ہیں تو حدیث مسلم نے کیا گناہ کیا ہی کہ اس کی تاویل مقبول نہ ہو نہ پھر اپنی حدیث
بھی ظاہر پر کہو اور کہہ کہ اگر یہ سب ائمہ قول مذکور میں سچے ہیں تو معاذ اللہ منافق عاصی انہم

اور اگر جو مسئلہ بین تو کاؤن بین اور ہر تقدیر بر لائق امامت کے ضعیف حالانکہ تاویل حدیث مسلم کی
بلکہ احادیث ائمہ کی خارجی کہ صدور ایسے کلمات کا کاروبار میں سے جہاں انفس میں جہانائی اور سکودا
و قوع پر نہیں ہوتی بلکہ وہ صدور بر صدق لائے گئے کہ ان کے ہونا ہی لیکن اور سکودا کوئی کذب و شہادت نہیں
کہتا اور نفس لائے چل نہیں کرتا اسی جگہ سے کہ اسے شہر تواضع زگردن فرازان نکوست
کہ اگر تواضع کند خوئی و مست و متہد قرآن شریف میں کہ آدم ابو البشر آئی عیسیٰ آرم فیہ
اور فرمایا لکھا آنا ہما صا حبا جلا کتر کا زفا آنا ہما کتا و ال ساریت کی حالی حضور کے نہیں اسے
یوسف صدیق فرمایا و اما زئی نفی لان نفی لائے و ال ساری علی ذالغیا حس حن میں اور انہی کے
اور آیات دالہ صدور و زلف پر وارد ہیں کافی کلینی میں کہ حضرت یونس ابی یونس سے اسے ابی عبد
تھے، روایت کیا ہی ان یونس بن مثنی و کلا اللہ الی نفسہ نقل من طرفہ مدین فاحدث ذلک قلت فلیخ

کفر اصل کما اللہ فقال لا و لکن الموت علی تکال کمال کان ہا کا پیر جس صورت میں ایسے احادیث
قابل تاویل ہوں اور کتاب تفسیر الانبیاء والاہل واسطے او کی تاویلات کے تالیف کی گئی ہوں تو حدیث مسلم
کیونکہ تاویل پذیر نہیں خصوصاً اور صورت میں کہ طریق شیعہ میں بھی بعضے احادیث قریب المعنی ہوں
صحیح مسلم مروی ہوں چنانکہ فقہ الاسلام طبرسی نے کتاب احتجاج میں ابی رافع سے روایت کی کہ
قال کنا عند ابی بکر فطلع علی و عباس یہ افغان و خیمہ عثمان بنی سیراٹ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال

ابو بکر یٰ بنیکم الفقیہ الطویل یعنی بالفقیہ علیہ و ابی الطریل لعباس فقال لعباس انا عم النبی و وارث
و قد حال علی بنی و من ترکہ الی آخر حدیث اس صورت میں شیعہ ضرور کوئی فکر تاویل کی حضرت عباس
کے طرف سے واسطے حدیث ضروریہ احتجاج وغیرہ کے کی ہوگی تو اہل سنت تاویل حدیث مسلم
کیونکہ منوع ہونگے لیکن فضی کی عادت ہے کہ اپنے بیٹے کو نہیں دیکھتا اور کی پہلی کو دیکھتا ہی
اور تاویل الفاظ مذکورہ کی اندوخی لغت وغیرہ کے قول عباس بن عمر و نوہمین صاحب شوکت
عمر نے کہہ دیا یہ میں تفصیل لائق لکھی ہے اگر جی چاہا اور سکودا ہی ملا حظہ فرمائیے والا فاف
اگر کس بہ کجرت بس است قولہ قصہ طلب برات میں صاحب جامع الاصول نے صحیحین سے کلام

طویل نقل کیا ہی آخر و سکا یہ بنی فخر فاطمہ فلم حکم حتی ماتت الخ جواب احادیث شیعہ سے کہ
 صحاح کتب میں بواسطہ معصومین کے ماثورین مروی ہی کہ جناب سیدہ زمرہ اہل بیت میں مندرج
 نہیں چنانچہ تفصیل اسکی کافی و شرح شافی و تصانیف مرتضیٰ غیر مرضی و قزوینی سے بہرہ طریقی
 مطابقت و تضمن التمام ثابت و معلوم ہی اس صورت میں ذکر قصہ فدک بے سود ہی علی الخصوص وجہ
 ربط اس قصہ کی اس بنا پر کہ موضوع واسطے اثبات عدم نبوت جناب امیر کے ہی ابو بکر صدیق
 ہنوز واضح نہیں معہذا اسکو اپنے صفحہ پنچام بیان نہم میں مفصل لکھا ہی چنانچہ جواب ابوسکا
 وہیں ملیگا پھر تکرار کی کیا ضرورت تھی قولہ کلام اکابر سنیوں کہ چہ مہینے تک بیعت نہ کرنا
 و شبہ عیان ہی اور میں بعد مجبوری و اکراہ مصالحہ معلوم ہوتا ہی قال البخاری الخ جواب
 جو عبارت بخاری کی آپ نے اسجگہ لکھی ہی او سمین فر کہ چہ مہینے کا اور مصالحہ باکراہ کا نہیں معلوم نہیں
 کہ ایسی جگہ عقل افضلیہ کی کمان رہتی ہی جو دلیل ہی مدعا پر غیر مطبق ہی معہذا اگر بیعت مذکور
 بعد چہ مہینے کے ہوئی تو کیا ضرور ہی کہ یہہ توقف اسلئے تھا کہ ابو بکر کو نالائق سمجھ کر بیعت نہ کی لیکن
 کہ جناب امیر نے بسبب رخ و فوات نبوی اور طلال عدم شرکت خود مشورہ فقہین امام توقف کیا آہمین
 ابو بکر پر کیا صحیح طعن ہی چنانچہ عبارت بخاری منقولہ سامی سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی کہ انہ لم یحل
 الذی ضاع علی ابی بکر و لا انکار الذی فضله اللہ بہ و لکن انکنا نری فی ہذا الامر نصیباً فاستنبطنا

فوجدنا فی انفسنا قولہ حق یہہ ہی کہ جناب امیر نے بیعت نہ کی اور ابو بکر نے مصالحہ کو غنیمت جانے
 زیادہ اصرار کیا جو سب اگر بہر دعویٰ بطور شیعہ ہی تو اہلسنت پر حجت نہیں اور اگر بطریق اہل
 سنت ہی تو دیکھا جاسکتا ہے کہ کون ہی کتاب سے سند اسکی آپ پیش کرینگے معہذا طبری نے حجت
 میں بعد بیان قصہ بیعت مہاجرین انصار کے لکھا ہی کہ جب ابو عبیدہ پاس علی مرتضیٰ کے گئے
 اور انکو سمجھایا تو اسوقت علی نے ہاتھ ابو بکر کا پکڑا اور بیعت کی اتنی اور نیز احتجاج میں
 سلمان مروی ہی کہ اوہنوں نے کہا کہ کسبے است میں سے بیعت باکراہ نہیں کی مگر میں نے
 و علی و ابو ذر و مقداد نے اور کلینی میں ہی کہ تم علی امرہ و بائع کرنا اور شیخ مجلسی نے

خارج کتاب سیدہ زمرہ اہل بیت سے

توقف بیعت مرتضیٰ

بیعت ابوسکا

لکھا ہی کہ لیس التفتی فی ترویج ام کلثوم اعظم من التفتی فی امر خلافت اور تفتی امر خلافت میں بھی بیت
 کرنا تھا اور صاحب حق نے لکھا ہی کہ امیر المؤمنین سے بیعت بہ جبر لی اور منہج الفاضلین میں
 ہی کہ زیر و سکران و ابو زور و مقداد سے بھجریعت لی باجملہ حق یہی کہ جناب امیر نے بیعت کی اگرچہ
 باکراہ ہو کہما التفتی بکتب الامامیہ اور اگر بیعت کا انکار کرو گے تو تفتی طبل ٹھیر گیا اور سلطان فقیر
 میں ثبوت خلافت دشمن کا ہی اور زیر ترک غیبت ہے وجہ موجود مستبعد نقل ہی اور جو ترک اگر استخفا
 مرفضوی ہی تو پھر اسکو نص سے ثابت کیوں کیا اور اظہار النص بالاتفاق جناب امیر سے ثابت
 نہیں تا بن ہذا من ذاک قولہ یاں شہتم ذکر صبر اسد اللہ غالب بن باقرؑ انحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم و دیگر پیغمبر ان اولی الغرم جو صبر انحضرتؐ اور دیگر امیرا و اولوالعزم نے کیا
 وہ بابت تبلیغ احکام الہی تھا نہ بنا بر تفتی و اختراع حق اور حضرت امیرؑ نے جو صبر کیا وہ تفتی حجت تھا
 معہذا یہ صبر ہی وہاں ہو گا جہاں کہیں قصداً یا ذہنی مرفضوی کیا ہو گا نہ وہاں جہوں نے
 صرف مخالفت ہے محاربت کی وفیہ المطلوب اور جواب تفصیلی امثلہ صبر انبیاء کا ازالۃ الغیبت میں
 مرقوم ہی حاجت نقل طویل کی اسجگہ نہیں من شاء فلیرجع الیہ قولہ حدیث میں ہی علیؑ
 بنزلہ ہارون من موسیٰ اس حدیث میں انحضرتؐ نے تشبیہ علیؑ کی ساتھ ہارونؑ کی دی یعنی
 جسطرح کہ ہارونؑ تابعین موسیٰؑ کے پھر گئے اور رجوع طرف سامریہ کے کر کے گوسالہ پڑی شروع کی
 اسبطح علی مرتضیٰ مخوف ہو گئے جواب اس سہد لال میں چند غلط ہیں اول یہ کہ واقعہ پھر
 بنی اسرائیل کا زندگی حضرت موسیٰؑ میں ہوا تھا نہ بعد وفات موسیٰؑ کے اور یہ پھر جانا گویا فی الواقع حضرت
 موسیٰؑ پھر جانا تھا نہ ہارونؑ اسلئے کہ ہارونؑ بطور وزیر تھے اگرچہ نبوت بھی حاصل تھی اسی جیسے
 مؤید شروع موسیٰؑ نے خود صاحب بیعت و سر حضرت ہارونؑ خلیفہ مفترض الطاعت تھے
 اور پھر نامفترض الطاعت کے کفر ہی سبب ان جناب امیرؑ کے کہ یہ عمداً انحضرتؐ میں خلیفہ مفترض الطاعت
 نہ تھے کہ پھر ان سے موجب رد ہوں میرے بنی اسرائیل ہارونؑ خلیفہ السلام سے پھر کر گوسالہ
 پرست ہو گئے تھے یعنی کافر اور باغیان حضرت علیؑ کو کہیں کافر نہیں کہا اسلئے کہ اسلام معاؤ

صبر مرفضوی باقر انہوی

حدیث انشائی بنزلہ ہارون

بن ابی سفیان کا بیع البلاغۃ وغیرہ کتب امامیہ سے واضح ہے لکھا مرچو تھے یہ حدیث آنحضرت
 واسطے تسلی مرتضوی کے اس وقت فرمائی تھی جبکہ جناب امیر کو اپنے اہل و عیال میں واسطے خبر
 کے چھوڑ گئے تھے اور انہوں نے اس خلافت کو ناپسند کیا تھا تو چاہئے کہ تمت انحراف کی اور
 لگے جنہر خلیفہ تھے ناو پر جو بعد ساہا سال کے منصرف ہوئے کہ مناسبان ورود حدیث ہی
 گو عبرت عام ہو تمہذا نہ خلافت خانگی ہی موقوف تھی تا معاومت جناب نبوی زوائی جس طرح
 حضرت بارون مدت غیبت موسیٰ تک خلیفہ تھے نہ واسطے جیسے اس لئے کہ وفات حضرت بارون
 کی قبل از وفات موسیٰ ہوئی تھی اس صورت میں جو بعض اپنے حدیث مذکور کے لکھے ہیں مخالفت
 شان ورود حدیث ہیں محل استدلال میں مقبول نہیں ہو سکتی پانچویں اگر تنزل کمین
 اور تشبیہ عام لین تو یہی صحیح نہیں اس لئے کہ حضرت بارون بڑے تھے عمر میں موسیٰ سے
 اور افضح تھے زبان میں نسبت ان کے اور شریک نبوت تھے اور بارون عینی تھے اور یہ سب
 اسباب حضرت امیر میں مفقود ہیں پس حدیث مذکور کو مدعا شیعہ ادنیٰ مسکن نہیں قبول
 مدارج النبوة میں لکھا ہے ایضاً جواب موضع استدلالی سجدہ صرف دو امر ہیں ایک یہ کہ علی
 آنحضرتؐ فرمایا کہ فلا نے یہود کا جھپڑ فرض ہی تم او اگر نادوسر ہر کہ بعد میر کر دیاں
 اوینک صبر کرنا اور آخرت کو اختیار کرنا سو امر اول مبنی اس بات پر ہی کہ فرض دوام اعتراف کا اقرار
 او کیا کرتے ہیں خصوصاً جو زیادہ عمر فرما رہے ہیں اور دلیل خلافت متوفی نہیں ہوئی اور ضرور امر
 ثانی سے محار بہ معاویہ ہو سکتا ہے لیکن امین صبر مرتضوی اور اختیار کرنا آخرت کا بموجبیت
 نبوی کے بطور شیعہ ثابت نہیں اس لئے کہ جنگ صفین وغیرہ مشہور ہے اور جو حدیث بار
 والی علی و حاکم وغیرہ کی اپنے بعد اسکے گہی تھی سو قطع نظر ضعیف بلکہ غیر ثابت ہوئے کے
 سرحد اسی قول کے ہی نہ اثبات خلافت کے و کذا الباقی فلا عبرۃ لہما ولا تعویل علیہما قولہ
 جو پیغمبر پہلے ہجرت کا گذر ابا وجو دیکہ نامور رہے پیغمبر تھی وہی وصی پر یہی گذرانی
 قولہ تین سال تک دعوت نہایت کھان سے کی اور نہ ہونے انصاف اعلان نکلیا بعدہ

اداکرنا علی کا قتل نہیں

قرآن و حدیث مرتضوی اسناد علی بن ابی طالب

اس برس بطور وعظ و نصیحت دعوت اسلام کی لیکن جدال و قتال نہ کیا جب ہجرت کی اور
 نامرین ملے کہ جہاد پر باندھی اس سطح حضرت امیر میں کہیں تک خلیفہ برحق تھے لیکن بنا برائے
 وجہ جو بی بی بن کئی ماہ تصرف احکام سے ممنوع تھے انتہی حال کہ جو باہل میں یہ گرو
 شتر قاضی ظل بوق و ذہب اللہ ہوزہ کا ہی جسکو آپ نے محبوبیت و ستم و الٹ پلٹ کر اور
 طرح پر لکھا ہی محمد خدام قاضی جو نپور اور تبعیت اونکے حضور کو غفلت عظیم لفظ ہجرت کے
 زو سامی بلکہ جمیع رفسد نامی ہی واقع غروی اسلئے کہ اگر حال جناب امیر کا مثل حال تبدیل
 اند ہجرت ہو تو چاہیے کہ حال انکا مثل حال نبوی بعد از ہجرت ہی ہو بلکہ عین ہجرت میں حالانکہ
 حضرت امیر سے داعیہ ہجرت کا واقع نہیں ہوا اور یہ بات باجماع فریقین ثابت ہی اور حال
 آنحضرت قبل از ہجرت کیا تھا البوجل امین بن خلافت ہم کا سہ وہم نہ الہ تھے اور تابع احکام
 کفار یا ہمیشہ با ہم مقابلہ و گفت و سنو دتے و چھو و قح اصنام و عہدہ اوثان و دعوت
 خلق الی اللہ علی رؤس الاشناد جاری تھی جس طرح جناب امیر ہم نوالہ و ہم کا شہنشین تھے تو انکی
 طرفین شاہین کہ محمد خلفائے ثلاثہ میں جو مال غنائم سے آنا و مسین حضرت امیر کو حصہ ملتا چھا
 عہد خلافت ابوبکر میں خولایت جعفر یا سید شہیدت میں آئی وہ خدمت مرقضوی میں ہی اوس کے محمد
 بن حنیفہ پیدا ہوئے پس اگر خلافت صدر بن بصب ہوئی تو جہاد و غنائم اونکے عہدہ کے سلسلے صحیح و
 لائق تصرف کے چھو اس سطح ایران عہد عمر میں مفتوح ہوا اور میں و خسر نہ و جہاد و کین انہیں
 شہر بانہ خدمت امام حسین میں رہنے میں علی بن ابی طالب اور محمد اسکے ہی وہ جو خواجہ نصیر نے تجربہ
 العقائد میں بزم خود مطاعن عمر میں لکھا ہی کہ عمر نے حکم رجم زن حاملہ و مجنونہ کا دیا علی
 منع کیا اور نہج البلاغہ میں ہی کہ جب عمر نے قصد غزوہ روم کا بذات خود کیا جناب امیر نے
 مشورہ دیا کہ تم نہ جاؤ لیس بعد کہ مرجع بر جعون الیہ فابعث علیہم جلا جہرا و وجب عمر نے مشورہ
 جنگ فاکر کیا علی نے کمال خیر خواہی و دلجوئی سے مطمئن فرمایا پس معلوم ہوا کہ امیر نے
 ہمیشہ مدد معاون و شہید و وزیر خلفائے ثلاثہ نہ مخالف و مناقض و مشاق اصغر رعین قیاس

حضرت امیر کو
 جہاد

حال میں تھوڑی کا حال آنحضرت پر قبل بعد ہجرت قیاس مع الفارق ہی عین تفاوت رہے
 ازکیاست تا کجی کیوں کہ وہاں ترقی مراتب اظہار میں تہی نہ تھی و ستار میں اور کوئی تہی
 کہ پیغمبر نے تین سال تک دعوت بکتمان کی پیغمبر قیاسی دعوت کی بابت شعب ابی طالب میں تین
 برس تک سچا اور کبھی ظہار صحیح باز نہ آئے اور سکوت نہیں کیا رہا ترک جہاد و وجہ اسکی یہ
 تھی کہ اوس وقت تک آیت جہاد نازل نہیں ہوئی تھی اور سکا انتظار کرتے تھے حضرت امیر کو
 کس بات کا انتظار تھا حالانکہ قرآن میں وجوب جہاد کا احادیث پر ہی چہ جا اولی الامر و اولی
 بالنصر کے کہ قائم مقام پیغمبر ہو اور پیغمبر جب سے مامور یہاں تک کہ کبھی ترک قتال نہیں کیا
 جو کوئی سنت انبیاء کو بابت ترک جہاد سابق کے لازم پکڑے اوسکے ایمان میں گفتگو ہی
 اور ظاہر ہی کہ جناب امیر زمانہ خلفاء میں متقی نہ تھے اور قدرت اظہار دین مرضی اپنے کے
 رکھتے تھے چنانچہ اسباب کا اقرار لکھو یہی تھی کہ چنانکہ حضرت قدرت انتقام از جناب ملک علماء
 داشت حضرت علی انیر حال بود لیکن مامور بصبر بودند انتہی پس تقاعد نبوی اگر ثابت ہو تو بسبب
 عدم نزول امر جہاد کے تھا حضرت امیر مامور تھا عدت تھے اور مامور بصبر ہوئیے یہی حکم
 تقاعد نہیں بگھٹتا اسلئے کہ باوجود محاربات معاویہ اب بھی آپ انکو صابر کہتے ہیں اور ظاہر ہی
 یہی تھی کہ صبر بحد مصیبت ہوتا ہی نہ قبل بلار اور اگر مامور صبر سے ترک جہاد ہی تو ظاہر ہی
 کہ قرآن حکم جہاد پر واسطے عام امت کے شامل ہی اور آنحضرت خلاف حکم قرآن کہی مرفعات
 تھے یہ کہی نہ ہو سکتا ہی کہ حقیقتاً تو کہے کہ تم جہاد کرو اور رسول خدا فرما دین تم ہرگز جہاد نہ کرنا
 صبر کرنا ایسا فہم سلیم سو ارفضہ کے دوسرے معین نہیں اور حاجت صبر کی کیا تھی اسلئے
 کہ حضرت امیر کو خون کسی کا دین دنیا میں نہ تھا دین میں اسلئے کہ ہجرت نہیں کی اگر تھیں
 ہو تے ہجرت واجب تھی بلیل رض ان الذین تو فہم الملکۃ طالمی انفسہم الا یہ اور
 دنیا میں اسلئے کہ انکو کسی سے کب طر حکا جہاد بابت جان مال کے نہ تھا سب صحابہ
 آپ کے قدر شناس تھے اور آپ انکے حفظ مراتب کو ملحوظ رکھتے تھے کمالیج من کتب

جہاد نقوی باطنی

حکم جہاد و دارالکفر

حال مصاہرت نبوی

الفریقین قولہ بعد پانچ برس کئی سینے کے متحن بہ جہاد نکشتین و قاسطین و مارقین ہو
 جسطرح آنحضرت بعد مبعث کے چند سال تصرف و اجبی احکام نبوی سے معذرت سے پھر مشغول
 باتمام رسالت و نبوت ہوئے جو اب ہر دعوی خلاصہ نبی قول دل کا اور مخالف نبی تصریح امیر کے
 اسلئے کہ شیخ چلی نے تذکرہ میں لکھا ہے اجماعی ابتداء الاسلام لم یکن واجبا بل انعم
 اللہ تعالیٰ و امیر مسلمین بالصبر علی اذی الکفار و الاحتمال منہم علی ما قال تعالیٰ تَتَّبِعُونَ فِیْ اَمْرِ الْکَرِہِ
 ال قولہ وَاَنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا اِنَّ کُلَّ شَیْءٍ عِنْدَہٗم لَاقُوْمٌ شَکُوْہٌ الاسلام اذن باقیہ
 فی قتل من یقاتل فقال وَاَقْرَبُوْا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَقِیْلُوْا کُلَّ شَیْءٍ اِباح اجزاء القتال فی
 اشہر الحرم ثم امر بمن غیر شہر طنی حق من لایری حرمة الحرم و الاشہر الحرم لقولہ قتالی
 و اقلوبہم حیث وجدتمہم و کان فرض الجہاد بالمدينة انتہی اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت مدینہ
 تصرف و اجبی احکام نبوی سے معذرت سے و جو اسکی ممنوع ہونا تھا جہاد سے من جائز شدہ تھا
 نبوی بخودی خود مثل جناب امیر کے چنانچہ اسی جہت سے شو جہاد یعنی وسانی کے کبھی ترک و عوت
 اسلام منقول نہیں حضرت امیرؓ تو دعوت سانی ہی طرف دین رضی اپنے کے نکلی اور اگر فرض کرنا
 کہ صبر نقوی مثل صبر نبوی بمقابلہ کفار تھا تو بھی مفید و مانع نہیں اسلئے کہ وہاں پھر عدم نزول
 آیہ جہاد حجت ہی اور بیان عدم حجت محمد بن مرتضیٰ سناو فی نے اپنے تفسیر مسیحی باصفانی میں لکھا ہے
 و فی الآیۃ دلالت علی وجوب الهجرة من موضع لا یتکون الرحل فیه من قائمہ و ینہ و عن العنبری صلی اللہ علیہ
 سلم من فہر بیدین من ارض لی ارض انسان کثیرا من الارض استوجب الجہد و کان فقیہ ابی ہشیم
 علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وسلم و یکذا فی تفاسیر آخر تو خطا ہے کہ اگر حال خلفاء کا معاذ اللہ
 حال کفار کے ہوتا تو جناب امیر ضرور ہجرت کرتے و اذلیس فلیس قولہ اب پھر مصاہرت خاتم المرسلین
 سنو اور مطابق اور سکے حال صی کا سمجھو اسچ جو اب سبہر حال استاخی و بے ادبی عقبہ بن
 ابی معیط کا کہ اسنے اپنی چادر گھوئی مبارک آنحضرت میں ڈالکر کہنے اور او جہری اونٹ کی شا
 مبارک پر حالت سجدہ میں رکھ دی اور اہل طائف یمان تک بہرہ سار کہ بائی مبارک بھرج

ہو گئے وغیرہ قصص صحیح وغیر صحیح اپنے اس جگہ لکھی ہیں وہ سب کی سب تقریر یا سب سے
مرفوع ہو گئی تہذا حال وحی کا مطابق اس کے نہیں ہوا جس کسی نے ایسی کش مکش جناب اس کے
ساتھ خلفاء اربعین میں بلکہ عامہ اصحاب میں کی ہو اور کائنات و دارالآخرت اللہ تعالیٰ کا کفار و کائنات

کرد و کردہ جاری و ابوداؤد میں ہی کہ جعل الکلم اللہ فی فلان کلمۃ اخذ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی
عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ پڑھا جو اب یہ واقعہ قصہ حدیث کا ہی اس وقت عروہ مشرف ہوا
نہرے تھے بلکہ اپنی قوم کی طرف سے واسطے بات چیت مناظرہ کے آئے تھے اور آداب نبوت سے
واقف نہ تھے یہ پیشین سنی اس وقت اسلام میں نہیں ہوئی کطعن متوجہ ہو سکے کیونکہ مسلمان
ہونا انکا سند شیعہ میں بعد معاودت آنحضرت کے طائف سے اتفاق ہوا اور با اتفاق محمد بن ادر

اخذ فیہ سے چہرنا و اڑھی کا ہی بطریق ملاطفت و عادت اہل عرب کے کذا فی شرح النہاری نہ بطریق
اساتاد کے چنانچہ یہ فصلت آج تک عرب میں باقی ہی کہ بعضے وقت ملاقات کے و اڑھی باقی ہیں
چھوٹے ہیں سو یہ حرکت اگر براہ بے ادبی ہوتی تو اس وقت آنحضرت ایسے بے قرے نہ تھے کہ اس
جفا پر اڑھی بخوابی صبر کرتے صبر مقام جبر میں ہوتا ہی نہ محض اختیار میں چنانچہ وغیرہ بن شعبہ ہی
خیال سے کہ مبادا اس کو کوئی حمل کرے بے ادبی عروہ اور بیچارگی رسول خدا پر عروہ کو تنہا
تو اس سے مارا اور دھکایا علاوہ اسکے جالس نے ذوالفقار میں لکھا ہی کہ علاوہ برین قول حق تعالیٰ

حکایت عن ہارون علیہ السلام لانا فیہ یحییٰ و لا یرئی اصلا دلالۃ لیسکندربیکہ اخذ محاسن ہارون

تقریب جناب بروہہ باشد چہ اخذ محاسن چنانچہ در حالت غضب بشارت بہت و حالت رافت و استفسار
ہم متداول انتہی بحر و فاد ظاہر ہی کہ اخذ لچہ عروہ حالت استفسار میں واقع ہوا ہی نہ حالت
غضب میں قویہ ظاہر ہی کہ مومنین مخلصین شیعہ خاص تھوڑے تھے اور مسلمان بہت اگر
و مومنین لڑتے تو تزلزل عظیم سلام میں ظاہر ہوتا اور جان مال مومنین کا تلف ہوتا اور اکثر آدمی
دین آبائی کی طرف پھر جاتے اور کفار کہنے کہ بنیاد دین محمدی کی واسطے حصول امارت کی ہی کہ
حکومت کے لئے باہم لڑے جو اب یہ دعویٰ خلاف نص اہل مومنین ہی کہ کو لا عہد الی

اخذ فیہ

حکایت عن ہارون علیہ السلام

حبیبی لاخوہ علمتاً یا اصحتاً یا صراحتاً و اقل عدداً اور مخالف قول سابق سامی ہی کہ قدرت انتقام
 کی حامل تھی لیکن مامور بصیرت نے انتہی پس معلوم نہیں کہ وجہ اس مخالفی کی کیا تھی کہ ایک جگہ تھے علم
 عارف برتھو کیوں کہ معلول بصیر کیا اور دوسری جگہ صبر جو کہ قلت انصار و شدیدہ پر حمل فرمایا اب یوں کہتے
 اذ انصارنا شاقلاً یعنی نہ صبر موجب عقاب اور نہ قلت انصار بلکہ ظہور حقیقت خلافت خلفائے ثلاثہ نہ
 مصاحت ہوئی کیونکہ تابعین و پیغمبر اتباع و اولاد بہت تھے کہ نہ تھے بلکہ خود خلیفہ امیر لاکھ
 آدمی پر بہاری تھے بقول سامی قاتل س ہزار ضارہ کفار تھے اسی لئے فرمایا بی اتقی واللہ لو
 لقیتم واحداً و جمیعاً الارض کلہا ما بالیت ولا استخوت یعنی اگر میں اکیلا ہوں اور وہ
 مجھ کے ہوں تو بھی کچھ پروا نہ کروں اور نہ گولہوں سمجھا اتفاقاً عدو نہ کور مخالف غرض لطف و فائدہ
 نصیب سامی انبیاء علیہ السلام کو دیکھو کیا وہ نہ تھے باوجود عدم عدو و مدد کے کیا کچھ جدوجہد اظہار
 کلمۃ اللہ میں کیا حتی کہ آنحضرت نے تکالیف شدیدہ کفار سے اوٹھائی چنانچہ بعض
 متعلق اس امر کے تھے ہی اسی جگہ لکھے ہیں کہ مؤید ہمارے مدعا کے ہیں اگر ان کو بھی ایسے مصائب
 مثل تمہارے نصیب العین ہو تو دین حق کہی نظر نہ ہوتا اور وجود شرکا پایا نہ جاتا اور خود کفار
 کو ساتھ محاربہ شیخین فی النورین کے کیا خصوصیت ہی وقت محاربہ معاویہ کی ہی طعن موجود
 کیونکہ مقابلہ بابت خلافت ہی نہ دعوت اسلام اور اس وقت ہی بنا بر قول سامی قلت مومنین خلفین
 شدیدہ خاص تھے نہ کثرت پس یہ تفرقہ ترجیح بلا مرجح ہی سمجھا اولاد کرتا ہی اس بات پر کہ حضرت علیہ
 مخالفت کر نہیں ساتھ صحابہ کے ترزل عظیم سمجھا اور تاکہ ایسے زمین بربادی ایمان کی ہی
 اور یہ مشعری باسلام صحابہ جسکو تم نفی کیا چاہتے ہو چنانچہ عدم محاربہ دین قائم رہ گیا اور ترزل
 عظیم اسلام میں واقع نہ ہوا اور اکثر لوگ طرف دین ابائی کے نہ پھرے اور یہی حق ہی کہ نہ لاکھ
 دین خلفاء و تابعین ہوتا تو امیر مرجع کہی ترک قتال نہ کرتے خصوصاً باہینہ تھوڑے و مردانگی و کثرت
 اولاد و اتباع بلکہ شکرت ہی شہم و انصار اور ہرگز روادار اطلبان بن محمد بن ذوالدین و
 سردی نہ ہوتے نہایت عجیب ہی کہ ابو بکر صدیق شیخ ضعیف تھا و تھے جب خلیفہ ہو تو سوا

جزیرہ عرب کے اور کچھ ان کے تصرف میں نہ تھا اور مثل سیلہ کذاب و منہ خفیہ و مہاج سببیت بنی تیمم
مقابلہ میں تھے اور یہ سب معاند مفسد سپاہی وضع کارزار دیدہ تھے خصوصاً بنی تیمم کو کئی
قبیلہ عرب میں ان سے زیادہ نہ تھا اور انھیں نکوۃ الگ شورش و فساد پر تھے اور بنو خثانہ
میں بابت اسامہ بن زید کے الگ پرکاش و عناد پر اور سکر قبائل عرب جو الی مدینہ مرتد ہو گئے تھے
اور سکر سکندہ حرمین کوئی ناصر نہ تھا اور وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اونی دلاہنت امر شرعی میں روا

نہ کی اور ایک کی مصلحت نشینی اور پکار کر کہا و اللہ لو منعونی عقالاً کانوا یؤذونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لقاتلہم علیہم بخلاف جناب سید العادل غالب کل غالب مطلوب کل طالب کے کہ ابانہ عذو وعدو
و دیوری و دلاوری سب کچھ سے اپنی انگھونکے دیکھا کئے اور دم نہ مارا اور سائنسنگ نہ لی اور
پر بلک نہ ڈالا بلکہ اونٹے شریک حال اشرار ہو گئے اور ہم نوا اور ہم پایہ اصحاب مرتدین علی الاغشا
بنگئے شعر درین محمدی روایت خلل پوشیزدان پناہ کش گئی کہ او صبی حق بہت
چشمہ میال و اس بات میں ہزار پیروی نبوی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہ کیفیت پیغمبر کی کہی نہیں
ورنہ مصطفوی کے زمین پر کہنی پہلیت ملنا نہ ملنا خلافت کا خد کے ماتہ تھا اور ولت و ولت یہ
موقوف مشیت الہی پر تھی لیکن اپنی طرف سے تو درگزر نہ کرنا تھا بطرح وقت سلطنت معاویہ کوتاہی
جنگ جہل میں لگی اور طغہ کفار سے بڑے کہ کافر کہیں گے کہ بنیادین محمدی کی دست وصول
کے تھے کہ حکومت کے لئے باہم لڑے حالانکہ یہاں بھی بدایت جانب امیر برحق تھی نہ طرف معاویہ
شعر شکست فتح نصیبوں کی لے آئی میر و مقابلہ تو دل تو ان خوب کیا قولہ ظاہری کہ حضرت
علی خاں لوجہ اللہ کفار سے لڑتے تھے مولوی روم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ جب کافر نے
روئی مبارک مرخصی پر تو کہ دیا تو کہنے اس کو نظر شبانہ نفسانیت چوڑ دیا انتہی صبارہ جو اب
مولوی روم نے مثنوی میں یہ نہیں لکھا ہے کہ جس سے جناب امیر لڑتے وہ کافر ہی ہونا یا کہیں
نہیں لڑے جب لڑے تب کافر ہی سے لڑے کہ یہ حکایت دلیل کفر عراب جناب امیر ہو سکے
شعر طربا بقرین العذول مذکر کہ فتن بواہ و العذول بواہ حالانکہ بطرح جنگ جناب امیر

یہاں تک کہ کفار کے خاص حق جو اللہ تعالیٰ کی طرح خلفاء ثلاثہ و معاویہ رضی اللہ عنہم نے ہی دونوں خاصوں کو اپنے
 چہرہ پر لے کر کفار کے کیا سانس جنگ و جہاد میں کسی کو گھسٹو نہیں کہ مقابلہ اسلام و کفر کا یہی بابت و عہد
 دین محمدی کے یہ ہے شہد لہو جو اللہ تعالیٰ بخلائ اوس جنگ کے جو ایمان مسلمین ہو جسے جنگ معاویہ
 و جناب امیر کی کہ بابت خلافت و سیاست تھی نہ واسطے دعوت اسلام کے یہاں حکم کفر کا جاری
 نہیں ہو سکتا اسی لئے حدیث میں کیا ہی اصل اللہ صلیع بین الغنہین لظہنہین من المسلمین قولہ لہم
 مسلم ہی کثرتہ بظاہر تاج احکام ظاہر شریع تہ امیر نے واسطے طلب حق اپنی کے حربہ کی اور
 و عہد کو فردا پر چڑھا شریع کو حکم ظاہر کا یہی کو باطن میں کوئی اور طرح پر ظاہر میں تاج شریع
 داخل حکم اسلام ہی ایسے امور میں انبیاء و اصیاء و عالم باطن پر کام نہیں کرتے جو اب جس میں
 انبیاء و اصیاء باطن پر کام نہیں کرتے اور شریع کو حکم ظاہر کا یہی اور خلفاء ثلاثہ ظاہر میں مسلمین
 تھے تو مشعل و اصیاء ہم ہی بعد بارہ سو برس کے باطن پر کام نہ کرو اور جناب انبیاء و اصیاء کو منافق کو فردا
 اور لعنت و تبرکے کو فردا پر چڑھو اور سوائے ظاہر حال و صیاء کو ان کو مسلمان بنا دینے و دجالانہ
 آخرت عالم خدائی نہ عالم دعوت و ایمان دیکھئے کس کی دعوت کر نیکی اور کونسا حق طلب با دین
 کہو کہ اگر حق مذکور حصول خلافت تھا تو اوپر تم کہہ چکے ہو کہ مامور صبر ستے اور محکوم بافتیا آخرت
 برویا اب و سکھو طلب کرنا خلافت صبر و طلب منہی عنہ ہی اور اگر دعوت اسلام تھی تو اس خاتم اس کا
 ہاتھ سے خلفاء ثلاثہ کے باطن و وجہ ہو گیا اب طلب اس کی تحصیل حاصل تھی اور اگر طلب تصدیق امامت
 اللہ اثنا عشر تھی تو محتاج بیان سند ہی و ایمان و لک اور قید احکام ظاہر شریع سے ثابت ہی کا وہی
 مامور و مکلف ساتھ ہی ظاہر شریع کے ہی نہ باطن کے سوجب اس طلب میں جناب امیر و خلفاء ثلاثہ
 ہوئے اور یہ ظاہر مانع جدال و قاطع نزاع تھیرا تو نبی علی البطل جسکے ساتھ آدمی سکھتے نہیں
 لہو تیرا کرنا یا کافر منافق سمجھنا خلافت حکم شریع ہی اور مانع غیر سے خارج کیونکہ شریع ہر راجا یا
 بی بی و پار سادان و بیک و نثار و قولہ بیان اگر کوئی صاحبی کے کہ حب علی نے تھا عقیقہ میں
 عرض اپنے حق تھی کا قیامت پر چڑھو تو تم چھ کسلے خلافت ثلاثہ میں کوشش کرتے ہو جو اب کا یہ تھی

کہ ہم لوگ اثنا عشری المذہب ہیں پیروی ثقلین میں اپنی نجات جانتے ہیں ہمارا ائمہ برحق نے اگرچہ
 بمقتضا وقت حکام و متبعی تعرض کیا لیکن تابع و مقلد ہی کیسے نہ تھے جو اب یہ جواب اور وقت
 قابل قبول ہو کہ ائمہ اثنا عشری اسکا حکم کیا ہو ورنہ یہ اقلتا و عین امتداد ہی کیونکہ پیروی اتحاد و
 و اتفاق عمل میں ہوتی ہے نہ مخالفت و شقاق میں ائمہ ہر پنج ساری عمر تقیہ کیا اور حکم تقیہ کا دیا اور فرمایا
 لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ و تارک التقیۃ کناک الصلوۃ اور تم نے پیروی ثقلین نام ترک تقیہ و شقاق صریح
 رکھا اور قول فعل و نؤمن خلافت ثقلین کیا اسلئے کہ اول ثقلین کتابا اللہ اور عین کہیں بہ حکم نہیں بلکہ
 مخالفت اسکے مناقب مہاجرین و انصار و اردو ہیں اگرچہ بطریق تقیہ ہوں اور ثانی ثقلین ائمہ ہر پنج میں
 انہوں نے بھی کہی کسی مہاجر و ناصر کو کافر نہ نہیں کہا بلکہ ہمیشہ حفظ مراتب کہا خصوصاً جناب امیر
 وہ تقیہ شدیدی کیا کہ بقول مرتضیٰ بعدالولایت ہی متقی ہے اور قرآن کو علی ما تزل نہ پڑھ سکے اور امام
 الائمہ تو ہونو فرما سزا میں مخفی ہیں اس سے زیادہ اور کیا تقیہ ہوگا پس پیروی اسکا نام ہی کہ جو
 انہوں نے کیا وہ تم ہی کہو ورنہ نام پیروی کا ناحیہ نلو شقاقتی الالہ و انت نظر جہدہ فی العمر ہی فی
 القیس بلیغہ کوکان جبک صادقاً لاطعہ ان الحب لمن یحب مطیعہ اور حال شرکت ائمہ ہر
 احکام ظاہر شرع میں ساتھ خلفائے ثلاثہ و بنی امیہ و عجمیہ کے ظاہر ہی کہ ہمیشہ اذ اصولات و جمعہ
 جماعات وغیرہ میں متفق تھے اور اسکا نام اتباع و تقلید ہی ورنہ تم بتاؤ پھر وہ کیا چیز ہی اور
 اگر کوئی دوسرا دین باطن میں برتتے تھے تو وہ سبب مخالفت ظاہر شرع کے باطل ٹھہرے گا کیونکہ شرعو
 حکم ظاہر کا ہی باطن کا معنی الامر باطنی میں کسی کا اتباع ہی نہیں ہو سکتا فافہم قولہ جو تم سے مقابلہ
 مجاہدہ کرتے ہو تم محکوم جواب دیتے ہیں جو اب ابتدا مقابلہ مجاہدہ کی تم سے ہی نہ ہم سے سبحان
 علیہ السلام مکتوب مطبوع میں لکھا ہے بزمان سلف اہل سنت کتابا امیہ اکثر مدیدیند و حریرانی از جانب
 فرود شیعہ بل و انما عجیب انتہی اور کافی کلینی میں حدیث امام جعفر صادق موجود ہے کہ لا یتخاضعوا للامام
 لدیکم فان الخیضۃ معرضہ للقلب محمد اجماع جو اب دیتے ہو وہ مصدق اسکا ہوتا ہے کہ سوال از امامنا
 جواب رسیان قولہ تو لا تبرأ ہمارا عقیدہ ہی جواب پانچ اس عقیدہ کا تحفظ اثنا عشری میں

مفسر کما ہی اوسکو کسی سے نہ کہ سچو لو بہر نام اوسکا لینا جواب تمہاری بخاری میں ہر وہی
 ہر اہل حب فی اللہ والبغض فی اللہ میں لایا جان جواب جلیل بتراؤ لا ہو کی کہ انفر اہل بغض کا ثابت
 ہو بلکہ عبد الکفر ہی مراد بغض سے تیرا نہیں ہو سکتا کہ خلاف عرف لغت و شرع ہی پس یہ
 تو لا تیرائی کدائی بغضی لا محبت علی بل بغض معاویہ محبت للنفس لا امارۃ بالسوء والبغض لہا ہی فی اللہ
 قولہ بیان نہم ذکر تعدی ثلثہ میں اہل بیت و مجاہد لال مجاہد پر جواب بیان شتم میں نہ کہ مبر مقتویا
 تھا سو یہ صیت بعد از مبر اور وہ مبر قبل از بار محاب لیل دنہار سے ہی کہ عہد طرز تہذیب
 ہی ایجاد کر نیکی قولہ سے زیادہ شہور غضب کرنا مذکور کا ہی جسے آنحضرت اپنی حیات میں جہاد
 کو بخشا تھا اور سند اوسکے لکھا کہ اپنی ہر اور بنی ہاشم کی گواہی سے سچا فرما کر حوالہ کیا تھا ابو بکر
 گواہی علی و عباس و حسین و ام المین و غیرہ کی قبول کی اور نے اوس سند کو پھاڑا لا اور حدیث
 بنائی کہ سخن حاشا لانیاء الانرث ولا نورث ماتر کناہ صدقہ کہ بغض خلاف قرآن ہی و اگر کوئی
 محال قول شیعہ کی تصدیق کیجا وہی تو یہی مفید مطلب نہیں اس لیے کہ جب رسول خدا کی کوئی چیز اپنی حیا
 میں بخشی تو ملک سے خارج ہو گئی جواب یہ ساری کہانی ساختہ و پرورختہ شیعہ ہی کتب
 اہل سنت میں اوسکا اتنا پناہ نہیں و من ادعی فعلیہ البیان محمد اتنی اوس میں خلط بحث کیا کہ
 کہ یہ وراثت دونوں کو کثیرانہ ایک عبارت میں لکھا ہی کہ جس سے تصریح دعویٰ کی نہیں
 ہوئی سو قطع نظر ثابت نہوئی اس مدعا کی کتب اہل سنت میں اگرچہ بطریق ضعیف بلکہ وضع
 ہو بلطالان اس نذرمان کا بیدار ہوت معتق ثابت ہی اس لیے کہ عہد نبوی میں یہ جو نہ تھا کہ ہزار و
 تسک پٹہ و فارغ خطی و رسید و قبالہ و غیرہ لکھا جاو یا حکم نبوت بطور دیوانی و فوجداری سقر ہو و
 کتب تاریخ کذب بن عوی کی ہیں محمد مذکور ایسا کیا بڑا ملک محاصل کہتا تھا کہ اوسکے لیے اتنا تھا
 اور شیخین وغیرہ کو ایسی کیا حرص و طمع لاحق تھی کہ ایسی حقیقت چیز کو لیکر رسوائی و دیرین حاصل کی
 حالانکہ یہ شیخین کا باقر امامیہ ثابت ہی بالاین ہمہ ملک عرب و عجم اگر مذکور غضب کر لیتے تو شیخ
 اسلام ضرور اوسکو ہوتا نقل کرتے اور مواقع مطاع میں لاتی حالانکہ سیدی روافض کے کوئی

اسکا ناقص نہیں اور اگر غضب نہ کرتی اور تقسیم ترک نہ ہوتی کرتے تو یہی حصہ جناب سید دکان تھا ہوتا اور
 ابوبکر نے اگر فاطمہ سے فدا کر لیا تو عائشہ وغیرہ ازواج کو کیوں حصہ نہ دیا سنا دعوئی فاطمہ کا
 فدا کر لینے بطور یہ ہرگز ثابت نہیں بلکہ بطریق میراث چاہتا تھا چنانچہ جواب خلیفہ اول اور سیر وال ہے
 معلوم نہیں کہ ایسی جگہ عقل آپ کی کہاں رہتی یہی یاد دعوئی کو بطور سبب کہو یا بطور میراث پس
 جب صورت میں کہ یہ قرار دیا جاوے گا تو جواب وسکا یہ ہے کہ باتفاق شیعہ و سنی یہ بدولت جن
 کی ملک سوز و بے نہیں ہوتا اور فداک بالا جماع حیات نبوی میں قبضہ و تصرف میں جناب سید
 نہ تھا بلکہ آنحضرت اور میں تصرف مالکانہ کرتے تھے تو ابوبکر سے تکذیب دعوئی فاطمہ کے واقع نہیں
 ہوئی بلکہ وہ نہایت مستند شرعی بیان کیا کہ مجھ وہ یہ بدولت ٹھیکہ نزدیک شیعہ کے ملک نہیں ہوتا
 اس میں ضرورت رد و قبول شہادت کی نہیں اور نہ اس جواب سے تکذیب فاطمہ و شہود وغیرہ
 لازم آتی ہے اس لیے کہ عدم ثبوت دعویکا اور چہ نبی اور کذب دعوئی اور چہ اگر دعوی اپنا دعوئی
 ثابت نہ کر سکے اس کو کاذب نہیں کہتے سبحان اللہ خلیفہ باوجود پاسداری حکم خدا و رسول کی کہ یہ
 بصورت ثبوت ہی بدولت قبضہ کے نافذ نہیں طلوع ہوئی اگر خلاف حکم شرع کرتے تو یقین ہی کہ نہ با
 خاص عام سے بجات پانے کشف الغمین لکھا ہی کہ حضرت امیر نے اپنی ازہرہ خلافت میں ایک
 سید دیکھی پاس دیکھی شریح قاضی مدینہ کی طرف رجوع کیا اونہوں سے گواہ طلب کیے جانا
 امیر امام حسن و قنبر کو لینگے قاضی نے اونکی گواہی قبول نہ کی اس لیے کہ ایک سپرد امر عبد تھا
 اور اسی طرح من الحضرہ الفقیہ کتاب القضاء باب الاقبال من اللہ عاوی بنفسہ میں
 لکھا ہی لیکن بعد اسکے سنی کہتے ہیں کہ حضرت امیر نے شریح کو دعوی اور شیعہ کہتے ہیں کہ بدعا
 دی بہر کیف اگر رد شہادت محصور تکذیب مستلزم کفر مقرر تا تو ضرور حضرت امیر قاضی
 شریح کو مغرور کرتے جس طرح معاویہ کو مغرور کیا اس لیے کہ ظالم کو مامور کرنا اور سکے ظالم کو
 اپنے اعمال میں محسوب کروانا ہے اسی بات کو قصہ فداک میں جاری کرو اور
 اگر واقع میں یہ ہوتا تو جناب امیر ضرور اس کو اپنے عہد خلافت میں ستر کر لیتے

اسلئے کہ اس میں حق حسنین تھا عجیب بات تھی کہ اپنا حق تو لین اور حسنین کا حق خدا وین
 لا اقل امام حسن و سکوائی خلافت پیروزہ میں لے لیتے جب یہ کہہ نہوا تو معلوم ہوا کہ یہ
 بہہ صحیح نہیں اور اگر کہیں کہ شئی معصوب کو نہ پیر اور خلافت بھی معصوب تھی اور سکویوں
 لے لیا آدہ پھاڑا لٹا کر اس مذمہ کو موضوع و طبل تھی اپنے یہ طعن جن یقین مجاہد
 اور ای تھی کتب اہل سنت میں اسکا کہن نام و نشان نہیں آور اگر دعویٰ فدا کا بطور میراث
 قرار دیا جاوے تو جواب و کاپیر تھی کہ کسی کی شک تھا کہ جناب سیدہ بنت رسول خدا میں اور
 اس وقت حاجت نہا و تھی کیا تھی صاحب فی شرح کلینی نے لکھا ہے کہ انبیاء سے جو کچھ باقی
 رہ جاوے اگرچہ ترک نہی لیکن اس میں حکم ترک کا نہیں اور سن لا یحضر الفقیہ میں اسی مضمون کو
 حضرت امیر سے وصیت محمد بن حنفیہ میں نقل کیا ہے اور قرآن مجید میں جگہ ذکر وراثت آیا
 ہے مراد اس سے وراثت علم و عمل ہے نہ ملک و دولت چنانچہ اس سلسل اصول مجتہد کو فہم نہ
 شیعہ شیخ البلاغۃ ابن تیمیہ بخانی سے ظاہر ہے کہ آیات کریمہ میں مراد وراثت سے علم
 نبوت ہے اور سند لال سیدۃ النساء کا بقا بلو بیکر یا یہ برہنی وغیرہ ناتمام ہے و تفصیل
 فی ائمانہ انہیں اور کلینی صاحب کافی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے
 کہ ان الانبیاء لم یورثوا دینا و اما وراثۃ اولاد و اراثۃ من اخذ بشئی
 منها فقد اخذ خطا و اقرانہی اور سیطرح ہے روایت دعوات الراوندی میں اور بحار
 مجلسی میں اور محمد بن حسن علی نے فصول مہمہ میں دعویٰ تو اتر اس قسم روایات کا
 کیا ہے اور اس حدیث کو صاحب کتاب منیۃ المزیۃ نے بھی روایت کیا ہے پس جس
 میں کہ ائمہ ہدی اس طور پر ثابت ہو تو نسبت وضع حدیث کی طرف ابو بکر کے بقول ابو
 شیبہ اور بقول آپ کے طرف عمر فاروق کے کہا ہو ان ظاہر طبل محض ہے علی مخصوص
 جس وقت ابو بکر متفرق ہوئی نہوں اسلئے کہ اس حدیث کو جناب میر و عباس و عثمان وغیرہ
 عشرہ مبشرہ بھی سنا تھا معہذا اگر یہ اصحاب نہ ہوتے تو بھی حق ابو بکر میں نص قطعی

اس لئے کہ او خود بخود بلا واسطہ بگوش خود رسول خدا سے اوسکو سنا تھا مسئلہ ایک عبارت
 کثیرہ اوسکی راوی ہی کہ از الجملہ خدایہ بن الیمان بقول رو فضل و صادق القول میں اکبریا اصل
 وضع ہو گا یا اینہم نزدیکیا ماسیہ کے عورتوں کو عموماً زمین میں حصہ نہیں چنانچہ میں لا یحضرہ
 میں لکھا ہے فالارض المعقار فلما سیرت لمن فیہا اسطرح انکے نزدیک حصہ کا ہی حصہ
 بلکہ باقی کو ہی ذوی القربی پر تقسیم کرنا چاہیے اس تقدیر پر سرور کہ رسول کریم سے عبا
 وغیرہ بنی ہاشم کا کچھ جن نہ تھے کچھ عورت و راز با د کہ انہم غنیمت است قولہ اسبقہ میں
 نواصب بہت گاؤں زوری کی ہی امامیہ اثنا عشریہ جو اباب مسکت دئے ہیں جواب مراد
 بواصب اگر وہ لوگ ہیں جو با اتفاق فریقین دشمن بنی وال بنی ہون تو باطن خیر سے خارج
 ہی اور اگر سنی ہیں تو تیسے فرشتہ رسول سے کیوں قطع نظر فرما کے گاؤں زوری خصم پر
 توڑ کیا ہو کہ ہنوز شوق مطالعہ جوابات مسکت امامیہ اثنا عشریہ جو بنی ظاہری لیکن عیسائی اور
 کہان کہ ہمراہ صاحب مزا عنیت کبری میں ہیں خیر الکیس حدیث میں قولہ اخرج البدر
 وابو یعلیٰ وابن ابی حاتم لما نزلت ہذہ الآیۃ و آت ذی القربی حقہ دعا رسول اللہ فاطمہ
 فاعطاها فذک کذا فی الدر المنثور اسطرح کتاب صلیۃ الاقارب ابن حجر میں ہی جواب یہ
 روایت موضوع ہی اسکا فاق رو فضل سے اور ہونا اوسکا در منثور وغیرہ میں دلیل ثبوت
 ہو سکتا اس لئے کہ تالیف در منثور واسطے جمع موضوعات وغیرہ کے ہی اگر صاحب در منثور
 نے اوسکو صحیح ثابت کہا ہو یا ابن حجر نے تو بیان کر دیا کہ یہ آیہ کئی ہی اور کہ میں
 ذکر نہ تھا چنانچہ واضح کو یاد دہا کہ اباب ہمہ اسکو دلائل تملیکت ہبہ پر نہیں چلیے تھے
 کہ سچا اعطا ہا فذک لفظ وہب الہا وضع کی ہوئی معنی اسکا دلال ساتھ اوسکے ساتھ نام
 کہ لفظ ذی القربی عام ہی فاطمہ وغیرہ سے اور مقرر کرنا انحضرت کا معاش واسطے ذی القربی
 کے ثابت نہیں عجب نہیں کہ تقرر فذک کا واسطے مصارف جمیع عیال کے ہو اور بصورت
 عطا کرنے فذک کے خاص فاطمہ کو عمل آیہ پنا فی حق ہوتا ہی چاہیے کہ کچھ اوس میں سے

کا ذریعہ تہذیب

نسخ عطا فذک

مسکین ابن السبیل پر بھی وقف فرمائے کہ تمام آیت پر عمل میرا ہے قولہ ملا عصام نے شرح
شامل میں لکھا ہے فی ہذہ القضية اشکالات للعلما من قبل فاطمہ علی وعباس ابی بکر و عمر قد
سعدوا فی وضعها وصارت حکم القضية منشا وضلال المنافقین و خروج الرافضۃ عن طریق الحقین
اور فتح الباری میں شارح بخاری لکھتا ہے ولم یتضمن احد من الشراح لبيان ذلك و فی ذلک

شدید و مہر عن اصل القضية صرح فی ان العباس و طایعہ ابان البنی قال لورث فان کان اسماء
من البنی فکیف یطلبہا من ابی بکر و انکانا انما سمعہا من ابی بکر فی زمانہ بحیث اناد العلم عند جائزہ
فکیف یطلبہا بعد ذلک من عمر جو اب اپنے ان دونو عبارت کو بجز سباق و سابق فکلیک ہی
والاشتبہ اشکال کا الہی استدلال کے نہ تھا اسلئے کہ ملا عصام نے بعد علامہ اشکال کے یہ بھی کہ
دیباچی کہ قد سعدوا فی وضعها الخ اس سے معلوم ہوا کہ اشکال منکر مدفع ہو چکا ہے باقی نہیں ہے
وہ اشکال اگر موجب ضلال ہی تو رافضہ منافقین کے لئے ہی نہ اسلئے کہ واسطے کہ انکے نزدیک
ذکر ابو بکر صدیق کا ہر طرح ہی کیونکہ از روئے لائل ثابت ہی کہ ترک نہ ہو میراث نہیں اور شری
جناب سیدہ بے محل ہی کہ امیر اور جو تقریر اشکال کی صاحب فتح الباری کی ہی دفع اور
خود تفصیل تمام فتح الباری میں لکھا ہے او سکر تھے محض واسطے احتجاج طعن کے صحت کر دیا تھے
یہ بھی کہ طلب کرنا علی وعباس کا بطور میراث نہ تھا کہ فلاں شخص ہو بلکہ ہر بار بطریق تبرع تھا تاکہ اس
عمل حاصل ہو حاجت طلب فقہ کی ہر بار نہوا کرے معاذ اللہ اس طلب میں انکار و جہل تھا نص ہے
طلب ہی بطریق استدلال کے کہ اشکال ظاہر موجب طعن ہو سکے قولہ ان الباری طاعت فاطمہ عند

ابی بکر طلب میراث اس میں کیا فائدہ ابوبکر ان مدفع الی فاطمہ شینا نفیضت فاطمہ علی ابی بکر فی ذلک فخر
ولم تکلم حتی مات الخ جواب ندینا ابوبکر کا ذلک کو اسلئے نص نہ ہی تھا نہ ہو افسانی کہ امیر اور
آزادگی جناب سیدہ کی براہ بشریت تھی بطریق حجت فاقرا و مراد عدم تکلم سے تکلم بعد فقہ
ہی نہ مطلق تکلم اسلئے کہ رضامندی جناب سیدہ کی ابوبکر سے بروایت کتب مامیہ ثابت ہی اور اصول کا
قاعدہ ہی کہ الاثبات مقدم علی انہی کیا سمجھی قولہ ابوبکر جو ہری اسباب میں کہتا ہے جو اب بکر و

تجربہ عبارت سروق ہی حق الیقین مجلسی سے اہل سنت پر اخرج مشیہ حجت نہیں کما مقرر ارا قولہ
 ابن قتیبہ کتاب الامانۃ والسیاستہ میں لکھتا ہے جو صاحب یہ ابن قتیبہ شیعہ غالی ہی تھی نہیں چنانچہ
 رسالۃ الکتاب فی روتہ الثعالبۃ العربیہ سے کما حقہ واضح ہے بلکہ سالہ مذکور گیا واسطے ثبوت اسی بات
 کے بنا ہی کیونکہ مناظرہ طرفین کا اس باب میں قصی غایت کو پہنچا اور ثبوت سنیّت ابن قتیبہ صاحب کتاب
 الامانۃ کا اولین آخرین رفض سے نہو سکا و بعد احمد معزز تقریر ابو بکر و فاطمہ سے ظاہر ہے کہ ابو بکر
 عارف علوشان جناب سیدہ تھے ناصب تھے لیکن مذینا فک کا بنی دلیل پر تھا اور جس حدیث کے
 فاطمہ نے استدلال کیا او کو وہ عاسے پر کہ مسکن نہیں اسلئے کہ غضب کا اور ہی اور غصہ اب اور اور
 محارم الہی غضب کیسے کسی کے حلال نہیں ہو سکتی اسباب بن بشریت جناب سیدہ عذر خواہ
 کافی ہی قولہ خلیہ طولانی جناب فاطمہ سے منقول ہے ابن اثیر نے نہایت میں مسعودی مروج الذهب
 میں ابو بکر جو ہر شیء کتاب سقیفہ وفد کہ میں ابن ابی الحدید وغیرہ بہت علمائے اہل سنت متواتر خطبہ مذکور
 کو اپنی کتب میں باسانید صحیحہ نقل کیا ہے اور عرفان بصحت پس کیونکر رضا و عفو کا متوہم ہو جو اب
 ایسی بالاخوانی و لہجہ انی سے الزام اہل سنت کا ممکن نہیں سو اب ابن اثیر کے بقیہ اسامیہ شیعہ ہیں
 خواہ اعتراف صحت کریں یا اقرار غلطی انکی بات ہمہ حجت نہیں چنانچہ بیان اونکے حالات کا سابقہ گز
 چکا اور لکھنا اہل لغت کا معنی کسی لفظ کے جو کتب مخالف میں وارد ہو دلیل حجت روایت نہیں ہو
 سکتی اسلئے کہ موضوع ہر علم کا جڈ ہی لغویہ اس سے غرض نہیں کہ یہ لغت جس شعر یا عبارت میں آئی ہے
 وہ فی نفسہ بھی صحیح ہی یا نہیں اس کو غرض صرف بیان معنی یا محاورہ ہی و بس نقد صحت و سقم
 و طیفہ ارباب علم دین ہی چنانچہ اسی بہت بعض شرح و حواشی شیعہ کے متون اہل سنت پر ہیں
 و بالکمال اسلئے کہ یہ بیان بحث دین کی نہیں بناؤ علی ہذا اگر ابن اثیر نے نہایت میں یا صاحب قاموس
 قاموس میں مثلاً کسی ایسے لغت کو لکھا کہ وہ حدیث یا اخبار امامیہ میں روٹی اور صل او سکے معنی مجاور
 کا کیا تو اس سے صحت حدیث منکور کی لازم نہیں آتی سہذا جواب طولانی اس خطبہ طولانی کا صاحب
 از الیقین نے مفصل مثل لکھا ہے اور حال رضا و عفو جناب سیدہ کا اطر چہ ہی کہ ریاض نضرہ

ابن قتیبہ ہی تھا

عدم اعتبار قول اہل لغت و حجت و علم و ہدایت جناب فاطمہ علیہا السلام

مصباح الابرار

غضب فاطمہ کا براہِ نفسانیت نہیں

درج النبوة و کتاب الوفا یعنی شرح مشکوٰۃ سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر بعد اس قصہ کے جواب
 سیدہ کے گھر گئے اور غرض خواہی کی وہ خوش ہو گئیں اور فصل الخطاب میں ہے کہ ابو بکر و زبیر و زید
 و جویہ بن کثیر سے ہے اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہاں تک کہ راضی ہوں مجھ سے بہت رسول خدا
 پس آئی علی اور تم میری فاطمہ کو کہ راضی ہو وہ راضی ہو گئیں اور طبری نے حجاج الساکین میں کہا
 ہے کہ جب ابو بکر عذر کرنا لگے خاتونِ نبیؐ فرمایا اتول افضل فیہا کہا کان الی رسول اللہ
 لیفضل فیہا معہذا کہ ایسی کیا حالت رکھتا تھا کہ جناب سیدہ سبب اس کے کہ در و کینہ سے گزر
 کرتی تھیں اس کے استدلال حسن بہت جناب سیدہ بنتِ رحمۃ اللعین سے کافی ہے اور سی روایت صحیح
 تحفہ میں ہے اسے طبرح مصباح ابو بکر و جناب سیدہ کا ملل المرائع حق یقین سے ثابت ہے تو
 غضب حضرت فاطمہ کا مثل غضبِ خدیجہ اور دیکھئے براہِ نفسانیت میں متواتر احادیث نبویؐ اس پر
 گواہ ہیں آنحضرتؐ فرمایا میں غضبہا فقد غضبنی و یوفی فی ما اذا ما وان اللہ فی غضب غضب فاطمہ
 انتہی حاصلہ جو آپ غضبنا ایذا و مصداق متعدی ہیں لازمی ہیں معنی یہ ہیں کہ غضب میں لاء
 ایذا دینا چاہیے نہ یہ کہ غضب میں آگے متنازی ہو جاوے اور غضب الہی غضب فاطمہ کو سماجی جہاں
 غضبنا ہو تو ابو بکر فاطمہ کو خدیجہ میں نہیں لگا اور نہ ایذا دینا چاہا وہ خود براہِ بشریت کمزور
 ہو گئیں پھر گذرین اور خوش ہوئیں جو اندوہ و مفہوم میں فرق نہ کرے وہ حق ہی اور اگر غضبنا
 فرض کریں تو مثل اسکے بلکہ مع شئی نادر جناب امیر سے بھی نسبت جناب سیدہ کے وقوع میں آجی
 علل الشریح شیخ الطائفہ محمد بن بابویہ قمیؒ میں لکھا ہے کہ جب حضرت امیرؓ نے نسبت اپنی ستم
 دختر ابو جہل کے چاہی جناب سیدہؓ آزر دہ ہو کر روتی ہوئی یا سب کے گئیں اور نکلیت کی آنحضرتؐ
 نے ابو بکرؓ و عمرؓ کو بلا کر حضرت امیرؓ سے فرمایا یا علی ما علمت ان فاطمہ لفضیلتہ منی و انما نہما
 اذا باقتدازانی اور مقتدر میں امامیہ نے حق طعن حضرت امیرؓ کے بیان کیا ہے اسے طبرح کہا
 خفا ہو کر خاک مسجد پر جا پڑی جب آنحضرتؐ نے سب اس کو پاؤں چاٹنے کے کہا غاصبہ فحش اس کے
 آزر دہ کی جناب سیدہؓ کی اور کنارہ کشی بابت عدم دخل ہی بمقدمہ ذکر نسبت جناب امیرؓ کے

کتاب امامیہ سے ثابت ہے اس طرح بابت التفات کمزیر جیشیک کے پس چ طعن اس بابت ابو بکر واری
منصفانہ صاف اس کے جناب میر پر وار و ہوتی ہے فاما جو اگر فوجو اپنا علاوہ اسکے قرآن شریف
سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ حضرت ہارون پر غضب کیا یہاں تک کہ انکی وارثی پر بھی باوجودیکہ
بنی و برادر یعنی کھان تھے اور یقین ہے کہ حضرت ہارون نے قصہ انکے غصہ کہ انکا نکلیا ہوگا اسلئے کہ
بنی کا غضب میں لانا کفر ہے لیکن موسیٰ غصہ کہ نہیں شہین پس اگر غضب میں جب کفر ہو تو چاہے
کہ حضرت ہارون اس وقت منصف ہو صفت کفر ہوئے ہوں نعوذ باللہ لیکن آپ کا یہ جواب
دیکھ کہ قرآن کتب اہل سنت ہے اور روایت سنی شیعی پر بحث نہیں کمانی حکمہ عہد اومان غضب
بین المعصومین تھا اور یہاں دونو معصوم نہیں اور نہ قصہ اخضا اب ایذا تھا اور جس صورت میں فاطمہ زہرا
نزدیک شیعہ داخل الطہیت نہوں کما حقہ فہما غی تو پر لغضاب ہی انشاء اللہ تعالیٰ مضر ہوگا
کہ الشیء اذا اتفق تقی بلو ازہ قولہ شیخ عبد الحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں لکھتا ہے الخ جواب
یہ ہے کہ کمال ہے جسکو آپ نے ملا عوام وغیرہ سے نقل کیا تھا اور جواب اسکا گزرجکا اور شیخ نے بعد اسکے
کلام طویل لکھ کے حل سے کمال لکھ لیا ہے اسکو آپ نے کیوں کر نکلیا کمال کو لینا اور اخل
چوڑنا کام تھا ان فاما باز کا ہی محمد ایہ کمال اس قسم کا ہی جس طرح تدارض و ایات و اخبارات
و احادیث ہوتا ہے اور اسکی تطبیق و تاویل کرتے ہیں نہ ایسا تا قضا کہ موجب کفر و اسلام کیلئے
اسکو کوئی اسباب طاعن و مثالب میں نہیں جانتا اور دنیا عقیدہ و عمل کی نہیں کرتا جو ایسا سمجھے وہ
حال ہی طریقہ علم و فہم سے قولہ و تقریر تحفہ اثنا عشر کا باب غلوک میں تفصیل تمام علی اثنا عشر
اجوبہ تحفہ میں لکھا ہے منہا علیہ حج الیہ جواب وہ یہی اولہ میں جسکو آپ نے زبیر رقم فرمایا یا اور کچھ
اگر یہی ہیں تو جواب و کلام ہو چکا اور اگر انہ میں تو انکو بیان فرمائے حالانکہ اجوبہ جواب لکھا ہوا
تحفہ میں کوئی دقیقہ رد و قبح امامیہ کا باقی نہ رہا اور لطائف شیعہ عین یقین سے مرتبہ ہیں
کو پہنچا حاضرین ذرا انکو بھی مطالعہ فرمائیے اور خطوافی اوٹھائیے نرمی تقیہ تو یہ کی ہے
ہر دم تحفہ کا نام لینا چوڑا مونہ بڑی بات ہے قولہ بڑی بیل عبد العزیز کی یہ ہے کہ اگر ابو بکر

خفا ہوتا ہو گا کہ اروان علیہ السلام

اشکال عقائد

از تقریر تحفہ اثنا عشر

بخال نہ کرنا مرفعی علی کا ذکر کر اپنے عندنا امت میں

کتاب سترہ اعلیٰ بالیون نالی میں

فدک کو مضبوط کیا تھا تو علی مرتضیٰ نے کس لئے اپنے عند خلافت میں اس کو بحال نہ کر دیا جہاں یہ رکھا گیا
 کہ فدک باگہ خلیفہ طہمین تھا اور وہ بعد چہرہ سینے کے انتقال فرما گئے ہیں واپس کس کو کرتے اور وہ
 جناب سر صرف نے مطالبہ کیا جو اب عبد العزیز نے اس دلیل کو معظم ادا نہیں کیا ہی محض کیا
 انفرامی سوزا جو اب صواب کا جسکے لئے ارتکاب اس فقرہ کا کیا ہی کہ معظم ادا کو این بہت یاد دہا
 ہی اسلئے کہ جب فک جاگہ فاطمہ میں ہوا اور بطور میرا میراث یا ہر دو اور کو مینا تو بعد فاطمہ کے حتی
 ان کے ورثہ کا ہوا وہ مطالبہ کریں یا نہ کریں عدم مطالبہ سے استحقاق باطل نہیں ہوتا حضرت
 امیر نے ہی ایک عمر و راز تک کہ بقول لکھے چوبیس برس کئی مہینے سے مطالبہ اپنے حق کا کیا
 بلکہ بقول سامی قیامت پر چور بیٹھے تھے لیکن جہوت موقع پایا چٹا پنا حق لے بیٹھے تو کیا
 کہ اپنا حق تو لیں اور سنیں کا حق بعد رنگ یعنی عدم مطالبہ ندلاوین اور انکو حاجت مطالبہ کا
 تھی کہ خلافت گھر میں آئی لیکن حضرت امیر کو لائق تھا کہ واسطے اثبات استحقاق و محنت خودی
 سیدہ علی رسول الشہاد اور کو حوالہ دینا فاطمہ کے دیتے کہ دشمن جلتے اور دشمن خوش ہوتے
 و لیکن جب یا اور نلیا تو معلوم ہوا کہ اوکو حقدار نہ سمجھا اور مہر کو صحیح سمجھا تا چھ غلط فاطمہ و عباس
 جب فک کو حوالہ ائمہ متاخرین کیا تو انہوں نے بکلفت لے لیا شوہر علی مجلس میں لکھا ہی کہ اگر
 بن عبد العزیز فک کو حوالہ امام محمد باقر کیا اور انہوں نے لیا اور انکے پاس لیا تاکہ کہ خلفاء
 عباسیہ پھر چین لیا پھر سال و صدت میں حکم مامون عباسی قثم بن جعفر نے حوالہ امام علی رضا
 کر دیا اس طرح پھر متوکل نے لے لیا اور معتقد نے پیر دیا پھر مکتفی نے لے لیا پھر مقتدر نے پیر دیا
 علی ہذا القیاس جناب بکر بھی دینا تھا لینے لینے کے وہ محتاس تھے حالانکہ گئی چیز کے ملنے کی دعا
 خوشی ہوتی ہی قول غزالی نے مقالہ رابع کتاب سترہ العلیین میں لکھا ہی الخ جو اب یہ کتاب
 غزالی کی نہیں ثبت العرش ثم انفس اور امامیہ کو بھی اسکا اعتراف ہی چنانچہ مومن جالسی نے
 شہاب قب میں لکھا ہی وفد انکو محض حقین کوں رسالہ مذکور ثبت نعلہ کہ کتابی اول عمرہ درج
 تفصیل اس شخص کی ازالہ نہیں میں لکھی ہی محمد اشوہری مفسر علی مجلس میں غزالی کو شہید

حالانکہ عبارت منقول کو دلالت غصب خلافت پر نہیں غایۃ فی الباب یہ کہ بعض نے حسبِ یاست و
 جاہ سے خلاف کیا سو متذوق اسکے معاویہ بینِ خلفائے ثلاثہ اور فتاویٰ متاویہ کی موثرانہ نقیض
 و حسبِ یاست و امارت نزدیک اہل سنت کے بھی ثابت ہے فی فلم یطعن الدلیل علی الدعوی قولہ عبد العزیز
 تحفہ میں واسطہ سبقت منظرہ کے جودت طبع سے کہا جی کہ رسالہ سر العلین تصنیف غزالی نہیں
 اسراہکار سے کچھ منفعت نہیں ہوتی اور سنو کہ بھی مانند غزالی کے گفتگو کی ہی اور سکا کیا جو اب
 ہی جو اصحاب اور سکا یہ جواب ہی کہ مع حق شناس دلبر خطا نیست یہ عبارت بشرح مقاصد
 تفسیر جودت طبع سے مانند کلام غزالی سمجھا ہی اور سکا کہ مناسب اس سے نہیں چہ جائی ہائے
 متعذرات نہایت خیانت و تحریف کے ساتھ نقل کی ہے چنانچہ نقل صحیح اراک لغین میں بھی ہی اور
 مقابلہ سے معلوم ہو گا اور جمع عین کہ نہو ناسر العلین کالیف غزالی الہی عبارت سے بھی حاصل ہوا
 تو پھر تعریض جودت طبع بابت اور سکا کہ طوف صاحب تحفہ کے معلوم نہیں کہں دی سی
 قولہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتا ہے الی قولہ لکنہ فہما و فیکہ بری جو کہ اس چائل کے کلام
 پایا جاتا ہے پوشیدہ نہیں کہ راہ تفکید سے اپنی عبارتیں عمداً ضبط کیا ہی خود معترف ہی کہ
 بعض اصحاب نے حق سے سچا و کیا اور خطایم و منقہ کر پہنچے اور باعث اور سکا حقد و عناد و حسد
 طلب ملک ریاست تھی اس لئے کہ ہر صحابی معصوم و بے خیر موموم نہیں مگر علیؑ ازراہ حسن
 تاویلات کہیے ہیں اور اس طرف گئے ہیں کہ صحابہ ضلالت سے محفوظ ہیں اور یہ تاویل محض واسطہ
 عقائد سلیم کے حق کبار صحابہ میں ہی یہ کہہ کر دامن چنا اور ایٹا تیز و وزیرہ وزیر آخری پر نیزہ
 برف سہام کلام بنایا انج جو اب عبارت تفتازانی اگرچہ جگہ بجذت ماقبل مابعد حسبِ حال
 و نا علیہ دریافت نہو سکے منقول ہی اور وہ بھی غلط سلسلہ تبدیل و تفسیر الفاظ سوا اینہ دست
 حکم الاسلام یعلو ولا یصلی ہنوز مخالف مذہب اہلسنت نہیں اس لئے کہ حلال و سکا جو اپنے
 استبرکہ کہہا ہی صرف معاویہ بن ابی سفیان پر صادق آتا ہے ذرا اور صحابہ پر موعود یہ کی خطا و
 بظاہر سکا کوئی منکر نہیں و لکن شارح نے صاحب کبیرہ پر اطلاق کفر کا نہیں کیا اور نہ جالبیر

طعن بر صاحب تحفہ

حاصل عبارت تفتازانی در بارہ صحابہ و وزیر

کہ بعضی فیاضی اور زرقنا نامی نے اس عبارتین اور دلیل اس بات پر کہ مراد ہجرت معاویہ بن
 زاور کو نہی عبارت مذکور ہی اس لئے کہ محدثین الفاظ ہی واقع میں اصحابہ من المجادات والاشاہد
 الخ اور جبار و شاجرہ سو معاویہ اور کسی ساتھ جبار امیر کے نہیں کیا پھر اپنے مابعد میں اس
 ساری عبارت کو خلفائے ثلاثہ پر ڈال کر مطاعن جنین وغیرہ پر نور کیا یہ خط کہ تاویل القول بہا لافری
 القائل ہی کہ کما ہی انکو یہ منظور تھا کہ قننا زانی باوجود حنی ہو نیکی نام خلفاء راشدین کا بالخصوص
 لیکن مثل معاویہ نسبت ظلم و فسق کی کہ خلاف نقل و عقل و واقع و خارج ہی طعن اونکے کر مکتبے اور
 انکے نزدیک انکی عبارتیں عمدۃ الخطبہ ہوتا سبحان اللہ جوعبت غایت ہولیت سے محتاج ترجمہ نہیں ہی
 اپنے ترجمہ ناقص کہ کہ نکتہ نہ منوں و قیصر کہ شاہ خطبہ مد تہیرا یا اس خطبہ کا کچھ ٹکڑا نہی صریح جہت
 بانہ کہ علو کہ وہ کما نہی قابل مخصوص جہوت کہ آخر عبارت مذکور میں صریح نام نہی کا لیا ہو تو قریب جلی ہو جو
 مقصود ہوئے معاویہ پر عبارت اول سے قورہ شیطان ہے جینک طاعت حضرت سبحانی کی مکر و ہر ہر
 اور جب عدول حکمی کی ملعون ہو اس امر ہی بلعم باعور جب تک مطیع حضرت موسیٰ سے مشغل تھا کما کہ
 تے جب پھر گئے عمل و کما بعد گیا ہی طبع جو لوگ اشرار و غیر العباد و منکر ہوئے اور کما نہی نہیں
 کیا خائب غاسر ہے جواب تحقق ان مثالوں کا مخصوصی اثبات اخلاص و تبدیل حکم نبوی پر نسبت
 و اولیس فلین ہرگز کوئی حکم نبوی بابت وحی ہو مقضوی کے ثابت نہیں جس پر تفسیر کفر اہل اسلام
 سچا کہ آیہ نہ مراد اہل انحراف سے کون لوگ ہیں صحابہ کبار یا خاص و یا اگر سب امین عموماً تو ہم نے اہل ایم
 پیالہ ہونا جبار امیر کا ساتھ خلفائے ثلاثہ کے و نو تفتیہ اجل البیہیات ہی اس طرح افتد اگرنا ساتھ او
 احکام و صلوات و زکوۃ وغیرہ میں حالانکہ اطاعت کفار کی امام معصوم پر جرم ہی فابن ہذا مناک
 اور اگر معاویہ مراد ہیں تو جبار امیر سے اونکو مراد ہر مسلمان فرمایا ہی اور من طعن سے منع کیا کما کہ
 دلیل اسلام کافی ہی حالانکہ خلفائے امام نزدیک اہل اسلام کے جب تک سکندر و ریتا دین کی نہی کفر نہیں
 معاویہ جو حال صحابہ کو حال شیطان سامری و بلعم باعور پر قیاس کے و ذابن ہی ملحق نہیں ہی
 قیاسات شیطان ملعون ہو اور ایسی ہی فن فریب سامری وغیرہ منصوص الصلوات ہو

مثال شیطان جبار امیر و اہل انحراف

شعر چون خدا خواهد کہ پرده کس دروہ میلش اندر طغی باکان بروہ قولہ طلبک ناخضر کا قلم
 و قلم اس کے اور مانع آنامر کا اور بیہمانیہ کن کا خلافت برابرہ غلبہ و قہر و غصب کہ ناسخ سیدہ کا اور طلب
 کرنا بیعت کا بجز علی رضی سے اور آٹا ناعمر کا لکڑیاں و خط حلائے دروازہ الہیہ کے کتب معتدہ مثل
 و نخل و تاریخ و اقدسی و طبری و ابن قتیہ و غیرہ سے صحت واضح ہی انتہی صلوہ جواب پاسخ
 سب کا معین ہیں مسبق ہو چکا ہی حاجت تکرار کی نہیں صرف جواب ہر کم کشی کا بانی ہی معلوم
 نہیں کہ کتب کو درہمیں اسکو کونسی کتاب سے آپ ثابت کرینگے کہ اسکا جواب یا جاوے اسلئے
 کہ طبری و ابن قتیہ شیعہ ہیں اور مثل خود غیر وہیں ہیں میں موجود نہیں سہذا جواب اسکا تحفہ میں
 مفصل لکھا ہی اگر آپ نقل عبارت کرتے تو ہم بہ ہر قوم روایت کرتے انجگہ جواب حوالہ البحر الیہ ہی
 قولہ طبری و ابن قتیہ جواب ہر دو شخص خود و شخص ہیں ایک ایک ہی ایک لکبر رافضی چچ
 صاحب تحفہ نے لکھا ہی کہ ابن قتیہ و ابن ایک ہر اسم میں قتیہ کہ رافضی غالی ہی دوسرے
 عبداللہ بن سلم بن قتیہ کہ کسی ہی کتاب المعارف اصل میں ناظر ایسی اخیر کی ہی لیکیں اور اس میں ہی
 ہی اپنی کتاب کا نام معارف رکھا ہی ناہستہ حاصل ہو اس طرح محمد بن حویر طبری و دیگر اکابر
 بن جریر بن ستم اہل شیعہ صاحب کتاب الايضاح لمرشدہ و امامت دوسرے محمد بن جریر بن
 طبری ابو جعفر صاحب تفسیر تاریخ کبریا منت میں ہی انتہی آور نیز کہ یہ بجاہ و چچ میں لکھا ہی کہ یہ
 کتاب یعنی ابن طبری بہت عزیز الوجود ہی کہ کسی کو اور کتا نسخہ میسر نہ ہی اور جو نزدیک لوگوں کے
 مشہور ہی مختصر اور کاپی عشرات مساطی شیعہ سے اور کہ پیشنا دم میں لکھا ہی کہ بعض روایت کو
 موافق مذہب اپنے کے تاریخ علی بن محمد و علی ابی الحسن مساطی شیعہ جس نے تاریخ طبری کو مختصر کیا
 اور او میں بعض چیزیں برائیں اور سبب انتہا تک مشہور و رائج ہوئی قبل کرتے ہیں اور
 ہیں کہ روایتیں تاریخ طبری میں لاکھ اصل تاریخ میں اون روایات کا نام نشان بھی یہاں ہیں اور
 اس مختصر سے جسکا حال مذکور ہوا ہے موخر میں اہل سنت کی مادی ہی اسلئے کہ جو کچھ ازین
 دیکھتے ہیں اور کفر و بطلان اصل کے کہ تہذیب انتہی علاوہ اسکے قاضی فراموش ہے قتیہ غلیظ لکھا

مطالعہ بحر احسان علی اللہ

تحقیق حال طبری و ابن قتیہ

بن کسبات پر کہ تاریخ طبری شافعی کہ نزدیک اہل سنت کے معتبر ہی بلا وجہ میں نہیں آئی اور ترجمہ ہوا کہ
 جو ہی مختصر ہی اور کم مواضع حدیدہ حقائق میں بے اعتبار قرار دی جائی از اجماعہ مطاعین عمر میں لکھا گیا
 انا اعلیٰ بالایمان العظمتہ انہ لم رتاریخ الطبری الشافعی العتبرین علما اہل لستہ الذی وصفہ بانہ
 عنہ من مجلد اولہ ادا والتاریخ الفاضل المتداول المشہور بین الناس بانہ تاریخ الطبری فی الاعتقاد اور
 مطاعین عثمان میں لکھا ہی تم اعلیٰ بالایمان العظمتہ انہ لم رتاریخ الطبری الشافعی العتبرین علما اہل لستہ الذی وصفہ بانہ
 البعید من نسخہ شیخی و ما شہد بہ من الناس من الجلدۃ الفارسیۃ الموسومۃ بتاریخ الطبری غیر ذلک
 التاریخ فان لک علی ماصحوا یہ مبلغ ششہین مجلد انتہی استیضاح اور نگاہ لکھا ہی وہو لم یصل الی انہ
 اسی الطبری لندہ فی بلاد العجم خصوصاً فی زمانہ انتہی پس جبوت کہ بیان نسخہ و اعتراف قاضی ہے
 ثابت ہوا کہ تاریخ طبری شافعی جو نزدیک اہل سنت کے معتبر ہی نسخہ او سکے بلاد عجم میں نہیں
 اور نہایت نادر الوجود ہی اور جو مختصر کہ تاریخ طبری مشہور ہی غیر معتبر ہی پس معلوم نہیں کہ اپنے
 اس طبری شافعی کو مان لکھا جسے مطاعین نے کفر نقل کئے حالانکہ ہم قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ
 اپنے مختصر فارسی طبری کو ہی آج تک اب میں نہیں دیکھا اگرچہ جامع اور سکا اچھا ہم دیکھ ہی چکے
 اصل طبری کی اور قاضی شومستری مدعی رویت کو کذاب لکھا ہی کما مشر اور اپنے اس طرح اور سکا حال
 کیا ہی گویا خود او کو بچشم سر دیکھا ہی اصغر عین دیکھے بقول قاضی حسب احتیاق کون حق لکھا
 ہی قولہ حرام کرنا ششہین و متعہ النساء کا اور موقوف کرنا حی علی خیر العمل کا اذن بقول عثمان بن علی
 عہد رسول اللہ انما حرمن انہی عنہن متعہ لکھج و متعہ النساء و حی علی خیر العمل تحریر تفتازانی سے ہے
 شرح حصنہ وغیرہم میں اور مقرر کرنا نماز تراویح کا ساتھ جماعت کے رمضان میں اس جو اپنے
 اس قول عمر کو کتب اہل سنت میں نہیں لکھا اور نہ ششہین شرح حصنہ میں بلکہ رسالہ متعہ مجتہد کوفہ
 بخبات سر دیکھا ہی اصل عباد مومی البیہر ہی وجہ سوم روایتی ہے کہ شارح اصہبہانی و علامہ قزوینی
 در شرح تجرید و علامہ تفتازانی در شرح مقاصد و باب مطاعین کو ششہین ان عمر سعد المنبر و قال انہ
 ثلث کن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انہی عنہن متعہ لکھج و عاقب علیہن متعہ النساء

و متعجب و حسی علی غیر العلم این کلام چنانکہ سے معنی ظاہرست ورنیکہ تا سخ لعین احکام بیان خلیفہ ثانی بود
 اتنی بلفظ عمدہ و جمہور جانشی سے بھی اسکو صحت سے نقل نہیں کیا بلکہ باعتبار بیاض و بھینسی انتساب طرف
 کتب کر کے کر دیا چنانچہ اسی جرح سے عین اثر اسکا شرح طواع اصفاہانی میں نہیں آور تو شجی نے جو کہنا
 سو بطریق شیعہ کلام طوسی لکھا ہی نہ اسطر جرح کجبت ہونا اور کا المسند پر لازم آو اور نقض از ان
 شرح متعاصد میں جانب و حین خلافت عمر کہ شیعہ میں نقل کیا ہی پھر اسکا جواب شافعی دیا پس نسبت
 اس روایت کی طرف علامہ مذکور کے بدون اشار اس امر کے کہ یہ نقل اپنے علم کی ہی یا مخالفین سے
 واسطے جواب ہی کے دلیل و قاضی عناد صرف ہی چنانچہ اسی جرح سے روایت مذکور باقظا کس کتب
 حدیث میں موجود نہیں اور جواب نقض ثانی بالما و علیہا شکوک عمر میں منقول ہی اور دلیل طح کی قریب
 رسالہ متعہ مجتہد جانشی سے یہ ہی کہ اپنے نام شیعہ شرح عصمدیہ کا لیکر بلفظ و غیر ہم اشار طرف
 شرح اصفاہانی و کلام توشجی کی کہ مندرج کلام جانشی ہی کر دیا کاشیہ سے قریب بعد ملاحظہ شکوک عمر
 کیا ہوتا غلط گفتہ بعد دیکھنے اجوبہ جواب جوابات اہل سنت کے بہت ہری بے شرمی سے ہر جگہ یہی
 ہی کہ کتب امیہ سے روایت المسند کو لیکر مقابلہ میں لکھا ہی اور جو اسکے جواب جواب سنوئے سے میں
 اور کچھ کام نہ کہا اور سپر یہ قیامت ہی کہ وہ عبارت ناخوہہ ہی یوسنی میں لکھی اوسمیں بھی تصرف
 و کا ندرتی تغلب خناری کیا چنانچہ اوپر گذرا اور آوگا اذالم تغلب فاعلم قولہ عداوت رکنا شیعہ
 سے جیسے استخراج کرنا عثمان کا ابو ذر مدینہ سے طرف زبدہ کے سبب محبت جناب امیر کے اور ناچار
 یہاں تک کہ انکو متفق ہو گیا استیطاح اور محبوب اہل بیت ذلت دنیا اور عارف اور عارفینہ کا بند کرنا اور مارنا ان
 مسعود کا یہاں تک کہ پہلو کا ٹوٹ گیا اور حکم بن العاص طرید رسول خدا کو مدینہ میں بلانا اور قروان کو غلا
 میں داخل کرنا اور ولید عنید کو صاحب اختیار بنانا اظہر من الشمس ہی استیطاح قصہ قتل لک بن لویذ کا
 ہاتھ سے خالد بن الولید کے اور تصرف میں لانا خالد کا زن مالک مذکور کو اور سواخذہ نکرنا ابو بکر کا ان
 شیعہ دلائل طاعہ و براہین قاطعہ میں خلافت ثلاثہ پر سب جواب پاسخ ان سب مضامین و کلام
 و ہفت و اباطیل کا تحفہ اثنا عشریہ میں تفصیل تمام موجود ہی سمند اسوجہ استعجاب یہ امر ہی کہ اپنے

دلیل قرائن و تفسیر

طالع محمد بن ابی بکر

بیان ختم کو واسطے ذکر تہذیبی مطلقاً نکتہ کے اہل بیت وغیرہ پر منعقد کیا تھا نجلہ اسباب تہذیبی مذکور کے
آخر بیان میں اس جگہ حرام کرنا عمر کا مستحق و منعقد نشاء کو اور زون کرنا حی علی خیر العمل کلام اور اس کے
کرنا تر و مع سماج کا بھی کر گیا ہی معلوم نہیں کہ مع ان امر میں اگر باہر ثبوت کو کونچیں الہیت پر کیا تہذیبی
ہوئی اور کون سا حق اور کام مقصود ہو افتد و لومنی تفصیل اسکی جلد نہایت ہو کہ مع ان الہیت چشم
دو کون آواز ہیں اس میں وجہ تر تیب کی کہ پہلے اپنے مطاعن کے لئے پھر عثمان پھر ابو بکر اب تک
نہایت ہر شے کو اس میں سچ میں کہا نکتہ دقیق ہی عقد وہ اسکے جواب میں ان مطاعن کو بطریق اولیٰ و مسلاوی
کلام میں اور ان کا اور قریب طرف ذکر و لامل طالعہ و برامین قاطعہ کے جسے آپ کا ثبوت کرتے ہیں مطلق
نفرمائے اسلئے جسے ہی مائشہ کچھ کم اور بعضی برکیا طعن سے نہ کہا بلکہ حوالہ کہ کتاب پر تہذیب
کی جس کا جی چاہے وہ نہایات صاحب منتہی الکلام و ثبوت عمر و غیرہ میں متناقص فرما اور عجیب
قدرت الہی مشاہدہ کرے اس میں عمل شدہ بلبل و سر و شدہ فاختہ امین من بہرنگی اللہ انہو سافندہ
قولہ اور شل عبدالعزیز وغیرہ نے کہ اپنے زعم میں جواب ان امور کے لئے میں رد و ایک فقرہ
او کی کتاب کی جواب میں لکھا انا شریفہ بر جہ و جیہ لکھے میں جس کا جی چاہے متناقص کرے جواب فقط
عبدالعزیز وغیرہ سے باقر اسامی امت ہو کہ اور علما راہستہ نے بھی مثل حصہ تحفہ کے جوابات ان
امور کے لئے میں لکھیں اگر اوں جو انہوں کام نہیں اپنے اعتراضوں کو عرض ہی گوئیہ جواب الہی
اوس کے موجود ہوں اور علما انا عشر نے جو رد او کی تقریروں کا لکھا ہی اپنے کچھ قواعد میں بطور
مشتمل نمونہ از حواصی اس مقام میں بطور مہیا اعارہ یا اجارہ لطف فرمایا ہو تاکہ اوس سے عجز الہست
ثابت ہوتا خیر اب عنایت کیجئے کہ اہل نظر منتظر میں قولہ جو رد تہذیبی و غلات و ستم نبی امیر و نبی عبا
پایان نہیں ہے نیز تاکہ کبھی سبیل حکایت کے مذکور ہو گا جواب یہ وعدہ چارم بھی برگز و فائز اور
موجود منتظر ہے شہر تیغ ہندی و خیر و می پنداز انہی انتظار کنند اب انتظار کیا کہ ایک خطا
و خطا خطا آخر اور خطا قولہ بیان دہم و رد فکر محلی سبب قیل لغویں جم غفیر حکومت دیگران
و اہل نشدن بعلی ابن ایطال طلبہ السلام جواب جو ہا بہر ہم قبول حکومت مرخصیہ کے اپنے

ظہن بکھا صاحب تحفہ

خلان و ملک شہید
جو قبول کرتے حکومت مرخصیہ

مابعد میں لکھتے ہیں دلالت اُنکے دعویٰ پر چھائیں غرائب عالم کون و فساد سے ہی وہ حساب پہنچیں
 کہ اگر اُنکے علم تاریخ کے پایا جاتا ہی کہ امیر المومنین سے بہت لوگ دگلیہ اور لطیفین ناراض تھے اور عداوت
 رکھتے تھے صو حقیق میں ہی کہ عثمان علی بہشتی ہر چند تفتیش کیا کوئی قبح نہ پایا غنیہ میں کہا ہی
 کہ آنحضرتؐ نے بخا طبع بریدہ صحابی کہ امیر المومنین سے دشمنی رکھتا تھا فرمایا یا بریدہ لاتقع فی حال لاؤنی
 الناس یکم بعد اور سند حدیث جنبل میں ہی کہ قال النبی لاتقع فی علی فانه منی وانا منه و هو مکرم
 بعد محب طبریؒ کہا کہ عائشہ علی سے عداوت رکھتے تھے اور چاہتی تھی کہ ذکر خیر علی کرے عینی میں
 ہی کہ نہ فری کہا ہی لاتقدر علی ان تذکرہ بخیر انتہی بالفاظکم ویکذا الذی انی معلوم نہیں کہ وجہ ربط ان تین
 کی ساتھ بیان کیا ہی اسکا پھر بیان کیجئے سمعنا روایات مذکورہ موضع مختصر ہی طحل میں اور موجود
 ہونا کسی روایت کا کسی کتاب میں دلیل صحت روایت کی نہیں ہو سکتی والاقرآن شریف میں آیا ہی
 لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَاَنْ لَّكُمْ لَافْغَةٌ وَلَنْ تَاُولَ الْاَثَرِ وَاَدْخَلُوا الْاَبْوابَ جَهَنَّمَ حَاكِرِينَ فِيْهَا وَغَرَضُكَ مِنَ الْاَبْ
 الکثیر یہ ہی بخیر بیان ولاحق دلیل ترک صلوٰۃ و عدم مغفرت و عدم میل تبو عوم و دخول جہنم
 اسکا کیا جواب ہوگا شہر از کرامات مجتہدہ عجیب کہ ششاد شہید گفت بابا ان سہت ہذا لکھو واسطے
 الزام اہل سنت بلکہ جمیع دین و آخرین شہید کہ یہ نسخہ خوب تہ لگ گیا ہی کہ جس ولایت موضع مرقہ
 کو چاہا پیش کر دیا اور کہید کہ غلامی کتاب میں کہی ہی اگرچہ بقید وضع اسی کتاب میں یا اوسکے غیر میں
 مرقوم ہو نفوذ بالتدسین غضب اللہ علیہ اخبار مرقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ سے سیف اللہ السلول
 کے غزوات و سارگین قریب دس ہزار ضادیہ کفار کے دار البوار میں گئے اور ظاہر ہی کہ وہ اکثر
 عشاہ و اقارب صحابہ کے تھے ہر چند لوگوں نے کفر و شرک چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا تھا مگر
 جس وقت کہ نظر غلام دین پر کرتے تھے خون اونکا جوش میں آتا تھا اس سبب سے برادر رسولؐ سے
 دین کیہ نہ کہتے تھے جو اب اصل طعن مخترع قاضی صاحب حقائق و ابن قیمیؒ کی ہی سودہ
 دس ہزار ضادیہ کفار جبکہ جناب امیر نے دار البوار کو بھیجا تھا اگر اقارب و عشاہ صحابہ تھے تو وہ
 کون لوگ تھے جبکہ ہزاروں صحابہ غزوات و سارگین نبیین و اصل جہنم کیا معلوم ہوا کہ بعد رسولؐ

حق کی تائید کے لئے اقارب صحابہ کو وجہ تفتیش کا بیان فرمائی

ایجاد کے سوا کسبیت اللہ سسلول کے کہنے قیام ساتھ اس عداوت عالمی مقام کے نہیں کیا
 و ہر بخلاف النفس والاجماع بالاجماع اور یہ قتل کو کفار کا اگر واسطے خدا کے اور اظہار دین کے تھا
 تو بعد قبول اسلام کے اب کیا اسکا سرچ تھا آخر تھا اقارب صحابہ کے مقتول نہیں ہر
 بلکہ قریش ہی کہ اقارب عشر مر قنوی تھے اونہیں ہلاک ہو چھوڑ دینے علی کی کیا ہوگی
 کہ سب کا ایک ساحال تھا علاوہ اسکے جو شمرن کا وہ وقت تھا کہ جہاں اپنے ہاتھ آتا وہ
 قتل کرنا پڑتا نہ وہ وقت کہ دوسرے کے اتہ سے بچ جاتے حالانکہ جمع زمین سمجھا ہے قتل آتا
 اپنے ہاتھ سے کیا اور یہ عمل بجا لا ہوں تو اس وقت قتل علی سے بنیاد عداوت قائم کرنا مستحب
 عقل و نقل ہی جلی نے فصل سوس تذکرۃ الفقہاء میں لکھا ہی لان ابابکر اور قتل امیر دوم ہر
 فنا اللہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم عرفی کہ قال علی علی قتلہ غیر انہی بحرفہ اور تفسیر مجمع البیان طبر
 و منج الصاوقین تفسیر ابوالحسن جربانی و تفسیر غرٹان عالی وغیرہ کتب معتبرہ طائفہ
 ثابت ہی کہ عمر فاروق نے آنحضرت سے کہا کہ عقیل کو حوالہ علی اور فاضل کو حوالہ امیر اور
 کہ حوالہ فلان کیجئے کہ ان کے کاٹن اس طرح قتل کرنا عمر فاروق کا منافق کو جس نے حکم نبوی
 عدول کیا تھا اور دوسرا حکم اسے چاہتا تھا تفسیر مذکورہ ثابت ہی بنا علی ہذا جب قتل کرنا
 صحابہ کا عشر اقارب کو بدست خود فجرا لا تاخذکم فاقہ فی دین اللہ ثابت ہوا اور معلوم ہوا
 کہ ان کو امضا امر الہی میں کس طرح جوش خنکنا تھا بلکہ حکم و الذین آمنوا شیوا حباً و شوق
 محبت الہی تھا تو اب قتل کرنے حضرت امیر سے کہ براہ خلوص الہی تھا نہ براہ نفسانیت و دنیا
 داری کیونکہ بعض عداوت بے وجہ حاصل کرتے اور اگر فرض کیا جاوے کہ خواہی شوخی اسی
 بابت دشمنی تھی تو حتی ساتھ اس دشمنی کے رسول خدا تھے نہ جناب امیر اسلئے کہ نشاء جباب
 و مقامات و تفضیح کفار کی فی الواقع آنحضرت نے جناب امیر کے شہر گرچہ شیراز کمان زمین گذر
 از کمانہ میز اہل نظر بلکہ عداوت مذکور ساندہ بار شیکا کے لائق تھی نہ ساتھ آنحضرت و جناب
 امیر کے اسلئے کہ حبایات صاحب اطہر مستقیم و حبیبی صاحب بارہ تالی نے

ایک سو بیس بار پیغمبر خدا کو آسمان پر بولا کہ ہر بار امر خلافت و ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہر مین تکبیر
 زائد الوصف فرمائی اور آنحضرتؐ کو موافق سوال ماسیکے کیا کچھ لیت و لعل اسبابین نکلیا یہاں تک کہ حجر اکبر
 مین جب جبریل علیہ السلام کئی بار آئے گئے اور قدغن شدید تو کیا یہ سخت آلا او سوقت بھی آنحضرتؐ
 خوں صباب بیان کر کے ڈرتے ڈرتے آخر کو یحییٰ پوری تمام خطبہ خم غدیر فرمایا پس اگر مہاجرین وغیرہ
 کو صباب میرے عداوت ہوتی تو بعد شہادت ذی النورینؑ کسلے ساتھ اونکے موافقت کرتے
 اور خود مقصدی امر خلافت ہوتے اور صباب میرے کون اپنی خلافت کو صوابید پر منحصر کرتے اور فاروق
 اعظم بعد کناح امام سین کیوں غاشیہ سپید الشہداء کو بازار مدینہ مین اپنے دو بیٹے لائے پھر
 اور عثمان بعد خدیجہ زہرہ تھوڑی اور مینے قیس کے کسلے او کو پھر میرے اور سعد وقاص بعد
 سے خبر قتل و ذلالت کے حسرت عدم محبت حضرت امیرؑ پر کسلے نادم جو چنانچہ یہ قصص علیہ السلام
 و جلال العیون و تجار الانوار و کامل بہائی وغیرہ مین مفصل مرقوم ہیں اگر یہ سب کیسوی اگر دیکھتے
 قتل و ہزار ذلالت ہی تو پھر بیٹہ رہنا ایسے زخام و سبب ذل و سلسل کا قتل مہاجرین
 انصار معلوم نہیں کس حالت تھوڑی شجاعت پر محمول ہو گا علی الخصوص جسوقت صباب سیدہ فرائین کے
 مانند جنین در رحم پرودہ نشین شدہ و مثل خانان و خانہ گریختہ مغویہ باشند ایسے حسن عقیدت سوائے
 امامیکے اور کسی کو نسبت جناب فرغام کے نہیں ع دوستی و جز خود دشمنی است قولہ یہ امر متفقہ
 بشریت ہی جناب سالت پناہ کہ فضل المرسلین مین بخاری وغیرہ مین لکھا ہی کہ جب جشی فاکل
 الشہداء حمزہ کا اسلام لایا اور حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ قاتل تھا چچا کا بی حضرتؐ فرمایا میرے
 سامنے سے چلا جاو اور برو میرے مت آؤ میں جبال خیر البشر کا یہ ہر قوم و سر و کس نفی اس
 حضرت کی ممکن نہیں جواب یہ قلیل لکھی بمقتضا بشریت ہی والا معلول سے او کو کو یہ علاقہ
 نہیں اسلئے کہ قطع نظر اسلئے کہ ترجمہ سامی موافق الفاظ بخاری نہیں ناخوشی غریبی و حسرت
 بنا بر قتل حمزہ تھی بلکہ بنا بر عدم مناسبت طبعی تھی اسلئے کہ اگر محمد و یہ کہ امت طبعی قتل حمزہ
 ناشی ہوتی تو ضرور جانبائے رب تعالیٰ سے منع وارو ہوتا حسب طح عبس و قولی ان جاءہ الامم و

[illegible]

افضل شيخ خير، جناب ميرزا محمد

اور ہمیشہ انہیں دوستی کے جہاد کو اپنے اختیار کیا تو یہ دونوں قسم فضل میں قسم ثالث ہے اور شیخین نے
 اس جہاد میں کہی مفارقت آنحضرت کی نہیں کی پر جہاد کا فضل ہی جہاد مرقضوی و جہاد زبیری و حمزہ
 و صعوب و اوطی و سعد بن عبادہ و سعد بن معاذ و تاک بن حریثہ معہذا اکثر سرا یا آپ کے بسوازی
 صدیق سر انجام ہوئے اور عمر ہی اس میں شریک تھے کما دلت علیہ التواتر کیس بشرط ثبوت رقا متقدم
 کفار ہی اس ثابت فضیلت ثابت ہوگی والا مفضل ہونا آنحضرت کا لازم آتا ہی نہایت یہ کہ ایک
 فضیلت کمال ہی ہو لایوجہ طرادرے شہر درازند دیوار و زمین زچانہ جوانان شمشیر و
 برکت قولہ دوسرے برابر کالات ظاہری باطنی امام کے کمال کسی کا حساب میں تھا اور قاعد
 کلی ہی کہ ہر کوئی اپنا فروغ چاہتا ہی اس سبب ہی اکثر لوگ آپ کو کیسہ پہنچتے تھے جو جہاد ثبوت
 کالات صورتی معنوی کے دو طریق ہیں ایک ضارح دوسرے متبع احوال اعمال تو نص شارع
 انامیہ محدوش کہا ہی اسلئے کہ لغرض متعارض ہیں جالانکہ تعارض و سوت ہوتا ہی کہ جب ہی
 لفظ حق میں دو شخص کے وارد ہو اور دونوں کی فضیلت پر دلالت کرے اور جبکہ ایسا نہ ہو بلکہ لفظ
 و عبارت جدا گانہ وارد ہوں تو اور سوت کچھ تعارض نہیں سو لفظ فضل مخری کی کہ نص ہی مدعا پر
 حق شیخین میں وارد ہی اور لفظ سیادت و احبیت و شرف کی حق مرقضی و فاطمہ و عائشہ
 میں آئی ہی اور معلوم ہی کہ یہ الفاظ دلالت نہیں کرتے فضل جزائے و کالات ظاہری و باطنی
 تحقیق میں کچھ تعارض نہیں دوسرے طریق کہ متبع احوال اعمال ہی منجملہ اس کے ایک جہاد ہی
 جسکا حال گذر چکا دوسرے علم ہی اسکا حال آویگا تیسرے تقویٰ ہی اور اتباع شریعت سو معلوم ہی
 کہ ابوبکر نے کہی خلاف مرضی نبوی کوئی کلمہ نہ کہا اور حرکت نہیں کی چنانچہ صلح حدیبیہ و اخذ فرا
 اہل ربنا ہمدل ہی سطر کبھی ارادہ اور کما مخالف ارشاد نبوی نہیں ہوا اور کبھی امتثال امر
 میں تہا وں و تقاعد و ارکما بخلاف مرقضی علی کے کہ بمقتدہ عزم کما حبت ابوجہل و تقیید بنا
 تہجد سورہ عتاب نبوی ہو چوتھے تصدیق و اتفاق ہی اور اس میں عدم مشارکت مرقضوی باہر
 اظہر ہی اگر کوئی جگہ کہے ہی تو عثمان بن عفان کو کہے کہ وہ العتبہ اس امر میں سابق تھے

کالات شیخین و فضیلت عثمان بن جبریل و طرادرے تقویٰ و شریعت

لیکن ہنوز شیخین کو اونپر براہ علم و زہد فضیلت ثابت ہی پانچویں عدم بت پرستی ہی کہتے ہیں کہ قسطنطنیہ
 کبھی بہت نہیں بچے بچلان دیگر اہل سونہو جنابت کا بنا بر صغیر حسن کچھ فضیلت نہیں کہتا کیونکہ
 بالاجل ثابت ہی کہ عمر رضوی تریسہ سال کی تھی سال چلم ہجری میں وفات پائی اور بعثت نہوی
 تیرہ برس قبل از ہجرت تھی اس حساب سے عمر رضوی اوسوقت وہ بکی تھی اور اس عمر میں
 خانہ نبویین پرورش پانے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشغول بت پرستی نہ تھے اور اطفال کا
 قاعدہ ہی کہ جو کام اپنے جڑوں کو کرتے دیکھتے ہیں وہی کام آپ بھی کرتے ہیں پس اگر عدم بت پرستی
 موجب فضیلت مطلقہ ہو تو لازمی ہی کہ جو مولود اسلام میں ہو وہ حضرت حمزہ و جعفر و مقداد و عمار
 سے افضل ہوشتم خلافت و حسن سیاست و کفایت حوائج ہی کہ فی الحقیقہ جامع جمیع اعمال
 اسلام ہی سوا اس امر میں فضیلت شیخین کی نہایت موضح سے محتاج بیان و برہان نہیں
 کہ اول فتنہ جلیلہ وفات نبوی ہو امر تہذیب و تمدن کو تہا اس واقعہ صعب میں کوئی شخص نہایت
 قدم زیادہ اہل کبر سے نہا انہیں کے حسن سیاست یہ فتنہ بالکل منتفی ہوا پھر بعد اوسکے جب قیصر و کورن
 مناقشہ منازعہ ہوا تو وہ بھی بحسن سیاست فاروقی ایسا تھا کہ ہر طرف سے اسلام غالب آیا اور
 فارس عراق دارالاسلام ہو گئی اور فقر و اسلام اخصیاء جنگلے اور ذلہ اونکے اعزہ ہو گئے اور
 سب آپس کا نزاع و اختلاف جاتا رہا اور سب گمشدہ بقارت قرآن و تفقہ فی الدین ہو گئے
 جناب امیر کہ انکے وقت میں ایک قریہ تک مفتوح نہوا اور سب خانہ جنگی و قتال و جدال کے مسلک
 کو کوئی کام نہ تھا قرأت قرآنی اور سب سادات دنیا دنیا ہو گئے جتنے طاعات و قربات سے سب
 پنجواہ حقا و کینیا جنگلے کہ سب کو شوا طعن کبر اسلام کے اور تحسین موجب بدگوئی یکدیگر کے کہ کام
 سائوین نہی بیان اوسکا آئیوا لایہ اس سے معلوم ہوا کہ شیخین کو فضیلت حاصل ہی جناب امیر
 اکثر کمالات میں مثل جہاد و تقہ و صدقہ و رہبر و تقوی و علم و طاعت خدا و رسول و حسن
 و خلافت وغیرہ میں اور انہیں امور کو شائع نے موقع فضل و خیریت ٹھیرایا ہی بنا علی ہذا
 یہ دعویٰ تھا کہ کسی کا مال برابر کمالات رضوی حساب میں نہ تھا بل بے اصل ٹھیرا قول تیسرے

مثلاً قدر و منزلت امام کے چشمہ سالام میں کسی کی قدر نہ تھی اس وجہ سے ہی مشہور عامر صحابہ جواب
 اگر وجہ و منزلت قدر و زیارت منزلت معلوم ہوں تو لاؤ میں گفتگو کیجا اور جنابا غریباً گفتہ کیا کہا جاو اگر وجہ
 اسباب سبق الذکر میں جواب و کا ذکر چکا اور قدر شیخین اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ انکے حق میں فرمایا
 اما وزیر امی من اہل الارض ابو بکر و عمر اخرجہ الترمذی اور فرمایا بدان سید اکمل اہل الجنتہ من الاولین
 الاخرین والا النبیین المسلمین فی روایت سید اکمل الجنتہ و شبابہا اخرجہ الترمذی اس حدیث کو جناب میر
 اور اس وراثت روایت کیا ہی اور جحد تو اتنے پہنچی ہی اور حدیث سعید بن مسیب میں ہی کہ تھے ابو بکر
 سچا وزیر آنحضرت مشورہ دیتے تھے رسول خدا کو سب امور میں اور تھے ثانی پیغمبر اسلام میں آوغارین
 اور دن بدر کے عرش میں اور قبر میں اور مقدم نہ کرتے تھے آنحضرت کسکیلو ابو بکر پر یہاں تک کہ جب
 وفات شریف قریب ہی تو انکو امام نماز کے عمو و سلام و فضل حال ہی مقرر فرمایا باوجودیکہ
 علی مرتضیٰ موجود تھے اور فرمایا لا ینہیں کسکیلو کہ ہوں و نہیں ابو بکر کہ امامت کے اوٹکی کوئی سوا
 ابو بکر کے اخرجہ الترمذی اور حال فاقہ فدویت شیخین کا یہ ہی کہ حیات و عاتقین جدا ہوئے
 اور سوا جہاد و حج کے کہی اہر وینہ متورہ سے نکلے اور جب انتقال کیا تو پہلوئی بنو میں سے
 اور یہ ایسی فضیلت و سعادت ہی کہ کوئی نہیں اپکا شریک نہیں اور یہ عابی حقین کا ذیل اسلام کے
 چنانچہ نزدیک اس کے دعائی باثور میں آیا ہی اصل لی عند قبر نبیک مستقر او قرار اعلیٰ ہذا القیاس
 اخبار صحیحہ شاہد مزید قدر و منزلت شیخین موجود ہیں حتی کہ ذہبی نے کہا کہ ہر تاد و چند شخص نے
 بالترتیب افضلیت شیخین کہ جناب میر سے روایت کیا ہی انتہی اور فی الواقع تقریر اس مسئلہ کی بہتر
 جناب امیر خاتم الخلفاء سے کیے نہیں کی اور نہ کوئی کر سکیگا کہ ع انما یعرف بالفضل من الناس
 فوہ بہ اعتماد کلی اہل سنت کا اس مقدمہ میں تصریحات مرتضوی پر ہی و بس ہر حید یہ روایت
 اہلسنت میں لیکن دلیل قدر و منزلت شیخین میں معہذا دلائل اس معاک کے کتب اباسیہ ہی نکل سکتے
 میں شراح پنج البلاغۃ فی لکھا ہی کہ جناب امیر نے معاویہ کو لکھا عمری ان مکانہما فی
 الاسلام عظیم وان المصاب بہا الحجج فی الاسلام شدید رحمہما اللہ و جزا ہما حسن باعولاد

اور صاحب خاق الحق نے لکھا ہے کہ ایک شخص مخالفت نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ آپ حق
 شیخین میں کیا فرماتے ہیں فرمایا ہا امان عادلان قاسطان کا نا علی الحق و ما نا علیہ علیہما
 رحمۃ اللہ لہم القیامۃ اور بوست علی استر ابادی رسالہ سناظرین اور قاضی شوستر نے رقمہ شریف
 کہ منقول ہی حیون اخبار الرضا لکھا ہے کہ حضرت سائے امام حسین صلی علیہ وسلم فرمایا کہ ابو بکر کون
 من بہت و عمر شہید من بہت اتھی لیکن شیخ اسکوتقہ برجل کر کے تاویلات بارہ
 کئے ہیں اور نزدیک اہل سنت کے تقیہ اندہ بھی ثابت مقبول نہیں حکیم سلامت علی خان مرحوم
 تبصرۃ الایمان میں لائل فضیلت شیخین صحت خلافت و اسلام ابو بکر و عمر کو کتب امامیہ پنجابی
 کیا ہے قولہ جو تھے جناب امیر امرونی دین میں بارہ رعایت سرگرم رہتے تھے یہاں سے یہاں
 برگراں تھا الی قولہ مغیرہ بن شعبہ نے عرض کیا الخ جو اب یہ دعویٰ خلاف تصریح امامیہ ہے
 کہ ان کے نزدیک حضرت امیر اپنے عہد خلافت میں بھی تقیہ کرتے تھے اور عمل بسیرت شیخین
 سار ائمہ طاہرین ہمیشہ تقیہ کیا یہاں تک کہ ایک عالم نے مناقبہ میں گرفتار ہو کر سیرت شیخین کو
 پسندیدہ سمجھا اگر جناب امیر سرگرم امرونی ہوتے تو نوبت اشاعت کفر و ضلال کی نہ رہتی
 اس عوین مسئلہ تقیہ ٹیل ہوا جاتا ہے منہج الفاضلین میں لکھا ہے کہ حضرت امیر اپنے ایام حیات
 میں بھی قادر تھے کہ افعال غیر مشروع و افعال افعال مرضیہ شیخین کو تنبیہ کریں خوف اعداء
 تقیہ کرتے تھے اور سناطاعت نہ کرتے تھے کہ تبدیل کریں انتہی اسطرح سپر تقیہ لکھا ہے آو
 مغیرہ بن شعبہ جسوقت صلاح دی تھی او سوقت جناب امیر خلیفہ ہوئے تھے اور یہ صلاح نیک
 تھی اسکے ماننے میں جو فتنہ ہوا وہ ظاہر ہی اور معلوم ہوا کہ اسوقت تک مغیرہ و جناب امیر تھے
 پھر حبیبیہ سے جاملے او سوقت ناصبی ہو گئے و فیہ المطلوب قولہ پانچویں فوائد دنیا و حصول
 نضارت دنیا کے کچھ خواہش نفسانی امام برحق سے مقصور تھی چنانچہ طلحہ و زبیر اسی سبب
 روضہ ہو کر پانچاٹھ صدیقہ کے چلے گئے اور لڑائی شروع کی الخ جو اب جانا طلحہ و زبیر کا
 پانچاٹھ کے اس سبب نہ تھا کہ رفاقت و اطاعت حضرت امیر میں دنیا نہیں ملتی تھی جمیع دنیا

گروہ امرونی ہونا جانا سیر کا

ہی کہ آنحضرتؐ زبیر کو اپنا حواری و ناصر فرمایا اور شفت الغدین بذکر جنگ جمل لکھا یہی کہ جناب امیر
 علیؑ کو شیخ المہاجرین اور زبیر کو فارس لیش فرمایا اور حال عدم خواہش فوائد دنیا و زخارف سخی
 سرا کا یہی کہ جناب امیر نے ضیاع و عقار وغیرہ بہت پیدا کئے اور ازراعی و باغات مسجد بنا
 بخلاف ابی بکرؓ کے کہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے پاس لاف و تہوا اور سکود اور رسول کی مرضی میں
 صرف کر دیا اور ضعف اسلمین کو خرید کر کے حبشہ بھجوا دیا یہاں تک کہ کوری کفن کے لئے پہنچو
 اور کوئی کشت زمین اپنے لئے سولہ لی اور بیت المال سے اگر بقدر ضرورت لیا تو جب غنائم سے
 ملا اور وقت اور سکود داخل بیت المال کر دیا حتیٰ کہ شافی مرتضیٰ و تصنیفات ابو جعفر اسکا کافی و فاضل
 ملائی و جیلانی الہامیہ ظاہر ہے کہ مہاجرین انصار صحابہ زہدین ابو بکر کو مقدم جانتے ہیں سب پر
 اور حال ہیادلی و علو ہمت و سیر چشمی ابو بکر صدیقؓ کا کتاب فتح اسبل جیلانی بھی ظاہر ہے اسطرح
 حال عمر فاروقؓ کا تھا حتیٰ کہ جمیع صحابہؓ اس بات پر گواہی دی کہ عمر ازہد الناس ہیں بخلاف جناب
 امیرؓ کے کہ جب انتقال فرمایا تو چار عورتیں چوڑئیں اور انیس لونڈیاں اور غلام و خادم بھی اور اولاد
 قریب تیس نفر کے اور ان کے لئے اس قدر اسباب میں چوڑ گئے کہ سب اب سکے غنی تھے
 پہنچ جس ہزار و سق تھرتے تھے سو ک غلہ فراغت کے وہ بھی ترک حضرت امیرؓ تھا بخلاف عمرؓ
 کہ بکری خاک پنچوڑا اور نیز زہد حقیقی اسکا نام ہی کہ نہ آپ لذت دنیا کی اوٹھا اور نہ اولاد و اقارب
 اپنے کو اس سے منتفع ہر نے سے سو حال ابو بکرؓ کا یہی تھا کہ طلحہ بن عبد اللہ سا بہتجا اور
 عبد الرحمن بن ابی بکرؓ سا بیٹا اور عائشہؓ سیڑھی انہیں سے کسیکو عامل نکلیا اسطرح عمرؓ نے بھی
 کسیکو نبیؐ عبد میں سے صاحب عمل نہیں بنایا مگر نعمان بن عدی کو سوجلد معزول کر دیا حالانکہ
 عدیؓ میں سخی بن زید و ابو جہم بن خدیفہ و تارح بن خدیفہ و معمر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن
 عمرؓ سے لوگ موجود تھے بخلاف مرتضیٰ علیؓ کے کہ انہوں نے عبد اللہ بن عباسؓ کو بصرفہ
 عامل اور عبد اللہ بن عباسؓ کو میں کا اور قثم و حمید بن عباسؓ کو مدینہ کا اور جعدہ بن مسعودؓ
 کو کہ خواہر زادہ حضرت امیرؓ تھا کوفہ کا اور محمد بن ابی بکرؓ کو کہ آپ کا ربیب تھا مصر کا عامل مقرر

حالیہ

حالیہ

کیا اور امام حسن کو غلیفہ سوچو یہ سب مستحق کو پہنچا لیکن اقارب ابو بکر و عمر میں سے بھی
 ان مناصب کے موجود تھے بنا علیہ پیشین کا او فوائتم تہا نہ مرقصوسی کہ محض انجا جان پر
 تہا نہ اقارب پر قول ایمان باز دہم در ذکر منافقین صحابہ و خبر دادن آنحضرت کہ بعد من بعض
 خواہند برگشت جواب قید جنس صحابہ معلوم ہوا کہ سوچا چند نفر کے باقی سب مومنین تھے
 مع انہم ضمنت ہست کہ عمر و رازنا بدہ اور مراد ابی بعض کے انجگہ لغو ذابا شد خلفا ثلاثہ میں
 صحیح اپنے او کا نام نہیں لیا سو یہ بات خلاف ثقلین ہی اسلئے کہ قریب نصف قرآن کے
 مہاجرین انصار میں وارد ہوئی اور شیخین بے شبہ و یمن داخل ہیں بلکہ فضل ان کے ہیں
 اور آنحضرت ایمان ابو بکر و عمر کو جا بجا ہمراہ اپنے ایمان کے مقرون کیا ہی اور کل
 کافی میں تصریح کی ہی برجان ایمان مہاجرین و انصار پر ایمان سائر امت اور نیز لصوص
 ایمان شیخین کے بیخ البلاغہ وغیرہ میں لکھے ہیں بلکہ کتب صحیحہ امامیہ میں کوئی قول وحدت
 ائمہ کا مجرب نفاق و روت صحابہ و نہ مت مہاجرین و انصار پایا نہیں جانا اس صورت میں
 انفاق و ایمان کا محض واسطے ثبوت اپنے نفاق کے ہی نہیں ختم اللہ علی قلوبہم و علی
 و علی انصارہم غشاوۃ قولہ روئے سید البشر کے اکثر منافقین صحابہ مستور اور پوشے عرو
 تھے جیسے ابن ابی سلول کہ خود حضرت اوس کے جنازہ پر نماز پڑھی جواب عبد اللہ بن ابی
 بن سلول کہ منافق معلوم النفاق تھا اوس کو کوئی سنی اچھا نہیں کہتا اور قیاس کرنا انھیں
 صحابہ کا اوس پر مبون جینہ سند نہیں دانی ہم ذلک چنانچہ بابت اسی نفاق کے جواب
 فاروق نماز جنازہ سے آنحضرت کو منع فرمایا اور مطاہق اوس کے وحی نازل ہوئی اس
 صحت قوت ایمان و نفی نفاق فاروق عیان ہی قولہ صومع میں ہی کہ منافقین بغض
 حسد علی پہچانے جاتے تھے کما فی الحدیث لایحبک الاموسن ولا یغضک الامنافی
 جواب بے شبہ اب بھی منافقین اس طرح پہچانے جاتے ہیں جس کا جی چاہے وہ سیر
 و صورت امامیہ کو سیر و صورت مرقصویہ سے ملا لیکھے اور کتب شیعہ کو مطالعہ فرمائے حال

نفاق کا کھل جانے کا ایک قول موعظ کا یا درہم اور کلام مرقعوی بمقابلہ عراج کر نفع السلمان عبدین
 لکھا ہی بھول گیا ورنہ تقریض نفاق کی طرف صحابہ کے ٹکرتے وہ یہ بھی سہل گئی صفحہ ۱۱
 مفرط نیز بہت محب الی غیر الحق و مبغض مفرط نیز بہت البغض الی غیر الحق و غیر انکس فی حال النقط
 الاوسط انتہی سومر اوسط اوسط سے اہلسنت مجامعت میں اسلئے کہ خارج و روافض انکے
 حاشیتین میں ایک محب مفرط و دوسرے مبغض مفرط ابو جعفرین بالیہ طوسی نے جامع الا
 میں یہ حدیث لکھی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ و احیاء
 قولہ لیسۃ العقبہ میں بارہ یا چارہ صحابی منافق واسطے دیکھئے انحضرت کے آئے تھے انحضرت
 خدیفہ بن لیثان کو دیکھا کہ فرمایا کہ انکے نام ظاہر نکزار و فتۃ الاحباب و فترا دل میں ہی کہ حضرت
 فرمایا بارہ صحابی منافق مرنہ بہشت کا نہ دیکھینگے سسکم میں اسی مضمون کی حدیث موجود ہے اسی جہت
 خدیفہ کو صاحب السر الذی لا یعلیہ غیرہ کہتے تھے حضرت جب کہ منافقین فرماتے ارشاد کرتے علم
 بشأن المنافقین خدیفہ پر اب شیخین وغیرہ کو بخلاف انکے سمجھنا مخالف درایت ہی اسلئے کہ اگر انکو دیکھا
 قتل پھر بیوتا تو سسر انجام اور کا بسہولت بوجہ حسن ممکن تھا کہ دونوں کی بیٹیاں انحضرت کے گھیر
 تھیں اور ہر دم کا آنا جانا خلوت حالت میں لگا رہتا تھا ایسے محارم کو کیا حاجت فرصت طلبی کی
 تنہائی غار کی اور رفاقت عیش و برکی واسطے امضا اس اعلیٰ کے کیا کم تھی معہرہ انفا سیر میں
 لکھا ہی کہ نزول الیہ یخلفون بالحدیث الایۃ کا حق اصحاب العقہ میں ہی سو حال انکا بموجب اس آیت کے
 دو حال سے خالی نہیں بایقہ کر کے عذاب نفاق سے خلاص ہوں یا اصرار کریں تو دنیا و آخرت
 میں معذب ہوں پس شیخین نے باجماع شیعہ قریب نفاق سے نہیں کی تو چاہئے ہوتا کہ وہ نہایت
 بغض الیم گرفتار ہوتے حالانکہ علی الرعم اس کے تسلط و غلبہ کا اکثر انصار و احوال مشہور
 اعیان ہی چنانچہ اپنے بھی جا بجا لکھا ہی کہ شیعہ خاص کم ستہ اور سلمان بہت پسند
 شیخین وغیرہ داخل اصحاب عقبہ ہوں تو کذب کلام انہی میں اور خلف فی الوعدہ لازم آتا ہی
 قولہ پھر جانا اصحاب کا بعد رحلت نبویہ کے احادیث کثیرہ سے ثابت ہی از انجملہ حدیث بخاری کو

و کہ صحابہ منافقین و اہل البدع

در کتب معتبره
در کتب معتبره
در کتب معتبره

حدیث
حدیث
حدیث

حدیث
حدیث
حدیث

گوشه‌های سنو سنجی و جبال من استی فیروز بهمن و ان الشمال فاقول اصحابی اصحابی فیقال انکله مری
ما بعد از ابد و فلک فاقول کن اقال عبد الصالح و کنت علیهم سید ما و شیهیم فلما توفیتهم کنت انت الکریم
علیکم قلنت علی کل شیئی برتید جواب مراد ان رجال است مترین بین یکی موت کفر بر موی چنانچه
ما بعد حدیث فیقال انهم لن یزالو مترین علی عقابهم منذ فارقتهم جسکو اپنے منقرض و بجکر واسطے
فیع عوام کد حذف کرد یا بی نفس صریح ہی تخصیص اشخاص و ان اشخاص سوسا حاکم کو بی متنی صحابه
نہیں کہتا اکثر بی حنفی و دینی تیم کہ بطریق و قنات واسطے زیارت نبوی کے آئے تھے اس بلایین
ہوئے کلام المسند ان صحابه میں ہی جو دنیا سے ایمان و عمل صالح اور نہ گئے اور ہر جنہ یا ہر
بجست اختلاف آراء کے مشاجرات و مناقشات مضع ہوئے لیکن ایک دو سر کی تکفیر و بدیع علی بلکہ
شہادت ایمان پر دی اسطر کے اشخاص کے حق میں اگر کوئی رعایت موجود ہو لاؤ قبل و قصہ مریدان
جمع علیہ فریقین ہی کلام کلام فامکین مترین میں ہی جہوں بے شبہ علام دین کو بلند کیا اور کاسر و
قیصر و فاروق و مکر و خدایین دلیل بنایا اور لا اکون آدمی کو مسلمان کیا اور دیکھے حق میں ہوا
و بشارات محمد و کتاب اللہ میں نازل ہو جن یہ بات حافظ قرآن پر ظاہری اگرچہ او سے حد
و روایت کو نہ کچھ ہو کہ و روی عن ابی النضر فی الموطا قال مر البئی بشہاد احدالی قوله وانا لاکون
بعدک جواب اگرچہ بیان خطاب حضرت ابوبکر کہ ہی لیکن مقصود امت آیندہ ہی با مترین مذکور کہ
عادت شریف نبوی یہی کہ خطاب بظاہر صحابہ کو فرماتے اور مقصود تعلیم عامتہ امت ہونی حبیط
قرآن شریفین جا بجا مخاطب حضرت ہیں اور مقصود امت ہی یہ بات او سپر اسلوب کلام عربی
واقع اور قاسی قرآن ہی ظاہری گواہ سبب لہجہ و رنا حق سبب علم صر و نحو کے معلوم نہ
قوله فی جامع الاصول فی حرف النون عن الاسود قال کنا فی حلقۃ عبد اللہ بن عمر فجاہدینہ حتی
قام علینا فاعلم ثم قال لقد نزل النفاق علی قوم خیر منکم قلنا سبحان اللہ ان اللہ عزوجل یقول
ان المنافقین فی الذکر الا نفل من الذکر فنبسم عبد اللہ و حبیبہ خدیفہ فی ناحیۃ المسجد فلما قام
عبد اللہ و تفرق اصحابی بانی باحصا فاتیۃ فقال عجبت من ضحک و قد عرفت ما قلت ان کما ربا

فطنت غور کرین کہ خدیفہ نے کیا کہا اور خلف الرشید عمر نے کیوں نہ ہر خند کیا پھر خدیفہ نے اس سے
 کیا اشارہ کیا جو اسے اب باب فطنت غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ اول تو اپنے اس حدیث کا ترجمہ سنا
 نہ لکھا اس لئے کہ معنی اور اس کے سمجھ میں آئے دو حرف الخ لکھ کر حملہ بالبعد کو کہ عبارت مختصر سی مضر
 و مخالف مقصود پاکر ساقط کر دیا وہ یہی تھا لہذا نزل النفاق علی قوم خیر منکم ثم تابوا قتالہ علیہم
 البخاری انتہی اس سے قبول تو باہل نفاق بلا تعین معلوم ہوتا ہی والتائب من الذنب کمن لا ذنب
 لہ صاحب مع الاصول نے بعد اس حدیث کے خود معنی اور اس کے لکھ دئے ہیں اور اس کو آیت
 وہم مذکور سمجھ کر بالکل چھوڑ دیا حالانکہ لازم یہ تھا کہ اس کو لکھ کر رو کیا ہوتا وہ معنی یہ ہیں و
 خدیفہ ہذا ان جماعۃ من المنافقین صلحوا و اتقوا ما وکانوا خیرا من اولئک التائبین اللہ ہی
 بکمال العجۃ والصلح کیرید و جمع ابنی حارثہ بن عاصم رضی اللہ عنہما فکانہ اشارۃ بحديث الى
 نقشب القلوب انتہی اب فرماتے کہ یہ نکتہ ہے صرف ایسا موجب تشجیح و کالائی بدریش و نہ ہی
 یا نہیں چوتھی محنت نقل کا یہ حال ہی کہ بجائی لفظ فسلم لفظ فسلم اور شجی لفظ و جلس لفظ و
 اور شجی حصبا و بیاء و صرحہ حصا و لکھا ہی اس سے تعداد پر اشتباہ بقابل اہل سنت ہی قول کہ حدیث
 خدیفہ قال انما النفاق علی محمد رسول اللہ الخ کتابا بیان مشکوۃ میں نکال لے ملاحظہ کرو اور
 دانش کو منور فرماؤ اور جان لو کہ زائد حضرتین منافقین برابر حکم مسلمین میں تھے جواب
 اس حدیث کو مشکوۃ میں نکال کر دیکھا معلوم ہوا کہ حرف الخ جو اپنے لکھا ہی اس واسطے کہ نقل
 حدیث کامل میں بنیاد دعویٰ مستاصل ہوئی جاتی تھی والا مشکوۃ میں اس طرح چربی کہ خدیفہ
 انما النفاق کان علی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما الیوم فاما ہو الکفر والایمان رواہ
 البخاری و وجود نفاق منافقین بلکہ کفر کا وہیں کا کوئی سنی منکر نہیں علی الخصوص جبوقت کہ قرآن
 پاک میں آیات عدیدہ حق ان نفاق و کفر میں نازل ہوئی ہوں گفتگو منافق ہونے سے
 اظہار رسالت تا بن عموما ہی اور سکون ثابت کرو یا خصوصاً حق خلفاء ثلاثہ میں کہ مقصود
 اصلی ان تہذبات غیر صائیہ سے درپردہ الزام دینا اور کٹا ہی اور وقت دلیل دعویٰ پیش

حدیث انما النفاق علی محمد رسول اللہ

روعہ خرد القاد و اگر لاکھوں صحابی چون چند لوگ یا ایک جماعت منافق ہو جو اس وقت مسرت
 احوال سے سبب توجہ وقت و توالی نزول آیات کے اور اب متین بحال ہیں اور معلوم انفاق
 عبد اللہ بن ابی بن سلول و اشادہ تواسمین کیا اہل سنت کا نقصان کہ ان اگر جو منافق ہو جو نبوی
 علی الاطلاق مستلزم اتفاق شیعین خصوصاً و جمیع اصحاب عموماً ہی تو وجہ استلزام بیان فرمایا
 معتقد و نقلاً حالانکہ یہ دعوی خلاف تصریح الماسیہ ہی شیخ صدوق کتاب الخصال میں لکھا ہی آیا
 جعفر صادق کہ کان اصحاب رسول شد اثنتی عشر الفا ثم اثنتی آلاف من العربیة و الفین من غیر العربیة
 و الفین من الطلقاء و لم یر فیہم قدر شیعی علام حلی لا حور و لا معتزلی و لا صاحب سنا و کان ہیکل
 البیل و اللہ و یقولون اقصیٰ ارضاً قبل ان کل خبر خیر انتہی اور ترجمہ فارسی اسکا لفظ باقر علی
 منہی الکلام میں لکھا ہی اب فرمائے کہ یہ شعر جو اپنے لکھنا نہا سکے حق میں صادق ہی بعیت
 مصلحت نیست کہ ان پر وہ بدون افتہار نہ ورنہ در مجلس میدان خبر سے نیست کہ نیست قولہ
 مشارق میں بخاری و مسلم سے منقول ہی کہ آنحضرتؐ بنی اطمین اصحاب فرمایا عن ابی سعید بن
 سینین سرکان قبکم اور غزنی میں ہی ابن عمر سے قال رسول اللہ لیا تین علی التی کما ابی علی
 بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی ائمة علانیة لکان فی امتی من یضیع
 اسی مضمون کی صحاح کتب سنو غنیمت کتنی حدیثیں موجود ہیں کہ نقل سب کی باعث طویل ہی ہوتا
 قطع نظر اسکے کہ یہ بقول ہی مطابق منقول عنہا بالفاظ کذا ہی نہیں اور بحکم العبقریہ معلوم
 لا خصوص السبب مراد امت مستقبل ہی نہ صحابہ حاضرین یہ دلیل طرفہ ناشاہی کی ساری امت کو
 اصحاب میں منحصر کر دیا ہی یا ساری امت کو اصحاب ٹھہرا دیا حالانکہ حدیث میں صریح لفظ امت
 وارد ہی نہ صحابہ کو صحابہ ہی داخل امت میں اور مخلصین منافقین انکے متنازعین و متعین
 اسکے امت میں وہ لوگ نہیں جہوں عقائد و اعمال میں مشابہت پیدا کی ہی ساتھ کفار کے
 جیسے الماسیہ کہ مشابہت میں ساتھ نہ بیخ فرقہ خالہ یہود و نصاریٰ و مجوس و صاحبین و ہنود
 اور کفار فارس و روم کے چنانچہ تفصیل اسکی کتاب تحفہ میں لکھی ہی حتی کہ بحکم من اتی منہم

قدوم صحابہ اہل بیت

قدوم با قدم ہونا اس وقت کا ساتھی اسرائیل

علانیہ لکان فی امتی من یضع ذلک کہ قول خبر صادق ہی شیعہ میں یہ وصف بھی حاصل ہی تھا
 مسئلہ متعد میں انصاف سے کہو کہ مصداق اخبار مذکور کا کون ہی ہم یا تم کہو کہ اگر سنی اپنی کتاب کو
 صحیح جانتے ہیں ورنہ اس کی صحت انکار کریں یا مثل عبدالعزیز وغیرہ کے کہیں کہ علیاً اثبات
 نے اسحاق کیا ہی جو اس سنی اپنی کتاب کو جو صحیح ہیں مثل صحیحین وغیرہ بے شہدہ صحیح جانتے
 ہیں اور آپ کی نقل کو غلط جانتے ہیں کما مر اور آپ کی استدلال کو جمل مرکب بوجہ ہیں کہ سنی
 اور عبدالعزیز نے جس روایت کو اسحاق شیعہ کہا ہوا وہ بقیہ صحت کتب اہل سنت میں موجود ہو
 نشان دو اس وقت صدق و کذب ظاہر ہو گا کہ ہذا قولہ ہذا قولہ ہذا قولہ ہذا قولہ
 ان تستخلفوا علیہا ولا اراکم فاعلمین تجزئہ ہا دیو مہدیا جواب اس حدیث کے چار معنی ہیں ایک
 کہ امیر کرنا جناب امیر کا باوجود شیخین کے تھے نہ ہو سکے گا اس لئے کہ خلافت مفضول کی باوجود
 فاضل کے اگر چہ نزدیک بعض کے جائز ہی لیکن اس میں ترک الی لازم آتا ہی اس لئے تم ایسا نہ کرو گے
 پس یہ حدیث مثل حدیث بابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر کی ہی دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں
 بزرگ یعنی ابوبکر و عمر علی ستمی خلافت میں سر استخلاف میں لہل انتقال نہ ہنی طرف ابوبکر کے
 ہوتا ہی پھر طرف عمر کے پھر طرف علی کے امین یہ اشارہ ہی کہ خلافت شیخین میں کیسے چکے گا
 مایکی نہیں ہی اور جب علی خلیفہ ہونگے تو لوگ نزاع کریں گے لیکن حق اس وقت طرف علی کے ہو گا
 پس اگر امیر کریں گے تو ہادی و مہدی پاؤں گے تیسرے یہ کہ تم علی کو خلیفہ نہ کرو گے بسبب جن
 وحدانت عمر کے اس لئے کہ ترجیح اکبر کی اصغر پر امامت صغریٰ میں یعنی نماز میں باوجود تساوی
 عالم قرات و ہجرت کے شکو معلوم ہی تو امامت کبریٰ یعنی خلافت کو اس قدر پس کر و گے
 چوتھے یہ کہ علی لا اراکم فاعلمین اشارہ ہی طرف عدم اجتماع امت کے باوجود استحقاق کامل کے
 اس لئے کہ اہل شام قاطبہ طلحہ و زبیر و اصحاب جمل اتباع مرقضوی پر مجتمع ہوئے قولہ انکم ستخرون
 علی الامارۃ و انہا ستمون نہایت یوم القیامتہ جواب مخاطب اس حدیث کے امت آیندہ
 ہی نہ صحابہ اس لئے کہ باتفاق فریقین شیخین وغیرہ سے حرص خلافت پر ثابت نہیں بلکہ

حسن باوجود صحیحین

حسن حدیث الامارۃ

حدیث حسن علی الامارۃ

خلیفہ ہونا باجماع ساجدین و انصار کہ افضل ائمہ بن جناب میر تقی و قس میں کیا قال قبلونی کہ
 بخیر کم مسکو منا عن ابوبکر بن کلبہ میں دلیل صحیحہ ہی کہندہ جوئی ہر قولہ عن خدیجہ الی قولہ
 واطع عن پروردی جوڑ کر غور کرو کہ یہ کون لوگ ہیں کہ بعد پیغمبر کے خلافت ہو کر دل کے متعلق
 دل میں جواب مراد ائمہ سے اسجلیہ ملو کہ جانہ میں اصحاب پیغمبر و الاحقرت امیر ہی و اہل
 اصحاب میں فحالیہ کی ہم معہذا حدیثین لفظ ائمہ آیا ہی جمع لفظ امام منلفظ اصحاب و خلفاء و
 خلفاء ائمہ خلیفہ کہلائے تھے نہ امیر و امام جبطرح جناب امیر و ائمہ خلیفہ نہیں کہلائے تھے
 بلکہ امام یا امیر کہلائے ہیں اس صورت میں کیا سناخ طعن ہی اور اہل سنت نے ان احادیث کو کتنا
 افقن میں منجملہ اشراط ساعت کے لکھا ہی نہ کتاب الامامہ میں معہذا اجوبہ تفصیلی ان احادیث
 منتهی الکلام و تحفہ اثنا عشر میں مرقوم میں قولہ اگر ان سکبر تاویل بنی امیہ و بنی عباس
 کرین تو شک نہیں اسلئے کہ خدیفہ نے ۳۵ یا ۳۶ سچیز میں انتقال کیا جو ۱۰ مرقوم
 اخبار غیر متعین الزمان کا روہر و راوی اخبار کے نہ عقلاً لازم آئی اور نقل اس قسم کے کیا
 متعلق باشرط ساعت متناہ میں کہ بعد صد سال کے انتقال راوی واقع ہو میں و کذا ہذا
 اگر کوئی دلیل اس لہذا کی آپ کے ائمہ و ائمہ دوکان میں ہو تو لاؤ قولہ بیان بارہواں جواب میں
 اس سوال کے کہ اگر اصحاب فتنہ پر خلافت تھے تو کس لئے انہوں نے اپنی جان و مال کو مذاک کیا اور
 سائر صحابہ کو انکی قدر و منزلت کیوں یاد کی جو اب پاسخ اس سوال کا آپ نے یوں زیب فرمایا
 کہ ظاہر ہی کہ ابوبکر بعصلح عمر مقلد قلاوہ خلافت ہوا اور بسبب حب ریاست و جاہ کے جبطرح
 کہ ساتھ دو دمان سالت کے سلوک کیا مشہور ہی اور جو کچھ عمر نے کیا وہ بھی چہا نہیں اور گفتگو
 وقت صلح حدیبیہ اور یوحنا او سکابا بارہا اتفاق آپ کے کو خدیفہ سے اور حرکات و تصرفات او
 شرع محمدی میں جسکا نام اہل سنت نے اجتہاد و حکم کہا ہی معروف ہی اور وقائع و درغمالی ہی
 مخفی نہیں اور شک نہیں کہ حال انسان کا ایک ترہ پر نہیں ہوتا شیطان و دشمن انسان ہی
 حال حبیب و شیخ صنعا وغیرہ کا شہرت تمام کہتا ہی انتہی بظن کہ شد و لا رسول اس تقریر غریبا

نازل ملک بنی امیہ و عباسیہ

دورہ خلافت ائمہ و انصار

پر فضول میں غور کرو کہ سوال کیا تھا اور جواب کیا ہی سبحان اللہ کیا خوب وجہ قدر و منزلت خلفاء
 ثلاثہ بیان کی گئی کہ بتا بران اسباب عدوت و نفاق کے آنحضرتؐ کے توقیر زیادہ کرتے تھے ع
 اومیان گم شد مد ملک خدا خرگرفت یہ کیوں نہیں کہتے کہ نسخہ تسلیم بن قیس ہلالی کہ افضل کتب
 امامیہ ہی کما فی الجارح مجلسی الیٰ ہی سبب پر کہ اصحاب ثلاثہ و احوال و انصار انکے سبب مقرب ہوئے
 تھے اور شیخین کو اس سبب میں سابقہ اولیٰ و مرتبہ بقویٰ حاصل تھا چنانچہ احادیث جامع الانبیا
 ظاہری کہ یہ دونوں بزرگ بارگاہ رسالت میں احاطہ نامہ رکھتے تھے اور تحریجات و ملی و مجلسی سند
 بلند منادی ہیں کہ یہ دونوں صاحب مستولی تھے کہ حضرت پیغمبرؐ نے فرق و فرق بہت امور کا انکی طرف
 پر چھوڑ رکھا تھا اور اصحاب آنحضرتؐ کے میل کئی طرف انکے کرتے تھے اور انکے احسانات کے شکر گزار تھے
 جیلانی صاحب فتح السبل نے تنبیہ ششم کتاب مذکور میں لکھا ہی کہ آنحضرتؐ نے عرفاء و فکرمقدمہ
 مشورات مہمات امور کے متعلق با تنظیم ممالک تھے اور سیاست مدینہ اس میں تعلق رکھتی تھی
 جمیع اصحاب پر تفوق و سرکوبی بخشی تھی اور عمر کو انکار و عدول میں جسارت و جرات تمام حاصل
 ہو گئی تھی اور اسکی گفتگو کو آنحضرتؐ تفتیح و تشیع نہیں فرماتے تھے بلکہ مہمات سیاسیہ جمیع
 طرف اوستلہ کرتے تھے اور اسکی صلاح کو بہت مشورہ نہیں پسند فرماتے تھے اور قرآن ہی موافق
 قول اسکے کے نازل ہوا تھا از انجلد یسخر کرنا اور اسکا آنحضرتؐ کو نماز پڑھنے سے جنازہ عبد اللہ بن
 ابی منافق پر اور انکار کرنا فدائے اسکا کہ بدر پر اور انکار کرنا تبرج زنانہ پیغمبرؐ کا اور انکا قصہ حدیثیہ کا
 اور انکار امان عیسائی واسطے اوسکیا کہ اور انکار واقعہ ابو خلیفہ بن عقبہ کا اور انکار امر بنیو کا سدا
 من قال لا الا للہ دخل الجنة اور انکار امر آنحضرتؐ کا فوج فواجہ میں اور بہت امور کہ کتب حدیث او سیر
 مشتمل ہیں اور واقعہ قرطاس میں ہی جو اسکی صلاح دید تھی او سکو عرض کیا بعضوں نے کہا کہ قول
 قول سو لکھا ہی اور بعض نے کہا قول قول عمر کا ہی جب فریاد بلند ہوئی اور گفتگو و شورش اٹھائی
 پہنچی حضرتؐ نے فرمایا قوموا عنی فما شیء لینی ان یکون عندہ هذا التنازع اس وقت ہی کہینہ عمرؓ
 ملحق انکار نہیں کیا نہ پیغمبرؐ نے اور نہ کسی اور صاحب انتہی موضع الحاجۃ بلفظہ و ثقتہ قولہ یہ ہو

دعوت ہونا خلافت کا جائزیت میں

رفاقت ابو بکر یا آنحضرت و ایمان بخیر از کتاب سید

زمانہ جاہلیت میں ہی معارف مکہ سے تھے اور عزت و حرمت و اعتبار رکھتے تھے جب مسلمان ہوئے
اور شریک خیال ہوئے تو چشم آنحضرتین مقرر ہو جو اب سبحان علی مدخلات نے اپنے رسالہ میں
لکھا ہے کہ فاروق اعظم عمر بن کعبہ عزت نہ کرتا تھا پس یہ احادیث سنیں کہ اپنی طرف سے نہایت
اور ساتا کہ جناب پیغمبر نے یہ دعا کہ مخالف معلن و نفل ہی اس کے حق میں زبان مبارک پر گزرائی ہو
قولہ لیکن شہر سامانہ نیکو کہ چچاہ سال و بیست نہ شش شود یا ہمال اسے کہ خبر میں ہی کہ لا
باکو اتیم چنانکہ مجھ و کعبہ بیٹے و اسلام لا بیکنہ کفر و حصیان لہ نام نازل معہا ہی اسطرح اگر
مسلم خلاف امر اللہ کام کرے عمل نیک ہی اور کا ضبط ہو جائے ہی قولہ نقالی و سن کیغیر یا لایان
خطبہ علی کو موعی الآخرۃ میں کائنات جواب صداقت و رفاقت ایمان ابو بکر کا کتبانیہ سے
ثابت ہی خلاصہ المنہج میں تفسیر آیہ تانی انہیں کہ تاجی الفار میں لکھا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
شب شب نہ کو شہر مکہ میں علی کو اپنے بستر پر سولایا اور خود ابو بکر کے گھر سے اونکی رفاقت میں
اوی رات باہر نکلے اور طرف غار کے متوجہ ہو گئے سفند ان ابو بکر کا دو بیٹے تھے اور عبد اللہ
بن ابی بکر کہانا کہلاتے تھے انتہی اور مجمع البیان میں آیہ والسائقون الا وکون من المکذبین
والانصار کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اول کسی کہ ایمان اور وہ خدیجہ بود بعد از ان ابو بکر اور پیغمبر
السنہ کا ہی اسطرح مشیہ و دبیر ہونا ابو بکر کا اور مخاطبہ اولی الفضل سکرم اور نزول آیہ لکھا
ستیم کا حسب عائی ابو بکر اور اختیار کرنا اونکا تقویٰ زہد مضطر کو خلاصہ المنہج و منہج القاطن وغیر
سے ظاہر ہی اسطرح جائز ہونا اکل شرب و جماع کا رمضان میں بعد عشاء اور حرام ہونا کافرا
حسب عائی عمر قسیر کورہ اور غور زہد و تقویٰ عمر کا مجمع البیان ثابت ہی اور جو تاویلات
مردودہ قاضی جونہر ذہب شد بزہد مخالف تصریح مفسرین امامیہ کے ہیں حکم کالائی نہیں
خداوند طرد و نقض اسکا کلام صاحب نہی الکلام وغیرہ میں موجود ہی اسطرح ذکر و رعایت
میں شجاع و دلیر ہونا عثمان کا اور بیت لینا آنحضرت کا جانب عثمان سے اور قرار دینا
دست چپ کو دست راست عثمان اور ہونا خواہر ان خاتون جنت کا زوجیت عثمان میں

خلافت النبی و حق البقیہ وغیرہ سے ثابت ہی روایات اسکے تبصرہ میں لکھے ہیں اس طرح قرب مرقد
 شخصین یا بجا براہ عالیہ نبی الثقلین دلیل ایمان کا ہے اور ایسی فضیلت ہے کہ کوئی دنیاویں سکھا
 شریک نہیں حتیٰ کہ امام بھی ناطق جعفر صادق نے گواہی ہی اونکے ایمان پر کہ کا نا علی الحق و اما
 علیہ کذا فی احقاق الحق اگر فرض اگر روایات امامیہ بابت ثبوت ایمان و فضیلت شخصین و سورت علی
 الایمان فراہم کئے جاویں تبہتہ میں اور قرآن شریف کو اگر دیکھو تو معلوم ہی شہادت فضیلت خطہ
 راشدین لیکن اسکی دلیل حجت نہ ہو سکے گی اسلئے کہ مجتہد کو فہم نہ رسالہ متعہ میں لکھا ہی علاو
 انکہ چون ناظم نظم قرآنی خلیفہ ثالث آمد احتجاج ان بر شیعیان راست غیبت و اشد انتہی بلفظہ
 المشوم لہذا اسکا کتب شیعہ سے نقل کیا گیا اور طوسی نے تجرید العقائد میں لکھا ہی الا احاط
 لا ستلزم الباطل لقولہ تعالیٰ فمن کمل شقال ذرۃ خیرا لہ وللطوسی برمان عقلی علی ابطال القول
 بالاحباط والموازۃ ذکرہ فی الفصول وغیرہ من کتب الکلامیۃ پس جس صورت میں کہ ایمان خطہ
 ثلثہ کا حیات و ممات میں ثابت ہی لبشہادت امامیہ اور ضبط طیل تو اب جو کوئی اونکے خاتمہ کو
 کہے وہ مصداق حدیث کافی کلینی کا ہی کہ جو مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہی انتہی قولہ
 جب داخل قرین مصطفوی ہو دیکھا کہ تاغیہ غیبی و مبہم عروج و ترقی میں ہی زیادہ او میں ہی
 کی اور دستور ہی کہ اکثر طرفدار اقبال مند کے ہوئے تہن اور جانب بار سے کنارہ کرے ہیں
 اس کام کے طفیل جاریش فرغانہ ہی پر بیٹھے اور جان اپنی سے ظاہر میں براہ دین سوائے
 فرار کے سفارحی اور رشتہ دینی سے وقت بخت کے اور کوئی کام نہیں کیا جواب تاغیہ
 اوسوقت ہوئی جب عمر فاروق ایمان لائے پہلے دین شست و ضعیف تھا اور کوئی زہر و مگر
 قوی تھا آخر کو آنحضرت علیہ السلام لہرین الخطاب و بابی جل ابن ہشام جانتے
 و عابض طرح کتب اہل حق میں مروی ہی اس طرح کتب اصول معتبرہ امامیہ میں ہی موجود ہی
 روایا اختصار طریق احمدیث کو رسائل فضل ابن شاذان و تصانیف شیخ طبرسی و طوسی
 و علم الہدی و شیخ مفید سے تتبع کر کے بروایت مشہور و عیاشی و نقل ثناء مجلسی و رجال

فہم نبوی کتاب اسلام

یعنی مجلہ چار و ہم کہ احوال مجلدات ہی اور موسوم بہ کتاب السماء و العالم الکفایہ جی بی ایم
 مذکور کتاب ہی کہ روی العیاشی عن الباقر علیہ السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
 اللهم عز الاسلام بعز خطاب ابی ابی ہبل بن ہشام انتہی اس صورت میں اسلام عمر کا بیہ
 بسبب بیجا نبوی کی حق عقیدت و خلوص شیعہ تہا نہ مثل اہل یران کے کہ ہر و شمشیر فاروقی
 اور زینل جناب میر کے کہ بواہر اقبال عمری اور قتیہ شریک نیک بہ عمر تھے حبیط
 امامیہ کہتے ہیں بالجہد جسکی بدولت اقبال حاصل ہوا اور دلائل میں مبدل بعزت سلیم ہو گئی اور
 طر فدار بشاہدہ اقبال معدوم الوجود کتنا قاضی تجاہل با وقاحت ہی دس اور دعویٰ قرار کا
 مغازی سے بے سند و حوالہ ماخذ کے عناد و لادہی لکھتے اللہ علی الکافین اور قرار دے
 بنص قرآنی صفوی لایستقیم ہجرت کو کہ عام خدا میں تھا کہ شیطان امکیدن مردود ہو گا لکن
 کہ مطیع رہا معلم ملائکہ و مقرب درگاہ الہی تھا جب قرآنی کی ملعون ہو گیا اسطرح جو عرب
 میں آئے بقدر اپنے قد و منزلت کی ادنیٰ احترام حاصل کیا جب طریق صواب سے
 پیر احسانات اور انکے مبدل بیانات ہو گئے جواب سیر مرتضوی قاض اس تقریر کی ہی
 اسلئے کہ بصورت پھر چار خلفاء ثلاثہ کے برگزین تھے کہ جناب میر شریک نیک بہ خلفاء ثلاثہ
 اور انکے پیچھے نماز پڑھتے اور غنائم محاربات انکے سے حصص لیتے اور اپنی اولاد کو
 نام ابو بکر و عمر و عثمان کہتے اسطرح ابو ذر و عمار بن یاسر و مقداد و سلمان شیعہ
 بھی عقب خلفاء ادا صلوات نکرستے بلکہ خود جناب سالت تاب ابو بکر کو آخر حیات اپنی میں
 پیش نماز مقرر فرماتے اسلئے کہ امام کرنا کا فرمایا منافق کا ماہ و جو علم کے بالا جماع جاہلین
 اور آپ نے بعد اس عبارت کے لکھا ہی کہ حضرت منافقین سے واقف تھے مگر نام و نشان انکا
 بیان نفرمایا انتہی اور قرآن پاک کہ بتصریح صدوق الکواذب و رتقی برائے نام محبت ہی
 ناطق ہی اس بات پر کہ آخر حیات نبوی میں مومن منافق سے تمیز ہو گئے تھے قال
 و ما کان اللہ کذیر المؤمنین علی ما اثم علیہ حتی یفرغ من الخبیث من الطیب بلکہ بعد وفات نبوی

فما کان منافقین بعد الخبیثات

کوئی منافق زندہ بھی نہ چاہا نہ حضرت الہامیہ متقی النکس کما تفسی الکیر خبث الحدید سے سلام
 بہ تباہی اور اگر کوئی بطریق ندرت باقی ہی ہوگا تو بھی اسبیت کت صحابہ کرام و صولت اسلام ظلمت
 و ہر اسان ہوگا کیا امکان تھا کہ خلافت دین یا مخالفت واقع کہہ کئے یا کہے اور مثال شیطانی
 اسکا محض افادات شیطانی انطاق بلکہ مسلم الملکوت شہرہ آفاق سے ہی اسلئے کہ رد قبول
 اور کما منصوص ہی اور نفاق وار تداود و دوالاض کفر ستم اہل سنت و عیش کیجئے بظرف
 یہ ہی کہ جو قبول اس کے سامنے آنے کے معافی فرار کرتے رہے اور وقت سخت پر پیہر
 گئے اونہوں نے تو بعد مہات نبوی وہ کام کیا جو خاص انخاص پیغمبر اولو العزم کا تھا یعنی قتالی
 مرتدین کہ ابو بکر صدیق نے کیا اور نزع ملک قیصرہ و اکابرہ و فتح روم و ایران وغیرہ عمر
 نے کیا حتی کہ چار ہزار شہر کلاں انکے عہد میں فتح ہوئے اور چار ہزار کشت و تباہی شکست
 اور چار ہزار مساجد بنائے گئے اور شہر بصرہ آباد کیا کہ انکی تفسیر تفسیر الشہار اور اشاعت و اوقات
 کلام ربانی کہ عثمان نے کی جب یہ چار ہزار شہر شکست ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ کام عثمان نہ کرتا تو
 کرتا اور جو قتال میں ہزار ضایہ کفار تھے اور صاحبہ الفقار و مقب بحدید کرتار اور سرگرم
 امر و نئی اور ولی و وصی ہی اونہوں نے وہ کام کیا جو کسی احاد سے نہ ہو سکے گا یعنی بعد وفا
 نبی ایک بارگی جہاد و ہجرت سے قطع نظر کی اور ہم نوالہ و ہم کاسہ کفار اشرار ہو گئے اور دین محمدی
 کو تفتہ و توریہ کر کے ایسا نیست و نابود کر دیا کہ آج تک انظار اہل عالم میں سیر شیخین محمدی
 اور خصال ہر رضوی کہ حین و رضا بالکفر ہی مذہب و علی ہذا القیاس اس صورت میں انصاف و عدل
 سے قطع نظر کر کے فرمائے کہ تشریف سامی کس پر چسپاں ہی شیخین پر یا مرقضی علی پر اور اسکا
 حال حیات و وفات نبوی میں ایک سا رہا اگرچہ باطن میں کچھ اور ہو کہ اسکا خدا عالم الغیب ہی
 اور اسکا حال ظاہر میں بدل گیا اگرچہ باطن میں کچھ اور ہو حالانکہ بقول ایک شیعہ کو حکیم
 ظاہر کا ہی نہ باطن کا اور علم غیب اسرار خدا سے ہی انتہی حالانکہ سچا ابو بکر و عمر کہ نہ علم
 و ناکون حاصل تھا اور نہ موت اختیار ہی تھی اور یہاں سب کچھ شیعہ عین تفاوت رہے

عدم ایمان ابو طالب

نہایت ایمان در بدر و دعوی و ایمان بر خلاف ایمان با اقرار شیعہ

از کجاست تا کجا تو کہ مطابق مذہب سنیوں کے تھی یہ جواب ہی کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام
 سرور عالم تھے اور حال شفقت و رحمت و مروت او کی کالست آنحضرت کے تمام کتب میں مذکور ہے
 میں لکھا ہی اور جو ہوشی با اتفاق قائل ہیں کہ ابو طالب کب فرماری اور او کی خدمت میں کونسی
 نسبت پیغمبر کے کچھ فائدہ نکلیا اس صورت میں دربارہ بعض صحابہ فکر کرنا اور او کی مخالفت کو روکنا
 صحبت نبوی کے مستبعد جانتا جس لوہام بالیو کیا ہے ہی جواب یہ گوشت تر ز زمین میں ہی نہیں
 میں تفسیر اہل اجماع و دہمی جسکو کلینی اعور علی نفس جانتا ہی او میں مخصوص قطعی عدم ایمان حضرت
 ابو طالب کے ملاحظہ فرماؤ اور چشم چل کہ منور کہ منہی الکلام میں کافر کہنا شیعہ کا ابو طالب کے
 کیا ہی پسینہ جواب صواب کہ بناء فاسد علی الفاسد ہی عجیب پر مغلوب ہی اور کسی سنی نے نہایت
 نبوی کو بدون مقارنت ایمان سرجب خضران ضوان نہیں کیا کہ نقل ناقول ناچل و بار و بار
 ایمان خلفائے ثلاثہ کا تفسیر مسبق الذکر امامیہ ثابت ہی علاوہ اسکے قاضی شیعہ سنی سنی
 میں لکھا ہی کہ شیخین کہ کافر جانتا امامیہ پر اقرار ہی اس لئے کہ شیعہ محاربان حضرت امیر کا
 کہتے ہیں اور شیخین اور انہیں لگے انتہی اور ملا عبد اللہ شہید شیعی مقرر ہی ساتھ ایمان
 شیخین کے بلکہ اس بات کے کہ سارے صحابہ مسلمان تھے نہ مرتد چنانچہ تفسیر آیہ یا ایہا الرسول علی
 انزل الیک یمن سیک میں لکھا ہی کہ محمد و اقرار شہادۃ من ولتہدین اجمالی ہما جابرہ النبی مرتد ہو
 سست و بعد از رحلت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امت احابت این مرتبہ اسلام و شہادۃ
 و بحفظ و صیانت ایندی کہ وعدہ شدہ بود این مرتبہ بدین رفتہ این مقدار این مرتبہ و اسلام
 کافی بود از ہر انقیاد و امر حضرت رسالت پناہی کہ در باب باخراج شکرین از جزیرہ عرب
 و در باب تمال اہل بیت و یا باغین زکوۃ و یا در بیان کاذب نبوت و در باب جہاد با کفار و
 و روم و غیر آن واقع شدہ بود و جمعہ کہ مقصدی خلافت و ریاست شدیدہ درین امور
 و کوشش سجدہ نمودن و تادیر نظر خلافت اور استحقاق امر خلافت و دریافتن و بسا ازین امور
 و مالیات و در اجتناب از محرمات ظاہرہ بلکہ و ترک بعضی از مباحہ نیز بہرکت دریافت

صحبت شریف نبوی و بقائے ان بركات و نفوس ایشان از جهت قربی مان از اہل و عروج و زہد
و تقوی بودند و مسالہ و مہمانانہ کہ واقع شد در امر خلافت و در حق اہل بیت بود پس اتہی کلام
اس ثابت ہوا کہ صحابہ و شیخین کو زیادہ اہل ایمان پرور و زہد و تقوی ہی ببرکت صحبت نبوی
اور سبب قی ہے اون بركات کے انکے نفوس میں محال تھا اور یہ یہی معلوم ہوا کہ صحبت انکی
ساتھ پیغمبر کے براہ خلوص قلبی تھی نہ براہ نفاق و ظاہر داری ورنہ فیض ببرکت صحبت کیونکر
حاصل کئے اور ظاہر ہی کہ جب ایمان و عروج و تقوی و زہد انکا باعث امامیہ ثابت ہی بالیقین
تو دعوی سبب انکا کہ امر خلافت حق اہل بیت میں اننے معصیت ظاہر ہوئی دعوی او کا خلاف
ماثبت بالیقین ہی پس معلوم ہوا کہ یہ بات ہی صحیح ہے بنا برنسک کے ساتھ کسی دلیل کے یا سبب فہم
اس امر کے کسی نص سے واقع ہوئی ہوگی نہ بنا بر قصد معصیت اسلئے کہ اگر صحبت پیغمبر نے ملین
تاثیر کی ہوگی تو اس امر عظیم میں کس طرح ایسی حرکت بے برکت اننے دیدہ و دانستہ بنا بر
طمع دنیا و حب جاہ و مال صادر ہوئی والا زہد و تقوی و اجتناب از محرمات انہیں ہرگز موجود نہ ہوتا
اور یہ جو کہا ہی کہ یہ سب اسلئے تھا کہ نظر خلافت میں استحقاق خلافت کے دورنگین برجم بآب
و ادعا علم قلوب ہی ہم لوگ مکلف بظاہر حال ہیں جسکو ظاہر میں نیک یکھیں گے نیک
کہیں گے مہذب با عرفان مشہدی علت انکے حسن حوال کی ببرکت صحبت شریف نبوی تھی پس البتہ
باطن میں ہی اس بركت صحبت اثر کیا ہوگا یا بجلد ایمان صحابہ کا خصوصاً شیخین کا باور و زہد
و تقوی و پرہیز محرمات بلکہ بعضہ مباحات اور اخراج مشرکین کا جزیرہ عرب سے و مقابلہ ساتھ
کفار روم و فارس ایران وغیرہ فضائل و خصائص کے ثابت ہی ولید السجد اور شال ابو طالب کے
معین نبوی بنا بر قرابت و وصیت پرورش عبد المطلب تھا قیاس مع الفارق بلکہ جنون
و خط صرف ہی کہ بخبطہ الشیطان من المس تبلیہ مخفی ہے کہ یہ سوال جواب موسمی کہ
مشتمل ہی بارہ بیان پر بشل اسولہ و اجوبہ سابقہ محتوی تھا اخراجات بے صلہ
جسکا جواب بجواب ختم ہوا و الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات قولہ اول کنا شیخ کا کہ عبد اللہ

ابن سبا و یودی بانی فرقہ اہل تشیع ہوا محض سخن سازنی ہی عبد اللہ بن سبا کہ یہودی زمین
 یروشلم بن ذول وحی حسود موسیٰ کو خدا جانتا تھا جب مسلمان ہوا حضرت علیؓ کو براہ بخیر دی تھا کہنے
 لگا اے علیؓ تو راہ بمان او بیام فرقہ سایہ معروف ہیں اور یہ ایک فقیہ غلات سے ہی جواب دہ تھے
 محض مباحثہ ہی سخن شیعہ کو سخن سازنی پر محمول کیا اور جو اس کے جواب میں لکھا و سکوہ لکھا گیا کہ
 شیخ نے اس قول میں دعویٰ تصرف کا نہیں کیا بلکہ کہتے تھے شیخ شاہ اس عاکی میں خصوصاً رجال
 کشی اور غیرہ ظاہری کہ مدار علیہ تشیع محمدؐ کا کہ قول بخلافت با فضل مر تصوی ہی ابن سبا کہ
 رسم تبرنے کی اسے بنیاد والی ہی آزاد الفین میں ہی کہ ابو بکر عمرو کشی نے اسما و الرجال میں
 عبد اللہ بن سبا یہودی کو بانی تشیع کہا ہی و کہنا ذکر صاحب مجمع البحرین فی تحقیق اصول الدین
 اور مترجم تاریخ مسما علی عدوی شعی کہ اسے تاریخ طبری کو بطور حویدیا ہی اور مجمع البحرین
 و مطلع النیرین فخر الدین نجفی و رجال کشی اور فرست شیخ الوجعہ طوسی سے ظاہری کہ ابن
 سبا محدث تشیع خاص ہی اور اتباع اس کے شیعہ تھے اور اس میں ہب میں علو تمام کہتے
 تھے اور یہی شخص بانی مہابی فتنہ قتل عثمان تھا الی آخر اقال سجدہ ابتدا میں فرقہ اور کا نسب
 بغلات تھا پھر حیدر زمانہ گذرنا گیا اور تلاسیہ مختلف الحاد متفرق ہوئے گئے اس بعد
 تفریق تشیع ہوتا گیا یہاں تک کہ غلات میں فرقہ ہو گئے پھر اسے اور لوگ شکلے مثل امامیہ
 اثنا عشریہ وغیرہ کے وہم جزا حب سطح ملت موسیٰ میں بانی تشیع نبی اسرائیل فرعون تھا قال
 تثانی ان فرعون علانی الارض فجل لہا شیعا اس سطح اس ملت میں ابن سبا یہودی ہوا فرقہ اثنا
 ہمی کہ وہ با سامان تھا یہ میسا مان ایکے پاس اگر کوئی دلیل صحت دعویٰ کی مخالفت تفسیر ملتا
 امامیہ موجود ہو پیش کر و قولہ دوسرے یہ کہ شیخ نے بشد و تمام کہ ذکر فرقہ موسیٰ
 بشیعہ کا لکھا ہی سوا فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کے سب گمراہ ہیں اثنا عشریہ کو اس نے کچھ واسطہ
 نہیں پس انکو شامل مخالفین کے لکھا اور ایک او میں سے گنارا و مقصد سے جہت برہنہ
 عداوت قلبی کے کوئی امر مقصود نہیں ہوتا جواب لشکری حضرت امیر کے بسبب قبول

و سوسہ ابن سبا ہودی کے اول چار فرق ہو گئے تھے ایک شیعہ مخلصین کے قطب اہل سنت
 و جماعت ہیں دوسرے تفصیلیہ شیعہ سب سے چوتھے غلات پھر جب غلات پہلے تو انہیں سے امام
 نکلے پھر سال دوسرے و پنچامے ہجری میں امامیہ سے اثنا عشریہ ظاہر ہو اس حساب سے داخل ہونا
 اثنا عشریہ کا سلسلہ دین ابن سبا و یوحنا بن مین طبقہ بعد طبقہ ثابت ہی اور انکار اور سکا مکارہ و
 مانع شیعہ زیر فاجران مذہب چہرہ ہی ہر گز نہ داکری بکری بقول میرے شیخ کہتا ہے
 کہ مذہب شیعہ ہر وقت میں بزرگ تازہ جلوہ کیا یہ بات محض واسطے تفروخت علوم کے
 اوسکی تصنیف ہی سنت و جماعت میں دو چند شیعہ مذہب عجیبہ ہیں کہ جلوہ کا بولمیں کہتے ہیں
 فضائل فرق باطلہ کے شمار و قطار سنو نہیں ہیں روکتب شیخ دہلی و ابن حجر و زہدیان و خواجہ
 معصوم محدوی وغیرہ میں جواب ترکی ترکی سطور میں دیکھنے سے غلط نہ کہتا ہی پس حنفیہ
 وغیرہ نے جو جواب کہ واسطے برت اپنی کے فرق تنوع سنت و جماعت سے تجویز کیا ہودی
 جواب فرق مختلفہ موسوم شیعہ اثنا عشریہ کی طر ف سے تصور کریں جو آپا سخ اسکا یہ ہے کہ جو
 فرق امامیہ ہیں وہ سب ایکو شیعہ کہتے ہیں اگرچہ بعضیہ فضول ان اجناس میں ہم متنازع ہیں
 و لیکن تشیع سے کسیکو انکار نہیں بخلاف اُن فرق کے جنکو شیعہ بزر و ظلم و امر اہل بیت
 باندھتے ہیں کہ اوغیر کئی ایکو سنتی نہیں کہتا مثل معتزلہ وغیرہ کہ انہوں نے اپنا لقب اہل اللہ
 و التوحید رکھا ہی نہ سنتی و علی ہذا القیاس بصورت میں جواب سنو کہ شیعہ کی طر ف سے متشی نہیں
 ہو سکتا دوسرے تفرق شیعہ کا بلا خصوص اثنا عشریہ قرآن ثابت ہی کہ الذین فرقوا و بینکم و کانوا
 شیعۃ کتبت فی شئ اسطرحی لخص اگر کوئی واسطے تفرق اہل سنت کے قرآن موجود ہو لاؤ تبار
 حالانکہ شیعہ ہونا جمیع فرق امامیہ کا اور کثرت تفرق شیعہ کی گو ایک دوسری تکفیر کریں باعتبار
 علی کا امامیہ ثابت ہی حسین علی خان برادر بزرگ سبحان علی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہی کہ ان
 مذہب محقق صحیح عالمیہ امامیہ نیست کہ جمیع فرق شیعہ ناجی باشند چاہیں بعض فرق
 شیعہ را کلاب مطرہ گویند و نصیری و دیگر غلات را کافرانہ و جو دیکہ اطلاق شیعہ بر وہ

گوئی کہ مذہب امامیہ سنت قبول شیعہ

می نمایند انتہی ملکات کو بھی مافا کر کثرت تصرف تشیع کا ہی گواہ کو معارف ناقص آپ وضع کیا جاسکتا
 ہیں لہذا بت ہوا کہ روکت بندہ زمین جس کسی رافضی نے معتزلہ و خوارج وغیرہ کو کسی شریک قرار
 صاحب تحفہ تصدیق کیا ہی مخالفانہ بدایت حقل نقل ہی کیونکہ اگر یہ فرقہ سنی ہوئے تو کتب اہل سنت
 میں ردائے مذہب کا کیوں لکھا جاتا ہے تو کتب کلامیہ اہل سنت کو نہیں دیکھا اور دیکھتے تو کیا ہوتا
 لیکن کسی سنی سے دریافت کر لیا ہوتا اور اگر سنی کی بات قابل موقوف نہ تھی تو کسی عالم شیعہ سے سوال
 کر لیا ہوتا کہ کتب اہل سنت مملو سخن ہیں رد خوارج و معتزلہ و قدریہ و جبرہ و موسطیہ
 و شیعہ وغیرہ کو ہی دنیا میں ایسا نہ ہو گا کہ اپنے دین کا رد اپنی کتابوں میں لکھے ہاں مقلد اللہ
 اربعہ اہل سنت سنی ہیں اور مذہب اہل سنت نہیں ہیں مختصر ہی چنانچہ آپ نے ہی اقرار اسکا صحیح
 میں کیا ہی و لفظ کلام اخص کلام سنت جماعت مراد از پیروان این چہا کہ سنی انتہی اسسویں
 تشیع تہا ہی محض ہے اصل ہی اسلئے کہ انکا اختلاف فروع میں ہی نہ اصل عقاید میں کماثر
 وراثہ اور نہیں کسی نے جلوہ بوقلمون غل شیعہ کو اگر کوں نہیں کئے اور تفصیل تکلفیہ ایک ذکر
 کی چنانچہ آپ نے صفحہ چہارم میں لکھا ہی کہ باوصف این خلاف چون اصل فطرت یکا نہ تصدیق
 یکدیگر میکنند انتہی آور اگر مقصود اختلاف اصول مذہب ہی چنانچہ لفظ اشاعہ کہ ہر جگہ نظر
 کلام زبان عدوت ترجمان پر جاری ہوئی ہی مفہوم ہوتا ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ علماء اہل سنت
 کو اصولین میں اختلاف نہیں الا بعض متفرعات میں شبہاتہ اختلاف لفظی وہ ہی مخبر تکلفیہ کی گواہ
 جملہ اثنا عشریہ شیعہ کہ کافر کہتے ہیں اور سب شیعہ انکو مرتد جانتے ہیں سربا براس اختلاف
 تین فرقہ ہو گئے ہیں معتزلہ و ماتریدیہ و حنابلہ اور اصل اسکی یہی کہ حق تعالیٰ علماء اہل سنت
 دو چیز میں عنایت کی ہیں ایک یہ کہ سب اسکے سببے خوارج کو پہنچتے ہیں اور صرف الفاظ پر
 نہیں ہوتے دوسرے انصاف و قلت حد جسکے سبب کلام ہر قائل کو محمل نیک پر حل کہتے ہیں اور تا
 امکان تکفیر و تفصیل سے پہنچتے ہیں مثلاً ماتریدیہ قائل ہیں بصفت ہشتم بار بیجا جسکو تکوین کہتے
 ہیں اور اس صفت کو قدیم جانتے ہیں اور اشعریہ صفت تکوین کو اعتباری جانتے ہیں اور مجتہ

صفت تکوین
 نہاد و متذکرہ و متذکرہ

ہیں کہ تعلقات قدرت و ارادہ صفت مذکور کے حادث ہو کر تھے ہیں جو صیغہ تعلقات جمیع
 صفت کے حادث ہیں اسی صیغہ اس صفت کے جعلی و فہم پس کلام ماتیہ یہ کہ کو قائل بقدم صفت تکوین
 ہیں محل کہتے ہیں قدم صبر صفت مذکور پر کہ قدرت و ارادہ ہی اور تفصیل و تکفیر انکی نہیں کہتے
 اسی صیغہ حال فی اختلاف کا ہی جو فہم میں ان تینوں فروق کے واقع ہی مثلاً اشاعرہ و ماتریدیہ کہتے ہیں
 کہ کلام خدا غیر مخلوق ہی اور ارادہ اس کلام نفسی کہتے ہیں غرض الفاظ اسلئے کہ حدوث الفاظ کا کہ
 کیفیات اصوات غیر قائمہ ہیں بدیہی ہی اور بدیہی انکار نہیں ہو سکتا اور حجاب کہتے ہیں کہ ہر چیز
 کیفیات مذکورہ ہیں لیکن قدم قرار و کا وجود تلافی میں ہی اور بیان الفاظ کو ایک وجود دوسرا
 ہی متخیلہ ساعین میں کہ بطریق متحد و امثال کے قرار دے کر کتابی مثلاً لکستان شیخ سعدی کو
 وجود کے ساتھ کہیں گے جو شش صد سال قبل اسکے موجود تھی یعنی ہی الفاظ کا منت مرخدا از غزو
 الی آخرہ اول متخیلہ شیخ سعدی میں موجود ہو چکر متخیلہ ساعین میں وہم جزا آجکل دن تک پس کلام
 لفظ الہی کو علم الہی میں مانند کلام نفسی قدیم کے کہتے ہیں اس میں کچھ انکار بدیہی کا لازم نہیں آتا
 بلکہ عموم نفس کلام اللہ غیر مخلوق ظاہر سے پھیرنا اور کلام نفسی پر محمول کرنا سبب از فہم ہی اشعرہ
 و ماتریدیہ نے جانا کہ سخن حجاب کا بدیہی ہی انکی تکفیر و تفصیل کرنا چاہیے اسی صیغہ اشعرہ
 کہتے ہیں کہ حسن قبیح افعال میں بعضی ایجاب ثواب عقاب ذاتی افعال کا نہیں الا اشعرہ میں نسخ
 جائز نہوتا اسلئے کہ جو چیز بالذات ہی وہ مختلف و مختلف نہیں ہوتی ماتریدیہ کہتے ہیں کہ واسطے
 افعال کے پہلے وجود شرع کہ حکم نہیں نہ وجود کا نہ حرمت کا صیغہ معتزلہ کہتے ہیں لیکن نفس
 میں کہہ ہی جو اقتضا واجب کرتا ہی جیسے نماز کہ شتمل ہی مناجات پر اور شارع حکیم ہی حکم او
 یہودہ نہیں لیکن قابل مجوبی ہی او سکوا واجب کیا ہی اور جولان حرمت ہی او سکوا حرام کیا ہی
 ہاں حسن قبیح بعض افعال کا چار عقل ناقصہ مدرک نہیں ہوتا اس بہت سے اشعرہ انکار حسن
 قبیح ذاتی افعال کیا ہی کہ عوام اپنے عقل ناقصہ اس میدان پر خطر میں جولان نہ کریں
 اور جادہ ایمان سے باہر نہ خادین چنانچہ اشارہ رفعتوی اسی طرف ہی کہ لو کان الدین بالرائی کان

کلام اللہ غیر مخلوق

فان فی افعال

صفات باربعہ فی الزائد و اضافات

تفہیم معانی و صفات و بایں

اختلاف ایمان

باطن اسی اولی السبع من غایہ ہر اشعرہ قائل تکفیر و تضلیل نہیں اس طرح سارے متکلمین صفات
 ہدیہ تعالیٰ کو نامزد و ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اثبات قدر استقلہ یعنی ذوات متعددہ کا
 کفر ہی اور اثبات قدم ایک ذات کا اور توحید و سکے قدم صفات و صفات کا ہرگز کفر نہیں اور علیٰ ہر
 اللہ نے اثبات قدر متعددہ و توصیفات متعددہ احتراز کر کے صفات باربعہ تعالیٰ کو لا عین ولا شری
 سمجھا اس لئے کہ اگر عین کہیں توفیٰ ہوئی لازماً کو اور ذہب منزلہ و فلا سمجھو جاو اور اگر لایہ کہیں
 یعنی غیر توطن و تشیع مخالفین کے بابت اثبات قدر متعددہ متوجہ ہوو اس لئے جنینیت و غیرت
 و ولوئی نفی کی اور جمہور متکلمین سمجھے کہ مراد انکی نفی غیرت سے نفی غیرت مستقلہ ہی جیسا کہ
 ہم کہتے ہیں نہ انکار صفات مذکورہ کا و لہذا انکی جنینیت حقیقیہ و نفی غیرت حقیقیہ ایک چیز کی
 ایک چیز سے صریح منقطع ہی اس طرح علم تہذیب کہتے ہیں کہ اسعد قد شقی و الشقی قد سعد
 اشعرہ کہتے ہیں السعدین سعدی بطن امہ الشقی من شقی فی بطن امہ سوہر ایک سے دوسرے کی
 غرض سمجھ لی اس لئے تکفیر و تضلیل نہیں کی کیونکہ ایک فریق نے نظر انجام پر کی دوسرے نے
 اعتبار و سطح ہی کیا اور تبیل مساوت بشقاوت و شقاوت بسعد کو جان کر کہا اس طرح حال
 اختلاف ایمان کا ہی کہ الایمان ہو التصدیق فقط و الاقرار کا تعین عن التصدیق اوہم ان تصدیق
 و الاقرار و عمل یعنی ان عمل میں محکما جمہور متکلمین فہم و الکلیہ و محابہ قائل ہیں ساتھ قول اشعرہ
 اور خضیہ قائل ہیں ساتھ قول ول کے فلہذا یہ جزم نہیں کہتے ساتھ اپنے ایمان کے اور کہتے
 اناموس انشاء اللہ تعالیٰ اور خضیہ کہتے ہیں اناموس حق اس لئے کہ کمال ایمان میں کہ عمل ہی شبہ
 ہی کہ ہی یا نہیں اور نفس ایمان میں کہ تصدیق ہی کچھ شبہ نہیں و علیٰ ہذا التفسیر آپ ان عارفتہ
 کا بابت بر قلمہ فی مذاہب اہلسنت و تفرق اصول غیر صحیح ہی اپنے اصول میں قطع نظر و
 کے دیکھیں کہ کیا کچھ اختلاف موجود ہی جیسے قول بالعباد و الرجوع کہ بعض نے اسکا انکار کیا اور
 جیسے قول بحذف آیات بسیدہ کلام الہی سے کہ جمہور اثنا عشرہ اس کے قائل ہیں اور اپنے
 ہی اسکو سابق ثابت کیا ہی اور کہ کتاب معاد و صدوق الکواذب فی میں بڑا انکار اسکو کیا ہی

اور برکت نفی کے اور مانند قول بحجت قیاس کہ یہ اللہ اشاعتی اور سکا قائل ہی اور باقی منکر خباہی
 اسی جیسے اوکو ثلث عشری کہتے ہیں معذالیکہ دوسری تکفیر و تضلیل نہیں کہتے اسلئے کہ ان
 بابوہ قہمی کی بڑی تعظیم کہتے ہیں اور اسکو ملقب بصديق کیا ہی گو بہت امور میں کذب ہی
 پس جو اسکا جواب شیعہ میں وہی ہمارا جواب ہی اور ان امثال تقاریر سے کہ بطور مستند از خود
 میں بخوبی ثابت ہو گیا کہ اہلسنت میں تفرق اکثر نہیں اور شعب ابیہب جس سے تکفیر و تضلیل کیلئے
 لازم آوے غیر موجود ہی بخلاف شیعہ کہ ہر زمانے میں اصولاً و فروغاً و کثرة و قلة جلوه کا بوقلمون
 کرتے رہے اور نیز نگپردازی و شعبہ سازسی ہمیشہ دہوکا دیکھے اب عیب پوشی اپنی کثرت
 تفرق و اختلاف فرق و مذاہب اہل اہلسنت و جماعت پر باندھتے ہیں قائلہم اللہ انی لو کون
 قولہ چوتھے شخص نے باب اول میں لکھا ہی کہ یہ گروہ بارہ اماموں کو خلیفہ جانتے ہیں اور امام مہدی
 زندہ و پنهان سمجھتے ہیں الی قولہ طرفہ روایہ بازی و البغوی کی ہی الحمد للہ کہ علما اشاعتیہ
 جواب مقتول لکھے ہیں کوئی بات نہیں چھوڑی کہ ہم لوگوں کو فکر جواب ہوا سنا نہ میں بسبب شیوع
 چھاپے یہ سب کتابیں میر میں جواب ہلکوار و رہی کہ کسی جگہ تو متنبہ شو چرچ باہنی و محاجت
 کے کوئی حرف باب تحقیق سے لکھا ہوتا یہ نہیا طریقہ رد کا اس زمانے میں نکل گیا ہی کہ قول خصم
 نقل کیا اور کہہ یا کہ یہ محض سخن سازی البغوی روایہ بازی ہی اور دو مقدمات دلیل خصم سے
 قطع نظر کی اعوذ باللہ ان الگوں میں انجا کہ میں قولہ پانچویں برعکس ہند نام زنگی کا فوراً ایک شیعہ
 اولی کہے اور ایک خلق کو جاہل سمجھ کر عالم کو گمراہ کیا شیعہ اولی تابعان ثقلین میں کظاہر و باطن
 تو لاساتہ الہیہ کے کہتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے تبرا کہتے ہیں بارہ امام ایک کو بعد و
 جانشین خیر الانام جانتے ہیں بقا دنیا کا بقول سرور و جهان انکی بقا تک ہی حاکم نے
 مستدرک میں روایت کیا ہی کہ آنحضرت فرمایا النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهب اباہم و

واہل بیتی امان لاسمى فاذا ذهب اباہم و یارعدون والیضا اخر جہان ابی شیعہ و مسند ذی سند
 والترغی فی نوادر الاصول والیوعلی والطبرانی و جامعہ آخری جو اس پر طعن شیعہ ہی

جہت ہونا قیاس کا زکیا ہے اللہ اعلم

طعن ابیہب

طعن ابیہب

بشیر علی ہونہا ہست کا

جمع و خرج زبانی ہی خبر پائی حالانکہ سیدہ اولیٰ ہونا اہلسنت کا کتبہ نامیہ سے ثابت ہی ہو سکتا ہے کہ عبارت وثیقہ حسن مجتبیٰ کہ متفق علیہ فریقین ہی اور حسین مجتہد امور معاہدہ کے یہ بھی تھا کہ سیدہ امیر المؤمنین اور انکی نساء و اولاد و اسوال مامون زمین اور معاویہ اوپر ظلم کرنے سے چنانچہ انکی مضمون کو آپسے ہی منہ پرشتا و مہین مہین اور لکھا ہی کہ اول معاویہ از اہل عراق و تابان و شیعہ علی کہ کینہ بغض و دل سیدہ و اتقام نکستہ تمام اسود و احمر از وی در امان باشند بچکاسی منہ کستہ علی کہ تفسیر ہاؤ کہ مراد شیخہ اشجکہ کن مہن مہاجرین و انصار و تابعین خیار باو لوگ جنہو کی داوید دی اور ضلک فرو سیتہ تھے جو تانی باطل ہی اول ستین جہاد و ہوا المثلوب اور وجہ بطلان کی ہے کہ جہاد امیر اپنے عہد خلافت میں قدرت اظہار عداوت اصحاب کبار نہ کئے تھے بلکہ باحقان امامیہ و اہلسنت پر مہر کرتے تھے چنانچہ اسی جہت سے حسن مجتبیٰ کتاب مختوم و سرکرم میں مامور ہوا و تفسیر ہو جائے علیہ کیونکہ تصور ہو سکتا ہی کہ حسن مجتبیٰ اہل تبرک کے لئے ایسی سرپرستی علی کیا الاشہاد کریں اور معاویہ کو حکم فرمادیں کہ تم سب پر ظلم نہ کرنا معاویہ کی بے شک قبول کئے اور معاویہ و انصار و تابعین بالاحسان کے مستعدین خلفاء راشدین تھے کیونکہ معاویہ شیعہ زہر مہرانی کہتے ہیں کہ معاویہ نے پس ستین جہاد کہ مراد شیوہ اولیٰ سے مقتدایان اہل سنت میں حتیٰ کہ ابن بابویہ قومی و شیعہ و قطب و ذمی و ابن شہر آشوب زہرانی ہی اتنی بات پر ساتھ اہل حق کے متفق ہیں و نہ تھیں اور ظاہر ہی کہ انکے وقت میں خبر و ازوہ امام کی مطلق نہ تھی اور نہ اس عقیدہ کا ذکر تھا اور نہ یہ خبر اگر کہ تھے اور نہ حدیث نقلیں میں کہ ہر جگہ زبان زد سامی ہی ذکر تبرک و ائمہ اثنا عشر کا ہی کیونکہ ہر کہ ابتدا لقب شیوہ سنہ سی و ہفت ہجری ہی اور اثنا عشر تبرک سنہ دو صد ہجری حادث ہوئے اور بعد دو مین سال کے شیوہ اولیٰ سے شیوہ تفسیلیہ پیدا ہوئے کہ را بجلہ ابوالاسود دہلی و انصاع علم نحو ہی اور ابو سعید بھی بن یعرب عدوانی اور سالم بن جھنص اور عبد الرزاق صاحب مصنف محدث مشہور اہل سنت اور ابن السکیت صاحب اصلاح المنطق انکے بعد شیوہ سب سے اعظم اصحاب اہل سنت و اہل تہذیب کے تھے اہل تہذیب نے انکی ہی پھر فرق کثیر و متفرق ہوئے

جیسے کیسانہ و مختاریہ و ہنسا میر و قیدیہ و شیطانیہ و زراعیہ و اسماعیلیہ و ساریہ و اثنا عشریہ و غیرہ
 و اور جو حدیث مستدرک وغیرہ سے لکھی ہیں اگرچہ مستدرک ہی احیاء المیت سے لیکن حضرت ابراہیم
 نہیں کیونکہ اوس میں تخصیص اثنا عشریہ کی اور ذکر تیرے قولے کا نہیں اور لفظ نجوم کہ یا و گار
 حدیث اصحابی کا نجوم ہی موجود ہے اگرچہ ضعیف ہو اور اوس میں ذکر غیبت امام مہدی کا ہی فی علم قولہ
 میں کہتا ہوں کہ گیارہ امام جو رحمت الہی میں آسودہ ہو امام بابہ یوں کہ فرزند امام یازدہم عسکری
 ہیں طفلی میں امام مقرر الطاعت ہو اور وہ اب سرین راغین فائز ہو گئے مثل حضرت عیسیٰ
 حضرت خضر و الیاس زندہ ہیں اور یہ بات قدرت خدا کچھ عجیب نہیں زندہ ہونا بدترین خلافی و مجاہد
 مملوک کا قصہ تمام انصاری وغیرہ اخبار سے ثابت ہے پس خدہ بد نیک ہونا ہی زندہ ہونے میں قائم
 ال محمد کے کہ بہترین خلایق ہی کیا جگہ استعجاب کی ہے یہ بات یقینی ہے کیونکہ ہمارا اللہ برحق ہے و ہمارا
 خبر دی ہے نواصب حق بیچ و تاب کھاتے ہیں اور قبیل متغای سے گنتے ہیں جو اب عقیدہ
 مخالف بعض صحیح عقل صحیح ہے اور ہم پر حجت نہیں اسلئے کہ خضم پر اس کے سلمات احتجاج کرتے
 ہیں اپنے عقائد سے کما مزار اور وجہ خلاف یہ ہے کہ احادیث صحیحہ اہل سنت طاق میں اس بات
 کہ عمر مہدی موعود کی وقت ظہور کے چالیس سال یا کچھ کم زیادہ علی اختلاف الروایات ہوگی خدا
 سال کی اور عوی مامت کا عمر چار سال میں کرینگے نہ طفولیت و شیوخیت میں اور مخرج او کا محرم
 شریف کہ معظّم ہو گا نہ غار سامرا اور وہ بیٹے عبد اللہ نام سیکہ ہونگے نہ فرزند بلا واسطہ
 عسکری کے اور ظاہر ہونگے نہ مخفی اس واسطے کہ اختفاء صد سال میں قباجات شرعی و عقلی بہت
 ہیں کیونکہ نصب امام کا نزدیک شیخ لطف ہے اور دوسرے خدا پر واجب پھر حبیب امام مخفی ہو
 تو اوس میں کیا لطف ہے لطف جب تھا کہ امام ہوں اور اوسے کام امامت کا کہ تائید دین اور کوفی
 مخالفین شرع میں و اظہار اسلام و تدلیل سعادتین ہی علی رؤس الامم و الشہادۃ انجام بخیر و آل
 غرض نصب امام فوت ہے اور وجود او کا عبث اسلئے کہ سارا کارخانہ دین کا جسکے لئے امام
 ہیں بسبب غیبت کبری کے دہم برہم ہوا جاتا ہے و لغم باقیں ہے یا باری خود روزگار بوزم و عہد

از بخت امیدوار بودم ہمہ عمر شب بیاہ بنکر سو و ماندم ہمہ جاہ بے وعدہ در انتظار بودم ہمہ عمر
 اور نیز ضرورت احتفاء کی کیا ہی اسلئے کہ بطور شیعہ امام اپنے اختیار سے مرتے میں پس دروہ کا
 ہی نہیں اگر اندیشہ آید خلق ہی تو وہ ہی ممکن نہیں کہ ہنوز عالم میں شیعہ بہت ہیں کہاں کہاں
 نصرت کرینگے سوزد استرخاص امام حسین پر عائد ہوتا ہی کہ او شیون کیوں فرار عبادت مجاہدہ
 اجر جزیل صبر و سستی اختیار کیا بجلاف صاحب الزمان کے کہ او کو بالقطع معلوم ہی کہ نزول
 عیسیٰ تک نہ ہوں اور مالک شرق و غرب ہو گا اب چاہیے کہ دعوت بر ملا کریں خصوصاً اس
 حال میں کہ شیعہ مخلصین ان کے منتظر قدم غیبت لزوم ہوں اور بلاد عراق و خراسان و
 ہند و سندھ خاصہ بلاد پورب و مگال و کھنڈ و کن علی الخصوص بعض حملات لودیانہ و کلکتہ و جدہ آباد
 ہسپتال وغیرہ میں میل نہاں گرائی ہو اور نیز رطرح کی یاد گاری و مثنوی خوانی پتھر سی محض اس قوم
 کہ مبادا کوئی نورانی یا اسلام بولی یا ولایتی دہو کا دیکر شمل مرزا منظر مرحوم کے قصد قتل کرے
 گو موت اپنے اختیاری ہی خروج نہ کرنا بقول ابن مطہر خمس جلی الجہان لا یستحق الا امانہ بنامہ
 منصب نہ میں جسکی مناد شجاعت و ملاوری پر ہی بنا لگائے ہی حالانکہ نہ خوف جان کا ہی نہ دوسری
 انسان کا اور کسی سنی یا بادشاہ نے ڈرایا ہی اور اشتہار گرفتاری جاری فرمایا ہی معلوم نہیں
 بیوجہ عجب عقلی و نقلی کیوں اس قدر غیبت ثمانی ہی اور شیعہ اتنا شکر کہ لطف مصلح عمر
 سکھائی حالانکہ صد ہا سال سے لایجا احمد صفوی سے آج تک سب چوڑے دل جانست
 مشتاق دیدار شریف ہیں اور مال جا کو شمار قدم جا یوں کیا چاہتے ہیں اور ہمیشہ غار سار کر
 کھڑے رہ کر جتنے چلتے ہیں کہ یا حضرت ہماری فریاد کو پہچانے اور سینہ کے ماتہ سے چھاپو
 ویکو سب ایرانی پھری بند بھائی کا ریکرانا وہ بلکہ روس ہی پاس بعض قرابت متباری مدد
 ہیں اب کیا جا ترقیت و محل تحلف و موقع احتفاء و مقام احتجاب مثل خدای ہی لیکن یہ فریاد
 مسیح نہیں ہوتی بلکہ ہنوز فریاد و شغال مال شغال است انکے خلق پہٹے ہیں این ایاست
 قیامت شد سنت انبیاء و اوصیاء کی یہ ہی کہ مخالفین کے ماتہ سے ایذا اٹھاتے اور صبر

کرتے بلکہ اہ حق میں باطلان نفس مال رضی ہوتے جس طرح حضرت عیسیٰ و زکریا و ابراہیم
 و زید بشید وغیرہ کیا قال تھا و کاین میں ہی قائل معریتوں کثیرہ فاعلموا انما اصحابہم فی سبیل
 اللہ و ما ضیعہ و انک کا لہ و اللہ عجیب انصاریں بالکہ انکی موت انکے اختیار میں نہ تھی
 اور نہ عالم ماکان و مایکون تھے اور نہ جانتے تھے کہ ہم طویل العمر ہیں لیکن احتقار و استہوار
 مکنیا اور جنار اہل جفا پر تحمل کر کے جان عزیز کو راہ حق میں دیدیا آئے شوہر گزشتہ قریب
 گرامی نکمہ پگورہ جان بچہ کا گرد گرم باز آیدہ اور مثال طول عمر کی بلکہ احتقار طویل کے ساتھ
 عیسیٰ والیاس و دجال کے عجائب استدلال ہی اسلئے کہ اول تو بقار عیسیٰ ثابت بالفضل ہی
 اور مقدمہ صاحب الزمان میں کوئی نفس از نہیں فاین ہذا میں انکے دوسرے عیسیٰ کسی زمانہ میں
 ظاہر آویسے تبلیغ رسالت میں مصروف بخلاف مہدی کے کہ ظہور انکا ہمسرین امامت عموم
 خلق پر نہوا چوتھے آنا عیسیٰ واسطے قتل دجال کے ہو گا نہ واسطے تبلیغ رسالت کے والا
 وجود امامت صاحب الزمان کے کیا حاجت رسالت ہی پانچویں عیسیٰ آسمان پر مرفوع
 بہن شمل مہدی زمین میں مخفی بطور تقیہ کے چھٹے عالم ملکوت کو حکم دوسرے جہان کا ہی
 تو گویا فی الواقع وہ دنیا میں زندہ باقی نہیں بلکہ حکم ملائکہ میں ہیں اور عالم آخرت میں
 ساتویں خضر اگر چہ مخفی ہیں لیکن جو کام اونکو جانب خدا سپرد ہی اوسکو سر انجام دیتے
 ہیں اور حکم جلال الغیب میں ہیں کہی ظاہر نور و نیلے بیہودہ بطور تقیہ معطل و بیکار کسی خدق
 و غار میں محتجب نہیں بلکہ یقیناً یثیرون اور کایہ احتقار حکم ظہور میں ہی بخلاف مہدی
 کے کہ خلاف اصلح و لطف سر واپ میں وجود معطل بخوف اعدائے ہیستہ ہیں کجا خضر
 کجا مہدی خانہ خدا گور خدا آہو میں جلال بعین اگر چہ باقی ہی لیکن احتقار اوسکا بطور
 تقیہ و جہن نہیں معہذا منصوص الوجود ہی نہ مہموم موجود اور اس کے ظہور میں قہر الہی
 ہی بلکہ اوسکا احتقار بعین اصلح و لطف ہی جس طرح عدم ظہور مہدی عین قہر و غضب ہی
 علاوہ اسکے اپنے نیک کو ضد برقرار دیا ہی سورہ قاعدہ مقتضی اسکا ہی کہ وجاہ مہدی

قاضی جمال محل

ضد کامل ہوں اسلئے کہ ایک غیر محبت و لطف صورت ہی آورد و سر اقرہ محض صبر فتنہ تو پہنچا
 کہ حبط و جلال حق ہی مہدی ظاہر ہوں حبط و طویل عمر ہی یہ قصیدہ مہدی ہوں وہ
 وہ پیدا ہو چکا ہی یہ باب پیدا ہوں یہ کہ جو اسکا حال ہو وہ اسکا مال ہو کیونکہ انصار
 نہ تصادد با یکدیگر نہایت مہدی بن کی عیسیٰ و خضر و الیاس و جلال العین بنابر فقدان وجود
 صفائی کبریٰ خلاف عقل خالص از شوائب ہم و مخالفت نقل صحیح اہل فہم کے ہی کہاں
 عیسیٰ کہاں مہدی فرق زمین و آسمان کی کہاں و جلال شیطان کہاں صاحب الزمان
 تشبیہ مہدی کی و جلال سے دنیا کام و جلال نگاہی نہ انسان صاحب ایمان اگر کہیں کہ
 مقصود و سجدہ صرف تشبیہ طول عمر ہی نہ اور امور تو بھی گو استبعاد عقلی قیاسی نہ ہو لیکن اس
 اعتقاد میں حجت شرعی سمعی و حضی مقبول ہوتی ہی نہ قیاسی نہ شیطانی و جلال
 ساری عمر انہیں او نام میں مبتلا ہے پر ہزار حجت کہ ظہور صاحب الزمان نہوا شعا مان
 للرب ان یہدی الذی یمتھوہ بجلکم مولانا فعلی حقو لکم العفار و اکیم ثلاثہ العفار
 و العفولانہ طرفہ ماجرا یہ ہی کہ حبط اثنا عشر لیسر حسن کمر مہدی جانے میں کہ
 کیسانہ محمد بن حنفیہ کو اور اسمعیلیہ اسمعیل بن جعفر کو اور بعضے محمد بن باقر کو اور بعضے جعفر
 صادق کو اور بعضے موسیٰ کاظم کو اور بعضے محمد بن حسن مثنیٰ کو اور بعضے محمد بن عبد اللہ
 حسین کو اور بعضے یحییٰ بن عمر کو مہدی کہتے ہیں غرض کہ اس باب میں میرے وہ شہدے
 مختلف ہیں اور بعضے منکر کہ عسکر کے کوئی فرزند نہیں ہوا اور او کی میراث اور کے ہاتھ
 نے لے لی اور امامت بھی طرف او کے منتقل ہو گئی اور بعضے کہ اسکا بھائی تھا لیکن نہ فرزند
 بہر حال شیعہ میں ہنوز بابت تعیین امام مہدی گفتگو در پیش ہی کہ کون ہی اور کہاں
 قولہ حدیث میں بات بغیر امامان مینہ جاہلیہ وغیرہ سے وجود امام کا ہر طائفے میں لازم
 ہی سیکون اس حدیث میں تاویلات کہیں ہیں بعضے کہتے ہیں کہ مراد بابوشاہ اسلام
 ہی یا مرشد شیخ وقت یا قاضی یا قرآن اور یہ سب جہات ٹھیک نہیں عقائد سنی میں

حدیث ابن باب و لم یعرف امام زمانہ

بحث اس حدیث میں فکر کر کے عاجز ہونے کے کہا کہ بعد ائمہ اربعہ و عباسیہ کے اس مشکل ہی نسخہ جو
تاویلات مذکور بعد تسلیم ثبوت حدیث صحیح میں صرف بالا خوانی و دشنام بازی سے الٹا تاویل کرنا
اور بیان دلیل سے بچنا کام حیلہ سازوں ہمانہ باز و کجائی حالانکہ ثبوت حدیث مذکور میں حدیث میں
اہلسنت کو کلام ہی اور بعد تسلیم ہی مفید اہل فتنہ نہیں اسلئے کہ اتنی معروف و گوی امام ہمدی
ہیں اور صورت او کی نامعلوم اور نفع امامت محروم کام نہیں چلتا لیون تو سنی بھی کہتے ہیں
کہ امام ہونے کے اور خلق و خلق میں مشابہ احوال نبوی ہو و شیکے اور اولاد امام حسین میں چو
و غیر ذلک من الامارات الہی و زوت ہما الاخبار بنا علی ہذا الکتوبی مثل شیعہ کے اونکی معرفت حاصل
ہی اور عدم نفع میں و فو شامل آور قید زمان و وقت بعض اخبار میں موجود نہیں فلا حرجہ بہ
اور جواب تفصیلی اسکا بصارت العین میں لکھا ہی علاوہ اسکے نزدیک شیعہ کے جسطرح آیات میں مشابہات
ہوتے ہیں اوسیطح احادیث میں ہی ہوتے ہیں صاحب شافعی نے شرح کافی میں شرح باب
الطال الرویہ میں لکھا ہی کہ القشبات کما یكون فی الایات کذلک یكون فی الاحادیث اتنی

اس معرین اگر عمر شفی نے اوسکو متشابہات میں کہہ کر شکل کمانو کیا تھا اشکال ہی بدو ن نفس
صریح کے ہمدی کو مصداق اوسکا ٹہرانا قیاس صرف ہی اور قیاس دیک شیعہ کے صاحب حدیث
نہیں اور تاویلات اہلسنت تار جو مانع و رافع بحال خود میں قولہ حمی الدین عربی فتوحات کتبہ
میں لکھتے ہیں ہوں عمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولد فاطمہ و جدہ حسین بن علی

بن ابیطالب و والدہ الحسن العسکری الخ جواب اس عبارت سے فرزند معنی ہوا ہمدی کا اور
والدہ حقیقی ہوا حسن عسکر کا خلاف دلالہ ہی اسلئے کہ مقصود شیخ کا یہی کہ سلسلہ نسب صاحب
الزمان جانب علی میں منتہی ہوتا ہی طرف حسین فاطمہ کے اور جانب اسفل میں طرف عسکری کے
پسین او کے والد ہیں اور وہاؤن کے والد اگر چہ در میان میں و سائط حامل ہوں کیونکہ الملاق
والد کا جد و جد البحر و ہم جڑا پر ہی شائع ہی قرآن شریف میں ہی و کان ابوہما صابرا محسنین
ہیں کہ صاحب پشت ہفت میں تھان دو نو کی جسکو لفظ آب تبخیر فرمایا اسی جہت ائمہ ہی

ہو متشابہات کا احادیث میں

ہو متشابہات کا احادیث میں

عشرۃ رسول و ابن الرسول کلماتہ میں حالانکہ اپنے تئیں حضرت اصحاب و ارحام مستعد و مہربان
 میں ہی پہنچ کر مہدی کو فرزند عسکری کہا تو یہ لازم نہیں آتا کہ خاص ان ہی جس انہیں کا بیٹا ہو مطلقاً
 کہ ان کی اولاد میں ہو گئے قولہ یواقیت و جواہر میں شیخ عبد الوہاب شطروی لکھا ہی ہوا اولاد
 الایام حسن العسکری و ولده علیہ السلام لیتہ المصنف من شعبان سنۃ خمس و خمسين ثمان
 و ہوا بقی الی ان جمیع یحییٰ بن فکیر بن محمد الی وقتنا ہذا و ہر سنۃ ثمان و خمسين تسع و اربعۃ
 و ثلاثہ سنین الی قولہ عبد الجلیل بلکہ اسی نے سر مکتوم میں لکھا ہی الی قولہ بہت اہل باطن قائل ہیں
 بوجہ و امام مہدی انتہی حاملہ جواب یواقیت میں روایت مذکور کو بطور عقیدہ اہل اسلام
 ذکر نہیں کیا کہ ماخوذ فیہ میں حجت ہو بلکہ بعد نقل کے تضعیف و تردید و تطبیق اس کی ساتھ
 اخبار صحیحہ کے کی ہی قبولنا لا علینا قطع نظر اسکے آئے جا ہی اس سالہ میں لکھا ہی کہ شرح
 حکم ظاہر کا ہی نہ باطن کا اور بی مذہب اہل سنت کا ہی چنانچہ اسی بنیاد پر اکابر صوفیہ فرمایا
 کہ جو باطن مخالف ظاہر ہو وہ مذہبی ہی اور علماء دین لکھا ہی کہ کشف اولیا حجت شرعی
 نہیں کہ اس میں احتمال خطا و غلط کا غالب ہی خامۃ وقت تقابل اولہ صحیحہ مضادہ کے کہ یہ
 خطا متعین ہی بلانا و اہل اسطرح روایات شاذہ نادیرہ غیرہ صحاح احتجاج نہیں زوالی پس
 عبد الجلیل نے چند اہل باطن سے خلاف ظاہر الروایۃ قول بوجہ و مہدی فی الحال متصل کیا تو وہ
 مطابق تصریح سامی و تحقیق علماء اگر اسی اہل سنت و رخر الزام نہیں اگر کسی عالم سنی نے ایسی
 بات لکھی ہو یا کشف اہل باطن کو حجت قطعی کیا ہو یا رد اقوال مذکورہ کا نکلیا ہو تو بس ہم
 اور قاضی شوستر ہی نے تصوف کو حصر کیا ہی تشیع میں و بالعکس پس اس بنیاد پر یہ قول
 اہل تشیع کا تہیہ الزام سنت کا چنانچہ اسی جیسے عبارت یواقیت کہ محققین نے اسکا حجت
 رفضہ و اہل الحاد سے کہا ہی کذا فی رسالہ اقتراہ السامۃ معہذا لفظ شطروی کہ قرن
 عبد الوہاب آپ نے لکھی ہی معلوم نہیں کہ کیا نسبت ہی حالانکہ نسبت شیخ مذکور میں
 یا شعرابی کہتے ہیں نہ شطروی اور رسالہ عبد الجلیل جمیع حوالہ کتاب البیان و البیین

حجت امام مہدی از کتاب یواقیت و جواہر

و کتاب الخصال غیر لکھا ہی غیر موقوف ہی اور کتب مجهول الحال میں نقل ایسے رسائل سے نزدیک
 فقہاء کے منہج ہی تیرا زاد و بگراچی نے جان فقیر و قلم حوالہ سید عبد الجلیل ضبط کیا ہی اور
 تالیفات کو لکھا ہی وہاں نام اس سال کا نہیں لکھا اگر او کی تصنیف ہوتا تو ضرور لکھتے قول امام
 مسنون کے جو عصمت سے بہرہ نہ لکھتے تھے اکثر علماء ان کے صرف واسطے تشریح حال او کی کے سوا
 پیغمبر اور سیکو مصوم نہیں جانتے اور ساتھ عصمت ائمہ البیت کے قائل نہیں ہیں جواب
 شیعہ کی عادت ہی کہ واقعہ اربعہ اور نفس الامر پر نظر نہیں کرتے اعلیٰ درجات بر حیزہ کو اپنا مذہب قرار
 دیکر مسائل کثیرہ میں غلو کرتے ہیں سوا کا مذہب مہموم غیر واقع ہی بخلاف اہل سنت کے
 کہ بے دیکھ بھالے قدم نہیں رکھتے اور نہ واقعہ نفس الامر کو بکتاب کا ہوتا ہی چنانچہ اہل سنت
 سے مسئلہ عصمت ائمہ ہی کہ روایات بشمار ائمہ سے عدم عصمت او کی بلکہ انبیاء کرام کی ثابت
 ہی اور یہ اس کے اثبات میں سوائے تین حیران میں لیکن تطبیق مہموم بال نفس الامر معلوم نہیں
 سئل حسین بن علی فضیل کہ کیف صحبت بالین رسول اللہ قال صحبت ملی رب فو فی والنار اجمی
 والموت یطعننی والحساب محقق واما من یمن علی لا احب ولا احب ولا ارفع ما کرہ والا سورید غیر می
 شاعر غیبی وان شاعر عفا عنی فلا اری فقیر الفقر متنی اس روایت کو شیخ صدوق نے امالی میں
 لکھا ہی اور مجاہد عاشق سجاد میں ہی قال علی علیہ السلام بالیت السباع مرقق کحی و لیت ہی
 لم تلدن فی ولم ینکر النار ثم وضع یدہ علی راسہ وجعل یمکی ویقول وابعہ صفراء واقلة زواہ ہی
 اور صحیفہ کاملہ میں ہی قد ملک الشیطان عنانی فی سور النظم موضع البقیین وانی لا شکو
 مجاہد ہی وطاعة نفسی لہ واستعصمک من ملکۃ اور بہا الدین عالمی نے شرح اربعین میں
 لکھا ہی واما الضمن ہذا حدیث میں قولہ واکب علی خطیتک لایستقیم بظاہرہ علی قواعد الامامیۃ
 القائلین البصمہ وقد وردت کثیر فی الادعیۃ المرویۃ عن المتأخرین اور کلینی میں ہی سہاد
 صحیح عن ابی یعفور عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان یونس قد اقی وناکان الموت علیہ لاکا
 اور نیز باب التوبہ کافی میں ہی عن یونس بن یزید الشحام عن ابی عبد اللہ علیہ السلام کان رسول اللہ یخبر

عدم عصمت ائمہ ہی برائے شیعہ

الی اللہ فی کل یرم عصین مرۃ قلت ان رسول اللہ کان یترک الامیود و یمن تراب و یغزو و یفر
 علم اللہ فی حد و رگناہ کا انبیاء سے قبل بلوغ تجویز کیا ہی اور مجاہدہ اخوان یرم کر
 صفرین رحل کیا ہی حالانکہ ظاہری کہ جو کام اوستے ہوا وہ اطفال صغیر السن سے ممکن نہیں تھے
 سبق الکلام فی ہذا اب فرماتے کہ عصمت اللہ کی بطور امانیہ کیونکر مستقیم ہی کہ اہلسنت پر
 عدم عصمت کے تمت تشر حال کیا ہی حالانکہ کچھ ضرور نہیں کہ جو معصوم نہ وہ ہمیشہ معصوم رہے
 رہا کرے اور تشر حال و جگہ ہوتا ہی جہاں تمت عصمت لگائیں کہ اس جلیہ سے باقی ہوا
 جسطح رفضہ اولہ قاطعہ مذکور کو تباویلات کیونکر متوجہ عصمت کرتے ہیں و ہاں جہاں عدم عصمت
 قائل ہوں کہ وہاں تو صریح ہتک تشریحی جہاں اللہ اس شرمی برکاتہ تالیف جابہ ہی
 ایسے روایات ناطقہ کو ہو لکھ غیر بر تمت بے صرف لگانا اپنے میکب چہا نا ہی قولہ مقرر ہی
 کہ ساگر گناہ حرص و غصب شہوت سے صادر ہوتے ہیں یہ جارون چیز غناہ الہی
 ہمارا اللہ علیہ السلام میں احسانہ تہی پس انکی عصمت میں شک رکھنا صریح عاقبت اپنی کو خراب
 ہی قال البیہ الاموال علی و حسن و حسن و مستحق کہ احسن معصومین یہ حدیث مرویات میں ہی
 جواب نفی خصال اربعہ کی بطور سلب کلی اللہ ہی دلیل جمل مرکب قائل ہی خلاف جہاں اصل
 کیونکہ یہ خصال انبیاء میں ہی بنا بر بشریت موجود ہوتے ہیں چہا کہ اللہ لیکن معلوم و مشہور
 یہ معدوم مطلق یہ معنی عصمت کے کہ افعال طبائع بشری سے بالکل مخلع ہوں آج تک یہاں
 سننے سے کہتے کہ لیکہ لکہ لکہ تھے نہ آدمی اور حدیث مرویات موضوع مفتہ ہی اور یہ کہ
 واسطے جمع موضوعات کے بنائی گئی ہی اور بعد ثبوت عدم عصمت اللہ کے اقوال اللہ
 انکی عدم عصمت میں شک نہ کرنا ہی عاقبت خراب کرنا ہی قولہ یہ قدر تہذیب کی ہی زبان
 بے غیبہ اکابر سنیں کہ اگر اسی عصمت و لولہ ہی شیخ عبدالحی دہلوی نے لکھا ہی حکم عصمت ذاتی
 المراد معرفت ولایت معنوی برافراشتہ ریاست صورتی بران گذشتہ جواب یہاں
 شیخ نے ذیل لغت زمزمین بحث ال گئی ہی اوسکے صرف امام حسن باقر میں علی سر فہم

ہونا غصب حرص و غیرہ کا اللہ ہدی میں

وفاطمہ زہرا و مراد بہن نہ ساری دنیا کے سید اور بارہ امام تھے و عصمت سب کا معنی حفاظت ہی
 اور استعمال الفاظ مترادف المعنی کا بھی لیکر معروف ہی پس قول شیخ قول تینالی ہی کہ ان عبادی
 نہیں لکھیں علیہم سلطان اور یہ بات بعید نہیں اسلئے کہ صد اولیا محفوظ اس است میں ہو ہیں
 چنانچہ ائمہ کہ رحیل اولیا رہیں اور لیل اسکی روایت شیعہ یہی کہ صاحب بن ابی حمزہ لفظیہ
 کتاب الحج باب فضائل الحج میں لکھا ہی دخول الکعبۃ دخول فی رحمۃ اللہ و اخرج منها خروج
 من الذنوب معصوم فیما بقی من عمرہ مقصور کہ ماسلف من ذنبہ انتہی اسکا سبب عموم اس نسبت
 کے عصمت اصطلاح امامیہ مقصور نہیں بلکہ حفاظت مراد ہی کا ہو الظاہر والاساس کہ جس کے تمام
 معصوم ہو اگرین بالانہما چھ عصمت ہی کہ سنی سچا پر عصمت انبیاء کے تو قائل ہیں بخلاف
 شیعہ کہ انکار مقصور ص جمیع علیہ کرتے ہیں قولہ بخلاف لائل امامت و حفاظت کے علم ہی کہ بدون
 اس کے امام نہیں ہوتا اور اس نعمت جلیلیہ سے سوا ائمہ کے کوئی بعد از پیغمبر نہ دین جو
 باتفاق اہل علم زیادتی علم و طرح سے دریافت ہوتے ہی ایک روایت و فتاویٰ و شیعہ
 استعمال کرتے آنحضرت کی کسی شخص کو ایسے کام پر کہ نقل علم سے رکنا ہو اسلئے کہ آنحضرت
 کسی کو عامل نہ کرتے تھے کسی کام پر مگر اوی کو جو علم و اہل ہوتا اور حسین نسبت دوسروں کے
 سوا بالقطع معلوم ہی کہ آنحضرت ابوبکر کو نماز و حج و جہاد میں امیر کیا اور عمر فاروق کو حد
 و اخذ کوۃ پر عامل کیا اور یہ بھی معلوم ہی کہ اکثر روایات صدقات ابوبکر صدیق یا نور ہیں
 اور مسائل کوۃ کہ ابوبکر نے ہی خوب شرح کیا اور حدیث کوۃ کہ مرتضیٰ علی سے مروی ہی
 و درجہ صحت کو نہیں اونچی اور دوسرے ہم واقع ہوئی حتی کہ کسی نے علماء اسلام اور سید علی نہیں کیا
 اور وہ یہ ہی کہ چچیں اوس میں پانچ بکریان میں اور یہ بھی معلوم ہی کہ شیعین ہمیشہ عصمت
 و مساوت و مدارات نبویین رہتے تھے اور آنحضرت بغیر علم تام کے کسی کو اپنا وزیر
 و شیر نہیں کرتے تھے تو جعفر و محبت پیغمبر کی زیادہ ہوگی اوسقید اطلاع احکام و فتاویٰ پر
 اتم وافر ہوگی سوا ابوبکر تو بعد پیغمبر کے توڑا سا زندہ اور لوگ نسبت با خود نبوی کے

اعلام عصمت ہی ظاہر

اعلام عصمت ہی ظاہر

محتاج روایت کشی کے ابو بکر سے تنوع اور ابو بکر مدینہ سے باہر بھی نہیں گئے مگر وہ پہلے
 حج و عمرہ کے کہ لوگ ان سے روایت کرتے لیکن بائینہ مکہ و جہل میں بیچ حدیث صحیح ابو بکر سے
 مروی ہیں کہ ابدال اصحابؓ اور نے روایت کی ہیں بخلاف ان کے علی بن ابی طالبؓ عمر بن خطابؓ
 عثمان بن عفانؓ جبرائیلؓ حضرت مرفعیؓ باوجود طول عہد کے کہ قریب تین سو کے بعد پیر
 رنہ سہ اور بلاد دور و نزدیک میں چلتے پھرتے رہے اور لوگ بسبب اختلاف اہل ہوا و مکان
 ارادے محتاج طوطی روایت کشی و کثرت تقریبات روایت کے تھے کل روایات ان کے بالفصد
 ہشتاد و شش حدیث ہیں اگر انکی مدت حیا کو ساتھ مدت حیات اور ان کے اور مرفعیؓ
 ابو بکر کو ساتھ موانع دوسروں کے قیاس میں تو معلوم ہوتا ہے کہ پاس ابو بکر کے دو چار ہوتا
 نسبت دوسروں کے اسی پر فتاویٰ کا قیاس ناچاہیے اسے طبع حال عمر بن خطابؓ ہی اس کے
 مسندت عمری بالفصد سی و سہ حدیث ہیں اور فتاویٰ حدیث سے زیادہ بلکہ عمر نے ہر مسئلہ
 قضی میں نظم کیا اور تحقیق فرمائی اور مسائل عقائد و سلوک تفسیر کو بیان مستوفی کیا اگر
 مجموع احکام عمری کو ایک جگہ لکھیں تو ایک کتاب مستقل مینون علم میں مولف ہو چاہیے نہ
 ازالہ انخفا و دربار بن باین سعی کی اور کل حیات و فتاویٰ عمری کو ایک کتاب میں جمع
 اور معلوم ہی کہ مدت حیات مرقضوی قریب ہشتاد سال کے مدت حیات عمر سے زیادہ ہی کہا
 مدت دراز میں مساند علی مرفعی میں کوئی مسئلہ مختلف فیہ متفق نہیں ہوا اور نہ فتاویٰ
 قاطع نزاع تھیں اس سے معلوم ہوا کہ علم عمر کا اضعاف مضاعف علم مرقضوی تھا اور حسیب
 عمر کو ساتھ احادیث علی مرفعی کے اور فتاویٰ عمر کو ساتھ فتاویٰ علی کے نسبت کریں
 ایہ وقت کوئی اس بات کا سکندر ہو سکے گا جسکا جی چاہے ملا دیکھے تہا بت ہو کہ یہ دعویٰ کثرت
 علم سے بعد پیغمبر کے سوا اللہ کے کوئی بھو و زمین نہیں کہ نبی صریح و بیہی البطلان
 نقل مستفیض ہی ایسے دعویٰ محل سے سکوت برتے ہوئے سحر و سباط نکتہ و اذان
 خود فروشی شہر طغیست یا سخن دانستہ گواہی مرد غافل نموش قو کہ علم ملک کسی اور

اور علم اور حکماوی لدنی ہی رب العالمین نے علوم اولین و آخرین ختم المسلمین کو بخشے تھے
 اور علم نبوی بھی اس طرح سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہوا صاحب اللہ مرتکب منتہی ہوا جو اب یہ ادعا میں
 حوالہ نفس ہی دوتہ خط القنات و معتمد کیا جائی فخر ہی کہ حکماء و شریعین و رباعیہ و غیرہ اہل علم
 ہی ایسے علوم و نبی لدنی تھے کہ سینہ بسینہ منتقل ہوتے سہ طبقہ بعد طبقہ حالانکہ اگر یہ حال
 ذہنی تسلیم بھی کیا جاوے تو اسکی کیا دلیل ہی اور صاحبین نبوی اس علم سے محروم سہ اور خاص
 ائمہ فیضیاب ہونے جو رات دن کے رفیق شیر و زبر ہوں وہ جاہل ہوں اور جو شریک مشورہ ہوں
 ہوں وہ اعلم ہوں حالانکہ علم وہی لدنی میں کہ معتبر بعلم مکاشفہ و الہام ہی اکثر اولیاء رب و
 اہل اللہ شریک نہ ہوں اور شیخین کو یہ علم سہ و بوجہ اہل و اہم حاصل تھا چنانچہ اسی جہت بعض سلا
 طریقت منتہی ہوتے میں طرف ابو بکر صدیق کے اور مرتبہ صدیقیت بلو مرتبہ نبوت ہی کا منطق
 کتاب لہذا اور عمر فاروق و قلو انحضرت نے محدث و ملہم اس امت کا فرمایا ہی اور کہا کہ حق انکی زبان پر
 ہی قولہ علم کسی خلافت کا یہ ہی کہ ایک نے دوسرے سے درس لیا اور غنث ثابہ کہ کے علوم متداول
 میں استدلال پیدا کی اور علم موروثی ائمہ کا جس جانیہ اللہ ہی کو ہی نشان نہیں دیتا کہ ائمہ ہی شاگرد
 فلاں عالم کے تھے یا فلاں سے استفادہ کیا جو اب تلمذ شاگردی امور منقصت میں داخل
 نہیں کہ عدم تلمذ سوجب انتقاد ہوا آنحضرت نے بہت باتیں حضرت جبریل علیہ السلام سے حاصل
 کیں ہیں اور موسیٰ خضر سے تعلیم پائی اور آدم ابو البشر نے جناب ربی اور صحابہ کرام نے جناب
 پیغمبر سے اور ائمہ چہی اپنے آباء و کرام سے جب علم گھر میں ہو تو دوسری جگہ کیوں جاوے ائمہ ہی
 سہ شہدہ تلامذہ و مرید آبا خود تھے کتب شیعہ اسپر گواہ ہیں اور اگر عدم تلمذ کو اسباب مفاخرت
 میں شمار کریں تو یہی مضیہ شیعہ نہیں اسلئے کہ حبیط ائمہ بقول آپ کے کسی عالم کے شاگرد نہ تھے
 اسطرح صحابہ ہی عمرو گا اور خلفاء ثلاثہ خصوصاً کسیکے شاگرد نہ تھے اور ایک دن بھی کتاب
 بغل میں واکبر کسی مکتب دبستان میں نہیں گئے اور کسی سے استفادہ کیا اسطرح
 اولاد صحابہ کا حال ہی اور حبیط بھی سادہ اسوۃ ائمہ ہی شاگرد و مرید علماء دین کے ہیں

علم نبوی و دینی ائمہ ہی و عدم تلمذ کے

علم امام اول

علم سنیوں پر نا اعلیٰ

اسی طرح فقہاء متاخرین ایک دوسرے کے تعلیم میں اور حیطہ ائمہ ہی کو علم دینی لدنی وغیرہ میں
 اسی طرح اکثر اولیاء امت کو بھی بہ علم تھا شیخ آدم دینوری و شاہ عبدالرزاق بانسوی وغیرہ
 معروف ہیں کہ اسی محض تھے معہذا ان کے احوال مسکتہ اور مناظرات بھی مرقا بلہ فضل
 عصر مشہور ہیں غرض کہ اس حال میں ساری امت شریک ائمہ ہی اور کوئی وجہ ان کے
 کی اس بات مقبول نہیں اور اگر علم لدنی مشائخ امامت سے ہی تو اس کی دلیل کیا ہے
 حالانکہ حکم شرع کا حسب عرفان سامی ظاہر پر ہی نہ باطن پر اور اگر مدار ظاہر کا حکم ہے
 ہوتا تو باقی رہتا تو ان کا محض واسطے اثبات احکام ظاہر کی ہی فضول تھا قولہ علم امام
 اول کا غایت شہرت سے مستغنی از بیان ہی معاذیہ کہ دشمن جو ہم عمر تھا اس سے پہلے
 کہ امت خیر البریۃ بعد احمد حیدر بن النکسر رضی اللہ عنہ ساری جواب یہ حکایت یہاں
 آپ کی ساختہ و پرواختہ ہی ہے اصل محض معہذا مفید اثبات علم مرقضوی نہیں لیکن کہاں
 علم امام اول ہی کہ حکایت موافق محلی عنہ ہونا یہاں کہ امام اول خیر البریۃ بعد نبی ہیں ستر
 سنی اس کے قائل ہیں کہ چونکہ بہترین مروج ہونا اور ان کا عہد معاویہ میں متیقن ہی اور خیر ہے کہ
 اعلم ہونا ضرور نہیں والا بہر خیال اضافی اعلم ہوا کر سے حالانکہ حدیث میں آیا ہی خیر خیر
 لایہ آپ فرمادیں کہ خیر البریۃ کہنے معاویہ سے علم امام اول کا کہاں ثابت ہوتا ہی
 مثل جبکہ علم و فضل حسنین کا بھی عیاں ہی اور علم زین العابدین کا بسبب غلبہ امویہ و قبیح
 شدید او سنان کے اور شغل عبادت کے مشہور نہیں لیکن یاد غیہ محیفہ کا مہتاب علم
 امام چہارم موجود ہی کہ کلام نبی و علی سے او سمن سرور تجا و ز نہیں اور عصر امام محمد باقر و امام
 جعفر صادق و امام موسی کاظم علیہم السلام میں آخر روز بنی امیہ و اوائل دولت عباسیہ
 تھا ان تینوں امام سے غرائب علوم دین و نفسیہ کلام انہی مشہور عالم ہی جواب عیاں
 ہونے علوم ائمہ پہنچے جس کا انکار کوئی سستی نہیں کرتا جہل ماوراء ائمہ کا لازم نہیں آتا
 کہ مفید مطلب سامی ہو معہذا اگر وہ علوم ہی مذاہب مامیہ ہیں تو بالیقین برابر خرافات

کلام الہی کہ میرا کلام عزت ہی مردود و باطل ہیں اور اگر وہ روایات میں جگہ شیعہ سے عداوت
 الہیہ کے حصول تقیہ پر کیا ہی جیسے مذہب فقہاء اربعہ اہلسنت تو اس کے حق میں نہیں کچھ نہیں
 ادعویٰ حنیفہ کاملہ کو دیکھو کہ اولاً لفظ میں عدم عصمت اللہ ہی پر آئمہ اربعہ اہلسنت کو دیکھو کہ تلامذہ
 راشدین میں اللہ عزت کے اور وارث علوم سید المرسلین قولہ ابو حنیفہ کو خوب کوئی مسئلہ مشکل
 ہوتا محمد بن مسلم وغیرہ شاگردوں آئمہ سے پوچھتا جواب جگو شیعہ نے تلامذہ آئمہ قرآن
 جیسے نامبروہ اور شہنام اجل و شیطان الطاق وغیرہ ان کے حق میں احادیث صحیحہ آئمہ ہی
 کتاب کافی کلینی اور میں بابت تشیع و تضلیل و تبریع واروین اونے استفادہ کرنا ابو حنیفہ کا
 بغایت بعید ہی اور بصورت صحت اس حکایت کے چاہئے کہ ابو حنیفہ بھی شیعہ ہوں اس لئے کہ استفادہ
 بدون اتحاد ملت کے مستبعد ہی حالانکہ ملزم ہونا ان شیاطین الانس کا ابو حنیفہ سے بشمار کتب
 تواریخ ثابت ہی قولہ اکثر سنی محمد بن نمان سے کہ طاق قصر کو فرمیں دکان رکھتا تھا منظرہ
 کو کہ ملزم مجھے انتہی حاصل جواب حدیث کثی وغیرہ سے مائل ہونا نامبروہ کا سب
 امامت کا ظنی میں کسی بجانب تواریخ و مواصب اور کسی بجانب معتزلہ و قدریہ اور کسی بطرف
 یزیدیہ و مرجئیہ ثابت ہی کمائیل اتیمیا مرثیہ و قیسیا آخری و لیکن بابر اس رائے سے نجاتا تھا اور
 تجارت چھوڑ کر اور دکنی دکانیں بیٹھ کر باقی ہائے روتا تھا بلکہ حال تمام اصحاب کبار امام کا
 کہ مایہ افتخار قوم میں ہی رہتا اور تفصیل اس حدیث کی رسالہ الدایۃ الحاکمۃ میں کما مبعی عمل میں
 آئی ہی سید ابن طاووس نے کشف المحجۃ میں لکھا ہی کہ ابن سنان نے کہا میں نے چاہا کہ خدمت
 امام صادقین حاضر ہوں مومن الطاق نے مجھے کہا میرے لئے یہی اجازت حاصل کرنا
 ہے کہ ہاتھ پر جب حاضر ہوا تو میں نے اعلام اس کے مرتبہ کا کیا کرایا اور ایسا ہی فرمایا ہرگز
 اس کے لئے اذن ملاقات مت چاہئے کہ اقربان ہوں وہ تو آپکے طین انقطاع کلی کہتا
 ہی اور مولیان اہلبیت سے ہی اور تمہاری سرپرستی میں اہل خانہ سے جدل کیا کرتا ہی
 اور کوئی خلعت نہ سے اوپر غالب نہیں ہوتا فرمایا غلط ہی بلکہ ایک طفل اس کو مخم کر سکتا ہی

حالیہ طاق الطاق استفادہ ابو حنیفہ از قرآن

ابن سنان کنتا ہی کہ جیسے پہراؤ سکی تعریف کی اور کہا کہ سب اہل دین سے اسے مخا مریا
 کیا اور سب پر غالب آیا سو ایک طفل کیوں کر اسکو مارم کر سکتا ہی فرمایا وہ طفل جو بچے گا کہ بچے
 تو بتاؤ کہ امام سنانی ملک حکم اس جی صحت دیائی وہ کہے کا نہیں دیا طفل کہے گا کہ جب امام نے
 ملک اجازت نہیں دی تو پھر کیسے جیگر تھے ہو اور حصیان امام میں مبتلا ہوتے ہو اور وقت
 وہ ساکت ہو جاو گیا اور جواب دے سکے گا ای ہی سنان تو موسی الطاق کے لئے بروا
 مت مانگ کہ کلام وجدل نیت کو فاسد کرتا ہی اور دین کو محو انتہی آس رہا جسے معلوم ہوا کہ
 ائمہ بنیان مبنائی نفس کو جو اس خلق عظیم کے اپنی مجالس سے نکالتے تھے اور سفارش
 اصحاب کی اونکے حق میں پذیرا فرماتے تھے لیکن یہ ملاحظہ و زائد بنا طلبیہ و فیض ہی عوام
 اس قسمل کو بچھڑتے تھے کما تیل شہر گر برافروزد و دربر و دایا نہ ناگزیرست گس درگ
 حلوائی را قولہ سی او سکو کمال عداوت و نفیض سے شیطان الطاق کہتے ہیں اور شیعہ
 محمد موسی الطاق جواب والد ملا محمد باقر مجلسی سے روضۃ التقین میں اور نجاشی صاحب
 تنسید الرجال نے تعداد الیفات ہشام میں لکھا ہی کہ قداما امیر او سکو اسی لقب مبارک سے
 یاد کرتے تھے اور شرک و ملعون میدان اور کا السنہ مقدسہ ائمہ ہی پر روایات کلینی سے ثابت
 ہی ملک و شیطان وغیرہ کیا ہی کہ ان قدام شیعہ قاضین لقب شیطان الطاق کو اہلسنت قرار
 دیتے ہو روایات صحت اس لقب کے متنی الکلام وغیرہ میں مفصل لکھے ہیں قولہ خلفا سب سے
 کہ اگر پوئل اور کبر و عمر جانتے تھے جواب قاضی شہبازی نے احتقاق میں جا سجا کہا ہے
 مامون وغیرہ سے نسبت سرفاروی کے نقل کئے ہیں اس صورت میں کہو نہ اگر پوئل
 کے جانین گئے علی مخصوص حبوت کہ مجالس المؤمنین سے شیعہ خلفاء سب سے کاثری
 دہوم و دہام سے اور الزام دلوانا ائمہ المہدیت کو تلامیذ ائمہ ہی سے برسر پستی المہدیت
 ثابت ہو قولہ شہاب کافی نے لکھا ہی کہ یہ قول ہشام کا ائمہ تعالیٰ جسم لاکلا اجسام
 قبایع ادراک صحبت امام تھا جمل کفر سابق ایمان لاحق پر منافی عدالت نہیں جواب

اثبات لقب شیطان الطاق

عقیدہ ہشام

کہ اپنے نام شرح کافی کا نمبر کیا کہ بعد طاعت اصل کے صدق و کذب ظاہر ہوتا حالانکہ جو
 اور کا قول مذکور و امثالہ سے ثابت نہیں اس لئے کہ ہنوز طبری اوسکو مخالفین ائمہ سے جانکر
 رد شیعہ امام کا اوسے نقل کرتا ہی چنانچہ احتجاج سے ظاہر ہی اور بدانت عقل ہی مخالف
 اس کے ہی اس لئے کہ اگر بعد ازاں صحیح امام کو قریب رجوع کرتا تو روایات امام بابت تکفیر و تضلیل اوسکی
 کے کیوں منقول ہوتے حالانکہ شیعہ راجع و تابع کی خلاف عقل و نقل ہی معلوم ہوا
 کہ مقصود آپکا حرف فریہ ہی عوام اور عیب پوشی ہشام ہی و ہوالان کماکان قول عقیدہ
 ملل و مغلطہ شیعہ مواقف وغیرہ میں دیکھو کہ جنبل قائل ہی ساتھ جسمیت خدا تعالیٰ اور جلوس
 علی العرش کے اور نزول خدا کے ہر شبام مسجد پر بشکل امر و جواب یہ عقیدہ اون جناب
 ہی جو واقع میں شیعوں سے اور ظاہر میں جنبل چنانچہ کتاب منہج الکرامۃ فی بحث الامامہ کے
 فصل دوم آخر وجہ چارم میں لکھا ہی قدرت ایت بعض الائمہ کما بلہ یقول فی علی مذہب الائمہ
 انھت لم تدس علی مذہب کما بلہ فقال لیس فی مذہبکم الغلات و المشاہرات انتہی ہر چند اس
 روایت میں یہ عقیدہ خبری مذکور نہیں لیکن اس کلیہ سے ثابت ہی کہ امامیہ شکل جناب ہی
 واسطے حصول دنیا کے ظاہر ہوا کرتے ہیں صاحب تحفہ لکھا ہی کہ سابق جب اہلسنت شیخ
 بعض مسائل قیچہ میں طعن کرتے تھے تو ایک جماعت ان کے علمائین تدبیر و رفع طعن مذکور کی
 نکالی کہ اون مسائل کو اپنی کتاب میں محکور کیا اور پرانی قدیم کتابوں کو چھاپا اور اون مسائل کو
 طرف اہلسنت کے نسبت کر دیا چنانچہ اس جنس کے مسائل اقراوی مرتضیٰ غیر مرضی وابن مطہر
 چلی وابن طاووس وغیرہ بہت کثرتہ بن غرض اس سے یہ ہی کہ اپنا حال مخفی ہے اور
 سنی فکر و رفع مطاعن مذکورہ میں چچا شیعہ کا چھوڑ دین جسطرح سے یہی مسئلہ جسم الہی و
 تشکل بعد از اسر و اور نسبت لواطت مملوک بطرف مالک اور مسئلہ لہف حریر مایہ و خوا
 طرف البر حنیفہ ہی باجملہ عقیدہ خابلاہ سنت کا عدم تاویلات مشابہات قرآنی ہی جیسے غیر
 و وجہ واستواء علی العرش جسمیت و تشبہ اسجگہ خطا اطلاق لفظ جسم میں ہی باوجود

عقیدہ منہج اہل بیت

عقیدہ منہج اہل بیت

اعتقاد تشریہ باری تعالیٰ کے لوازم ہمیشہ جیسے وجہ و عین ملنے بہن بدون اعتقاد
اعضاء و تجزئی و بعض و جوارح کے سوا جو جسم سے موجود مستقل ہی نہ جرم و ابدال و ثبات نہ کہ
معتقد شہنام ناکام ہی اس لئے کہ جسمیت باری تعالیٰ با اتفاق اہل سنت مردود و باطل ہی اور
بصورت امر و غیرہ و اقرا ہی بحت ہی وہی امامیہ کہ بتقدیر جنابہ تنگی اسکے قائل ہیں نہ اہل سنت
اور او کی ہمہ گیر کج حجت نہیں اور تشبیہ و تجسیم کتب معتبرہ امامیہ میں واقع ہی کلینی نے لکھا نہیں
روایت کیا ہی عن ابی عمار قال سمعت امیر المؤمنین لعلوا ابا عبد اللہ انما عبد اللہ عن رسول اللہ
سید عن ابی جعفر علیہ السلام نحن لسان اللہ ونحن وجہ اللہ ونحن عین اللہ اور طوسی نے
کتاب الزیارات تہذیب میں لکھا ہی عن زید التمام قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام
ما لہن رسول اللہ قال کم نزار اللہ فوق عرشہ اور شیخ مذکور خود ہی قائل لالہ اس
حدیث کا تشبیہ پر ہوا ہی کا بیظہ علی اللیب بن جرمہ الی التہذیب قولہ امام رضا نشر علوم
میں ایسے تھے کہ کلام مخزن نظام اونکے سے کتب ضخیمہ جمع ہوئے ہیں جواب درست ہی ہیں
کذا میں رضا عین نے کتاب میں بنا کر واسطے تفصیل خلافت کے منسوب طرف اللہ ہی کے کر کے
ہیں حالانکہ ذمہ او کا اس سہولت پاک ہی جیسے منج البلاغۃ کہ منسوب طرف جناب امیر کے
اور مولف او کا رضی یا مرتضیٰ ہی اور جیسے صحیفہ کا ما اور تفسیر امام حسن عسکری و غیرہ
والا تو ارجح سے بالقطع معلوم ہی کہ کسی امام نے کوئی کتاب لایف و تصنیف نہیں کیا
اور شکیوہ امامت ہی اسکی وجہ ہوتا ہی کیونکہ حکم من صنف فقد استہدف جو کوئی تصنیف کرتا
ہی وہ بدن سہام لہم ولا تسلیم و التہذیب ان روزگار ہوتا ہی قولہ امام محمد تقی میں شریانی
میں امام ہوئے اور اوی سال کچھ گزرے تین دن و تین مہینے ہزار مسائل مشککہ کو
بتقریر شافی حل کیا جواب اگرچہ روایت شیعہ ہی پر حجت نہیں لیکن بیان مقتدر مسائل
کچھ کمال نہیں امام محمد بن رازی نے ایک سورہ فاتحہ سے دس ہزار مسئلہ نکالے ہیں
اسی پر فقہ سورۃ قرآنکیاں کر دیا حالانکہ استخراج مسائل و بیان مسائل میں بڑا فرق ہی

تالیفات
المرتبہ

علامہ امام محمد تقی

الہسنت منہ ائمہ ہدی کا اس سے کہیں زیادہ سمجھتے ہیں جو اپنے لکھا آخر یہ لاکھوں مسائل
 کہ ائمہ اربعہ سے منتقلی موقوفہ میں بسبب نسبت ملاز کے ساتھ ائمہ ہدی گویا دین کے مسائل اثنی عشر
 قولہ کوئی بجز خاص فرمودہ مناقب ائمہ کے کوئی عیب قصور طرف اور کے منسوب نہیں کرتا حالانکہ
 خلفا جابرین عداوت قلبی رکھتے تھے جواب مزا کوئی سے اگر الہسنت میں تو یہ کہیں
 جوئی و قصور بینی ائمہ کرنے لگے کہ دوست شو اہل ہنر کے عیب نہیں دیکھتے کہ قابل شہر
 و ہنر سے داری و ہفتاد عیب و دوست نہ بیند بچان یک ہنر و اور اگر مراد و فضل و ہنر
 میں توان دو نوئے عیب جوئی و رسوائی ائمہ میں کوئی کسر نہیں چٹوی مختصر بیان
 اوسکا یہ ہی کہ شیخ روایت کرتے ہیں امام جعفر صادق کہ یا خشر الشیخ خدیجہ
 لنا و فروجن لکم اسطرح کہتے ہیں کہ حق کلثوم میں فرمایا اول فرج غضب مناسک
 تجوز جاع سطلقہ کی نسبت جناب ائمہ کے کرتے ہیں اور یہ فی الحقیقت تجویز نہائی
 چوتھے کہیلنا ذکر خصیتین سے عین نماز میں ائمہ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ
 نماز اعظم ارکان میں ہی نہ محلی بازی خصوصاً اس نماز میں کیا لطافت ہی پانچویں تجویز
 و کنار زن عین نماز میں چٹے منع کر دینا تعلیم واجبات دین سے روی شیخ الطائف
 عن ابیہم بن حجر قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن المرأة تری فیما یزی البنائم علیہا
 غسل قال نعم لانتہ ثوبین فیتخذہ علیہ اسطرح جل الثمین عاملی میں ہی اور یہ مفید ہی اسکو
 کہ ائمہ راضی تھے ساتھ نماز کے حالت جنابت میں کہ بالاتفاق کفر ہی اسطرح رضا
 بالکفر ہی بالاتفاق کفر ہی ع چونکہ کفر از کعبہ بخیر و کجا ماند مسلمان ہی نہ سادہ وین کہنا
 جانور و وار کا نسبت ائمہ کے اٹھویں نسبت کرنا عدم وجوب زکوٰۃ کا زکوٰۃ غیر مسکو
 میں طرف ائمہ کے نوین نسبت کرنا تخصیص خاص کا ساتھ غیر عمومی کے بقول شخصے اند
 کی داد و نسیب و اندام مار بیٹے کا حالانکہ خلاف نص قرآن ہی دسویں حکم بہ تفاق ہی
 دتی جسے مسلمان کو قتل کیا ہو نسبت ائمہ کے روایت کرنا اور یہ ہی حلال حکم قرآن

فوج ائمہ ہدی بطور اوصاف و مناقب

کہ النفس بالنفس گیا رہیوں نفل کرنا ائمہ سے اسباب کا کہ روز قتل عمر فاروق کہ گمان فتنہ
 میں نہم پہنچ الاول نبی تین دن تک کوئی گناہ صغیرہ کبیرہ کسی پر لکھا نہیں جاتا حالانکہ
 اس میں صریح اباحت کفر و صیغ معاصی ہی تین دن تک بابرہیوں استعمال کرنا آب استنجایا کافرب
 وغیرہ و حائج و طہارات میں نسبت ائمہ کے غرض کہ اسطرح صدا مسائل میں کہاں تک
 کوئی شمار کرے اور حال خوارج و نو اصحاب بیتہی کہ اونہوں نے دفتر کے دفتر توح جانب
 وغیرہ ائمہ میں سیاہ کئے ہیں اگرچہ اپرا و اس خرافات کا اسارت ادب ہی لیکن بنا بر ضرورت
 کچھ مقام الزام کہ نفل کفر نباشد ایک دور روایت کتاب عبد الحمید مغربی نا صبی سے
 لکھی جاتی ہیں از انجملہ یہی کہ حضرت امیر نے حق امہات الاولاد میں مذاہب مختلفہ اختیار
 کئے اور ایک بات پر قرار نہ پکڑا پہلے قائل تھے ساتھ صحت بیع کے پھر بعد عمر فاروق
 جب جماع عدم بیع پر ہوا داخل جماع ہوئی بہر عمد قاضی شیعہ میں قائل بعت بیع ہوئے
 اسطرح مسئلہ توثیق حد میں احکام مختلفہ صادر فرما حالانکہ خبر دی فرمایا ہی کہ جسکو
 دوزخ میں گمنا ہو وہ مقدمہ جدید نفل کے اسطرح زیادہ کو اگ میں جلا دیا پھر نادیم ہوئے
 حالانکہ حدیث صحیح متفق علیہ شیعہ و سنی ہی کہ لا تقذروا بالنار اسطرح حد خمیر میں آئی کہ اگر
 مارے پھر حصہ مر گیا تو اسکی میت ہی اسطرح ولید بن عقبہ کو چالیں گئے تھے مارا و چور
 نا تمام چہڑا کہ صریح مہنت فی الدین ہی اسطرح ایک شخص سے باوجود اقرار کے قصاص
 معاف کر دیا اسطرح مقدمہ مکاتیب میں مذہب تھا کہ بقدر ادا آخر ہی اور بقدر باقی عبد کیا
 ہو مذہب الشیعہ او سپر زید بن ثابت نے صحیح الزام دیا کہ ہر عبد باقی علیہ درجہ علی بذالقیاس
 صد با اعتراضات اس قسم کے ہیں جنکا جواب ابیہدست نے فرامیگ دیا ہی اور شیعہ جواب یہی ہے
 حاجت میں بناؤ علی ذہابہ و دعوی کہ نسبت ائمہ کے کوئی قبیح نہیں کرتا سب مرج کرتے ہیں
 بے شرمی محض ہی اعلیٰ تکوین لکھنا تھا کہ سوا ابیہدست کے سب فرق ضالہ قبیح ائمہ
 کرتے ہیں کوئی کم کوئی زیادہ لیکن نہیں کرتے تو ابیہدست نہیں کرتے قلم خرمند

مستفہ جانتے ہیں کہ پیشوائے اہلسنت مقابلہ علمائے میں جاہل مطلق تھے حال انکی بے علمی
و کم فہمی کا خود سنہوں اپنی کتاب میں لکھا ہے اتفاق میں ہی کہ ابو بکر سے معنی قولہ تعالیٰ ناکہ
و ابابوچہ گئے کہا کوئسا آسمان چھ سایہ کر لگا اور کون میں میرا بوجہ اوچھاگی اگر کوئیں
اللہ میں جو نہیں جانتا اس طرح عمر سے پوچھا کہ ابابو کے کیا معنی ہیں کہا بل ہذا لا تکلف جواب
حال علم شخصین کا اور کثرت روایات و فتاویٰ کا سابق گذر چکا ہے یہ روایات ضعیفہ اور مستفہ
نہیں محض لکائے اس قدر ثابت ہے کہ ابو بکر نے جرات بیان بھی پر نہی اور بصورت لاعلمی کے
خوابی خواہی دخل ندیا اور عمر نے خوشکو او میں تکلف سمجھا سو جواب اوس کا یہ ہے کہ کاہر
دین اہل عقل کا یہی طریقہ ہے کہ بے سمجھے کسی بات میں دخل نہیں دیتے اور جلد ہی نہیں کرتے
اور یہ خود ایک علم ہی اسکو دلیل چل ٹھہر کر موقع طعن میں لانا جہل مرکب ہی یہ قاعدہ
تو جاہلو کٹاہی کہ واسطے اظہار قابلیت معلوم کے ہر جگہ بن جائے بوجہ دخل در معقول
ہیے کو طیار ہو۔ تے ہیں حکمانے کہا ہے لا ادری نصف العلم ابو ذر جہر سے کہنے
کوئی بات پوچھی او کو معلوم نہ تھی کہا مجھے معلوم نہیں سائل نے کہا تم کو اتنی بات تک
تو معلوم نہیں بادشاہ تم کو اس قدر خطیر بات پر دیتے ہیں ابو ذر جہر نے کہا بادشاہ
جو کچھ مجھ کو دیتے ہیں جتنا مجھے معلوم ہی اوس کے عوض دیتے ہیں اگر اوس کے عوض
بھی مجھ کو دین جو مجھ کو معلوم نہیں تو سارا خزانہ سلطنت کا و فائدہ سے حق تعالیٰ قرآن
فرمایا ہے ما ادریت من العلم الا قلیلاً اور زبان ملائکہ معصومین سے نقل کیا ہے لا اعلم کما
الاما علمتنا اور فرمایا و حق کل فی علم علیہم اور ابن جریر وابن عبد البر نے محمد بن کعب
سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک مسئلہ جناب میر سے پوچھا او نہوں نے
جیسا معلوم تھا ویسا بیان کیا استفسار نے کہا یہ مسئلہ یوں نہیں بلکہ یوں ہی
حضرت امیر نے فرمایا اصبت و اخطانا یعنی موت نے ٹھیک کہا ہم جو کہ باجماع قرار
عالم کا بعض امور میں بلا علمی خود اور توقف کرنا بیان معنی میں خاصہ معنی قرآن میں

داخل محضت نہیں اور عدم علم جزئی مستلزم حمل کلی ہی نہیں مسجد اہلہ کیا ضروری کہ
 اگر معنی لفظ اب کے جسکو کسی مسئلہ شرعی سے علاقہ نہیں وقت سوال سائل کے معلوم نہیں
 تو ساری عمر معلوم نہ ہوے ہوں قولہ ابابہم تہی نے کہا کہ ایک آدمی نے نزدیک غزوہ بدر
 کے کہا اللہم جعلنی من القلیل عمر نے کہا یہ کسی دعا ہی جو قوس نے کی اوسے کہا کہ میرے
 خدا کو سنا فرمائی وکیلین جن حیا دی آتش کو رسو میں خدا سے چاہتا ہوں کہ مجھ کو ان قلیل
 میں کرے عمر نے کہ سب آدمی عمر سے زیادہ جانتے ہیں جواب یہ دعا بطور پہلی ہی
 اگر میرے تھے تو اس سے حمل کلی لازم نہیں آتا البتہ من اگر اسکو کوئی جواب میرے تھے
 تو وہ ہی غالباً نہ سمجھتے اب ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ اللہم اجعلنی من القلیل کے کیا معنی ہیں
 اس خاکو کسی مسئلہ شرعی سے ہی علاقہ نہیں کہ حمل اوس کے قاصد امامت میرا اگر لفظ
 ہوتا تو ہی قاصد نہ تھا مسئلہ کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے خداوندی خلیفہ تھے یا
 فاحکم بین الناس فی حق نعم حکم غم میں متاخر ہو گئے سلیمان کہ نہ اوس وقت ہی تھے اور نہ امام
 سلیمان باوصف حادث سن کے سبقت لے گئے حضرت داؤد پر اور حکم خدا کو جو ہو گئے بروی
 ابن ابویہ فی التفسیر من حمد بن عمر الجلی قال سالت ابی الحسن عن قولہ تعالیٰ وداؤد و سلیمان اذ
 یحکم ان فی الحرف قال حکم داؤد و بر قاب انتم و نعم اللہ سلیمان ان حکم لصاحب بحرث فی اللہ من
 الصوف پس اگر شیخین نعم اک جملہ دعائیہ میں متاخر ہو گئے روعی سے تو اس میں کیا قصدا
 امامت ہی جیکہ نبوت داؤد میں اس بات پر خلل آیا حالانکہ وہ حکم شرعی تھا اور یہ دعا صرف
 تو امامت میں کہ نیابت نبوت ہی کیا خرابی ہوگی قولہ عن ابن عمر عن عبد القدر فی التفسیر
 فلما ختمنا خیرہ و راجع اب یہ تعلیم باعتبار ادراک حقائق و وقائع و علوم سائر قرآن نامہ
 تہجی حروف و کلمات دلیل اسکے بہر ہی کہ حدیثیں آیا ہی کہ قرآن کا ظہر و بطن مطلع ہی اور مطلع کے
 حدود میں اس پر تعلیم قرآن اگر صد سال میں ہو تو بھی بہت کم ہی چاہا کہ سال کی چالیس
 سے آج تک زمانہ ترویل قرآن سے ہر قرن میں کلہا اسلام قیام ساتھ ساتھ تفسیر قرآن کے

کرتے ہے اور میرے استخراج علوم و معارف ہوتا گیا اور سپرینڈر فیض ال کو بیطرح جاری و ساری
 بنی اور نکات جدید لطیف تازہ نکلتے آتے ہیں شہر ہنوز ان ابر حیرت و نشان بہت ہونے لگا ہے
 نشان بہت ہوا اور جو کوئی اس سے بہرہ سمجھتا ہے کہ عمر کو قدرت زبان عرب پر حاصل تھی اور ان
 کو بیطرح اور منہ پر پڑا نہ تھا حتیٰ کہ بارہ برس میں ایک سورہہ مشکل سیکھی تو ایسا شخص انسان نہیں ہوا
 ابھی حالانکہ شہر میں اتنا قرآن کا علوم فراوان ہے کہ کہے کہ قول سے بھی نکل سکتا ہے چنانچہ صفحہ پنچواں و ہفتم میں
 اپنے لکھا ہے کہ جناب لایت مآب حضرت علامہ اعظم آرا کے عین صلوٰۃ و لائق حفاظت ام الکتاب تھی
 سرگرم امور نہی تھے انتہی اور ظاہری کہ ام الکتاب لقب سورہ فاتحہ ہی ہے جب ایسی سورہ قصیر
 حاوی حفاظت کثیر ہو تو سورہ بقرہ کہ الطول سورہی اور شامل ہی علوم وافر ہو کہا لیج من فیہ
 فتح العزیز اگر اوکو کہیں دیت و از من باذعان و اتقان و ادرک ظہر بطرح حدیث و غیرہ
 حاصل کیا تو کیا عمل عجب ہی شہر و رندان نباش کہ حضور نمازہ است ہذا حدیث بیقران
 سخن از زلف یا گرفت قولہ جمع بین محمدین حمیدین ہی کہ سال عمر عن ابی اوفیٰ ماکان بقرہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ العید و سال عن وافر اللہ فی ماکان بقرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جواب نماز عید سال بہرین ایک بار ہوتی ہی اور سب کچھ تھا اشغال سالہام کے ہر کسی کو یاد نہیں
 رہتا کہ ہم نے کون سورہ صلوٰۃ العیدین میں پڑھی تھی یا عید گاہ کو کس لہ سے گئے تھے اور کس لہ
 سے پھرے اور آخرت نماز جمعہ و عیدین میں سورہ مختلفہ پڑھا کرتے تھے الا ما اشار اللہ پس اگر
 عمر نے بہت شوق اتباع سنت کسی سے ایک بار پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کون
 سورہ پڑھی تو اس سے جمل احکام عیدین لازم نہیں آتا اور نہ یہ کہ عمر نے کبھی نماز عیدین یا
 پڑھی حالانکہ اطلاع جزئیات قول فعل بنوی پر نسبت ہر کسی کے بسبب حج و مرج و مرج و قرب
 و بعد و قلت صحبت و کثرت بغایت عیدین و الاساکر سفر نبوی مرتبہ متواتر میں ہوتا آدمی کو
 نماز چنگا نہ کی سورہ میں یا نہیں رہتین کہ ہم نے کون سورہ کہوت کس نماز میں پڑھی تھی چہ
 اوس نماز کی جو سال بہرین ایک بار پڑھی جاتی ہو پھر شخص کو اپنے نفس سے پتہ نہ چلے ہو تا ہی کہ

حفاظت عبادت نماز عید

کہ بعض اوقات میں یہ عیسائی سے غفلت ہو جاتی ہے اور اگر بالفرض عمر کے سبب بدعات اعلیٰ ائمہ و
 وغیرہ و تباہی قوت اسلام وغیرہ کا رخا نجات ضروری شریعت کے یاد رکھنا کہ عیدین میں کون ہوتا
 آنحضرت ﷺ سے تہی کوئی حجت طعن کی معلوم نہیں ہوتی اس لئے کہ نماز پڑھنا فرض ہی اور
 رکعتاں سو پڑھنا لگا کون کون نماز میں کس کس وقت کون کون میں کس کس سالین کیا کیا سو پڑھنا
 پڑھنا میں کچھ فرض واجب نہیں البتہ بعض وعنا وکے علاج نہیں قولہ حال علم و فضل عثمان کبھی
 عیان ہی کہ مرد بے علم تہائی فکر کرتے ہیں کہ اس نے قرآن کو جمع و ترتیب کیا ہی حال انکہ اور دن
 اس کے حکم سے جمع و ترتیب کیا ہی جسطرح اتفاق سے اول بار میں مفصل نقل ہوا چو اچھا بعد
 تسلیم اس بات کے جو مطاعن بابت جمع قرآن و تخریج فرقان و زیادت و نقصان و حرق و
 حرق وغیرہ عثمان پر اہل رفض و رد و کئے ہیں وہ سب مرفوع مرفوع ہو گئے اور یہ طعن جمع
 مہاجرین انصار پر جاتی رہی اور افضل انہیں جناب امیرین و الاولیٰ علم عثمان جمع فرقان کافی
 ہی اور ثبوت اس جمع کا قول مرتضوی اور جمع اکابر شیعہ ثابت کیا سبق گو انکو خبر نہ کہ ان
 عثمان سے ابو جہل نے علم قولہ لیل نخل میں ہی کہ الشیخہ ہم الذین تابعوا علیا علی مخصوص و قالوا
 بامامہ الی قولہ شرح موافق کتابہ الامامیہ کا مذا فی الاول علی مذہب ائمہ شیعہ استقامت اور
 جزئی میں ہی کہ اول مروج مذہب امام رضا ہیں اور مرتبہ دوم میں محمد بن یعقوب کلینی نے
 اس مذہب کو رواج دیا اور ابن اثیر نے کہا کہ محمد و مذہب امامیہ صد دوم میں علی بن موسیٰ نے
 انتہی حاصل جو سب مراد صاحب ملل و نحل وغیرہ کی یہ ہے کہ امامیہ اپنے مذہب کے ان تک پہنچتے
 ہیں اور انکو ماخذ اپنے مذہب کا جانتے ہیں جسطرح علقمہ تابعین میں اور عبد اللہ بن مسعود صحابہ
 میں بانی مہابی مذہب خفی ہیں یا کہتے ہیں کہ نافع و زہری قرن تابعین میں اور عبد اللہ بن عمر
 قرن صحابہ میں بانی مہابی مذہب مالک تھے سو کہنا ان صاحبو کا لطو اعقاد امامیہ ہی کہ یہ
 انکو محمد و مروج اپنے مذہب کا جانتے ہیں نہ یہ کہ فی الواقع یہ ایسے تھے حاشا ہم غیبت لکھنا کہ
 محمد و ہر مذہب موافق اعتقاد و زعم تابعین اوس مذہب کے صاحب اوس مذہب کہتے ہیں اہل حق

قبح کی جانب المہنت نہیں، لیکن قلم در کف دشمن است قولہ یہی کے کتابہ بنان اللہ علیہ
 میں بھی ابن تہلب لکھا ہی اور شیعی صاحب لکھتے صدوق قصہ کہ لکھا و بعدہ الخ وقال احمد
 بن حنبل وابن مہین ابو حاتم انہ ثقہ و ذکرہ ابن عدی قال کان غالباً فی التشیع ثم قال ان
 قبل کتبہ یحکم بقیۃ البدع مع ان للعدالۃ منافقۃ للبدعۃ ما خوفي تصرف التقدیح جواباً بہ
 سرف ہی رسالہ ہم صاحب علی حسن شیعی اور جواب کا ابتدا رسالہ میں لکھ چکا ہی معذک
 مراد تشیع تابعین و تبع تابعین اسکا تفصیل تفصیل بقا مقصود شیخین ہی اور وجہ اسکی
 ہی کہ یہ سب لوگ مناہر بن الضار سے کہ ہمراہ جناب امیر خبک صفین میں لڑے سب یہاں
 سو آدمی کے تھے از انجملہ قریب تین سو آدمی کے شہید ہوئے اور سورت بعض لشکر شام وغیرہ
 کے نسبت جناب امیر کے بے ادبی کرتے تھے جنکو المہنت بھی برا جانتے ہیں لہذا یہ لوگ
 اور انکے تابع اور تابع تابعین مشغول مدح خاتم الخلفاء سے اور لقب لکھا اور سورت بمقابلہ
 لوگوں کے شیعہ غلطیوں شیعہ اولی مقرر تھا چنانچہ حدوث اس قسم خاص تشیع کا کہ طابین مذہب
 ہی سال ہی ہفتہ ہجری میں اتفاق ہوا پس مراد شیعہ نسبت اوس زمانیکہ ہی لوگ ہوئے
 نہ وہ لوگ جو بالفعل تشیع بنے ہیں یعنی افضی اسکو طے مانج و افسی و غیرہ میں بھی
 کہ فلان من الشیعۃ اوسن شیعۃ علی حالانکہ وہ مثنی تھا طرفہ یہی کہ خود عبارت میں انہیں وضع
 اس ہم کا موجود ہی لیکن جھٹکانے آگے چشم ہٹاؤ گوش شنوا نہیں بخشا یعنی قولہ قلنا الظہر
 فی التشیع والتشیع بلا غلو کان کثیر فی التابعین و تبع التابعین مع انہم کلمہ کا اوسن اہل
 والصدق والورع فلور و حدیث بنو لاریع کثر ثم نضاع کثیر من آثار النبوة و ہذہ مفسدہ
 انتہی ہاں اگر تشیع اور کتبہ باعقاد و کدائی اہل فضائل ہر تلو و مکوید لیل ثابت کرو اور جواب
 طعن لوسرت نہ کیا س کوئی سے لشم لہذا قولہ بعضہ سنی کہتے ہیں کہ گروہ شیعہ جنکا ذکر کیا
 کتاب میں باقی رہے اب موجود ہیں یہ افضی ہیں اور اکثر تقلید معترکہ کرتے ہیں جواب کا یہ
 کہ تاریخ سے ثابت ہی کہ سب زمانہ میں صد ہا شیعہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ شیعہ تابعین

مفسرین مگرے رافضی قول پر شیعہ کا بھی الی قول معتزلہ اکثر مسائل میں تابع شیعہ نہیں ہوئے
 شاگرد ابی ہاشم بن محمد حنفیہ ہیں اور اکثر کلام ابی ہاشم کا حدیث امیر المومنین سے خطاب میں مذکور
 شیعہ ہی جسکو سنیدین کے برعکس صحابی جواب کتاب المسند موجود ہیں خصوصاً جیکہ نام آیت
 فہرست میں بطور خود لکھے ہیں میر مشہور ہیں اور عین جہان کہیں یہ قول بعضی سند پر لکھا
 بتلاؤ روزہ جوٹ بولنا گوہ کہا نابرا برہی سنی یہ بات کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ شیعہ اولیٰ حضرت
 ہو گئے اسلام کے کہ جب وجہ المسند عالم میں باقی ہی اور سوت تک شیعہ اولیٰ کی خاص ہی لگ
 ہیں موجود ہیں گو اپ انہوں اس نسب کو سبب خیال ووافض کے ترک کر دیا بھی اور یہ ممکن ہے
 اما یہ کہ قسارک روافض سے ہے وجہی اسلام کے علماء متحرک انکی روافض کے کی بھی چنانچہ
 کلام شیعہ اسباب میں منتہی الکلام میں موجود ہی اور مختصر سند بالفعل ہی کافی ہی شیعہ
 رابع اما شیعہ جواب صاحب ثاقب لکھا ہی مع اما قدر انبا صاحب الثاقب صین کوئی دہار
 الروافض الخوین قریش صاحب اولاد فی عجل عابد اور تیسرے شیعہ ہی مفسر ہی ترجمہ صاحب
 پدرانی میں یہ عبارت لکھی ہی تاکہ دیدہ ام صاحب ثاقب اور دہار روافض کے خواہن قریش
 را صاحب بود وادی عجل عابد انتہی بلفظہ اور صاحب مجمع البحرین و مطلع النیرین لکھا ہی الی
 احمدیث ذکر الرافضی و ہم فرقة من الشیعة روضہ ازید بن علی علیہما السلام صین غلام
 عن الطعن فی الصحابة فلما عرفت ما قاله واد لایستبری عن الخوین روضہ ثم استعملوا انما القسار
 کل من غلامی ہذا الذہب واصل الطعن فی الصحابة انتہی اور طلال جانا انما شیعہ یہ کہ
 طعن صحابہ کو ظاہر ہی پس لقب سبب شیعہ لکھا ہی اور جب لکھا قریشی کہ معتزلہ تلا شیعہ الی
 ہیں اور کلام ابی ہاشم مطابق مذہب شیعہ ہی تو معتزلہ بالفرض روافضی شیعہ سمیر اب خواہ
 اور نے مستفید ہیں یا وہ انہے فجر کے سگ زرد و برادر خیال و دونو ایک ہی چیز ہیں قولہ
 نابجان علی معروف بشیعہ اور سنی شیعہ کہ وہ ہیں اور یہ لفظ قرآن وحدیث میں کی
 ہی قولہ تھا وایہ میں شیعہ ہرگز ہم اور حدیث طبرانی میں ہی وشیعنا یہینا وشیاننا

وبقی ثانی ایک شیعہ البکر و عمر و عثمان کہتے تھے معاویہ نے جناب امیر سے مجاہدہ کر کے اپنے گروہ
 کا لقب سنت و جماعت رکھا اور سنت سے سنت میں برتری دینی جماعت سے جماعت بنی امیہ ہی جب
 عباسیہ ہوئی سنیوں اس لقب کے اور معنی کہے کہ مراد سنت سے سنت بنی اور جماعت سے جماعت
 اصحاب ہی سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں کہا ہے کہ جب تک میں معاویہ و امام حسین سے صلح ہوئی
 نے نام اور سال کا جماعت کہا اور صلوات میں ہی کہ سنہ ہجری میں جب امام حسین شہید ہوئے
 یزید نے نام اور سال کا سنت کہا نفس الامری میں ترکیت ہو گئی اس لقب کی یہاں تکلیفی
 انتہی حاصل ہو چکا ہے اس لقب ہونے تا بیان علی کا بشیر گذر چکا اور لفظ قرآن ان میں
 شیعہ لیکن جو اپنے قرآن کو بیاض عثمانی سمجھ کر ناظرہ ہی نہیں پڑھا اس لئے نہ صحت لفظی
 اور نہ بقیہ آیات جن میں نام شیعہ ہی یاد ہیں صحیح صحت نہ بناو غایت عنک شہادہ قال تھا
 الدین فرقہ اویمم کا تو شیعہ و قال تھا تم اکثرین میں کل شیعہ ایمم کا تو علی رضی اللہ عنہما
 آیت اول سے حال دنیا کا معلوم ہوا اور آیت ثانی سے حال آخرت شیعہ کا قافم سبحان اللہ
 حرف مطلب آپ اور امین اور تمت سنیوں پر ہوا اور زیادت خیر قرآن میں آپ کریم اور طہ فان
 سچا عثمان پر لگائیں شاید حرف اند قرآن مرصع میں کہ موافق نزول وحی ہی ہوگا اگرچہ
 عرب غیر تقیم ہو بطرح حدیث طبرانی باتفاق محدثین باطل موضوع ہی والا وجہ قبول
 بیان کرو اور عمل امیہ کا قرآن پر لفظاً و معنی بطرح جبر ہی روشن تر از روشن بیان ہی اور یہ
 البکر و عمر کو معلوم نہیں کونسی تاریخ الہیہ سے آپ ثابت کرینگے اس لئے کہ وجود اس لقب کا
 زمانہ شیخین میں خود بخود غیر واقع ہی کہ صریح دال تھا شقاق مرصع ہی پر اور مخالف تقید ہی
 اور زمانہ جناب امیر میں اسکی حاجت تھی کہ سب بقیہ مہاجرین و انصار و ہجر کا با برتضوی تھے
 اور لقب شیعہ علی اور جو مخالف تھے وہ آپ کے نزدیک گروہ سعادہ تھے تو انکو شیعہ معاویہ لقب
 مناسب تھا نہ شیعہ البکر و عمر آجود جہت الہیہ سنت و جماعت کہنے بیان کی قطع نظر اس کے کہ تواریخ
 اسکی مذکور ہیں اور تاریخ الخلفاء و صلوات وغیرہ بھی وجہ مذکور اس لقب مستور ہے

نہیں محض انکا اجتماع بل اتفاق تہذیبی سال بسنت یا جماعت ہی حالاکہ یہ لقب خاص عنایتی ہے
 امیر علیہ السلام کا بھی ابو جعفر طوسی نے جامع الاخبار میں لکھا ہے کہ قال ابی بنی علی اللہ علیہ وسلم
 سن مات علی حب آل محمدات علی السنۃ والحکامۃ حیث ہی کہ اگرچہ عداوت و الجہت میں قول بزرگوار
 بزرگوار اور حدیث نبوی مروی طوسی یا دوسری اسطرح نبی البلاغۃ میں ہی قول حضرت امیر
 بمقابلہ معاویہ کہ الا ان الناس جماعۃ رحم اللہ علیہا و غضب من خلفا و وزیر فرمایا الزمرۃ السوا
 فان ید اللہ علی جماعۃ و ایاکم و الفرقة فان الشاؤ من الناس للشیطان کہ ان الشاؤہ من اللہ
 اس سے دو امتزاجت ہے ایک طقبت نا اہلسنت جماعت کا باین لقب ابن نبوی و مقتضوی سے
 دوسرے باطل جو مذہب شیعہ کا کہ الامریات میں عن ضدہ جبکہ ہر جگہ جناب امیر کا یہ لقب ایضاً
 جماعت کریں اور شاؤ و فارق جماعت کو جسے شیطان فرمادین تو بے شایہ باطل فرض شیعہ شیطان
 حتی کہ یہ لفظ سبکہ زبان مقتضوی پر ہی گزری ہے بمقابلہ اتباع ابن سبایہ یوہی کہ و حکیم شیعہ
 الشیطان یہ کرامت حضرت امیر علی کہ متہما مذہب تبعہ طرف شیطان الطاف کے ہی اور مذہب
 او کی معلوم الملکوت شیطان شہرہ آفاق سے ہی کہ استاد خاص ابن سبایہ فرماتے ہیں کہ ہدایت نہایت دور
 میں شیطانی فتنہ نہیں ہوئی و من یکن الشیطان کہ قرعاً فساد فرمایا ہے یہ بات کہ اگر
 شیعہ علی ہیں تو ہر انہوں اس لقب کیوں جوڑا سوچا و اسکی نظر ہی کہ جب لقب سب
 انتحال متخللین و دخول مبتدعین مخصوص بل فتنہ و اجابت و زندہ ہو گیا اور اسکا خالہ فرق شیعہ
 شہر کیا بسطط لفظ مومن ساتھ جو لاکھ اور لفظ متعلی ساتھ تصدیق خود کے اور لفظ سب کے ساتھ
 حدیثی کے اور لفظ طلال خود ساتھ نجاست کشک بناؤ علیہ یہ لقب بل سنت و جماعت سے منسوب
 ہو گیا اب اگر کسی اس لقب احتراز کریں تو کچھ نہیں کیونکہ ہم نجاست و نجاست ہی
 اہلسنت جماعت کا واسطے امتیاز حق کے باطل سے مقرر ہو ا کیونکہ غلات و مواضع مذہب و
 وغیرہ تابعان ابن سبایہ یوہی کہ اگرچہ چین علیان انکیو شیعہ کہتے ہیں اور مصدر رسول
 و عمل ہوتے ہیں مگر ہم انفسہم بعد الایمان قولہ یہ کہ وہ لوگ جنہوں کسی کی طرف راہ

علیہ السلام

میں قسم جو اناسی لکھا
 جلد صفحہ ۲۴۴

نکی اور یہ ایک متم خواج سے ہیں اگرچہ ظاہر میں اعانت معاویہ کی لکھی لیکن باطن میں معاویہ کے
 پانچ سو اسکا گزر چکا کہ جناب میرے انکو معذور کرکھا اور فرمایا قعدہ عن الباطل قولہ
 ابو حنیفہ دشمنوں المہدیت کا دوست تھا جو پانچ سو اسکا آویگا سمندر سالہ انوار بیریہ میں
 کتب طائفہ سے ہی لکھا ہی کہ ابو حنیفہ ربیع بن جعفر صادق علیہ السلام تھے اور نسبت فرزندگی
 ساتھ اوتکے کہتے تھے یہاں تک کہ حضرت محمد بن علی خازن مشہد مقدس تلمیذ و ربیب ہونا
 ابو حنیفہ کا اخبار تفسیضہ مشہورہ میں شمار کیا ہی پس وجود ان خصوصیات کے دوستی ابو حنیفہ
 ساتھ دشمنان المہدیت کے بنائیت بسبب ہی قول اول خدمت امام جعفر صادق میں دو سال تک تحصیل
 مرد و زمین تھا احادیث و مسائل شرحین اپنی عقل کو دخل دیکر تاویل متویل کرتا تھا جو پانچ سو اسکا
 کا ائمہ المہدیت کے باقر محمد بن شیعہ مثل محمد تقی دروابع و باقر مجلسی و زکریا و غیرہ وغیرہ اور
 حاصل ہونا اجازت اجتہاد و فتویٰ کا واسطے اوتکے پیشگاہ ائمہ پر ہی بخوبی ثابت ہی چنانچہ ابو حنیفہ
 کہا کرتے تھے کہ لولا السنن لملک النعمان اور جواب متویل کا آویگا قولہ امام فرمایا کہ انو
 ہمارے جد کے احادیث میں تاویل کر کے منی ہار سکے اور طرح پر و ربہ لوگوں کے میان کرتا ہی
 نعمان انکار کیا امام نے فرمایا کہ اگر نو پھر اس طرح کریگا تو ہم تمکو عقوبت کرینگے جو اب ہر جگہ
 محمد بن نعمان لقب شیطان الطوائف ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کے کیونکہ یہ لوگ بسبب علمی
 عبارات ائمہ کو سمجھتے تھے پس تیب کرنا قیاس صحیح شرعی کا ایسا ممکن تھا اسلئے ائمہ نے انکو
 قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ وغیرہ کو بلا خطہ کثرت علم و قوت اجتہاد اجازت قیاس ہی
 کتب حنیفہ اور رسائل فضائل المہدیت میں اجازت صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس

مصرح ہی چنانچہ اسی جگہ سے مجتہد کو فہم ہونے لگتا ہی کہ حنیفیہ علم اندہ مذہب ابو حنیفہ انتہی
 روی ابو الحسن الحسن بن علی بسندہ الی البخاری قال دخل ابو حنیفہ علی ابی عبد اللہ علیہ السلام
 فلما نظر الیہ الصادق قال کافی انظر الیک وانت تجتبی سنتہ جدی بعد ما ندرست وتكون مطعفا
 لكل ملهف و غیا ناکل مہموم بک لیسک التخیرون اذا وقعوا و تدبریم الی واضح الطريق اذا

ابو حنیفہ ربیب امام جعفر صادق

تلمذ ابو حنیفہ امام جعفر صادق

اجازت دی امام جعفر صادق

بخبر فافک من الله العون والتمس حتى يسلك الراجحين انتمى او شرح خبر بدی بنی
 که ایکبار ابوحنیفه مسجد الحرم میں بیٹھے تھے اور بہت لوگ انکو گھیرے ہوئے مسائل پر پوچھ رہے تھے
 وہ اذکار جواب دیتے تھے اتنے میں جعفر صادق علیہ السلام آئے ابوحنیفہ کو سلام ہوا کہ امام کھڑے
 ہیں یہ اذکار کھڑے ہوئے اور کہا یا بنی رسول اللہ اگر میں پہلے سے جانتا تو نہ بیٹھا ہوتا
 مجھ کو خدا کے مین بیٹھا ہوں اور تم کھڑے ہو فرمایا بیٹھو اسی حنیفہ اور جواب دہ لوگوں کو کہ سید بنی
 اپنے باب داداؤن کو قولہ نعمان پس منصورہ واقعی یا بارون رشید کیا اور موافق ہو گیا
 کہ دشمن آل نبی تھے اور چاہتے تھے کہ لوگ طرف انکے مرجع کریں اور انکی مجلس میں جمع ہوں
 ابوحنیفہ کی نکریم کی اور ایسا کیا کہ خلاف طریقہ انکے احکام شروع جاری کر دے کہ موجب جاری
 قوت کا ہو جو اب موافق ہونا ابوحنیفہ کا ساتھ عباسیہ کی غلطی اسلئے کہ مجلس کے ذکر الہام
 لکھا ہی کہ الوحنیفہ مقدسہ منصورہ میں اور امثال منصورہ میں خلفاری اسبہ و عباسیہ کہتے تھے
 اگر یہ لوگ مسجد بناؤں اور مجھ کو حکم کریں کہ اس کے اجر کو گنوں البتہ میں ممانوں کیونکہ یہ ناشی
 ہیں اور فاسق البتہ ان کے نہیں کہ کتابا نہ تک کہ منصورہ انکو بسبب ان باتوں کے نفرت سے گر اگر
 بتدیکر الی آخر القصہ اور بدیع علی بنی انفر کیا ہی کہ ابوحنیفہ محمد خلفار عباسیہ میں صاحب
 بر ملا تیان کیا کرتے تھے یہاں تک کہ انکو قید کیا اور عینی سہریتی البسیت کی البسیت کا پورا
 عشب حشر اور سکی شیعہ علی میں نہیں آئی انتہی اور دشمنی عباسیہ کی ساتھ آل نبی غیر مسلم ہی
 کیونکہ قاضی نے مجلس میں لکھا ہی کہ منصورہ واقعی در مقامیکہ اور اخوت زوال ملک
 بنو اہلکام رشید قولہ او فلاحی نمود واقعی اور ذکر بارون میں لکھا ہی کہ اذا فاضل آل عباس
 خود رشید کو قلعہ راسخ و از نصرت آل انزلیت سرور میں خود انتہی اور حال ناموں میں لکھا ہی کہ
 روزے ناموں اباحیہ خود گفت رشید انما بک مذہب تملیہ انکہ آموختہ ام گفت رشید گفت الیہ
 ہاؤن رشید انتہی موضع الحاقہ پس شیعہ یہ بات کہ ممکن ہی کہ سر رشیدی البسیت
 کریں اور کتبہ و قوقح مذہب رشید تالیف کردین قولہ نعمان نے کتنی کتابیں نامیں

خلافت ابوحنیفہ باکبر

رشید و خلفاء

او میں اپانت بنی فاطمہ کی کہی اور روایات صحیحہ و فتاویٰ الزکوٰۃ لکھ کر کیا اور تشریف بجا دیا کہی اور
 معاویہ کی اور مخالفت میں زبیدی کی اور امثال ان احوال کے درج کئے مطلقاً عباسیہ منفی ایضاً جامع
 تمام قلمرو میں اور مسکو مشکو کیا جواب تالیف کرنا ابو حنیفہ کا کتب کی مخالفت کرتے اخبار مستفیضہ فی السنۃ
 الاول سے اسلام میں تصنیف انام مالک کی ہی کہ موطا شریف لکھی اور یہ متاخر میں ابو حنیفہ
 لکھی جس سے انتساب فقہ الزکوٰۃ ہی طرف اونکے اکثر تحقیق صحیح نہیں جانتے محمد اوسین لکھی
 بنی فاطمہ مع بنی امیہ وغیرہ کی مرقوم نہیں لیکن دعویٰ جس کتاب سے منقول ہوا و سکا نشان تو
 حالانکہ بصورت شہرت فیہ نے عباسیہ کے اول کتب کو اپنی قلمرو میں چاہئے تھا کہ منبب کثرت شہرت
 آج صدائے سننے اوکے میر کئے حالانکہ بعض نسخہ بھی سموع نہیں چرچا تیسر کی خصوصاً جس
 صورت میں کہ شیعہ دشمن در پی رسوائی ابو حنیفہ ہوں معدوم ہونا کتب کو کہ بغایت مستعد
 قاضی شوستر سچی اپنی مصائب میں لکھا ہی قال صاحب المکشاف فی تفسیر قولہ فقال لانیال محمد
 الظالمین ان ابی حنیفہ کان یغنی سر ابی حنیفہ زید بن علی بن الحسن من حمل المناہل الیہ الخرج
 مع علی اللص التخلی اللہ علی الامام والحنیفہ کا رد و نفی داشت باہدہ حتی قالت لہ امروۃ اشتر الی ابی
 باخر فوج مع ابراہیم وقد قتل فقال یافنی کنت مکان ابنک انتہی کہو ایسیکا نام ابانت بنی فاطمہ
 مع عباسیہ ہی یا اور کسی چیز کا نام قولہ کہتے ہیں جس نامہ میں کہ نعمان کتابین مسائل کی
 بناتا تھا اکہدن بارون کو لکھا کہ میں نے موافق تھا کہ ایک مسائل لکھ کر معکون کیا لیکن معلوم نہیں کہ
 انام سجدہ میں انکے بعد کہتے ہیں یا کہلی اسباب کو دریافت کر لیا جو آیتنے اگرچہ نام نعمان کا
 مکرر نہ کر اس جگہ بطور تشبیہ لکھا ہی لیکن بہر حال مجہین تھا کہ اسی تفسیر سے حید ذکر بات کلام
 اعد ذکر نعمان لہا ان ذکرہ ہو المسکن ماکررتہ فی موضوع اس لفظ سے کہ کہتے ہیں معلوم
 کہ یہ نقل کسی کتاب سے منقول نہیں افواہی بازار ہی خبر ہی سوائے استدلال محل الزام میں محبت
 نہیں ہو اگر سہ محمد احباب ابو حنیفہ کو خلاف اللہ مدعی میں اس قدر سبب الفہی کہ اوئی اوئی جزا
 میں قصد مخالفت ہی تو آپ خلیفہ اوکے دو چار ہی مسئلے حلان کہ کتب صحیحہ نہایت عجیب

فاطمہ زہرا علیہا السلام

فاطمہ زہرا علیہا السلام

قولہ غلامہ کلام یہی کہ جو مسائل مختلف کئے ہیں گفتی او کی کوئی سونک نہ تھی ہی جواب
 تم نہ دلاؤ ہی بخلاف ان چند مسائل کے پچاس ساٹھ ہی مسئلے مختلف مخالف ائمہ میں کتب
 نشان دو آخر باوجود اس شہرت تمام کے کہ حدیث سے اول کتب تمام قلم و لہجہ میں کہ عربی عربی
 پہلے یا غایت سب جانا اور کمال حالت عقلیہ سے ہی تا تو ابرار کلمہ لکھتے صاف دین قولہ کتاب بیل نصر
 متیل میں ہی کہ امام شافعی کہتا ہے کہ ابو حنیفہ میں سو تیس مسئلے اپنے قیاس سے لکھے ہیں
 اکثر میں اور بیع الابار و غشری میں ہی کہ ابو حنیفہ نے چار سو حدیث کو اپنے قیاس سے رد
 کر کے خلاف حکم خدا قوی دیا جواب یہ دو روایت مصروف ہیں رسالہ تحقیق الشیخہ
 روایت زعفرانی معتزلی البسنت پر حجت نہیں اور کتاب بیل غیر مشہور اور مجهول لا محالہ ہی
 مسند ان دو روایت میں صرف ابو حنیفہ لکھا ہی نہ نعمان بن ثابت اور اس کنیت کی شخص
 میں ان میں ایک یہ تھا جب پر یطعن وارد ہی اور شافعی شاگرد محمد بن حسن تلمیذ ابو حنیفہ میں
 اون سے صدور ایسے کلام بد فرجام کا محال ہی بلکہ قول مشہور ستیفیض او کا حق امام میں یہ ہی
 کہ الفاس کہم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ اور حضرت علی مشہدی صحیحی توضیح انور فی الحج والاد
 لدفع شبه الامور میں مع ابو حنیفہ کا اقرار لکھا کہ یہی اور اگر فرض کریں کہ یہ ابو حنیفہ ہی لکھا
 جتنا نام نعمان ہی تو وہ صد مسائل کفر خلاف حکم اللہ آخر کیا ہوئے تم صد امین سے کہا
 بیس ہی مسند نعمان کے مخالف حدیث و قرآن کتب حنفیہ سے نکال دو ہم سب کو مان لینے قولہ
 میں کہتا ہوں کہ مقدمہ رفع یدین فی الصلوٰۃ میں چند حدیث متواتر صحیح بخاری میں لکھی ہیں لیکن
 ابو حنیفہ نے انکو منظور کر کے بالکس اس کے قوی دیا تا خلاف ائمہ ہو جواب اگر پورا کمال
 دیگر عالم شیخ میں بڑا دخل ہی ابو حنیفہ سن ہشتاد و چھ میں پیدا ہو اور سال کیچہ مہینہ میں
 انتقال کیا چنانچہ اپنے صفحہ چارم میں لکھا ہی اور جب چوبیس سال او کی وفات پر گزرے
 اور وقت امام بخاری سال کیچہ و نو و چار میں پیدا ہو اور سال دو صد و چھ مہینہ میں
 پانچ او کے و مبین صحیح بخاری کہتا ہے جو انور احادیث رفع الیدین بخاری کو منظور فرمایا

فکر رفع یدین و فی الفقہ ابو حنیفہ و یزید مسند

شاعر پر خوش گفت بہت سعدی و در اینجا ابایا ایہا الساقی اور کساؤ و لہاؤ حالانکہ اول الشیخین علم
 ہدایت میں امام مالک نے کی تھی یعنی موطن ترین مشوہ ہی متاخرین ابو حنیفہ سے ان ابو حنیفہ کو عالم کا
 و مایکون متاخر تھا و نہ ضرور ان احادیث کو منظور فرمائے جس طرح متاخرین حنفیہ نے منظور فرمایا ہی
 معذرا یہ احادیث متواتر نہیں آپ ہر جگہ احادیث کو متواتر کہہ دیتے ہیں لہذا کیا یہ تعریف متواتر کی برا
 دعویٰ تباہی ہے کہ انکی اصطلاح میں کس قاش کا نام ہی علاوہ اس کے رفع الیدین میں احادیث رفع
 و عدم رفع دونوں وار ہیں جسکے نزدیک جو حدیث ثابت ہوئی او سنے مطابق او سکے عمل کیا جائے
 امام کو عدم رفع معلوم ہوا وہ قائل اسکے ہوگا شافعی کے نزدیک رفع ثبوت کو بجا وہ قائل رفع
 ہوئے متاخرین کو رفع و عدم رفع دونوں بجا و نہ ہونے قطعیں دی گئی ہیں رفع کرے اور کہی نہ کرے
 چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ و شرح مسلم ملک العلماء و شرح سنن السعدی طابہری قولہ مرجع اللہ سے
 زبان بند کر کے فتویٰ دیا کہ جب نام علی کا لین علیہ السلام کہیں رضی اللہ عنہ یا کرم اللہ وجہہ
 کہا کریں جو اب یہ فتویٰ جس کتاب میں کہا ہو نشان دو کتب قدیمہ شائع السنہ کے متاخرین
 ابو حنیفہ سے ملو ہیں لفظ سلام اللہ علیہم و علیہم السلام سے حق البلیت میں اب بھی اگر کوئی
 جناب امیر ملکہ ساری اللہ ہی کو اس لفظ سے یاد کرے کوئی حنفی مانع نہیں چنانچہ اسی جہ سے
 زبان صاحب تحفہ و شوکت عمریہ و صاحب منتہی الکلام وغیرہم پر یہ لفظ بحق اللہ برحق ہے
 تکلف جاری ہی خاصۃً زبان اس مخلص زمانہ سامی پر باوجودیکہ حنفی مذہب ہی لیکن متاخرین
 واسطے انبیاء انبیاء کے دوسروں کے بنا بر عدوت البلیت یہ لکھا ہی کہ صلواتہ و سلام خاص
 ہی ساتھ انبیاء علیہم السلام کے اور غیر انبیاء پر بالاستقلال کہنا چاہیے اور اس میں کوئی وجہ
 تخصیص ابو حنیفہ کی ساتھ اس فتویٰ کے اور موجب طعن کا اس ثابت معلوم نہیں ہوتا اسلئے کہ سارے
 مقلدین اگرچہ اس پر متفق ہیں معذرا اگر بہتیت و شمول کہیں تو عند المحجور جائز ہی بلا خلاف
 گفتہ لنا اللہ صل علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم اور وجہ یاد کرنے صحابہ کی ساتھ رضی اللہ عنہم یہی
 کہ حق تعالیٰ فرمائیں خود انکو اس لفظ سے یاد فرمایا ہی کہ رضی اللہ عنہم و رضی اللہ عنہم کی فرمائی

یاد فرمائیں حضرت امیر لفظ علیہم السلام

یہی کہ جب حج عمرہ واجب نفس میں اور علیہ سبب التکلیف انبیاء کو معلوم و مسلم یا دکرستے ہیں کہ اگر
 یاد کرین اور حضرت امیر پیشہ داخل صحابہ میں اور باوجود ابواب ہونیکے کہ تیم الوجہ میں اگر کوئی
 بخاطر نفسی اللہ عز و کر ماضی وجہ کہ مشعر رضا و کرامت ہی یاد کیا تو اس میں کیا عیب یا نوبت
 من سوانعہم کہ یہ سراج علماء کو بظہار حجت و شہادہ کو باطلہ تقدیر میں اور امارت میں نہ ہو کہ بظہار
 یاد کرتے ہیں بظہار سبب حال و اعمال مال اللہ علیہم جواب قولہ اور یہی فتویٰ ہے کہ ان
 حسین نے فائز ہر اور محصور نہیں صرف ایک کما ہی کہ نسبت المہبت کی جزو ایمان ہی اور یہ
 اسلئے کہا کہ غائض و غفیر و غیرہ ازواج اہل بیت میں گناہی جواب اس تقریر سے ظاہر
 کہ یہ فتویٰ ابو حنیفہ نے رایجی نہ شافعی و مالک و احمد نے سواول معصوم ہیں انکا احوال
 ثلثہ سے ثابت کیجئے پھر ابو حنیفہ پطعن مالک لکھتے ہیں ابو حنیفہ کا یہ عقیدہ ہی کہ المہبت معصوم
 نہیں اور ازواج نبی دخل المہبت میں کما مشر اور یہ عقیدہ سنجیدہ حنیفہ کا ملہ نہیں القیاد
 کہ بقول آپ کے ہم کلام نبی و وحی ہی و غیرہ کتب ماسیہ کا جو ذی رہی محبت ابو حنیفہ سا بیلیہ
 سر بیان اوسکا بطریق منونہ کے یہ ہی کہ باجماع مورخین مرفین ثابت ہی کہ جب بن علی
 مروان بن مروان پر خروج کیا ابو حنیفہ نے بارہ ہزار دینار سخن سے اونکی مدد کی اور کو نہیں ساقب
 و مدائح المہبت بیان کرنا شروع کیا کہ اس میں نہیں نرسرت زید بن علی کی مہربانیت دین دار
 ہی چنانچہ ابو حنیفہ اسی ثابت عہد منصور و والفقہ عباسی میں تہید ہو بلکہ منصور انکو ہر سے
 شہید کیا اسی بات پر کہ المہبت کمال رسوخ رکھتے تھے جب یہ سے اول نزل خراسان و
 سیستان میں منصور پر خروج کیا اونوں کو گونگو تھوڑے کی متابعت ہا بیت زید پر اور
 ہارون رشید انکو قاضی کرتا تھا انوں نے قبول کیا یہاں تک کہ اوسے کو طے سے مارا اور جو
 عدم قبول کی بہت ہی کہ ساوا اوس ضلع میں بہت انوں نے کہا کہ میں عجب مہربانیت مہربان
 غزلی پر حکمرانی نہیں کرتا کہ سوا و سب ہی اسطرح انکے جسا گئی میں ایک شخص جو مروی تھا
 رہتا تھا نہایت غالی نہیں اور حضرت امیر کو کافر جانتا تھا ابو حنیفہ نے ہر چند اوسکو سمجھا یا نہ حقیقت کی

دینی ابو حنیفہ اہل بیت

حکایت مختصر اس کی مہربانیت

اوسنے ایک نئی آفریزک ملاقات کر دی بعد چند روز کے ایک دن اوسکے پاس گئے اور کہا کہ ایک
 شخص نے مجھ کو خیر سے پاس بھیجا ہے واسطے پیغام نسبت دختر تیریک اوسنے حال لوج چنانہوں نے کہا
 دولت حثمت ال سنال اخلاق و خصال حسب سبب مست ہی لیکن ایک عیب ہی کہ یہودی ہی
 شخص ثابت خطا ہوا اور کہا تم عجب مرد ہی ہو کہ مرد مسلم کو تکلیف نسبت کرنے دختر کی ساتھ
 یہودی کے دیتے ہو اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر کسی مسلم کی بیوی کو نہیں پہنچتی ابو حنیفہ آہستہ کہا کہ خواجہ صاحب
 اتنا خفاست ہر سے جو امیر المؤمنین علی رضی کو کافر کہا اس میں سمجھا کہ جب دختر سنی کافر کو
 پہنچی تو اگر دختر حوری یہودی کو پہنچی کیا ڈر ہی حوری سخت پشیمان ہوا اور اپنے مذہب سے
 توبہ کی اس طرح مناظرات انکے سات قدماہ شیعہ کے مثل شہام بن حکم و محمد بن نفعان و محمد بن مسلم
 وغیرہ تو اس میں مضبوط ہیں یہاں تک کہ علی شیعہ اہلسنت پر لعن کی کہ انکے ائمہ قصہ الزام
 دہی ائمہ کہتے تھے اور اوسکا جواب صاحب تہذیب نے باب مکائد میں لوج خوب کہا ہے جسکو
 اپنے سابق میں واسطے الزام ناحی اہلسنت کے ہاکس نقل کیا ہے کہ شیطان الطلاق وغیرہ انکو
 الزام دیتے تھے حالانکہ انکو یہی مثل جمہور شیعہ اقرار ہے کہ ابو حنیفہ فکی دہین تھے نبغی اور
 دہین غالب ہوتا ہے مناظرہ میں الزام خوردہ حلیۃ المتقین میں ہے کہ جعفر صادق ابو حنیفہ
 فرمایا کہ پیٹ بھر کے نکھایا کرو چنانچہ ہر او نہوں نے نکھایا یہاں تک کہ انتقال ہوا الفرض جیسا
 حال محبت ابو حنیفہ کا سات اہلسنت کے تھا اس طرح حال انکے شاگردوں کا بھی تھا یہاں تک کہ جب
 امام موسی کاظم کو خلیفہ عہد نے مجسوس کیا تو اسوقت ہی قاضی ابو یوسف و محمد بن شیبانی جنہیں
 اوسنے پاس جایا کرتے اور زیارت و استفادہ سے مشرف ہوئے بخلاف روایات شیعہ کے کہ جو
 عکس یہ انہوں نے جانا انہوں نے ترک کر دیا تھا اور اپنے طرف سے مسائل بنائے انکے اور مشرب ائمہ ہی
 کر کے خلق کو گمراہ کیا کرتے تھے جیسے ہشامین و شیطان الطلاق وغیرہ بالجلد جنکی مودت و
 انتساب شیعہ اس طرح ثابت ہو او کو تخت نبض ال پاک لگانا بدنامی کا ٹوکرا سر پر اوٹھانا
 سکر اہلسنت محبت ال بیت کو کل ایمان کہتے ہیں قول ابن جوزی کتاب المنتظم میں لکھا ہے

بنیامندی التامیہ ابو حنیفہ نسبت انکے ہادی

ان جمہ الفقہاء علی طعن ابی حنیفہ جو اب نام کتاب کا اللہ للفقہاء ہی کتابا المنظم اور اسمین بہت بڑا
 موجود نہیں و حال یہ ابوالی نے تحفۃ الشیعہ میں صرف اسکو طرف ابن جریری کے نسبت کیا ہی
 سو روایت شیعہ میں نہیں ملے کہ عبارت غلط اور وہ جس میں مخفی قولہ رسالہ غزالی طعن ابی
 حنیفہ میں مشہور ہے جو اب یہ شہرت امامیہ میں ہوگی نہ اہلسنت میں اسلئے کہ احیاء العلوم
 غزالی موجود ہے اور میں مناقب ابو حنیفہ کو کمال بسط و شرح لکھا ہے پھر وجہ تالیف رسالہ طعن کی
 کیا ہے لیکن یہ کہہ کہ غزالی مذکور و در شخص معتزلی ہی اور یہ ابو حنیفہ عامری ہی کی ہے
 قولہ قال ابو حامد الغزالی فی آخر کتاب المنحول الخ جو اب یہ کتاب محمد غزالی معتزلی کی ہے
 امام ابو حامد حمزہ الاسلام غزالی کی چنانچہ خود غزالی نے اس کے تالیف سے انکار کیا ہے محمد
 بہ ملاعن غزالی معتزلی ہی حق میں ابو حنیفہ کو فی کے نہیں بلکہ ابو حنیفہ بنی عامری الصبری
 حق میں ہی غلام حصر ملا صدیقی نے تافہی شرح کلینی میں لکھا ہے کہ یہ ابو حنیفہ ایک شخص تھا بنی
 عامر میں کہ بعض بات اجرو میں رہا کرتا تھا اور فقہ کو اچھی طرح نہ جانتا تھا لیکن اجتہاد کرتا تھا
 انتہی سے مجموعہ تشیع اب غزالی رجیلانی وقاضی عضد اسکے حق میں ہیں نہ ابو حنیفہ کو کسی
 باب میں ومن اوصی خلافتہ علیہ البیان و علیہ نازدہ بالبرہان قولہ مالک کہ کتابی کہ خضر ابو حنیفہ
 کا استہ محمد میں زیادہ شیطان ہے ابی ہمدی کہ کتابی کہ کوئی فتنہ اسلام میں کہ تفسیر جلال
 سے رکا ابو حنیفہ نہیں مشہور ہے جو اب مالک و ابن ہمدی دونوں جلال شیعہ میں ہیں
 سوایت شیعہ ہے کہ امام اہلسنت قصد کرنا بیجا فی سب نہایت ہی معذرا صاحب قاسم
 نے لکھا ہے ابو حنیفہ کئیہ عشرين من الفقہاء اشہرہم امام الفقہاء نعمان انتہی فرماتے اسکی
 کیا دلیل ہے کہ یہ ابو حنیفہ امام اہلسنت میں لا غیر اکثر اک اسماء و ثمنی سے اب تک وہ کہ دنیا
 شیعہ کا لکھا قولہ ہر ایہ میں لکھا ہے کہ شرب جوشن ہی ہوتی طیبہ جلال ہی بلکہ کافی حاشیہ
 ہر ایہ میں تفسیر کی ہے کہ مذہب شیعیں کا یہی ہے کہ خمر عبارت ہی خام سے اور سوا آگ کو
 آتش ویدہ ہر مسکدہ مال ہی اگرچہ منحل خمر کے اشتداد و علیان و نعت لا جو اب نہایت

کتابا المنظم

رسالہ غزالی در طعن ابو حنیفہ

نوع کتاب: سوانح اہلسنت و اہل طعن

موضوع: کتاب شیعہ و ابو حنیفہ

حالت: سوانح ابو حنیفہ

مراد ہوا یہ وہ کافی سے کتب امامیہ میں نہ اہلسنت اسلئے کہ یہ تقریر ان دونوں میں عینہ موجود ہیں
 مومنین کو متعین کر دیا اور سارے اگلے پچھلے کہا ہی کہ جو چیز نشہ لاکر وہ خمری الگ ہو جائے
 ہو یا اور کوئی چیز اور قبیل و شیر اور سکا مثل شراب حرام ہی اور اس مقدمہ میں بہت احادیث
 ہیں اور اباحت ماسوا آخر کے جیسے اور مشروبات جب نشہ دہنوں نزدیک حنفیہ کے اوست
 ہی کہ مقصود اس کے استعمال سے حصول قوت عبادت ہو نہ قصد لہو لعب نہ حرام ہی بالاجماع
 سوندا یہ قول ہی غیر مفتی بہ ہی اور رجوع ابوحنیفہ کا اس سے ثابت ہی اور ابو یوسف کہ ہیں
 کہ اگر فسق و فجور و لہو کے لئے پئے تو کم و بیش اس کا سب حرام ہی اور وہاں بیٹھنا حرام ہی
 اور اسکی طہارت بجا حرام ہی یا تجلیا وجود اس سے طہارت حلت شراب طہارت حنفیہ کے کہنا
 کمال عقل ہی شہر وان سلم الانسان من مورفسہ فمن مورطن المدعی اسین سلیہ طرفہ
 ہی کہ شیخ صدوق ابن بابوی قمی محقق ماہر عقلی نے علیہ شیعہ نفس کی ہی طہارت
 خمر و حالانکہ نجاست خمر کریمہ ^{انما خمر و الکلیہ ثابت} ہی کیونکہ خمر کو جس فرمایا ہی اور جس
 نجاست کو کہتے ہیں چنانچہ خمر کے حق میں فرمایا ہی ^{انہ خمر} لکن خود ابو جعفر طوسی نے اسی
 کریمہ سے استدلال کیا ہی نجاست خمر پر اسطرح مثل شراب نزدیک امامیہ حلال ہی
 کذا فی جامع العباسی قولہ حدیث کل مسکر حرام کو نامعتبر ضعیف جانے میں حتی کہ ابوحنیفہ
 وضو نبذ سے تجزیہ کیا ہی اور ہر ایہ وقتاویں سید جید میں لکھا ہی کہ نبذ ایک قسم شراب کی ہی
 کہ عمر بن خطاب بار سکو مرتے دم تک پیتا تھا کافی جامع الاصول الخ چوا علیہ حدیث مسلم
 جہود اہلسنت ہی اور اس میں یہاں تک احتیاط ہی کہ جس چیز میں نشہ لگا و وہ ہی حکم حرام
 ہی جیسے نان پائو اگر خمر اور سکا تاری وغیرہ مسکرات سے یا معجون و ماء اللحم منشی و سفید
 وغیرہ ہنگ بوزہ اگر عقل انکی کہانے پینے سے سجا و تو حد ہی ماری سجا و اور جو نشہ لاکر
 تو حد جاری ہو نزدیک امام محمد کے اور نزدیک شافعی کے خمر کریمہ کیسے ہی کی تحقیق میں
 جس کیسے اس حدیث کو نامعتبر ضعیف کہا ہو اسکا نام عنایت ہو غالباً بعض کے

رنگ ہیچ اگر نیت این بس تراز دے زور و عقل جیہ وادہ اپنے کہی نشہ مثل
 یا بسک وغیرہ کے کہا یا ہی کہ دنیا اولیٰ نظر تھی ہی عرب کا دستور تھا کہ کھور کو جبر کر کے
 پانچین لگوں کتے اور سکا تیرہ پیتے اسکا نام نبیذ ہی سوا ابو حنیفہ وضو کو اوس سے اسلئے
 کہا کہ من لا یحضرہ الفقہیین لکما ہی الا باسن النوضی بالنبذ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد فرغ
 بہ اور ترمذی و احمد نے ابن مسعود روایت کی ہی کہ آنحضرتؐ اوسنے کہا کہ تمہاری جہاں
 میں کیا ہی ابن مسعودؓ کہانہ ہی فرمایا خرا پاک ہی اور پانی پاک کرنے والا ہی پھر وضو کیا
 آنحضرتؐ نبیذ سے مہذا ابو حنیفہ یہ شرط کرتے ہیں کہ جب وضو کرے کہ آب خالص نہیں
 اور خارج مصر و قریہ ہو حتیٰ کہ قاضی خانؒ نجوع ابو حنیفہ کا اسے نقل کیا ہی بلکہ اس سلسلہ
 عقائد میں لکما ہی الا خرم نبذ النحر لی قولہ عدم تحریم من قوا عدل اسنہ خلاف اللہ و فضل
 انتہی پس اگر نبیذ کو حکم شارب ہو تا یا اوس میں شکر ہو تا تو آنحضرتؐ اوس سے کیوں وضو کرتے
 اور کیوں اوسکو پیتے خصوصاً حمزہ بن خطابؓ کہ بانی مہاجرین خمر سے حال کیا احادیث
 کثیرہ پینا آنحضرتؐ نبیذ کو بلکہ حکم کرنا۔ شرب نبیذ ثابت ہی عن ابی سعید قال النبی صلی
 علیہ وسلم من شرب لبذ منکم فلیشرہ زعیما فردا و تمرا فردا و لیس فردا اخرجہ مسلم اس
 معلوم ہوا کہ دو چیز کو ملاؤ کہ اوس میں نشہ جلد پیدا ہو جائی بعضہ علمائے نزدیک ملاحظہ فرمائیے
 اور نزدیک امام اعظمؒ کے حلال اور اگر نشہ کرے تو حرام بناؤ علیٰ ہذا اعتراض شرب نبیذ
 پیغمبرؐ لائق تھا اور نبیذ کو اسماءؓ کے کتنا مخالفت ہی قولہ تفسیر میں لکھا ہی قال
 ابو حنیفہ اذا تفرج الرجل ثامہ و دخل بالایلزم الحکمہ وقال الشافعی یلزمہ جوابا یسخر الزامی
 ہی کہ مذہب امامیہ کا ہی اس مسئلہ میں ہی ہی مگر درحد میں تو ہم واطی کو واسطے صحت عقد
 محرمات موبہ پر شرط کرتے ہیں اور ظاہر ہی کہ تو ہم واطی وافع تنبیع امام ازہبی میں ہو سکتا
 پس جو اب کہ شیعہ اسکا دینون فہی ابو حنیفہ کی طرف سے تعجب میں اب شاہد اس عوی کا تو حلی ہے
 ارشاد الاذان کے اوائل کتاب احد و میں لکما ہی فلو تو ہم العقد علی المحرمات الموبہ و صحیح

تنبیح: ہر عام ہر نبذ ابو حنیفہ

سقط ولا یستطیع احدی بعقدت العلم بفسادہ ولا باستیجار بالوطی معاد لرو تہم محل برانسی اور جواب
تحقیقی یہ ہے کہ نزدیک ابو حنیفہ کے وطن کنیز پرورد غم سے حد لازم آتی ہے چنانچہ وطنی محرم بتحدوین
امام یہ کہتے ہیں کہ جو ترویج محرم لاعلمی سے کرے اور سپر حد نہیں لیکن تعزیر شدید واجب ہے اور
صریح لفظ ائم عبارت امام نہیں امام رازی کی عبارت اس جگہ قاصر واقع ہوئی مہذبہ صورت بطریق فرض
ہے اور فرض کو قطع لازم نہیں آخر شیعہ توادس زیادہ کچھ کہتے ہیں کہ وقف کرنا فرج جاہل کا
بالاجماع درست ہے وہ خرچی جاو اور متعہ کر او اور کما می او سکی واقف کما می کہ حلال طہنی
اسی طرح ام ولد کو کسی کا نوکر کرادے خدمت پر یا اخیل گری پر اور فرج او سکی دوسرے شخص کو
حلال کر دی تو خدمت واسطے اول کے اور فرج واسطے دوسرے ہو جاو گی اسی طرح متعہ
و در یہ درست ہے ہر چند اثنا عشریہ زمانہ حال سنگد اس مسئلہ کے ہیں لیکن تحقیق امامیہ قائل ہیں
اس بات کے کہ بے شہیدہ مسئلہ کتب شیعہ میں موجود ہے گویا یہ مثل ہندی اسی جگہ سے نکلی ہے
کہ ایک جو رو سکر کتب کو بس ہی باجماع عاریت دینا فروج اماو کا اور حلال کرنا فروج حرم کا ضیف
راجہا کے لئے اعظم طاعات و عمدہ عبادات ہے حتی کہ ابن بابوی فی صاحب القناع نے ایک فقرہ
ہی اس باب میں صاحب الزمان سے نقل کیا ہے جس کے پڑھنے سے بال بدن پر کڑے ہوتے ہیں
سعد اللہ بہر دین ہوا آئین راجہ با برمی ہوا قول کہ وہ جو سنی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ شاگرد شیعہ
امام جعفر صادق علیہ السلام تھا اور امام نے اس کے اجتہاد کو پسند فرمایا محض بے اصل سخن
سازی ہی شاید جس مانعین تصور اجتہاد کا اوسکے دلیل نہ تھا حلقہ ورس امام میں حاضر ہوتا
جواب سخن سازی سنو کی اس باب میں جب پہلے ہو کہ خلاف اس دعویٰ انکی کتابوں سے
تم ثابت کر دو الا یہ آپ کی سخن سازی ٹھیکری علی الخصوص جب یہ دعویٰ باقر کا برعلیہ
امامیہ ثابت ہو تو او سو وقت دبدہ و دانستہ حق پوشی ہے ابن مطہر حلی نے بیج اگر امامتہ
میں اعتراف کیا ہے اس بات کا کہ ابو حنیفہ و مالک نے اخذ علم حضرت صادق سے کیا ہے اور
شافعی شاگرد مالک ہیں اور احمد بن حنبل شاگرد شافعی ہیں اور نیز ابو حنیفہ کو حضرت باقر

جواز عارت فرج برائی محال و غیرہ

ادامی لکھنا ابو حنیفہ از امام ہدی
شاگرد ہونا ابو حنیفہ کا امام ہوتے

وزید شہید سے تلمذ حاصل کی پس جبکہ امام حسین مجتہدین شیعہ میں کفایت امام میں جامع شرط
 اجتہاد ہوئے ہیں اعتقاد و وجوب اطاعت کا رکھتے ہیں تو محمد جسے حضور اللہ میں شرط اجتہاد
 حاصل کئے ہوں اور اونسے اجازت فتویٰ واجتہاد ملی ہو مذہب اسکا کیونکر اولیٰ باتبع ہر کا
 ابوحنیفہ کو باعتراف شیخ حلی باقر و زید شہید حضرت صادقؑ اجازت فتویٰ کی دی ہی میں جیسا
 ابوحنیفہ کا شرط اجتہاد کو بنفس امام ثابت ہوا جو اسکو واجب الاطاعت بنجا وہ دونہما و ہر
 کو نہ ہی اور یہ کفر ہی خصوصاً وقت نبوت امام کے البتہ مذہب اسکا اولیٰ باجہ ہی مذہب اسکا
 وابن عقیل وابن مسلم سے بشد انصاف کر دے اگر روایات الحسن کا اس میں اعتبار نہ کریں
 امامیہ البتہ مقبول ہیں جمہور امامیہ راوی ہیں کہ جب ابوحنیفہ پاس منصور خلیفہ کے گئے وہاں
 عیسیٰ بن ہریری موجود تھا اور سے خلیفہ سی کہہا کہ یہ شخص آج اعلم الدینا ہی منصور پر جہانم
 اخذت العلم بالانسان ابوحنیفہ نے کہا میں اصحاب علی عن علی ومن اصحاب ابن عباس عن ابن
 عباس منصور کہنا مضبوط ہوا تو امی جوان اپنے جی سے یہ روایت سراج مجرب علی بن
 لکھی سی علاوہ اسکے کتب فقہ حنفیہ میں دیکھو مثل ہایہ و شرح وقایہ و اشباہا کہ جا ہی گئے
 ہیں مذہبنا ماور عن علی اور نیز کتب فضائل ابی حنیفہ میں دیکھو کہ اکثر ائمہ و امام شرا کے
 سلسلہ اسانہ و عظام امام اعظم میں داخل ہیں اور انکو شرف تلمذ اور کجا حاصل محمد بن ہریر
 و متقی صدیقی ثنائی سے عقود و ایمان فی مناقب النعمان میں حضرت امام محمد باقر و حضرت امام
 صادق و حضرت زید شہید و حضرت عبداللہ بن حسن بن علی بن ابیطالب علیہ السلام علیہ السلام
 اکھین بن علی بن ابیطالب و حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب و حسن بن زید بن الحسن بن علی
 ابن ابیطالب و حسن بن محمد بن علی بن ابیطالب علیہم السلام کو شیوخ امام اعظم سے تلمذ
 کیا ہی اگر تمکو یا تمہارے بڑوں کو یہی شرف تلمذ اسقدر ائمہ و امام زادوں کا حاصل ہوا فادھر فرماؤ
 کیونکر ایسا کہہ سکتے ہیں کہ تمہیں چلتا اثبات و اقصیت تلمذ چاہے اگر قدرت ہو تو قوت سے
 فضل میں لاؤ والا زبان قلم و قلم زبانون اظہار و بیان ایسے ہدیان سے باز رکھو اور اگر

بات بھی درخورد پذیرائی نہیں ترسج الحق میں دیکھو کہ حلی نے اوسمین کیا افادہ فرمایا ہے اما
 الفقہاء فکلہم یرجعون الیہ اما الامامیۃ فطہارہا واما الخفیۃ فان اصحابہ فی حنفیۃ اخذوا عن ابی حنفیۃ
 و بہ تلمیذہ الصادق علیہ السلام واما الشافعیۃ فاخذوا عن محمد بن ادریس الشافعی و بہ تلمیذہ علی بن احمد
 بن الحسن تلمیذ ابی حنفیۃ و علی مالک فرجع فقہ الیہما واما احمد بن حنبل فقہا علی الشافعی فرجع
 فقہ الیہ واما مالک فقہا علی النشینی احد ہاربعۃ الکرا و بہ تلمیذ عکرمہ و بہ تلمیذ ابن عباس و بہ
 تلمیذ علی علیہ السلام و النشانی مولانا جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام انتہی اور فضل بن
 روز بہان اسکے جواب میں فرمایا ہے اقول یفہم من ہذا ان کل من قرء علی احدہم فرجع فقہ
 الیہ فرجع فقہ جمیع الامم علی ہذا التقدیر الی الصادق علیہ السلام و فقہ الصادق عنہ
 لا شک اند حق و صدق فلم یبق لہ بعد ہذا الکلام اعراض علی الامم انتہی اور عجائب اس پر یہ
 کہ قاضی شوسترچی باوجود اس تعصب تمام کے رجوع فقہ فقہاء اربعہ کو طرف حضرت امیر
 تسلیم کیا ہے اور مجالس میں کوئی ہو نہ کیوں دلیل تشیع نہیں دیا ہے اگرچہ ابو حنفیہ کوئی ہوں قولہ
 اگر قبول شاعرہ طریقہ امام پر ہوتا یعنی ابو حنفیہ تو خود دعویٰ اجتہاد و امامت کا کر کے
 خلاف امام کہی مسائل جاری کرتا بلکہ ہمہ تن ترویج و ترقی مذہب امام میں کوشش کرتا اور مسائل
 مطابق حکم امام کہتا جو اب مجالس المومنین ظاہری کہ ابن عباس شاکر و حضرت امیر تھے
 اور ان کے سامنے مرتبہ اجتہاد کو پیش تھے اور ان کے حضور میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور
 بعض مسائل میں خلاف جناب امیر تجویز و اجتہاد کرتے تھے اور نیز ہشام احوال ابن سنان و
 وزیر بارہ باوجودیکہ اصول عقاید میں مثل تجسیم و صوت و حدوث علم باری تعالیٰ وغیرہ صحیح مخالف
 ائمہ تھے اور زینش و نظیرین انکی کلینی وغیرہ میں بروایات ثقات ثابت ہے مہذا انکی شاکری
 و نسبت میں طرف حضرات ائمہ کے اور قبول کر نہیں انکی روایت کے کوئی شیوہ سانس نہیں لیتا
 ابو حنفیہ و مالک کو کہ اختلاف انکا محض فروع میں ہی نہ اصول میں کہیں اعتبار کر آیا جاوے
 حالانکہ جہد کو تقلید اپنی دلیل کے ضروری قولہ نام امام کا اپنے لئے گوارا کرتا ہے محمد بن ابی

جو شمار نہ ہو سکتا ہے مگر ابو علی و آل نبی گروہ امام جو اب اطلاق حفاظت کا نزدیک
 المہدی کے تہنیتی پیشوا ہوتا ہے اور معنی بادشاہی و معنی خلافت ہوا سببکہ امام سے مراد پیشوا
 ہوتا ہے بغیر بادشاہ اسی جیسے پیش نماز کو بھی امام کہتے ہیں اور یہ اطلاق ماخوذ بھی ان
 ایک سے کہ پیشوایان میں کو اگر جہل ظاہر میں تصرف نہ کرتے تھے ائمہ فرمایا ہے وَجَعَلْنَا الْاِمَامَةَ بَيْنَ يَدَيْنِ
بِائِمَانِ اور کسی کو یہ عالمین کی نبی و وَجَعَلْنَا الْمُتَّقِينَ اِمَامًا اور جہان خلافت مراد لی ہے وہ ان
 قیدی الارض بڑا ہی ہے لَيْسَتْ خَلْفَتُهُ فِي الْاَرْضِ سِوَ جَلْمِكَ خَلْفَارِ الْاَرْضِ اِلَى غَيْرِكَ اس طرح جو شخص
 علم کا مہر کامل ہوتا ہے اس کو اس فن کا امام کہتے ہیں جیسے امام اعظم و امام شافعی کہ علم فقہ
 پیشوا اور امام غزالی و امام رازی کہ علم عقاید و کلام میں پیشوا تھے اور نافع و عاصم کہ عارف
 میں مقتدی تھے اس طرح ائمہ اطہار ان سبب میں پیشوا خصوصاً ہدایت باطن و ارتداد
 میں اسلئے المہدی کو علی الاطلاق امام کہتے ہیں یہ امامت مراد خلافت نہیں اسلئے کہ خلافت ان
 ان کے نزدیک تصرف زمین میں باوصف استحقاق و غلبہ شوکت و نفاذ حکم کے ضروری ہے اور یہ مختص
 پانچ شخص میں آتا ہے اس طرح حسب تفسیر منہج السداد باقتدا اکابر علماء شیعہ اور مجتہد فانی نے
 حسام جوین میں معنی امام و امامت کے لکھے ہیں کہ مطابق اصول شیعہ ائمہ الہدایت پر منطبق ہیں
 اور ہوتے ہیں تو طریق مجاز و توفیق تعریف المہدی کے معنی پیشوا چنانچہ روایات اسکے ازالہ
 میں لکھے ہیں اسی جگہ سے شیعہ شیخ علی و طوسی کو لفظ امام اعظم تعبیر کرتے ہیں چنانچہ ان کا
 معنی المطلب و اسباب الفتن و ارشاد القلوب علمی تحقیقی نہیں اور عبارت انکی دینا چہ ازالہ میں
 ہی اور عبارت عربی و فارسی مجلسی اطلاق لفظ امام و ظل اللہ کا ملوک پر ثابت ہے اسلئے
 میں سنگ موجب ہونا ائمہ شیعہ کا باقر شیعہ نقش کا کجی شعرتا چند کہ از چوب گہ از سنگ
 بگذاردانی کہ بعد رنگ تراشی بقولہ جو ہندوستان میں حنفی بہت ہیں اور ہمیشہ اثنا عشر
 مقابل ہو کر نہ ہمت کہاتے ہیں اسلئے ایک شمار ان کے حال کا لکھ دیا جو سبھا عاملان خود
 سید اندلس جیسا ہند ہے چہ خواہی گو بقولہ اکثر رسائل ابو حنیفہ کو اسکے درویشاگر و

ایام حکومت عباسیہ میں منسوخ کیا ہی اور توفیق کی جواب دو تو شاگرد سائنے استاد کے تہ
اجتہاد کا رکھتے تھے اور محمد کو تقلید اپنی دلیل کی لایہی البتہ مسائل منصوصہ میں فہمہ و دانستہ
خلاف کرنا حرام ہی اور جب مسئلہ منصوص نہ ہو تو اس میں اجتہاد روای کی گواہ احتمال خطا ہو سکتی ہو
ساقب نہیں بلکہ باجوریکہ جاری کیا یوح من معالم الاصول الشیعہ بنا ما علی هذا خطا احتمال جہل
صواب یقتضی بین اصلا و تمین خوف و خطر نہیں نہ اس کے حق میں اور نہ اس کے مفید کے
صرف اتنا تھا کہ اجتہاد محل اجتہاد میں ہو مقابلہ میں قرآن صریح و خبر متواتر نہ ہو و اجاب
نہو مقداد شیخ الشیعہ کثر العرفانین زیر کرم لک کتاب بن اللہ یسبق المسلم فیما اخذتم عنہ عظیم
لکھا ہی و ثانیہ لولا ما لکب لکم لاناخذون فی الخطا فی الاجتہاد و بعد کہم و الخطاب من اخذ الفہم
لالہ علیہ السلام لخصمہ عن الخطا و اتقی بلفظہ سوائے خلا فہو نسخ نہیں کہتے آپ صریح
کسی عالم سے سیکھ کر پھر استعمال اس لفظ کا کرنا کیونکہ استعمال محاورہ الفاظ میں اجتہاد سوائے
نہیں بلکہ قول بل لغت و اہلین مستند ہی تو ظاہر اجابہ صنف اپنے مسائل سے رجوع
اور اپنے قول سے پہرہ و شواہد جاتا تھا اسلئے عمدہ قضا اختیار کیا جو اجاب عقل ربی
بہیں اگر عدم رجوع منظور ہوتا تو عمدہ قضا کو لینے کو وجاہت حکومت سے سیکھ مجال اختلاف
و متنازع نہوتا غیر حاکم سے ہر سیکھو جرت رد و بدل ہوتی ہی پس عدم قبول قضا کو سبب
رجوع نہیں بلکہ دلیل کمال عقل ہی معزز رجوع ابو حنیفہ کا مسائل کشیدہ میں وقت ظہور حجت قوی
کتب خفیہ وغیرہ میں مرقوم ہی تہ رجوع حسب فہم سامی معلوم نہیں کس واسطی ہوگا کہ ابن
ہو رجوع کرنا قاضی ہو کر رجوع نہ کرنے سے ہی زیادہ مشکل نظر آتا ہی قول آدم بر مطلب
جواب اقول مشہور گذشتہ از سر مطلب تمام شد مطلب: حجاب چہرہ مقصود و بود و مطلب
قولہ اول صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہی قال ابو حنیفہ الخلوۃ من با و الزانی یحرم علی الزانی و
الشامی انما البیست بنتا فوجیان لا یحرم جو یہ نقل اور نقل سابقین فی اذاتر و ج الحل
باتہ الخ دو نو مسرق بین رسالہ شیعہ محمد بنی کو فہمہ ہند جسکا جواب شوکت عمر ہی منسوخ

نسخہ خزانہ الیورپین و غیرہ کا
اسلام ابو حنیفہ کو

مردم قبول کردہ قصاص شیعہ کی جو از اسل

نسخہ اسطبلہ

مسئلہ کسی نہ ہو کہ ہون رد و میل و سکی کے باقائمت استدلال کے اس کے بطلان پر
یاد ہون قبح کے مقدمات و دلیل پر دلیل کمال انصاف و درستی اور ایک ہی حالانکہ کتب امامین
لکھا ہی کہ اگر ایک شخص نے عورت سے زنا کیا پھر اس کو مع ماور و دختر چنے نکاح میں لایا تو جو
ہی استبداد میں کہ منجملہ اصول اربعہ شیعہ ہی ہاشم سے نقل کیا ہی قال کنست عندی فی عبد

علیہ السلام جالساً فدخل علیہ جلی فسالہ من یاتی المرأة حرماً تیز و جاقال نعم و اما و بنتھا آو
حلی سے ارشاد الاولاد ان میں لکھا لا تحرم الزانیۃ علی اب الزانی و ابنہ مطلقاً علی راولا تحرم الزانی
بہا و لابنتھا انتہی اور صاحب شرافع نے کہا النسب مثبت مع النکاح الصحیح و مع تہتہ و

لا مثبت مع الزنا فلوزنا فالحاق من ماہ ولد علی بحرم لم یثبت الیہ شرعاً و ہل یحرم علی الزانی
و الزانیۃ الوجہ یحرم لانه مخلوق من ماء و ہرسمی ولد الفہ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نسب سے
ثابت نہیں ہوتا اور بنت زانیہ شرعاً بنت نہیں گولتہ ہوتی اس صورت میں شافعی پر کیا جائے تشفی

مشترک چشم بکشتائی بمیہ گیران : چون رسی بر عیب خود کوری از ان : ستانمی ہی ہی کہے ہیں
کہ ما زانی کی شرع میں کچھ حرمت نہیں اور منہ لہ من الزنا و اصل آیت نسائہ حرمت نہیں بلکہ کہ یہ اجل کلم
ماور او ذلک اس کو شامل ہی چنانچہ جواب تفصیلی اس کا شرکت عمر میں لکھا ہی اور روایات ماہ

کو زیادہ تر ضبط کیا ہی قولہ و دوسرے شافعی ایک گواہ ایک قسم پر حکم کرتا ہی بلکہ قسم ہی کو کافی
لکھا ہی اور یہ خلاف قرآن ہی قولہ تعالیٰ و استشهدوا شہیدین بینکما لکم شیخ و شریح مشکوٰۃ
ہی کہ اول یہ عمل معاویہ کیا ہی جس کو شافعی اختیار کیا حالانکہ مشکوٰۃ و مسلم میں ہی کہ آنحضرت

فرمایا اگر تصدیق کسی قول کی اس کے قول پر کچھ کو توہر قوم و دوسری خونریزی و اخذ مال کرے
جو کہ دلیل قول شافعی کی یہ ہی کہ مسلم وغیرہ میں بعد یشان عباسی ہی کہ آنحضرت حکم کیا
ساتھ ایک قسم و ایک شاہد کے اور احمد و ابن ماجہ و ترمذی و بیہقی نے جابر سے روایت کی ہی

آنحضرت حکم فرمایا ساتھ میں مع الشاہد و ہرمن حدیث جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر و ہرودی
جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن ابیطالب کہ آنحضرت حکم دیا شہادت شاہد واحد اور ایک قسم

حکم زنا شافعی کا ایک گواہ ایک قسم پر

صاحب جو کہ اخیر احمد والد دارطینی وقد صحح حدیث جابر ابو عونہ وابن خرمیہ اور ابو داؤد و ابن
 و ترمذی نے حدیث ابو ہریرہ کے اخیر کج کیا یہی کہ حکم کیا سو کھانے ساتھ یمن و شہاد و احمد و حال
 اسنادہ ثقات و صحیح ابو حاتم و ابو زرعہ و اخیر ابن ماجہ و احمد من حدیث تہرق و جابر حال صحیح الا
 الراوی ابن تہرق فاما مجہول اور ابن جوزی قدرا و روایات حدیث مذکور زیادہ میں صحابی سے
 تحقیق میں کہ کیا یہی اور سیلف گئے یمن جمہور میں بعد تمہیں جب ثبوت اسکا قول شارح علیہ
 الصلوٰۃ والسلام بالغ وجہ ہو گیا تو اب مخالفت قرآن باقی نہیں کہ جابر نابہ من جابر نابہ القرآن
 پیشتر زیادہ اور کون مثنی قرآن کے صحیح کا اور آپ نے ہی جابجا لکھا یہی کہ قرآن کے معنی الہیت خوب
 ہو جیتے ہیں سو یہ مسئلہ روایت الہیت ثابت ہو اہی کہا تشرافی نے محض اپنے اجتہاد کہ نہیں
 اور جہت کو تقلید عادیہ غیر لائے ہی اور نام شمس مشکوٰۃ کا حسین جملہ موضوعہ مذکورہ لکھا یہی عین
 کہ اس مسئلہ بابت کیا ہو اور حدیث مسلم مسلم ہی لیکن اس کو اس کے کچھ علاقہ نہیں مسئلہ لکھنے
 گھڑی بلکہ دوکانی تو خبر لیجئے کہ شیعہ شہادت لفظ نابہ لغ وہ سالہ کہ بقدرہ قصاص قبول کرے ہیں
 حالانکہ طفل نابہ الہیت شہادت کی کسی مقدمہ میں نہیں رکھتا مگر جب اسی کو یہی کہ جبرہ اپنے
 کسی ہی معنی و استنباط کہ شیعہ ہیں جن کے حال کو لایا سچا مقدمہ قصاص میں کہ تلف جان ہی شہادت
 اس کی کہ سبطر قبول نہیں اس طرح مسائل جدید میں جنہیں خلاف صریح قرآن کرتے ہیں مثلاً
 کہتے ہیں کہ جمعہ نصیبت امام میں متروک ہی حالانکہ حق تعالیٰ فرمایا ہی اذ انودہی للصلوۃ من
 یوم جمعۃ فاستوی الی ذکر اللہ اور اس میں قید حضور امام کی نہیں چنانچہ اسی جہت سے باوجود
 ہمسائی سنی سید اور صاحب الطاق ہونیکے متکو کہیں اتفاق حضور جمعہ و جماعا کا مسجد میں
 نہیں ہوتا اس طرح زکوٰۃ کو زکوٰۃ و رسم غیر سب کو میں واجب نہیں جا حالانکہ کریمہ الذین
 الذین لفظ عام ہی خاص نہیں اس طرح شرع و تکو ج میں فرض نہیں حالانکہ خداوندینک غنم
 کل سجدہ دارہی اس طرح طواف کو ننگے بدن درست کہتے ہیں اور زنا کو احرام حج میں
 موجب نقصان نہیں سمجھتے حالانکہ فرمایا ہی لا رفث ولا فسوق ولا جہال فی الحج اس طرح

حکم زنا و خلاف قرآن

التور و سنتہ ضد العائنه وقال بعضهم ليس بسنة والصحيح قول عائشه انتهي لكن عيني في اتنا لكها
 كمال انك لا تيعوز ولا يسمي انتهي سواست برجت وكرهه هو ان تعوز وسميه كماله مالک کے
 لازم نہیں آتا اور حیوان فی ثاب ذی غلبہ کو آپ مستعین کرین اور سورت گفتگو کیجا و گوینکہ سچ
 بہتر یا تیز و آچھو چیتا چو باغلی سائب شیر کتابا ہاتھی وغیرہ مالک کے نزدیک مکروہ ہیں
 درست نہیں حسب طرح گد با اباہیل وغیرہ نزدیک ماسیکہ مکروہ ہیں قولہ تہ وی شیخ ناج محمد
 میں ہی کہ مالک لواطت کو درست جانتا ہی چوب قطع نظر اسکے کہ یہ فتاویٰ مجہول الحال ہی
 مالک مذکور ایک سوات شیعہ ہی اوسنے متعہ و احوال الذکر فی الدبر کو روایت کیا ہی اور یہ
 اتہام کا امام مالک البسنت پر ہو لکذا فی التبصرۃ والا مالک سنی حق لوطی میں شد الناس ہیں چنانچہ
 حد لوطی کی انکے نزدیک قتل ہی بکرہ یا ثیب اگرچہ کینیت قتل میں اختلاف کیا ہی یا غائۃ اللہ
 فی مکائد الشیطان میں لکھا ہی وصفہ بعضہم کتاب فی ہذا الباب وقال فی اثنا کہ باب فی الذکر
 المالکی و ذکر فیہ جماع الذکور و قد علم ان مالکا من اشد الناس انکارا علی فاعل ذلک فاذہم یجمل
 اللوطی القتل سواد کان بکرا او شیا کما ولت علیہ الفصوص اتفق علیہ صحابہ الرسول و ان اتفقہ
 فی کیفیتہ قتله انتہی بحر وفہ اور نزدیک امامیکہ و طلی جبل سے غسل لازم نہیں آتا بلکہ موم کو ہی
 اعلیٰ غیبا سد کہتے ہیں اس سے جواز لواطت ثابت ہی بلکہ علت ائمہ کو علت الرد و افضل اسی حکم
 کہتے ہیں کہ بایات اوسکی امامت ہی تھو لہ تفسیر درمنثور میں ہی سئل مالک بن انس عن طلی الحائل
 فی الدبر فقال لی الساعۃ غسلت لاسی سنہ الی قولہ والعیس انہ حلال چواب مشتہل ہونا
 درمنثور کا احادیث موضوعہ پر سابق گذر چکا معہذا اپنے یہ روایات مفتخری اپنے باپکا مال
 سمجھ کر بحر النفاست سرقہ کہے ہیں خبر کہ یہ مضائقہ نہیں مع پر اگر نواذہم سیر عام کنند
 صاحب غائۃ اللہ ان اسمقام میں لکھا ہی کہ سبب لکب نہ قد نقل عن مالک القول بحر از طلی
 الرجل و جرت فی دبر ہا و ہو ایضا کذب علی مالک واصحابہ و کہتہم مصرعہ تخریج انتہی اب شیعہ کہ
 امامیہ و طلی در دبر منکوحہ و مملوکہ و جاریہ عاریت و وقفہ و امانت وزن متعہ کو تجویز کیا ہی

عدم جواز لواطت نزد امام مالک

و طلی فی الدبر غیر مالک

استبصار میں کہ اسرار ربہ شیعہ سے کہے بابا تبار النساء فیما دون الفصحی میں کہا گیا
 سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یأخذ المرأة فی دبرها فقال بائن اور یہ بھی لکھا گیا کہ ایک
 شخص نے امام رضا علیہ السلام کو پوچھا کہ مجھ سمعت و بذر من جانتہی یا نہیں فرمایا جانتہی
 سائل نے کہا کہ آپ نے یہ کام کیا بھی فرمایا میں نہیں کرتا موصوفتے اس لکھا اور امام کو کٹر
 تفسیر یا کرامت پر کیا بھی اسطرح غسرین امامیہ نے کہ یہ آئی شیعہ سے استدلال کیا بھی جو دلی
 فی الدبر پر حالانکہ لفظ حرث اور کریمہ فاختہ کو انسانی الخیض قرنی علی ہی عدم حواہ پر کریم
 مراد مکان ہی یا ہیئت زیدہ کہ جس عضو میں چھا احوال کرے وہن مہویا مقدس لیکن بعض اہل
 متاخرے اس شاعت پر مطلع ہو کر اور حمل اور سکا تفسیر پر مناسب سمجھ کر کہہ دے کہ یہ بھی
 بقول عوام یہ مکر وہ طبعی حیوان مکر وہ شرعی کیونکہ قیاس بقابلہ نفس ہی نوجواہ شیعہ میں
 اور جب ثبوت اور سکا مالک بہ متذکر ہو انوصاحب متبصار نے یہ بات بنائی کہ اسکا ہلکے
 اس میں اختلاف ہی سو یہ حقیقت میں اپنی عیب پوشی ہی کہ ملک گنج و ملکین وغیرہ میں بھی
 و طی فی الدبر کو جائز جانتے ہیں و لیکن رع کیا ہے بات جہاں بات بیجا شیعہ نے دلی نہیں
 ارشاد الاذان میں جملہ الوطی فی الدبر کا و طی فی القبل فی جمیع الاحکام حتی فی تعلیق نسب
 انہی بحر و فہم لکھ کر سارا پر وہ فاحش کر دیا کہ شیعہ شریعت اور حواہ پر وہ تقویٰ برداشت
 طبل نہاں چیز نم طشت من از بام افتادہ حامل معنی یہ بھی کہ دلی فی الدبر سکا حکم نہیں
 برابر و طی فی القبل کے ہی یہاں تک کہ احکام نسب میں بھی ماشارہ شد فہم را وراک امانا
 کہ مقعد کو موصیغ ولادت کہیں اور احکام نسب کو اوس سے متعلق کریں نیچ ہی حکم عقل
 احکام فی الدبر یہ مذہب اسی قابل ہی کہ نسبت اسکی دبر تک پہنچی مہنود نے واسطے
 ولادت بعض آثار و سکے ناف و مہنہ کو نظر بعدم نجاست موصیغ تجویز کیا تھا انبیاء
 معدن براز و مویغ نجاست غلیظہ کو پسند فرمایا ہے موصیغ تعلیق نسب و نحو اشارت نکاح
 حالانکہ ناپاکی ایچکھ گی ہر وقت انعام و مستلکہ دہر میں موجود رہتی ہی جبکہ خدا پاک نے فرج کو

۹۱
 فی حکم نسب

مبلت نجاست حیض حرام فرمایا تو در بعلت نجاست بر آن کوید مگر حرام نہی حالانکہ بغیر خیار نہی
 ہن ملعون من انی امراۃ فی دہرا اور نیز فرمایا ہئی القوا محاش النساء اسی دبا رہن و مہر خیر
 متفق علیہ نفس علیہ القادو فقہ بر قول ملا او حجتی جام جمہ میں اور جامی نے بہارستان میں
 لکھا ہئی یعنی جواز الوطیہ کو طرف مالک کے منسوب کیا ہئی چہرہ یہ دو نوکتا میں غم قہ کی ہئی
 نہ حدیث کی کہ انحن فیدین حجت اور شعر کی ہے باکیان کسیتی ہین یا سنی نفس سے ثابت ہئی
 کہ اتیم فی کل و اتیمون متعذرا سپر کیا دلیل ہئی کہ مرد و مالک است اسکا اہم مالک ہین مالک اوی
 شیعہ علاوہ اسکے مجتہدین کو وہ ہند نے رسالہ متہ وغیرہ میں لکھا ہئی کہ مذہب شفی مالکی
 خوب پیشا سند نہ دیگر سے انتہی بعناہ سو یہ دو نوکتا عمر مالکی المذہب ہی نہیں انکا کلام سن
 میں معتبر ہوا اور اگر کلام شعر اگر کیا کان در خور قبول ہی تو بسم اللہ بعضہ شعر اباسیہ جناب امیر
 باوصاف و حدیث و صفت کیا ہئی اور کہ کہ جناب مدوح کو بشر کہنا چاہئے منہ قولہ شعاعیل عن
 الاعراض الاین المتی و یکبر عن تشبید بالغا صرۃ اور دو شعر شاعر نے کہا رب ابل النہی عجز عن
 وصف حیدرۃ و العاشقون بمعنی حیدر تا ہوا اب ان اور وہ بشر فاعقل یعنی و اخشی الشفی
 قولی ہوا اللہ آور یہ قریب مذہب علاۃ اور کفر و فتنہ صرف ہی اور بعضوں نے یہ اشعار بجا
 اور شافی پراثر کیا کبھی فی فضل ہر لانا علی و وقوع الشک فیہ انہ اللہ و مات الشافی
 لیس میری ہے علی ربہ ام ربہ اللہ اور بعض نے کہا غلط الامین فجازا عن حیدرہ اور یہ
 شعر فارسی بہت شہرہ ہئی شہر جبریل کہ آمد بر خلایع چون و در پیش حمد شد و مقصود علی ابو
 قولہ فتح القدیر و حاشی ہدایہ سے حال مالک کا ظاہر ہئی کہ بنگ نوشی کو واسطے سربوطیت کے
 نوش جان کیا ہئی چو اب کذب صریح و اقترائی محض کا جواب ہئی ہئی کہ سچ کہتے ہوج دروغ
 جزا باشد دروغ بنگ نوشی با اتفاق فقہاء و مذاہب اللہ اور بعد رضی اللہ عنہم حرام ہی چنانچہ کتاب
 الزواجر فی تعداد الکبائر ابن حجر ہمشمی مکی میں مفصل لکھا ہئی چہ جاکہ بقصد سربوطیت
 کرے ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں لکھا ہئی البیہ حرام صریح المتاخرون و انما لم یکن فی التقدیر

جناب امیر
 شہزادہ

جناب امیر
 شہزادہ

لانه لم یکن فی زمانہ شہرہ ظہر وجودہ و انتہی مسند او و انتہی مسند او سید طریح شیخ احمد
 بحر الفلاس میں نقل کیا ہے اور صاحب مختار و بحر افق و فتح القدر و غیرہ مکتبہ بین من
 قال بحال البیع و الخشیش فهو زندق مبتدع انتہی مسند او و انتہی مسند او کاب زمانہ مالک کے ہوا
 اور اتفاق علماء امام مالک سے اس میں کوئی روایت منقول نہیں بلکہ حدیث او کا ستاخی
 اور یہ خدا جیسا کہ پوشیدہ نگاہی یا شریعت الہی کا کہ باوجود ادعا تسبیح و انی اور نہ جو کہ نہ تواریخ
 رومی و یونانی کے ایسی کہوئی بات کہ یہ ہے ہر کہ نام دو کا کا بنام ہوتا ہی قول عقیدہ مالک کا
 و رابطہ خود عالم ملن غل سے پیدا ہی جواب نیاز منہ یا میکو علم کا ان و ما کون نہیں کہ ہے
 عقیدہ و یقین موضع صرف نام کتابے حقیقت غیر واقع بر طلع ہر جا و آپ نقل فرماوین اور
 میں کہ اس بات سے اور بات سے قول انشاء اللہ رسالہ جدا جدا حالات ہر چار میں تفصیل
 کو ائت عجیبہ سے مطلع کرو گنا جواب خدا جیاد رسالہ آپ نے لکھ کر کو ائت عجیبہ سے مطلع کیا نہیں
 ہکو تو اب تک اطلاع نہیں ہوئی و نہ بیشہہ گلشت کو ائت عجیبہ کہنے کیونکہ کیفیت کی جمع کیفیت
 اتی ہی کو ائت پس بصورتیں کہ آپ نے ہر دو ارجہا و لفظ کہ لکھا اتو معنی کو بالضرور متفقہاں
 ہوگا اس صورتیں و رسالہ بالیقین کو ائت عجیبہ ہی غالباً یہ کہ آپ بیان مسئلہ جگہ اور ملی فی
 الدبر سے حسین دبر سے مبتلا ہو حاصل نہو ہی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میں نے
 الشافعی غم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 بنیہ النور و کبر الباری سیم قرابا الباری سیم آیت و فقر فقر ترین من غیر فصل شرط فی آخر تشریح
 نیت السلام یعنی بجا مذمتان کے دو برگ سب پر با جواب صاحب تبصرہ سے فرمایا
 کہ علماء متاخرین امامیہ و اسطی الزلم حقیقہ ایک حکایت جو رہی ہے کہ ایک شخص واسطے تنویر
 مذہب ابی حنیفہ کے نمیز سے وضو کیا الی آخرہ چنانچہ شیخ الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی باب اول
 مذکور ہی انتہی حاصل و تہذا ملا علی قاری انکار شدید کیا ہی قصد قتال قتال کا امام الحرمین
 کیونکہ صورت مذکورہ تفسیق فی الذہب ہی اور تفسیق مذہب متبع شخص ہر ایک مذہب میں اتنا

عقیدہ مالک کا بارے میں

درود و اذکار و غیرہ

حکایت قتال از مذہبی

المسند منہج بلکہ مردود ہی مسترسل کو لان بہت کہ اول تفتیش خص منہج مختلفہ کو ثابت کرتا ہے
 اعتراض الہامیہ حرکات بجا مصداق کریمین الذین اتخذوا دینہم لہم اوعیاء قال علی القاری
 فی رد صلاہ مغیث الخلق لا یجوز للقاضی ما یتنبوہ بل یجب علیہ تمام ان یسین مذہباً من المذہب اما
 مذہب الشافعی فی جمیع الوقائع والفروع واما مذہب مالک واما مذہب ابی حنیفہ وغیرہم فلیس لان
 یتخل من مذہب الشافعی فی بعض مایوہ ومن مذہب ابی حنیفہ فی الباقی ما یرضاه لانا لوجوزنا
 ذلک لا دوی الی البیض والخروج عن الضبط وحاصلہ یرجع الی نفی التکالیف لان مذہب الشافعی
 اذا اقتضی تحریم الشئ و مذہب ابی حنیفہ اباحہ ذلک الشئ بعینہ او علی عکس ذلک فهو انشاء مالک الی
 اصل و انشاء الی احرام فاما یقین اصل و احرام و فی ذلک اعدام التکلیف و البطلان فائدہ و ابی
 فائدہ و ذلک باطل انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ اصل یہ حکایت ساختہ و بافتہ اتباع ابن سبائی اور
 حاصلہ اوسکی و ذلک المسند کے پادروہائی اور اوسکی نقل و روایت بن شرع شریعت استنہادی
 معتد و وجہ طعن کی اس بات یہی ہوگی کہ اسور مذکورہ عند الحنفیہ روایتیں سوجواب ہر ایک کا جدا
 قول و لیکر لکھا جاتا ہی اوسکو سمجھو عجب جا ہی تو اللہ جلہ کلہ مدبوغ جو صاحب حدیث متفق
 علیہ فریقین میں آیا ہی و باخ الجملہ طہورہ و ایما اب مدبغ فقہ طہر سمی مذہب حنفیہ کا ہی یعنی
 طہارہ پوسٹ مدبوغ جب ہی کہ رطوبات اوسکے مصالح اور پیسے بالکل نائل ہو گئے ہوں
 پھر وجہ خصوص طہن کی حنفیہ غیر ظاہر ہی حالانکہ من لا یحضرہ الفقہاء من کرا اصول العجم
 امامیہ ہی لکھا ہی مسئلہ الصادق علیہ السلام من جلا الخمر یرجیل لواقال لا باسن البیض
 گوہ خشک انسان پر کہ بالا جملہ شمس المعین ہی اور کسی تدبیر سے پاک نہیں ہو سکتا اگر کسی صاحب
 مفروض ہوتو او سپر ناز پر مہندہ درست ہی جب طرح چلی نے ارشاد میں اور ابو القاسم
 شراف میں لکھا ہی اور ابو جعفر طوسی نے اوسکی تصحیح کی ہی بلکہ اجماع نقل کیا ہی
 بلا خلاف اب ذرا پوسٹ مدبوغ کلہ اور گوہ انسان میں متاثر نہ کرو اور موم نہ کجا کہ کو
 نجاست زیادہ ہی سبحان اللہ اکیس پیمپ اور کو آخ تہو اور جواب تفصیلی اسکا کہیدہ

فہم
 حکم پوسٹ مدبوغ

نجاست نجاست

وضو نمیزد

قرآن و فارسی

دسوم شخص میں لکھا ہی تھا کہ اگر طہر بعد النجاست جواب مراد اس نجاست سے نجاست نجاست
 نہ غلط اور وہ ہی اوس شخص پر کہ وہ مراد طہر طہر میں نہ نجاست لایعصرہ الفقیہ میں لکھا ہی کہ
 جس کی زمین شراب یا سور کی چربی لگی ہو اوس نماز میں صحیح نہیں اور تنزیہ میں کہ اگر سنبلی
 یا فراغ نماز کے اپنے کیرمیں انسان یا کسی حیوان کا گوہ لگا دیکھئے یا نبی یا چون آلودہ ہو
 تو نماز میں غلط نہیں و بعد ازنی بجل التین فی حکام احکام الدین لبہار العالمی اس صورت میں نجاست
 خفیہ کیا جائے ہی آخر نجاست خفیہ ربع جاسم کی مشیہ ان نجاست غلیظہ عمدہ کسریٰ ہے
 و توفاء بنید التمر جواب بعد ثبوت وضو نمیزد کے باتفاق فریقین کہ اس وقت یہ طہر نجاست
 البصر الیٰ ربی من غلظۃ کبرج البصر کبرج البصر خالصا و صغیرا و غیرہ ہی کہ آیت
 نمیزد کو شیعہ کہ جو یہی حرام مثل خر کئے ہیں اور اوس کی وجہ سے اسنجاست کیا ہو اور نیز محل استنجاء
 پاک نہوا ہو اور اگر نجاست پانی میں مل جاتی گئے ہوں حتیٰ کہ وزن پانچکا زیادہ ہو گیا ہو اور
 ایک کتے میں کذا فی منہی ابن مطہر علی اس طرح اگر پیشاب کریمین و آتھی سوچہ رخسار بدن
 چکر قطرات بول ذبی اور کبریا و تو حاجت دہو کی زمین نماز درست ہی اس طرح اگر چہ پیشاب
 گورہ غلیظہ ہر اہو غولہ لگا و اور جرم نجاست کا بدن پر نہ تو ہی نماز جائز ہی کذا فی التحفۃ اب ذوالکمال
 وضو نماز کو دیکھو اور نماز وضو نمیزد کو دیکھو معلوم نہیں کہ آب استنجاء میں بسبب ثبوت مقعدہ کے اس
 نجاست غلیظہ ہی کیا خوبی و پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہی کہ طہارت اوسکی اس طرح نہیں جاتی سبب
 داخل نگورہ و لاویس این طہارت گورہ و قہیق اس طرح گورہ انسان کو حکم گورہ کا زمین کہ گورہ
 نزدیک بند و نکلی بہر غنیت ہی لکھوم سے گاؤں تک بہت فرق ہی الاسلام علیہ و لا علی اور
 آب کجور میں کہ الطیب فواکہ و اعذب میاہ ہی کیا نجاست و نہایت پیدا ہو کی کہ حکم خر میں
 نہ گیا اگر شہد از اساء فعل المرءات خطونہ و اعظم یعنی علیہا تہادہ و کبریا علیہ
 نہم قرآن فارسیہ آیت جواب رجوع امام کا اس حکم سے باتفاق خفیہ ثابت ہی اور الزام نہا
 بحر جرم عند کام اہل جہل و حلو کا ہی علاوہ اسکے یہ تو بہلا بھر و انکار پڑھنا تھا اگر چہ فارسی ہر

شترچہ میں کوکنا پینا حالت نماز میں درست لکھا ہی **قولہ** و نفر تقرتین من غیر فضل جواب
 نزدیک ابو حنیفہ کے تعدیل ارکان نماز میں واجب ہی اور نزدیک ابو یوسف وغیرہ کے فرض
 عین ہی ہے اس کے نماز فاسد ہی کذا فی فتح القدیر پس نزدیک ابو حنیفہ کے تاکر تعدیل اُپرا دہ
 واجب ہی اس صورت میں طعن فقر جیائی **قولہ** و مضطرب فی آخر مشدد من غیر نیت السلام جواب
 اگر ابو حنیفہ نے سلام کو جزو نماز نہ جانا دیا تو یہی کہ علماء امامیہ ہی سلام کو جزو نماز نہیں
 جانتے چنانچہ باب دوم مطلب سوم جامع عباسی میں لکھا ہی علاوہ اسکے ابو جعفر طوسی نے
 ہیں کہ اگر مصلی عین نماز میں خوب صورت عورت سے لپٹے اور غوطہ پیدا ہو اور نہ کہ محاذی سونا
 عورت کے اور بہتے مذی سکلے تو نماز اس کی صحیح ہی اور یہ مسئلہ بہت مشہور ہی کہ اگر کوئی
 بہ ضرورت مہینہ ہو کہ ذکر و خضبتین پر مٹی لگا کے نماز پڑھے تو روا ہی بلکہ استبصار میں لکھا ہی
 کہ عین نماز میں خضبتین کا کبھی حرام نہیں اب ذرا اس مسئلہ کو اس سے موازنہ کرو کہ کون کسی
 ہی شہر نزدیک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ نہ کیا فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس **قولہ** حال
 ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ کے قاضی بغداد و تہما فصل تاریخ اختلاف سیوطی میں مسطور ہی کہ
 سے کیا کیا ال **جواب** یہ حکایت جس کا خلاصہ معتبر نہونا کلام کنیز و غلام کا شرع میں ہی
 ہے اصل محض ہی اس لیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار ان کے اقوال کا محتاج بیان دلیل ہی اور علی
 قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہو اور وجہ طعن ظاہر ہو کہ کہا جاوے **سبح** مثل الذباب
 یا علی موضع الزلل کہ کوئی کام سوا عیب جینی کر نام نہیں و نہ ہم فی طغیا **قولہ** کہ نہ ہم
 خیر و کمٹائی اشعاشانی گفت کہ شرط بیع مباح ست ملام کہ کج مبارزہ کہ جہد است نفرود
 کلام ابو حنیفہ ہا زین گفت و احوال شاہد کہ نہ جہد سید سحر تانجو بر تو حرام نہ ضعیف گنت
 جو دروڑ غم درانی ہ اند کے بنگ سحر سوا احباب سحر ہ گنتی سپری ہفتی چارم مالک ہ
 انہم از بحر و تجویر کند و طی غلام ہ بنگ می نوش کن و کن کن و خوش باز قمار ہ کہ مسلمان
 برین چار امام است تمام ہ **جواب** تبصرہ میں لکھا ہی کہ فرقہ امامیہ واسطے الزام الہدیت کے

عدم تعدیل ارکان

گزارہ کو نماز

حاکم ابو یوسف

ایات حرم و

حلیہ سازی کر کے اجازت اعلاام کی طرف امام مالک کے اور حلت بنگ نوشی کی طرف امام احمد
 حنبل کے اور تجویز مشہور کی طرف ابوحنیفہ کے اور اباحت قاری کی طرف امام شافعی کے منسوب کر کے
 چند شعر بنائے ہیں چنانچہ شیخ الفاضلین بن مکر بن اتمی تمھارا مندر خواصہ فی مذہب
 تناخ رکھتا تھا معاصرو صاحب بوعلی سینا تھا سہ چار صد و چل میں اس نے وفات پائی
 کذا فی مفتاح التواریخ سو جو اب ان اشعار کا لفظ بلفظ سابق گذر چکا فلیرجع الیہ اور علاوہ اسکے
 اتباع شعر اکرام غازی کا بھی قال تعالیٰ وَشَرَّ شَيْعَةٍ قَوْمٍ طُرِدُوا یہی کہ آپ بنگ نوشی مذہب
 امام مالک قرار دیتا تھا اور مندر خواصہ اسی مذہب الم احمد بن حنبل شہید فرمائے ناظم خسرو
 ہیں یا مندر خواصہ وَالْأَخْرَجَ ذَلِكَ أَبُو خُسْرَانِ الْبُخَارِي کہ کسی شخص قاضی محمد بن علی
 شوکانی سے پوچھا اذا قال المرون حی علی خیر العمل منی اجابتہ منی ام لا فاجاب لا لاجبۃ لک
 مکروہۃ لانه بدعت من شعار الروافض قد کرہ الائمۃ اطہار شعائرہم میں رد جواب میں اس صاحبی کے
 کتابوں الصلوۃ خیر من النوم بدعت عمرۃ لاصل لہا انظر فی الموطا عن مالک بلغۃ ان المرون
 جابر الی عمر لوزۃ لصلوۃ الصبح فوجہہ ناما فقال الصلوۃ خیر من النوم فامرہ عمر ان یجلبہا
 نداء الصبح انتہی کلامہ جواب ہنر ہنر عداوت بزرگتر عیب ست : کل ست سعدی ورد
 مردمان خاست : ہوگو اگر معنی روایت موطا کے نہ گئے تھے تو اور کسی سے پوچھا ہوتا
 پھر اگر کوئی گوشت کھن پایا جاتا تو رد جواب صاحبی لکھا ہوتا حالانکہ قول اصیبی جواب اصیبی ہو کر باقیہ
 احمد عرب میں تھے بنظر حراز صرف سپرد مال بدراو سکودا سطلہ اطہار سہار کے زبان عربی میں
 باوجود ناحق ہو صرف و نحو وغیرہ کے اپنے نام پر نقل کیا خبر عمار اچانین قندہ کہ گاؤ اند
 خرفت : معنی روایت مذکور کہ یہ ہیں کہ مودن نے خارج اذان یہ لکھا کہ لکھا عمر نے فرمایا کہ
 اوس کے محل یعنی اذانین کہا کہ اور نائم کے جگہ نیکے واسطے کہہ چنانچہ یہ واقعہ بعینہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا ابن ماجہ میں ہے کہ آئے بلال پاس آنحضرت کے واسطے
 خبر دینے نماز صبح کے کہنے کہا کہ آنحضرت سوتے ہیں بلال نے پکارا الصلوۃ خیر من النوم

الصلوة خیر من النوم پس مقرر کیا گیا یہ کہ تا قیام نماز صبح میں پیشانی بت ہوا حکم نبوی ساتھ اس کے
 انتہی مبارک علی ہذا السکو بدعت نبوی کہنا لائق تھا نہ بدعت عمری اس طرح حدیث ابی محمد ورنہ سے
 نسائی شریفین آیا ہے کہ ہم کہہ کرتے تھے حی علی الفلاح الصلوة خیر من النوم اذان صبح میں اور
 کسی روایت میں نسبت اسکو یطوف عمر فاروق کے آئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ان فی زمنہ صلی اللہ
 علیہ وسلم شرم ترک عمر رضی اللہ عنہ امر بذلک پس ثبوت حکم نبوی کے انتساب اسکا طرف عمر کے
 بعد ان بدعت بدعت سیدہ ہے اور شوکانی اس قول میں متفق و نہیں بلکہ امام نووی نے شیخ مہذبین لکھا
 ہے کہ کہنا حی علی خیر العمل کا اذان میں مکروہ ہے اس لئے کہ آنحضرت ثابت نہیں ہوا اور زیادت فی ذلک
 مکروہ ہے اور سحر الراقین میں لکھا ہے کہ اس کلمہ کو بہتے بعض بلدان میں زید سے سنائی انتہی
 اس سے معلوم ہوا کہ سلف میں کوئی اس سے واقف نہ تھا جب شیخ بکرتب اور نووی نے ہمارے
 اور بدعت اسکو ہی کا لاقولہ حی علی خیر العمل لا بد فی الاذان لانه من امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا
 نہ کہ لم یمن فی حالۃ الاختیار روی فی کتب الحدیث من طرق الائمة الا برار علیہم السلام ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم امر ابا محمد ورنہ ان یقول فی الاذان حی علی خیر العمل وان عمر بنی الناس عنہا بعد موت
 النبی کلفوا عنہا و امر بالتوثیب جو یہ بدعت مسروق اوسی عبا بن مسروق کی ہے اور یہ روایت
 ائمہ بدعتی بطریق شیعہ مروی ہے البسنت پر حجت نہیں ان کے لئے انکی کتاب سے سند بیان کرو
 کہنا الصلوة خیر من النوم کا انہیں ائمہ کرام سے مروایت اما سید ثابت ہے پس اگر قول ائمہ معتبر
 ہے تو ہر جگہ ہر ورنہ سب قطع نظر ابن حبیب و جعفری نے امام شیعین فتویٰ دیا ہے کہ الصلوة
 خیر من النوم کا اذان نماز صبح میں کذا فی معصوم الشیعہ فی احکام الشریعة اور منجملہ احادیث کتاب
 مذکور کے یہ حدیث ہے عبداللہ بن سنان کہ راوی ہے جعفر صادق علیہ السلام کہ فرمایا
 صبح میں حی علی خیر العمل کے الصلوة خیر من النوم کہہ کر انتہی پس اگر اسکو حل تقیہ کرنا
 تو جواب اسکا یہ ہے کہ امام جعفر صادق اپنے صحیفہ میں تقیہ سے منع تھے اور جوابات
 از الہ میں لکھے ہیں چنانچہ اسی حدیث صاحب تبصارت نے حل اسکا تقیہ پر کیا تو صاحب

معتبر نے اور سکونیز معتبر حکمران فقیر خیر نے الصلوٰۃ خیر من الزعم کو بعد از تفسیر کے الزعم کے
 مانور کیا اور مرزا کاظم علی ازہد نامیہ مجموعہ سائل فقیہین کہا ہی کہ ذرائع الصلوٰۃ خیر من الزعم
 نزدیک ایک جماعت محققین امامیہ داخل استجاب ہی اور بعضی قائل بین سائنہ جمع کے یعنی
 حی علی خیر العمل کو ہی سائنہ اوسیکہ ملاو اور توری طرف انتقام کے گئے ہیں بلکہ بعض
 بلا و ایران و ہندوستان میں ایسے علماء امامیہ موجود ہیں کہ انکے جمع کرتے ہیں یہاں جو ثروت
 سنت اس بنعت عمر کے اندر ہی وجہ فرید غفلت خیر العمل کے مفہوم نہیں ہوتی الزعم
 مراد عمل سے اسجگہ عمل جتنہ ہی کیونکہ فضائل جتنہ اندر سے مروی ہیں فی الفضل الامم

فضائل عمل جتنہ

للعالمی عن رارۃ عن ابی جعفر قال طلب العرب فی ثلثہ شرطۃ الحجام والحقنۃ والسوط و عن ابی
 علیہ السلام خیر ما تذاویم الحقنۃ والسوط والحجام انتقی لفظہ اور روایت اخیر سے ثابت ہے
 حقنۃ منخلہ اون معاجبات کے ہی کہ زبان اندر ہی پر روایت زرارہ مدوح و محمود ہی اور حال
 کفر و کاذب زرارہ کا کتاب کشی سے واضح ہی لطائف مقام سے یہ ہے کہ ایک دن ایک شخص نے
 میں طبیب طافی شہر لکھنؤ کے کہ کوہ ہند ہی حاضر تھا اوسوقت مقتطبت میں صدمہ افغانیاں مسکن
 شہر میٹھے تھے حکیم صاحب نے بغیر قارورہ ایک بیمار کا ملاحظہ فرما کر تلامذہ کو اشارہ فرمایا کہ
 عمل جلد تر لکھد و اوس شخص نے کہا حکیم صاحب عجیب جراحی کہ ہم طفولیت میں کہی عمل کا
 نہ سنتے تھے جب کثرت شیعوں کی ہوئی ہر مطلب میں یہی نام سنائی دیتا ہی اور مجاہد ہی
 بیضرور داعیہ اسی عمل کا کرتا ہی ایک بات تو بتاؤ کہ تراوشید کی کہ ولادۃ عمل میں لفظ خیر العمل
 ہی عمل ہی یا اور کچھ کہ ہر وقت موزن انکے دعوت اس عمل خیر کی کیا کرتے ہیں اہل مجلس
 اور اہل عمل بخیرہ جوئے اتقام پر ایک اور حکایت لطیف یاد آئی کہ ایک شخص فضائل
 سے متوطن کشمیر معصاحب معتمد الدولہ تھے ایک دن نواب حکیم الملوک سے کہا کہ کیا علاج
 مولو نصیاح کے لئے کرو کہ بار بار بیت الخلاء کو بخاویں حکیم نے فرمایا حقنہ بہترین عمل ہی
 بزرگ خفا ہوئے حکیم نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ سنت ہی ایک کشتی نے کہا آپ کیا فرماتے

بہر

بہر

ہو حکیم ہے کہا میں غلط نہیں کہتا بہت احادیث ثواب و مع حقہ میں مروی ہیں اور یہ شخص
 نے کہا کہ بہت کس بابوں میں وضع کی ہو گئی تو اسے ہنس کر کہا کہ ایک بار میں سخت بیمار ہوا تھا کہ تو مع
 زندگی کی نہی سکا ادا ہے بالاجماع تجویز عمل کی کی میں نے کہا مرنے قبول ہی ہر چند ثواب ہو
 غیر قبول نہیں کرتی فتد بقولہ فی من الکبریٰ للبیہقی فی بابا مروی فی حتی علی خیر العمل
 الی قولہ نقل عن ابن عمر عن علی بن حصین انہما یقولان فی اذانہما بعد فی علی الصلوۃ حتی علی خیر العمل
 جو اسبابہ روایات مسرورہ و جہ النفس مخالف احادیث صحیحہ ہیں اور اس میں تحریف واقع ہوئی
 ہی یعنی بجائی الصلوۃ خیر من النوم کے حتی علی خیر العمل کو لکھا ہی دلیل اسکی یہ ہے کہ اور استاد
 میں خود ابن عمر سے ثابت ہے کہ وہ الصلوۃ خیر من النوم کہا کرتے تھے نہ یہ کلمہ علاوہ اسکے
 روایات بیہقی سے اس قدر ثابت ہے کہ یہ فعل ابن عمر کا احباتا تھا نہ دائمانہ فعل نبوی پس
 بمقابلہ فعل عمر فاروق کہ باپ ابن عمر کے ہیں اور خلیفہ رسول اللہ کہ معتبر ہوگا خصوصاً
 اس وقت کہ مرفوع تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ اور فعل عمر فاروق بنفس علیہم کہ سنتی و
 سنتہ الخاف الراشدین عین سنت ہی علی الخصوص جب وقت کہ امر نبوی بھی ساتھ اس کے
 واقع و ثابت ہو قطع نظر اسکے حال جمع و تالیف بیہقی کا سابق گذر کہ بڑا معتبر ہے اہل حدیث
 میں ابن قتیبہ کہ تو کلمہ منظر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں بعد بیان تنویب کے عبارت طویل
 ہے کہ حضرت علی سے انکار تنویب منقول ہی فرمایا اخرجہ المبتدع من المسجد جو اسبابہ تنویب
 منکر اور ہی اور وہ تنویب جسکو سنتی مسنون کہتے ہیں اور ہی تفصیل اسکے یہ ہے کہ تنویب
 نے بلال سے روایت کی ہے کہ آنحضرت فرمایا کہ تنویب کہو کسی نماز میں مگر فجر میں وہی
 عن ابی مخدرہ مراد تنویب ہے اس جگہ الصلوۃ خیر من النوم ہی وہو قول ابن مبارک واحد
 الذی اختارہ اہل العلم و رووہ اور عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے نماز صبح
 میں الصلوۃ خیر من النوم اور اسحق نے کہا کہ ایک تنویبہ ہی جو لوگوں نے بعد نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کے نکالی ہے یعنی جب بعد اذان میں نہ سوئے کہ لوگ آئے مسجد میں ویر کرتے

کہتا ہے تنویب کا یہ فعل

جو اسبابہ تنویب کا

اور مؤذن دربان اقامت و اذان کے گستاخ قات الصلوٰۃ وحی علی الفلاح اسکو اہل علم کو
 کہنے ہیں بسبب و شایع ہو چکے بعد آنحضرت کے چنانچہ عباد سے مروی ہے کہ داخل ہوا میں ہر ایک عبد اللہ
 بن عمر کے مسجد میں لاکھ لاکھ آواں ہو گئی تھی اور ہم چاہتے تھے کہ نماز پڑھیں مگر سب ہی
 مؤذن سے سونگے ابن عمر سے اور کما خلو چکر ساتھ پاس اس متبع کے اس لئے کہ وہ
 ترویج ہے کہ بعد آنحضرت کے لوگوں نے خالی ہی بکھڑائی التزمی اس ثابت ہوا کہ انکا فرض علی کل وقت
 حاشا پر تھانہ قدیم پر پور ترویج نزدیک شیخ ہی ثابت ہے کما لیج من الجبل التین للعالمین علی قولہ
 سفیر اثنا عشر بوجہ شام و خیر البربر نوافل مضائق اپنے گھروں میں بڑے ہیں کہ یہ آنحضرت
 صلوٰۃ المرئی بئہ افضل الامکاتۃ اور نام ان نوافل کا تراویح نہیں تراویح حقیقت میں احوال
 عمر بن خطاب ہی کا قال نعمت اللہ علیہ و آلہ و سلم کا یہ تقریر تمام ہی اس لئے کہ اس
 چاہے تھا کہ آنحضرت نوافل مضائق گھر میں ادا کرتے تھے مسجد میں حالانکہ ثبوت اسکا بغایت
 ہی اور غایت الامریہ ہی کہ ترک موطبت کا یہ عذر بیان فرمایا اشدین ان تفرض علیک سورۃ
 حجت اولیٰ فی البیت نہیں ہو سکتا کہ فعل نبی مختص اس نوافل کا ہی عموم حدیث مذکور سے اور
 جسے حدیث مسطور فرمائی اوسینے تین رات تک رمضان میں اس نوافل کو بجا عت ادا کیا اور اس
 اور نوافل کے تنہا گھر میں نہیں پڑا چنانچہ کتب سے نقل مستفیض ثابت ہے پس جب کہ
 ادا کرنا اسکا مسجد میں گھر میں بجا عت تنہا فعل نبوی ثابت ہوا تو پھر اگر عمر نے بعد
 نبوی نظر برفع عذر مذکور احیاء سنت نبوی فرمایا تو کیا خرابی ہو گئی اور باتفاق فریقین
 قاعدہ اصول مقرر ہے کہ جب حکم نص شارع سے حاصل ہو ساتھ کسی علت کے تو وقت از فاع
 علت کے وہ حکم ہی مرتفع ہو جاتا ہے اور بدعت کہنا عمر کا موطبت جماعت ہی نفس تراویح و جاعت
 کو کیونکہ موطبت اسکی حادث ہی نہ اصل عمل سورہ حدیث قاض نہیں ہو سکتا اس لئے کہ بہت
 چیزیں ہیں کہ زمانہ نبوی میں نہیں پھر چلے راشدین و انہ ظاہر کے عہد میں ہوئیں اس وقت میں
 مذکور خصوص ہی ساتھ خیر تراویح کے اور قول عمر مخصوص ہی ساتھ اوس چیز کے جسکی کہہ سکتے

میں خواہ کبھی شیعہ حق عید غدیر و تقییم روز وادار نماز شکر و ذوق قتل عرضی اللہ عنہ اور تحلیف
 جبر اسی اور محرم کرنے بعض اوقات کے ترک سے کیا کہیں گے کہ یہ چیزیں نہ مانا نہ تحفہ تعین عینا ولا اثر انما
 نہ تعین انہ فی بعد آنحضرت کے احداث و اختراع کی ہیں مطابق رغم شیعہ شیعہ پس چچ خلفاء راشدین بیکہ است
 حکم انکا کہتے ہیں کا جابر علیکم سبقتی و مستند خلفاء الراشدین اسلئے احداث عمر کو مطابق احداث المدویہ
 بدعت نہیں جانتے اور اگر جانیں تو بدعت لغوی نہ شرعی قولہ میں کہتا ہوں کہ شفقت آنحضرت کی بہت
 زیادہ ہے پر مہربان تھی صحابین چچاہ بار حکم نماز کا و گاہ بے نیاز سے ہو احضرت نے بار بار واسطے
 تحفیف کے عرض کیا کہ پانچ مرتبہ باقی رہی اور نہ فرمایا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اَلَّا وُسْعَهَا چچا بہت اس
 دعا کا سرفروغ ہی ثبوت حقوق تکلیف بالایطاف پر آؤ انما تراویح میں اور وہ غیر واقع ہی و در نفس نماز
 چچا نہ ہی بل لفظان یشاق ہی اور تکلیف بالایطاف قال اللہ تعالیٰ وَلَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ اَلَّا عَلٰی اَخْا شِیعَیْنِ
یُطْمَئِنُّ اَنْہُمْ طَاقُ اَوْ رَہْمٌ وَاَنْہُمْ اَلِکَیْرُ کَرِہُوْنَ تو تراویح کا کیا ذکر ہی اور شفقت آنحضرت کی مسلم ہی لیکن
 اس شفقت کو آنحضرت نے باوجود ملاحظہ تکلیف صحابہ کے تراویح میں مراعات فرمایا تو اب امت کہ
 ادسکی رعایت کیا ضروری غلط کہا میں بلکہ آنحضرت شوق و راحت صحابہ کو ملاحظہ فرمایا اور شفقت
 اس پنج پر آؤ کیا کہ اندیشہ فرضیت صرف مطلقیت کی چنانچہ نظر اسی راحت کے اس نوافل کا نام تراویح ہو
 کہ اَلَا یَذِکِّرُ اللّٰہُ طَہْرٰنَ کَلْبُوْنِ اور معراج میں پچاس سال حکم نماز کا ہونا جس کتاب الہست ثابت ہو شد
 اوسکا نام بتلاؤ البتہ پچاس نماز کا حکم ہوا تھا نہ پچاس مرتبہ بطریق تاکید کے یہ ہی وہ بات ہوئی
 کہ امامیہ لکھا ہی کہ اکیسویں سجدہ پیغمبر کو آسمان پر بلا کر تاکید تبلیغ مسئلہ امامت مرتضوی
 فرمائی کہ مَرَّ بَطْنُہَا فِیْہَا سَبْعَ اَوْ لَمْ یَاہِرْہِیْ کہ رمضان میں کس قدر کوفت روزہ کی بہوتی ہی بعد اظہار
 اکثر طبیعت نامل بضعت ہو جاتی ہی اسوقت میں اپنی جان پر تکلیف کو اگر نا ظلم صریح ہی جواب دینا
 احکام شریعہ کی کوفت و سوخت کسی چیز نہیں بلکہ جو عبادت کثیر المشقت ہی اوسکا اجزاء
 ہی کہا جاتی ہی حدیث فضل العبادت اشقما و احصھا اسی حدیث عباد کو تکلف اور مشقت معلوم
 کہتے ہیں پس اگر ایسی ہی تکلیف گریز ہی تو مرفوع القلم ہو جانا چاہئے کما قیل رہا نہ ہستی ام

شفقت نبوی است تحفیف صحابہ و مسلم

اوقات روزہ

کہ کنز الدینی گویاں شوق نہ شیدا ام کہ کنز الدین سنی مطلق ہر مرتبہ جنت بے شکم و گرفتار نہ ہوا کہ گشت
 بر سر نوح و گشت بر سر حق ہر موعودہ اقدار شیعہ اسی عاقبت اندیشی سے واسطے منع کوفت روزہ
 ایک مجون فقریت کتب فقہ میں لکھ کر بھی کہ مع شفا بایات و اسرار و کوشش وہ یہ بھی کہ جو پانی
 بقدر کر کے ہو اور دوسرے آپ استیجا اور خوف حق مری و دودنی اور بیجا باز و زنی و بیچارہ پری ہزار
 گہل غل گئی ہزار گنتے سے ہی او میں نہ تو مبرا و گوار و پانی سے آتش یا نالودہ بنائیں اور روزہ
 کریں کہ قنات میں انتہی کذا فی ظن انسان آب بد استعمال اس نالودہ یا آتش کے فوائد کی گنج بیکشت
 روزہ ہی اور بطور اہلسنت یہ جواب بھی کہ کوفت روزہ جب تک کہ روزہ موندہ میں ہی اور جب روزہ
 تو اب توانا ہی کسی صبط حدیث میں آیا ہی للعصائم فحقان فرحتہ غلظہ لظنار الخ اور دعا انظار تیرہ
 آیا ہی اہلک العروق وثبت الاجر انشاء اللہ تعالیٰ علاوہ اسکے عقل پہلی سکی مفتی ہی کہ صفت حالت
 تشنگی و گرسنگی میں ہوا و قوت حالت اکل و شرب میں بالکس معاد میں نہیں یہ نکات عجیبہ غریبہ آپ نے
 کہا ہے حال کئے ہیں کہ نقل عقل و دود مستقیم نہیں قولہ دوسرے اگر کوئی روزہ کرتا نماز پڑھ کر
 نہیں کرتا سچو یا کسی کن کو اہل کان نماز کم و بیش کرے نماز او کی باطل ہی او فاعل اس کا اثم
 اور مشقت او کی برباد جو اگر ہیرا سر ہوا ہی تو سچو ہو جا رہے نقصان ہو سکتا ہی اس صورت
 نہ بطلان ہی اور نہ اثم اور نہ تباہی مشقت اگر ترک فرض نہیں ہی اور اگر عمدہ ہی تو سچو شیعہ کے کوئی
 سستی و سہل نماز جائز نہیں یہ کہتا اور وجہ اسکے ربط کی ساتھ مسئلہ تراویح کے معلوم نہ ہو ہی اگر
 یہ بھی کہ عمر نے جماعت یا مطلقیت یا وہ کی توجہ اب اسکا گزر چکا اور اگر نقصان کسی چیز کا ہی تو وہ
 کہ وہی نہیں کہتے ہیں جبکہ حضرت پڑا اور عمر نے قائم کیا اس میں کوئی کوتاہی و رکن مذمت و ساقط
 نہیں کیا کہ دلیل عمومی پر مطلق ہوا آخر میں کہتے ہیں کہ عمر نے اسکو نہیں کر دیا اور نہ پانچ تہین
 پچاس کر دیا نہ وہاں میں سور الفہم قولہ حشر غلامان علی اعلیٰ حشر غلامان عمر با عمر جو اب یہ مسئلہ
 صحیح ہو کہ بن علی و عمر کا جہاد امیر و دود خطا تھا و حال کہ جناب سید مدظلہ نے نماز و عمر و
 و تراویح عقب عمر پڑی ہی اشعیا سالما و پس بکر و عمر کردہ نماز نہ توانا گفت توجہ کر کردہ نماز

نماز و تراویح روزہ

نماز و تراویح روزہ

نماز و تراویح روزہ

مرفعی را متوان بہت چہین بہتانی؛ باید این زمزم را گوش حضرت دینی قولہ میں کتابوں بجالاناکم
 خدا و رسول عین ایمان ہی خبر میں ہی الحکمۃ اللہ البغض فیہ اسلئے محبان اہل بیت سے قولاً و تمکین
 تیرا واجب جانتے ہیں جو اب یہ خبر بطریق امر یعنی انشاء نہیں بلکہ بطور اخبار ہی اور بغض کہ تیرا لازم
 نہیں شہر عجماء عجماء لغتہ پھر سنی وجوب کی کہہ رہے ہیں گاہ کہ قولہ میں شہر عجماء خدا و رسول
 بغض و دہی قولہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لکنم اللہ فی الذلۃ و الاخرۃ جو اب یہی
 اخبار ہی نہ انشاء اور مصداق اس کے مودی ہیں جیسے ابو جہل و ابولہب غیر ہمارے جو صحابہ کو معاد
 اسکا مصداق نہیں اور وہ جاہل ہی یا معاذ اسلئے کہ ایذا دینا خلفائے ثلاثہ کا خصوصاً اور سائر صحابہ کا
 عمومًا آنحضرت کو بالیقین ثابت نہیں ورنہ خود آنحضرت ابو جہل اس شخص کے اوپر لعنت کرتے یہ گمان
 بحکم ان بعض الظن اثم گنہ صرف ہی چنانچہ اسی جہت مصباح الشریعہ میں حضرت جعفر صادق
 نقل کیا ہے کہ چھوڑ دینے کی شک سے اور جہت نکر و اعتقاد زور و بہتان پر حق اصحاب خیر الائمہ
 میں اور کہو اعتقاد و انکی محبت کا اور بیان کرو اسکے فضائل اور کتاب الایمان کافی میں ہی حدیث
 آنحضرت کی لا تشہدوا لیس فکسوا العداۃ بہنم اتھی قولہ رخصت ہی و ساری دنیا پوری وغیرہ قائل ہیں
 یہ آیت جن میں موزیان نبی علی کے آئی ہی اور معنی ایذا کے آئندہ کہ نارنجیدہ کرنا ناخوش کرنا ہی
 اور لفظ ایذا کی عام ہی کہنے یا کرا یا کرا کے یا تو رہ خاک کسی پر پڑے یا تو پیش کرے سب داخل
 ایذا ہی جو اب قطع نظر اسکے کہ رخصت ہی تشرلی رازی وغیرہ سے ناقل اس قول کے ہیں اگرچہ
 کہ مراد نزلت الایہ فی کذا سے فرد خاص نہیں ہوتی سو بہ تقدیر تسلیم اس قول کے اس بقدر ثابت ہوتا
 ہی کہ خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہی موزیان علی پر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہم بھی اوپر لعنت کرنا اور
 اخبار مستند اس فعل کو نہیں کہونکہ مذکور اقتداء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اسوۃ حسنۃ بہ امتد
 افعال الہی موزیان نے کسی جگہ لعنت اپنے مودی پر نہیں کی جبکہ علی کی معذرت یہ آیت مجمل ہی
 کہونکہ اس میں نام موزیان علی دہی کے بیان نہیں فرما اب کوئی ایضاً صریح چاہے کہ مفید لعنت اشخاص
 مشخصہ موحلا لکے جہتوں بقول ابیکہ علی کو ایذا دہی علی نے او کو بھی لعنت کی جیسے او باشان

الحق جہا انہیں بزمستان

علم موزیان علی موزیان

لشکر شام بلکہ اوس کے ترے سے منع فرمایا اور لوگوں کو مسلمان و انخوان کہا سو جو کوئی تارک یا مسل بیعت نہ کیا
 ہی وہی لعن اللہ تعالیٰ کو اتنی اور سادہ شریف نبوی فرمایا ہی کہ مذکور کو دھا کرے اور فرماتے اللہم غفرلہ
 فانہم لا یصلون اور عوض انہما اپنے نفس کو کہیں ہی حضرتین لیا جب کہ انہوں نے جو شک کے لئے اپنے لگا
 شری کے شہر سو نعمت ہی انہیں پہنچی بلکہ ترک اسلام اور کائنات دین مرضی حق کی نہ کسی اور پر اور
 بات بالفاق فریقین اصحاب حسن و حسنہ کی ہرگز نہ ہی انہیں ہوئی فانہما معہذا جسطرح الیکامہ نبوی و رضوی
 موجب لعن الی ہی اسبط ابدال صدیق و فاروق و عثمان بلکہ جمیع اصحاب علیشان موجب لعن رحمان
 ہی بافتقار و قصص ان ہی جیسے صاحب مع الاحباب لکھا ہی قال الہی علی اللہ علیہ وسلم من سب
 اصحابی فقد کفر انتی چنانچہ سب ہی اس نظر سے بدگوئی معاویہ بن نعمان بن ابی سفیان اور ابی بکر
 آج کچھ مار ڈالے جسے سے پس جبرائیل سے کوئی معاویہ کو ایذا سے وہ سوزی ہی قبلہ لعنت
 کا ذہن خالین بر منہ از قرآن شریف میں ہی اور جو ظلم تو تم الی ہی ہر ہوا اطہر من التمسک لیس
 ظالموں پر واجب ہی اور ترک اور سکا ترک واجب جو اب سر اور ظالمین کا ذہن سے فراتین کفار و کفر
 ہیں اہل قبلہ و اربابین اور لعن بدترین عتاب الی ہی اور نزدیک الہست کے بقدر اللہ ہی خاص
 ہی ساتھ کفار کے چنانچہ اسی سب سے سنی قاتل عمر بن خطاب قتلہ عثمان بن عفان پر لعنت یمن
 بخوان اسی کے کہ انکو مطلق احتیاط نہیں حتی کہ اخباریہ و اصولیہ باہم ایک دوسرے کو لعنت کرتے ہیں
 اور جسے آل نبی پر ظلم کیا اور عامرہ اسلام باہر گیا جیسے بڑی و عمر وغیرہ اوپر سے بد مذہب
 اہل سنت لعنت ہی اور جو باطل کا او صوف ہو تا کہ قرآن شریف میں مثل اور اوامر کے اسکا حکم
 نازل ہوتا یعنی العزوا ظالمین و الکاذبین حالانکہ یہ ترکیب سے قرآن الی گاہ نہیں ہی بلکہ اس
 ہر جگہ اسطر صریح کر اوست و طیفہ لعنت علی الدوام نہیں نکلتا یعنی لعنت اللہ علی کذا سو جو کوئی
 و خبرین فرق نہیں کرتا وہ حق ہی اور ترک لعن ترک واجب کہتا بنا و فاسد علی الفاسد ہی مع
 ولین یصلح العطار ما فسد الدہر قولہ خبرین ہی کہ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے آئے اور
 موند نہایا حضرت نے خفا ہو کر فرمایا وہ مومن نہیں جو چاکر چپا کو ایذا دے یہاں حال قریب میرا

لعنت بر ظالمین کاذبین و غیرہ

انہما قوا رسول خدا

اور انکا بہنوئی ایزائے جناب سیدہ و ائمہ معصومین میں درج نہیں کیا تھا کس کرنا چاہیے جو
یہ خبر با لفاظی کذائی حبس اہلسنت میں ہوا اور سکا نشان دو مہر اہلسنت ہی لعنت کرنا بیغیر کا
یا حکم بہ لعنت نہیں آیا صرف ناخوشی نبوی ثابت ہوئی چنانچہ اسقدر اخبار صحیحہ اہلسنت سے ہی ثابت ہی اور
اس حکم میں سب صحابہ داخل ہیں اگرچہ نشان درود و روضہ میں ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کی ہر چیز
مسلمان پر حرام ہے مالم جان و آبرو نہایت یہ کہ عکس میں عورت نبوی موجب نبرد ولایت ہی ہے
تقریب ہی تمام ہی اور جواب موزیان جناب سیدہ کا سابقہ گذر چکا علاوہ اس کے یہ ہی کہ مجلس
اول مجالس المؤمنین میں در بیان ولایت استمداد لکھا ہے کہ لعن خلفا ثلاثہ واجب نہیں کیونکہ مفسرین
یہ ہی کہ خلیفہ بلا فصل بعد آنحضرت کے مرتضیٰ علی بن ابی طالب و تبرا اوسین معتبر نہیں اور گنجائش
کہ نام حضرات خلفا ثلاثہ کا ہی زبان شیعہ پر جاری ہوا اگر جاہلان شیعہ حکم بوجوب لعن کر دین
بات او کی معتبر نہیں انتہی بنا علی ہذا جاہل ہونا امثال سامی کا بنا بر قول بوجوب لعن بقضاء قاضی
مستحق پایہ توثیق پہنچا و ہذا حدیث شریفہ عدو و شوبہ سبب خیر خدا خواہد خمیازہ دوکان شیشہ گریست
قولہ اسقدر میں شعار اشاعتہ و طرح ہر ہی جواب یہ دونوں طرح اس طرح ہیں کہ درود
گو و میخورد سبحان اللہ یک نشد و شد و نعم باقیل عیب کسے نمودن عیب نمودن بہت
اول گرد و قلیل کہ مستغرق یاد الہی و محو محبت رسالت پناہی میں اسقدر تبرا اخیالین کے کہ بیان
کہ نام او کا زبان پر نہیں لائے صرف اللہ لعن الظالمین جمیعاً کہ ذکر و شغل میں مصروف بہتہ میں چنانچہ
قرآن شریف و حدیث میں بے تخصیص نام و نشان کے لعن حج تحقیق لعن نہیں آئی ہی اور کہنے
کہ آنحضرت منافقین صحابہ کو خوب جانتے تھے باوجود علم کے کسی مصلحت سے انکا کیا ہو گا نام کسی کا
نہیں لیا ہم ہی باوجود علم کے نام ہر نیک و خائن کا زبان پر باعلان نہیں لائے اور حسب تعلیم الہی
عامۃ لعن الظالمین کرتے ہیں اور شک نہیں کہ جب لعن ظالمین کی تو عقاب سکا مستحقین لعن کو
بھجکا پس موت نام لینے کی نرمی اور ہی مصلحت سے دور ہی کما قال لقا و لا تسبوا الذین یؤمنون
میں مومن اللہ فیسبوا اللہ عدو و لعن علیہم جواب اصل رسم تبرا ایما و ابن سابع علم الملکوت علیہ

منیٰ مومن نام صحیح الام

کہ اس بنی ماضی میں قبل اور شیعہ حال مقلد اس ہر حال کے ہیں سو جو لوگ بدو نام کے مبتلا
 وہاں سے ہیں اور ان کے حق میں یہ نو ذہن قدرت الہی ہی کہ خدا نے اپنے نیک بندوں کو ان کی زبان
 لعنت ترسان اس طرح بچا یا کہ وہ لعنت ظالمین پر کرتے ہیں اور بخیر ظالم سمجھتے ہیں یعنی سچا
 لصفیہ تاب وہ ظالم نہیں بلکہ عادل ہیں تو ان کی لعنت اور نیر نہیں پڑتی جس طرح صحیح بخاری میں آیا ہے
 کہ سو خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تعجب نہیں کرے کہ میں نے کہیں نہ کہیں تیری جنت کا حصہ کالی دینے
 قریش کو اور ان کی لعن کر کہ وہ کالی دیتے ہیں مذہم کو اور لعنت کرتے ہیں اس کو اور میں محمد بن
 صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ یہ لعنت انہیں پر پھر ہی ہے جس طرح باب ہم فصل شہم حلیۃ المتقین میں
 امام باقر علیہ السلام منقول ہے کہ جو لعنت کسی شخص کے سونہ نہ لگتی ہے اگر وہ لعنت اپنے
 صاحب کو پاتی ہے تو اوپر پڑتی ہے نہیں تو لعنت کرنا اسے پر پڑتے ہی دیکھنا انی بجا را لا انا محلی
 چنانچہ اسی جگہ سے ملا دو پانہ کے کہا ہے الرافضی خواہ لعنت اور جمع تعین کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے باوجود علم منافقین کے نام ان کے نہ بتلائے اور اوپر لعنت کی ثواب رو فیض کو وہ نام
 بے مبتلا آنحضرت کو نہ کر معلوم ہو کہ اور خلاف فعل نبوی انکو اوپر لعنت کرنا کائنات درست ہو
 اور عقاب ثواب تمہد قدرت مالک یوم الدین میں ہی نہ و افصح شیاطین میں پس یہ بخیر العین منہ
 غیر شخص نامعلوم لاسم نہ پکھن ہی اور ہند لال کہ یہ لاسمبوا الدین بدیعون کین دون نبو سے
 بعد مصلحت پر بصورت یعنی نام اہل نفاق کے مخالف مدعا ہے کیونکہ اسمیں سرسج نہی ہی لعن
 بے نام ہو یا با نام اور یہ منع ان کے معنی ہی جو بے شک بخیر میں چہ سچا صحابہ کہ بے شبہ
 ہیں پس جس صورت میں کہ حقیقی لعن کفار کو روا نہ کر اس مصلحت سے کہ وہ بقاء اس کے خدا کو
 گالی دینے تو لعن ابومنین بالاولیٰ ممنوع ہوئی کیونکہ یہاں مسلمان بمقابلہ روافض بے ایمان سکوت کرتے
 ہیں اور خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز برا نہیں کہتے بلکہ عمل اس پر کرتے ہیں کہ لعن مسیئین
 یدک لتقتلنی ما انا یا سبطہ یدی الیک لا اتمک انی انا خاف اللہ ربی فاعلم ان لا یزید ان یزید یا ربی و
 فکون من اصحاب النار وذلک جزاء الظالمین طرفہ یہی کہ مسلمانوں نے نہی الہی پر عمل کر کے روافض

کہ سب سے پہلے داعی غیر اللہ میں رحمت ملی اور شیخ مجاہد فیہ اللہ و اربعہ علیہم کو ہی وقیعہ ہو گئی خدا
 و خدا و خدا میں فروگزاشت کیا کہ کتب امامیہ ثابت ہی کہ سب صحابہ سب نبی ہی اور سب نبی سب الہی
 ہی چنانچہ اسی جہت سے صاحب جامع الاسرار نے کہ مشاہیر علماء امامیہ ہی حق صحابہ میں ایسی حادثہ و
 کمی ہیں جس کا خلاصہ مانا پیشا ضرب شلاق کو نبی اوس شخص کو جو حق صحابہ میں زبان درازی کرے
 اور پاسداری حقوق و رعایت محبت نہ کرے از انجل یہ حدیث ہی قال ابی صلی اللہ علیہ وسلم من سبني
 فاقطعه ومن سب صاحبی فاجلده اس طرح حدود کتاب عبود انوار الوضامن اور مجلسی کتاب
 الطعن بآراء الازار میں حدیث نجوم کو ذکر کیا ہی اور صفحہ الشریعہ و مصباح الحقیقۃ المنسوب الی مولانا
 الصادق علیہ السلام میں ہی کہ سب و شتم حق احوال الناس میں ہی سب و شتم صحابہ کرام کی پسینہ و
 جملہ اللہم العن العالمین جمیعاً فالین پر منقلب ہی کہ لا تجزئکم التمسک الی الایاتہ قولہ و سب و شتم غیر ائمہ
 جس کا غاصب حق آل محمد و انکس بیعت غدیر و ظالم و جابر و قاتل ائمہ بحق ہونا کتب شیعیہ و سنی سے ثابت
 گو صحابی ہوں یا اور کسی سب کو سب لو یا ایمان جا بگر نام بنام لعن تبر کرتے ہیں جو یہ ایمان تک
 کہ اپنی قوم میں ہی معروف یعنی ہیں حالانکہ حدود کتاب اعتقاد میں امام جعفر صادق حق میں
 ایک شخص کے کہ آپ کے دشمنوں کو نام بنام تبر کرتا تھا نقل کیا ہی کہ فرمایا لعنکے خدا اس پر کہ قرآن
 ہی حکم اور زمین جانتا کہ حق تعالیٰ نہی فرمائی ہی لعن صنم کہ لا تشبوا الذین الایاتہ تا فارقا ہی
 میں زبان درازی نہ کریں انتہی اور فی الواقع یہ استدلال حضرت امام کا نام ہی اور حجت ہی لاعین و
 پر کیونکہ اظہار میں نام بنام ایک امر فضول نہایت ہی اعتقاد واطنی امامیہ پر مصباح الشریعہ میں ہی
 قال اللہم فی محب اہل حبیبہ و اہل سواک مبغض من ابغضہ و ابغضہ سواک فانک لم تکلف فروع
 انتہی اس سے معلوم ہوا کہ لعن تبر اگر ناخالف طریقہ شیعہ ہی چنانچہ اسی جہت سے صاحب اس الیوسین
 کہا ہی کہ نام خلفائے ثلاثہ مطلقاً زبان پر جاری نہ ہو لیکن او یا شیون کہ ظفر نوک و وسیلہ خود مناسی
 حیثہ بگمارہ رائج ہی انتہی الحمد للہ کہ او یا شی کہ ظفر نوک اس قسم ثانی انسانہ شریکی جس کے آنا قل کل ہی
 قاضی صاحب فضا نے بخوبی ثابت ہو گئی اور صحابہ صاوست سچ گئے الا ان خصوص حق امارا و وہ حق

حق صحابہ کرام نام بنام

وارہ من الصاومین مگر من آلودہ انہم چه عجیب: ہمہ عالم کو اچھمت راست نہ رہے ہو کہ
 جو صحابہ نہیں جیسے لو کہ بنی امیہ و عباسیہ تو باقرار قاضی مذکور شیخ کو ظاہر میں ہمارا اہل
 نسخ ملک و مثنی کرتے ہوں پس شیخ پر لعنت کرنا گویا خود ملعون بنائی کیونکہ بیان اقصیت مطلب یہی
 ظاہر ہے اور بنی امیہ میں جو ظالم الہی تھے جیسے یزید بن معاویہ وغیرہ او کو مثنی بھی اچھا نہیں کہتے
 چراچے تھے جیسے معاویہ بن یزید و یزید بن عبد العزیز او کو شیخ بھی بہتر جانتے ہیں مہذا شیطان
 باتفاق فریبتیں بلکہ فرق اسلام بایقین منصور اللعنہ ہی لیکن کوئی نص بابت لعن کر نیکیہ او میر وارو
 نہیں اور نہ او کی لعن کو شیعہ عین عبادت کہا ہی اور نہ انبیاء و صیاد اللہ ہر کسی قیام ساتھ اس صاحب راہ
 کے بالاجل یا نام بنام ماثور ہی کہ امامیہ قدر شیعہ و فریقہ لعنت ہیں اگر کوئی نص اس بابت موجود
 عنایت کیجیے مگر یہ لعنت ترکہ الیہس ملعون ہی کہ محسن و استحقاق امامیہ کو پشت در پشت پہنچے جانچے
 کہامی شیخ را فضی را لگو کہ انسان بہت: نطفہ اختلاط شیطان بہت ہو کہتے ہیں کہ لای شیبہ انہ
 یا شہر بن القوی لا یمن ظلم خدا فرمائی کہ برکناستم رسبہ کا او کو جسے ستم کیا ہو باعلان جاہل
 اس زیادہ اور کیا ستم ہو گا کہ فلان و فلان جارے اللہ کے ساتھ کیا کہہ دی گئی اسلئے جب کو
 ظلم یا راتائی ہو جب حکم خدا کے لعن کر کے او کی اردا حکو جیسے فعل سچا ہیں امتی حامل جو او پر آیہ
 دلیل لعن نام بنام نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں تصریح بانہار اسامی و ملاعت نہیں پس اس سے حکم لعن نکالنا
 معاذ اللہ خدا پاک پر طوفان بادہ بنائی کا و لا موت یحفظون منہ و یشوق الی الخ و غیرہ اچھا
 نو کار زمین انکو ساختی: کہ با آسمان نیز رہا حتی و متزلزل کہا جائی کہ اس آیت سے اسبق ثابت
 ہوتا ہی کہ مظلوم چلاؤ نہ یہ کہ اتبا مع مظلوم قرآن بعد قرن الی یوم القیام چلا یا کریں کیونکہ ظلم اس میں
 اور گزیر گیا نہ اسکے قرائع پر مہذا یہ جلا نا دی کہ اس الہی میں ہی اسکو مجرب لیسو فرمایا ہی
 فریقین ثابت ہی کہ اللہ ہی کہی نہیں چلا اور کسی کو حکم چلا نہ کیا دیا بلکہ انہار و گلہ اپنی مظلومیت کا ہی
 عالم انبیا و شہداء اور کسی سے نہیں کیا دوسرے چلا نا مظلوم کا اسلئے ہوتا ہی کہ حاکم وقت او سنی
 کو چھوڑ دو ظالم سے او کا عوض لیں اور یہ او وقت ہوتا ہی کہ جب مظلوم مظلوم و حاکم نیز ملو
 ہوں

دلیل لعن بن ظالم براہ ظلم

بخلاف اس چلانے کے کہ یہاں کوئی موجد نہیں ہوا اس کے کشتیہ کا طعن ہے اور کہ یہاں نہیں فرمایا
 شخان بال شغال است تیسرے اگر چلائیے عرض اعلیٰ غافلین ہی تو اس ما جرس سے سب سلمان واقف ہیں کہ
 لشکر زید نے بے شبہ بے ادبی کی اور وہ سیاہ ہوا اگر استدلال مطلوب ہی تو اب وہ ممکن نہیں جہتے اگر خبر کرنا
 خدا کا ہی نظر اس کے بعض اوقات شیعہ فاضل کمال الہی نقالی ہیں تو وہ اس عالم الغیب الشہادہ ہنا خدا کا ثابت ہی کوئی چلا
 یا چپ ہے اس کو ہر کسی کی غلام و عدل کی برابر خبر بتی ہی وہ اپنے دوستوں کا ہر طرح کا انتقام لے گا اس کو کشتیہ
 زیادہ اس کا وہاں ہی انکی فراموشید اور پرہیزگاری نہیں پانچویں جزا فصل پچانا اس کا کام ہی جو مالک جزا ہر جسے
 حقیقتاً شیعہ کا کہ یہ خود مقہور مجبورین ملک یوم الدین نہیں پس یہ کہنا کہ ہم نے اس سے جزا مل چکا ہے میں معاذ اللہ
 دعویٰ خدا ہی یہ کہہاں ثابت ہوا کہ وہ لائق لعن ہیں اور ہم مامور لعن ہوا اور وہ لعن تھا کہ بھیجے سے
 جاتی ہی شاید ایسا ہو کہ بنا بر عدم لیاقت موضع تمہارا اور پھر حق ہو چھپے اس چلانے میں بطلان تفسیر کا ہی
 حالانکہ فصل ام التقیہ دینی زمین آبائی صریح ہی خلاف لعن میں اور بے شبہ لا عنین مخالف فضل میں ہوا چلا
 نفس بلا خلاف کفری ساتویں اپنے صحیحیچہ و ہشتم میں کہہاں کہ رو خوش قرار دہست کہ این جہ منصفین
 اکل خرب واد شد صحبت و مخالفت و مناہت با تمام صحابہ انصار و شاہد و مسبب ظہار ایمان رسول اللہ ص
 بیچ امر قرنی ہی شہادت لفظ کلم اسے ثابت ہوا کہ اگر کسی نفاق ہی معلوم ہو تو ہی نظر ظاہر شرع اس سے
 اسلام کا کہنے کفار کا اس آواز پھر ہی کہ اس جہاں بسو میں برتا و کفار ساری اسلام کا اسلئے کہ اسلام میں نہ
 ہرگز مسلمان نہیں اور آنحضرت باوجود علم منافقین کے ایسا کیا اور اس آیت سے استدلال فرمایا اور کہہ کر
 کہ مسلم ہر حق لعنت کا نہیں ہوتا یہاں کفار کی ہی پس بلکہ کافر غیر منصوص ہی لعنت منوع ہی بلکہ کافر
 ہی لعنت کا نہ نہیں محض اشاعت وقت و زیادتی تفسیر ہی آٹھویں جزا طلم ہوا تھا شہ حضرت امام حسین
 شہید کر یا و بھی علیہم السلام وہ سب عین حالت ظلم میں جو تسلیم و رضا ہے اور نہ ہارا و نکی زبان و دماغ سے
 کوئی حرف خلاف مرضی الہی نکلا حالانکہ اگر وہ ایسے غصہ میں حکم آئے کہ یہ کہہ سوتے تھے تو گناہ بیش ہی
 کہ اضطراب و اختصار میں بظرف ہی سہدا او نکی زبان سے نکلا تو ہی نکلا کہ ہی کوئی جو سچا و حرم رسول اللہ کو
 واسطے اللہ کے جسے خبرین زید یا جی شکر حال ہو گیا یہ نہیں نکلا کہ لعنت خدا کی اس قسم ملعون چہرہ

نمود بابت من کجور بعد الگور اور اگر بطریق تنزل مراد اسے انکو ملین جو بعد وفات نبوی بھیجے گئے تو یہی
مفسرین کا سامی نہیں اسلئے کہ ہند لوگ ہیں جسے بزرگ صدیق لٹے مثل بوضیعت وغیرہ اور بہت کتب
شیعہ ثنائی ہی چنانچہ صاحب تفسیر منج الصادقین نشان نزول کو یہ یا ایہا الذین امنوا من بعدکم

عن نبیینکم لکما ہی کہ بعد وفات سیدائے تمام عرب مرتد ہو گئے مگر کہ وہ مدینہ نبی عبد القیس جس بنی
میں نہ کوئے سے باز رہا الی قولہ تواریخ میں مذکور ہے کہ تیسرے قبیلہ اسلام مرتد ہوئے آخر محمد بن عبد
میں تیس قبیلہ اسود و غسانی ہی قبیلہ دوم بنو ضیفہ یہ پیام تھے اصحاب سیدانہ کذاب جہاں بکر خلاف
خالد و لید کو مع جماعت نہا خیر کے بھیجا کہ اسکو قتل کیا بعد اسکے لکھا ہی کہ محمد ابوبکر میں سب قبیلہ
حق تعالیٰ انکے شر کو کفایت کیا اور مسلمانوں کے ہاتھ قتل کیے انہی مختصر آیتیں اگر عموم اصحاب میں ملین
تو قرآن اذکی مدح میں اور تراجم علی مخصوص خلفائے ثلاثہ ایمان لکھا بیشبہ قرآن رسول ان میں جان آئمہ اطہار
اور اختر علی اکبر امامیہ بخار کا حقہ ثابت ہے کاسنی قول کہ ان حق اور برگشتوں پر قرآن میں صریح
آئی ہے ایسے جگہ تامل کی ہی قولہ تعالیٰ ان الذین یؤمنون ما تزلزلنا من انبیائنا والذین من بعدنا ینزلنا

فی الکتاب اور انکو پچھلے نبیوں کے بعد ہم اللہ تعالیٰ کے قولہ اسطرح بہت کلام حکم میں کہ کتب مبسوط انما عشر
میں لکھے ہی جو اب جعفران کنت لاتدری فذلک مصیبتہ وان کنت تدری فامصیبتہ اعظم امام
صادق بطریق تفسیر عیاشی فرماتے ہیں کہ بہت ایمان حضرت اسیر میں ہی اور حضرت ابو جعفر نے اور
کو بھی اسیر داخل کئے فرمایا ہی حیرت خال علیہ السلام یعنی غلبہ سخن اور کار کا امامیہ کہ اعتقاد اس کتاب
نسبت جمیع ائمہ پہنچے کہتے ہیں اس سلسلہ کو خطاب میرے لیکر امامیہ میں عباد ابابند بھی یا ہی اسقدر
بھی اعتقاد کر کے دوسری آیت کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق فرمایا کہ مراد اولیک یعلمنم اللہ و یعلمنم اللہ

سے ہم میں اور یہ روایت بھی تفسیر عیاشی اور جلد اول بحار مجلسی میں موجود ہے اسطرح بہت کلام
حکم میں کہ کتب مبسوط انما عشر میں لکھے ہیں اور اگر مراد اس اہل رت و وفات میں جنہوں نے آیات
نازکہ کو حق حضرت ائمہ میں چاہا یا اور قرآن باہر نکالا چنانچہ وضع تقریر سامی اور روایات علی بن مرہم
فی اور حنا کافی سے معلوم ہوتا ہے تو جواب دے سکتا ہے کہ ہر فرقہ محال ہلا جنہوں نے قرآن مجید کو کالیہ مخفی

عن ابی اناس

بلکہ اسکی قرأت سے کہ کتاب اللہ علی حدیثی منع فرمائی گئی کہ کلمہ لائق توراتہ مصداق ہوئے ان آیات
 کے میں باخلافت جنہوں نے پیش قرآن مجید کو باعتبار ماصریں اور ایک جماعت قدما و امامیہ کے اور تمام فرقوں
 پر کہ وہ کلمت مطابق مذہب میر تقی و صدق و دراصل و امثالہم کے چنانچہ تفسیر مجمع البیان و سال
 اعتقاد قمی سے نقل اسکی اپنے محل پر گذرنا منع کیا جاتا ہے یہ بات کہ خلیفہ و اعداؤں فتنہ و قرآن
 مرتضویہ کیلئے کہ شتم نامہ ہاجرین انصار پر تھا قبول کیا تو جواب میر نے بالضرورت اسکو کتمان فرمایا
 چنانچہ مجلسی ہجرات حق الیقین میں ایراد اس قسم مہلا نکال دیا ہی سوا انہ ان سفوات کا قطع نظر فرم کر کہ
 صدوق و علم الہدیٰ یہ ہے کہ یہ عذر بد بزد گناہ اور یہ علت و سبب بن سببی و سبب اسکی
 کہ پیغمبر علیہ السلام نے منکرین قرآن کے ساتھ جہاد کیا ہے اور کہیں سبب انکے انکار کے ایک
 قرآن مخفی نہیں فرمایا پس جناب امیر کا حکم کتاب مستطاب معاذ اللہ من لک اصول فتنہ پر لیاقت امامت
 نہ کہتے ہو گئے اگر کہیں کہ بنا بر اختیار تقدیر منع نہ کر سکے تو قطع نظر اسکے کہ عدم تشہیر اور بات ہی اور
 و منع اور بنا اور رعایت ہجرات کلینی وغیرہ اشارتی میں انفس واقع ہر حق میں کہہ سکتے ہیں کہ تقدیر نہ ہر
 علی کا اپنے مشیر کہ جناب امیر کو محسوس جانتے ہیں مجتہد اور مطلع و نقاد جناب امیر کے تہذیب
 یعنی چہ منزلک خطبہ شمشیر و دعا و ضم قریش وغیرہ میں کیوں تقدیر کیا اور قریش کتمان مضامین
 میں نظر نہ کی کہ انشا اللہ کا زعم ہوا فضل میں جناب امیر سے ہی معاذ اللہ یہاں سے ظاہر ہوا کہ خطبہ
 وادعیہ موضوع علی قوم ہیں چہ جاہل حق کہ اجماع کہتے ہیں بات پر کہ جناب امیرت کو ہی ام
 خلفاء میں صادق نہیں ہوئی اگر کہیں کہ حسب اندام و مروتی کتمان کتاب الی القیامہ نہیں ہوتا کیونکہ
 اس تقدیر پر کذب آیات کلینی وغیرہ اللہ شہید کی ہوتی ہے کہ بدالات مطابقی صحیفہ حسنیہ و باقرہ
 و جعفر بن محمد بن علی کہ ہرگز سوا خدا کسی سے ڈرنا چاہئے اور حق کو علی رسول اللہ و ائمہ
 کو ناچاہئے اور نشر علوم میں کوشش فرمانا چاہئے الی غیر ذلک اور اگر تکذیب کلینی منظور ہو جائے
 اسے ان بزرگوں کی تصادق صدوق رضی اللہ عنہ دست بردار ہونا چاہیے کہ باوجود ان کا کید اسکی
 کتمان کتاب اللہ کیا گئے اور یہی نبی اسکی پڑھنے سے فراموشی قبول احادیث صحیحہ میں ہی لغت الغیر

برائی ہی حدیث پیش اسامہ مشہور ہی ہے کہ عابد العزیز نے تحفہ میں لکھا کیا دلیل مقدمہ رابع کتاب نخل
 شہرستانی میں عطا لکھ کر قولہ اختلاف الثانی فی مرضہ انہ قال صلوا علیہ وسلم جزاء جیش اسامہ بن
 من نخلت عنہما قتالہ محیی علیہما التمام امرہ واسامہ قد برز من المدینۃ وقال قوم اشتد فرس النبی اتقی بلفظہ
 واردا نقلہ جواب حدیث جیش اسامہ میں جملہ عن اللہ ثابت نہیں کہ اوس اثبات لغت مخالفین پر ہو سکے
 معتمد مخالف اور چیرہ پی اور تحفہ اور چیرہ آپے کمال تجرؤ و لذت انی سے دونوں کے ایک ہی معنی سمجھے اور یوں
 مبلغ علم صاحب تحفہ پر قہمت لگا کر دی حالانکہ اوہوں نے اسکا انکار نہیں کیا ہی کہ یہ جملہ مل نخل میں نہیں
 کہ قہمت ہو کہ مقدمہ رابع اوس اثبات کیا بلکہ انکار صحت اس جملہ کا کیا ہی اور یہ کہ اس جملہ نہ رو کیا صاحب
 مل نخل کے موضوع مفتری ہی آپے غور و تحقیق بھی سے دونوں انکار میں فرق نہ سمجھا اور اقرار بلفظ گوئی صاحب
 انکار کر دیا اس فہم پر صاحب تحفہ چرچ گیری کیجائی ہی بل بی حجتیری اور چچو نامو نہ بڑی بات کسی کہنے میں
 حالانکہ اگر یہ جملہ مل نخل میں بدون صراحت وضع بھی موجود ہوتا تو کیا حرج تھا کہ مل نخل کچھ کتاب علم
 کی نہیں کہ اس باب میں دسکی نقل حجت ہو مگر لکھا صاحب تحفہ جو ایسا حدیث کا بضرع تسلیم ہی یا ہی
 جسطرح او کی حادث ہی چاہئے تھا کہ اسکو دفع کیا ہوتا یہ بنایت جیجائی ہی کہ ہر جگہ مدلول اصل سے
 قطع کر کے درپہی ثبوت روایت بے اصل ہوتے ہیں اگر روایت ثابت ہوئی اور اسکو مطلوب پر دلالت
 نسوی تو حاصل ثبوت روایت کیا ہوا کہ کندن و کاہ برآوردن اسی لئے صاحب تحفہ بعد انکار ثبوت جملہ
 عن اللہ صرح کے لکھ رہا ہی کہ قاعدہ اہلسنت کا یہ ہی کہ اعتبار حدیث کا جب کرتے ہیں کہ کتب معتبرہ حدیث
 میں ہو مع احکام بالصحۃ والا حدیث بے سند مانند شتر بے مہار ہی چاہئے اسجگہ ایسا ہی ہوا کہ جو عبارت
 مل نخل کی متنی نقل کی ہی اوس میں حال صحت عدم صحت حدیث کا ذکر نہیں اور یہ فی الواقع کہ اس صاحب
 تحفہ کی ہی کہ جو پہلے اس نقل کے اسی بحث میں کہا تھا ہی قصہ بعینہ پیش آیا باجملہ اگر اس حدیث کو نہ
 ہی کر لین تو آخر وجہ طعن کی کیا ہی قدم تجنیس ہی یا مختلف اور قبول آپے شجا مختلف خلاف کہ خلاف جمیع
 اہل فاق و خلاف ہی اگر اقول ہی تو کذب صریح ہی کیونکہ تجنیس اس حدیث کی خاص حضرت ابو بکر نے ہی
 خلاف مرضی جمیع اصحاب بلا خلا اور اگر مختلف ہی تو اوس میں علی مرتضیٰ و عباس وغیرہ بنی ہاشم شامی مل

داخل میں اسلئے کہ حدیث مذکور میں ہر شخص میں ام ابوبکر یا عمر یا عثمان کا نہیں بلکہ سب کو لشکر کی وامعا ہونا
 داخل خطا کی ہے تو یہ سب اسی طعن ہیں خصوصیت سچا ابوبکر کی کیا تھی خیر اگر ادھر سے ایک ایک
 مختلف ٹیبرینگے تو وہ ہر سب کی ہاشم ہیں شہر شہر کہ از قیابان و امن نشان گذشتی اگر نشان
 خاک اہم مراد رفتہ باشد آہ تم عدم مختلف مفسر فی ثابت کرو اور اگر خلاف ہی تو صریح دلیل خلاف
 احکام قائل عثمان اور احداث قول حیدر غیر ثابت بلا خلاف ہی اور قطع نظر اسکے اسر نہی نزدیک مستحب
 متعین واسطے وجہ کیا نہیں لہذا نص علیہ الرضی فی الدرر والفرع اصغر من بہ امر مذہب کے لئے ہوگا
 اور ترک مذہب معصیت نہیں اور اگر ہی تو جناب امیر و خیر و جمیع ہی ہاشم حاضی عصاۃ ہیں اور صاحب
 تحفہ نے جو اس طعن کی سات طرح دی ہیں اور ہر ہفت وجہ تحقیق طعن کو ثابت کیا ہی اور معاذ اللہ اگر
 موجب یمن طعن ہو تو سب انامیہ اولین و آخرین بلکہ ائمہ طہارین ہر ایک اس شناعیت سے نجات پاتے نہیں
 کہ خلاف اشاعت خصوصاً اصولیہ و اخباریہ غنی نہیں ہی جگہ سے کہا ہی بقیل خیر اور بصمت قولہ
 تمام ہوئی فوائد عکس سیاب چند فوائد حافظیہ پر سالہ ختم ہوتا ہی جو اسباب بہ سورناتہ ہی ایچا ہی
 نہ حافظ علی کا کما مضی فی اوائل الكتاب لیکن ڈریے رزمی سے دیر سے حال کیا اٹھ لکھا لکھا خیالی
 نہ کیا ہنوز وہی تفسیر توریہ تمیہ تخریج مل جاتا ہی آخر تا کجا کل انارضیح ہانیہ قولہ سفینہ کاملہ وسیع الارباب
 و تاریخ حافظ آبرو و کامل السفینہ و تیسب السیر و حدیقہ سنائی میں مذکور ہی کہ شہر شہر سنہ میں حادث
 مدینہ کو آیا اور جناب امام حسین عبدالرحمن بن ابی بکر و ابن عمر و ابن ہبیر سے گفتگو بطور حکومت و ہدایہ
 کے عائشہ صدیقہ اس میں معاویہ پر جناب کیا معاویہ ایک گواہ روایا اور اسکا سونہ چہا پایا
 اور سب ایک کسی سبکی اور عائشہ کو بٹھلایا وہ چاہ مذکور میں گر چہ میں معاویہ بیٹی بہر سے اسکا سونہ
 کہ دایا اور زندہ و گور کیا اور روضۃ الصفا و جامع التوسیع و شواہد النبوة میں مرقوم ہی کہ معاویہ
 تجریز نہر زینہ امام حسین کی کی چنانچہ وہ مسموم ہو اور روضۃ الاحباب میں ہی کہ مروان بن حکم حکم
 مدینہ میں آیا اور حیدر زوجہ امام کو بوجہ نکاح بزیوہ پناہ ہزار درم نہر دینے پر راضی کیا اور سے
 اور وہ یہ معاویہ سے بزیوہ سے کہا نکاح کر اور سے کہا اسنے فرزند رسول کے ساتھ کیا کیا کہ میرے

اعجاز و احاطہ

ذکر وفات عائشہ و امام حسین و بیباک حیدر

ساتھ کر گئی مقتضی سے فرمایا میں قتل مومنین مقتدر الخ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسوق وقد کفر فی قولہ سبحانہ
 مرا تو اس کے گلے میں بٹ تھا اور قریب بگ سوا اثر کیا اور کہہ دیتا تھا شہر الگ پریشاں بخین گھر ہو
 کی مرید شہر بہ جنت رہ ہو وہ **جواب** یہ تینوں قصے بے اصل محض افرائی صریح ہیں نسبت اس
 جن کتب کی طرف کی ہی اویس کوئی شکی ہی جیسے جہاد و فتنہ الصفا و حبیب السیر و سفینہ کاملہ و کامل السفینہ
 کوئی معتزلی ہی جیسے ربیع الارباب کوئی نامعتبر ہی جیسے تاریخ حافظ آبرو و حدیث سنائی کوئی جمہول الحیا
 جیسے جامع التواریخ کسی عین خیانت کی ہی جیسے شواہد النبوة و روضۃ الاحباب کہ بچا لفظ زید نامہ
 لکھ دیا اسلئے کہ زہر دلوں کا زہر کا البتہ منقول ہی نہ معاویہ کا اور زید بے شبہ مصداق آیت و حدیث
 مذکور کا ہی اگرچہ نزدیک المسکت کے حال آیت کا اوس پر ہی جو سقتل قتل مسلم ہو نہ وہ جس قتل واقع ہوا معتزل
 اگر حدیث صباب المومنین فسوق لکھ نزدیک معتزلی تو بچا معاویہ پر کیا جا تو بیخ و زجر جی اذلیما
 معاویہ کا اور صحابی ہونا اور اتفاق اہل سیرت ہی اور نبوت علی الامیان محقق اور قصہ بت پرستی
 و شراب خوری موضوعات و فتنے ہی الاصل علی الخصوص سنج البلاغۃ و مفصوص متصونی الایمان
 مشار الیہ پر کیا اثر و تفسیر صافی ملا حسن و منہاج شیخ ابو العباس اہل ہدی عدم اعتبار تواریخ پر چنانچہ
 جیسے سبحان علی الخ انکار کفر قصص و دیگر کتب امامیہ کا باوجود شہرت قصہ و روایت کتاب کے
 جا بجا اپنے رسائل میں کیا ہی اور لکھا ہی کہ یہ مشہور لا اصل اور مومن جالشی صدورم جو میں نہیں
 عقیدہ سیر و ہم تحفہ لکھا ہی دبا کہ کم مذہبی خواہ ہو کہ بعضے از روایات بے اصل یا قول ان شہ
 انہی اور اسی تحقیق پر مشائین و امثالہا کی طرف سے کہ قبح اونکی احادیث کثیرہ کافی کلینی میں زبان
 صدق ترجمان اللہ ہر سچی واقع ہی بنیاد جو ایک ہی ہی اور یہ باور راہ عقائد لکھی ہی چہ جا اخبار طارہ
 و قصص افرامیدی و الا قصہ امیر حمزہ و عمر عیار و داستان حاتم طائی و غیرہ کیا قصو کیا ہی کہ معتبر
 ہوں انکو ہی آپ بسر چشم قبول فرما کو دعا عقائد و مسائل میں کا اوس پر لکھئے عجز و قنات ان تفسیر غنیہ
 و قد میں کجبنان واحد و دبا نظر و فخرت الی العطا اریو ما تریہ و ولن یصلح العطار ما انفسد
 قولہ جب معاویہ و امام حسن علیہ السلام صلح ہوئی صلح نامہ میں یہ شرط تھی جواب معلوم نہیں کہ اپنے

عبادت علی بن ابی طالب علیہ السلام

صلی اللہ علیہ وسلم

بیشرو و کس کتاب اہل سنت سے نقل کئے ہیں حالانکہ عبارت فقہ حسن مجتبیٰ کی باتفاق اہل حق و
اعتقاد ابن بابویہ قمی شیخ مفید و قطب راوندی و ابن شہر آشوب و زائرانی بہمدی علیہم السلام و ابن
ہذا صاحب علیہ حسن بن علی معاویہ بن ابی سفیان صاحب علی بن بیسلم امیر ولایت المسلمین علی ابن ابی
فہیم کتاب اشترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سیرۃ اختلاف زائر اشعریہ المدینین علیہ السلام و
بن ابی سفیان ان معاویہ بن ابی سفیان بعد و بعد ابل کیوں الامر من بعدہ شوری میں المسلمین و علی
ان الناس اسون حیش کا نو من ارض اللہ فی شامہم و عراقہم و حجازہم و یمینہم و علی ان محبا علی و شیعہ
اسون علی النہم و اسو الہم و اسانہم و اولادہم حیش کا نو علی معاویہ بن سفیان بن ابی ہاشم و
میشا و ان لا یبقی الحسن بن علی الا لاجبہ الحسن و لا لاجبہ بن علی بیت رسول اللہ فائدہ شری و لا جبر و لا
احد انہم فی اقی من الافاق شہد علیہ فلان بن فلان و کفی باللہ شہید انتہی او رب و فقہ صلح و غیر
کتب میں بھی منقول ہے اور اس صلح سے حکم انا حرب لمن حاربہم و سلم لمن سلمہم مسلمان ہونا مقنا
اور سلمان ہونا شہید ہونا مقنا کہ شہد مگر معاویہ بن ابی سفیان و معاویہ بن ابی ہاشم و معاویہ بن ابی ہاشم
افساد سامی کے شر و صلح مکر ہونے پر غور و نظر زبان پر جاری ہے کہ سیوم اہل اسلام تمام از دست و زبا
ایں باشند انتہی فاسلم تسلیم قولہ و انا جانتے ہیں کہ یہ صلح محض شہادت پر نہ تھی بلکہ معاویہ بن ابی ہاشم
دل ہونے لشکر یونکہ امام کے قبول فرمائی اور خلاف ظاہری ترک کی نہ باعث حدیث سنن کے
کہ لکھا نہ بعدی ثنوں سنہ منقول ہے کہ جبر بن حدیث امام کو مصیبت کے ملامت کی امام نے
غذیر بیان فرمایا پس ظاہر ہوا کہ اگر یہ حدیث اصل میں ہوتی امام ضرور جبر بن سے انکار فرما دیتے جو
صرف و جبر بن اہل انشامیہ کا دلیل اس قلت و ذلت صلح کی نہیں ہو سکتا کیونکہ مخالف عبارت و فقہ مذکور
اگر یہ صلح بدولی لشکر سے ہوتی تو اسکا ذکر ضرور کرتے اور عدم ذکر امام حدیث مذکور کو بجا
ملامت جبر بن حدیث ثقی اصل حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ جناب امیر نے بمطوق نوح البلاغۃ بقاۃ
معاویہ کہی استلال بعض صابیت نبوی و غیرہ نہیں کیا بلکہ اپنے حقیقت پر شوری متا جبر بن و انصار
کہ شہید اولی مرتضوی سند گذرانا اس سے معلوم ہوا کہ وہ قصور حکم شیعہ دلیل خلافت با اصل

حوالات جانتے ہیں اصل میں موجود تھی والا ضرورت ایسے شخصہ عظیم کے ورثے کرتے حالانکہ امامیہ
 اہل نصوص کو وراثتی جانتے ہیں موضوع اگرچہ نفس الامر میں موضوع میں اور حکایت میں عدلی مخالف
 تصریح مرتضیٰ و صاحب فی الکیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ حسن بن علی وقت صلح کے خطبہ پڑھا وہیں پر یہ کہ
 معاویہ جسے نزاع کی اور میں جو میر حق تھا نا و سکا پس دیکھی میں صلح است کی اور قطع ہونا فتنہ کا
 تھا کہ صلح میں اور بیعت کی تھی مگر جسے استہارہ کہ صلح کر جس میں صلح کر دن اور ٹو جس میں
 اور بہتر جانیئے بچانا مسلمانوں کی خونریز کیا اور بچا ہا اس صلح سے مگر تہاری صلح کو انتہی راست سے
 مثل مہر خیز و واضح ہے کہ یہ صلح بنا برقت و دولت نہ تھی والا کہتے کہ تم دو دل ہو اور تمہارا دل جز
 و ضر کو نہیں چاہتے اور تم خود طالب مصالحت ہو اگر ہم ٹرین کو کو نکر ٹرین جس طرح ہر قدر بقول آپ کے چوہا
 ابن عدی فرمایا بلکہ ہذا اسی حکایت ابن عدی ظاہر ہے کہ یہ صلح بنا بر شہادہ ضعف تھی والا ہوا
 ظہور ضعف کہ اور حسیہ ہی نہ وجہ انتہی حاجت ملامت کی بابت مصالحت کیا تھی مگر شناسائی
 و بر اخطا نیست بہر حال یہ صلح دلیل اسلام معاویہ ہی والا ابلاغت شہادہ کا فر کی جائز نہیں
 علیٰ خصوص امام معصوم اگرچہ بشادہ ضعف جنود ہو علاوہ اسکے استدلال سنو گاتنا حدیث
 الخلفاء بعدی ثلثون سترہ پر مقصود نہیں کہ اس کے نفی سے نفی مدعا ہو جاوے بلکہ اور احادیث سے
 بھی ہے کہ از بخلفیہ ہی ان بنی ہذا سید و علل شد صلح یہ میں غنیمتین عظیمتین بنی المسلمین اور ہر حد
 صحیح متفق علیہ فریقین ہی چنانچہ تالیف مغزی اروستانی بلکہ غزالی ابن جہو شہادہ صادق ہوئی
 مذکور ہے اور عبارت کتاب حقائق مورقہ کہ زعم مخالفین میں چوہا بواعین محرقہ ہی بعینہا یہ ہی بعد از انکہ
 بشوی کرد فریب و ہر و عرو بن غاصق و زیادہ لشکر آنحضرت ہم سید و المنست کہ خون ریوش
 و فساد و سرحد افراط میکشد ہر جب ان کہ رسول صلعم مکر فرمودہ بود ان بنی ہذا سید و علل شد
 بین غنیمتین عظیمتین بنی المسلمین بندگان خدا و میانہ کشتہ نشوید با معاویہ صلح نمود و انتہی اب کہو کہ یہ
 ہی اصل میں ہی یا نہیں قولہ علی بن بشیر مدنی کہتا ہے کہ میں اور سفیان بن یسلی پائل ماس کے گئی
 اور کہا السلام علیک نذل المؤمنین فرمایا و علیک السلام بیہوین قتل المؤمنین نہیں ہوں بلکہ

قتل المؤمنین کتنا امام حسن و حسین علیہ السلام

منہ پارتو ہم رسالہ میں ترقی علم الہدی سے نقل کیا ہی و علم المسلمین قد ابغوا فی حفظہ انتہی مراد نامہ
 اکی مسلمین ہجرت مومنین یعنی شیعوں میں شنی کہ حسب ارادہ شعبہ منافقین میں کہوں کہ بعد از او جبکہ کسی بھی
 مردم زیادت و نقصان و تحریف قرآن کو نزدیک شکی نہ آت کہ کیا ہی او اگر مراد شنی نہ ہو جس کے ترستہ لال
 ساقط ہو جاو گیا اسدیلح فہرست کتب مندرجہ رسالہ میں منجہ کتب شیعہ کے نام حسام الاسلام و
 سداد الاسلام و شریع الاسلام کہ لکھا ہی معلوم نہیں کہ بیان ہی اسلام یعنی نفاق ہی یا ایمان لکھا
 جا سجا احلاق لفظ اسلام و مسلم کا قنے اشی کہ میں سچا مومن کے کہ مراد اس شیعہ ہے جو میں کیا ہی
 قصہ صلیح ایچم سن کہ سوم اہل اسلام از دست زبان او در انان باشند انتہی و قول کہ مراد جبکہ معتز
 مسلمانان تہ فرقہ شیعہ انتہی و قول کہ ہجرت مسلمانان ایران الی آخرہ و لیکن مذکور ہی اس اطلاق کا شیعہ
 ہو گا کہ ان الکذوب لاحافظہ کہ اور جو یہ شیعہ وہی مصدق نون قواعد و احادیث ائمہ و اقوال ائمہ و آثار ائمہ
 حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں لا صلوة لمن لا یصلی فی المسجد مع المسلمین الا من علہ و فی لفظ آخر میں
 عن جماعۃ المسلمین وجب علی المسلمین غیبتہ اور سن لا یحضر و الفقیہ میں ہی جناب کسیر من جہد قبرا
 و مثل لا فقد خرج عن الاسلام اور تحریر الاحکام میں ہی المسلمون علی اختلاف مذہبہم اطہار و
 اخراج و الغدہ اور تذکرہ شیخ جلی میں ہی الجماد فی ابتداء الاسلام لم یکن وجب اجابہل منہم اللہ تعالیٰ
 و امر المسلمین بالصدق علی اذی الکفار اور نیز فقیہ میں ہی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا ینبغی للمسلم
 للمسلم ان یمیزج الناصبیۃ ولا یمیزج اہلہ ناصبیا ولا یطرحا عنہ و قال النبی صلعم منفا
 من امتی لا ناصب لہم فی الاسلام الناصب لاہل بنی حریبہ و قال فی الدین مارق منہ و من سئل عن رجل من
 المؤمنین و الخوارج علی المسلمین الخ اور امیر علیہ السلام فرماتے ہیں شیعہ سبقتکم الی الاسلام طرأ
 صبیحا ما بلغت اذن علمہ اب کہو کہ معنی اسلام کہ ان محال میں ہی ہیں کہ جسک اندر نور ایمان نہوا اور
 مثل نفاق و کفر کے اور یہ اطلاق سچا مومن کے ہی یا منافق کے حال انکہ علی نے ارشاد القلوب میں جہ
 حسن بن مطہر علی لفظ جمال الاسلام و المسلمین لکھا ہی او طبرسی کہینی وغیرہ ہی مخاطب الاسلام جو
 بن ابی جہ کہ یہ مستثنیٰ ہے ایمان مومن طرفہ یہ ہی کہ قرآن پاک میں کہیں کہ اسلام آیا ہی بطریق

قوله الحق سبحانه يا مريم ائمتي

کسی پہلے سے فروگزاشت نہیں کیا تھے و انھوں نے تھے کہ جو اور موسیٰ علیہ السلام کو لکھ کر اہل بیت علیہم السلام
سنت و جماعت بھی آخر قائل ہو کر تصدیق مسیح کی کی جی سنتہ قال الشیخ اسیحاف ابن خزم اللہ سی
فی المحلی و الما قولنا فی اربعین خان القرآن نزول المسح الی قولہ جب سنتی اس طرح پر قائل ہیں تو علمین شیخ
کرنا محض علی و ابی جواد و معنی یہ تھا کہ اکثر علماء اہلسنت مصدق مسیح ہیں اور اہل بیت
ایک صاحب عقلی کا نام لیا ہی وہ بھی سمجھے نہ ہو کیونکہ محصل مسکا یہ ہی کہ قرآن فی مسیح ہی کا قائل فلان
و فلان تعدا اہم غسل کہتے ہیں تو کیوں کہتے ہیں سوسلے کہ رسول خدا کو اور سے زیادہ کوئی تو کر
نہیں بوجہ تاویل للاعقاب من النار فرماتے ہیں چنانچہ یہ جہاں شاید اس حدیث کی ہی و انما قلنا
بالفعل لہما حدیثا فلان عن فلان الی قولہ عن مسرور العاص قال تخلف النبی فی سفرہ فاذا وناوہ
ارہقنا العصر فجعلنا نؤفک و نؤفک علی ارجلنا فنادی یا علی صوہ و علی للاعقاب مریں و انما نادانا
ابا یقہ و للرسول ذرا حرف النفاذ سوہ نہ نکالنا چاہئے کہ اس عبارت کے رد قول مسیح نبائی
نزول النفس نکلتا ہی یا تصدیق قول المسح نہ بالفعل یا استغفار آدمیان گم شدہ ملک خدا خیر کر
کلام سنیدہ کا نص قرآن میں قرأت جبر پر بطریق تنزل ہی اور حدیث میں بطریق تحقیق کیونکہ جانا ہا
سین جانا بالقرآن آور و جبکہ ابی کہ قال المسح جامعہ سن السلف اسخ مراد اوست یہی ہی کہ نظر
بظاہر قرآن اس جماعت مسیح تھا سکین حادث غسل ہیں اس مفہوم کی ہمیں یا اول اسلام میں
سطاب نزول فی ان مثلاً مسیح تھا ہر حادث پیغمبر اسکی تاریخ ہوئیں یہ مراد نہیں کہ مسیح معمول
جماعت سلف تھا اسلئے کہ ابی الدرداء خیر من الروایۃ نادان رہا از خودی مسئلے نیست و اگر اس مسئلے
و انستہ نادان نبی و سے مراد اسٹھہ جانجان قدر شد سترہ فرماتے تھے کہ خلقت بنی آدم
مثل خلقت اہل یعنی شتر نہایت کچ کچ واقع ہی جینک اسکو کا حقہ ببا اللہ قائم شست و شتر کیجئے
اکلی نہیں ہوتا ایسا دھوکہ کہ کوئی پست بلند اسکا باقی نہ جاو لوگ اس میں گسستی کرتے ہیں
آنحضرت فرمایا و علی للاعقاب من النار قولہ البیت معصومین کہ پیشوا ہمار ہیں حکم مسیح کا دیا ہی و انکم
بجالاتہن جو اہل بیت علی بن حمزہ روایت کیا ہی کہ میں ابابراہیم سے مسئلہ قدم بوجہا فرمایا

خوب دہونا چاہئے اور محمد بن ثناب ابو نصر سے اوسنی ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کیا یہی کہ فرمایا
 جب ہوں جاؤں سو اپنے سر کا یہاں تک کہ دھوکہ دو و فو پاؤں اپنے توسع کر سر کو پہن دو و فو پاؤں
 اس حدیث کو کلمہ فی احوال ابو جعفر طوسی بھی استنبصار میں باسناد صحیحہ روایت کیا یہی اس میں ارکان
 یا گمان تفسیر کا نہیں اس لئے کہ مخاطب شیعی تخلص تہانہ تورانی اسلام قبولی اور محمد بن جعفر ازین
 علی عن ابی عن جده عن امیر المؤمنین سے روایت کیا ہے کہ اوسہوں فرمایا یہاں میں منہ کو نکالو پس
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب دہویا میں اپنے دو ہونا نکھو فرمایا اسی علی خلال کر انگلیوں کڈا
 رنج المباحہ آب فرماؤ کہ ابابراہیم معنی امام کاظم اور ابابعد اللہ معنی امام جعفر صادق اور امیر المؤمنین
 یعنی علی بن ابیطالب جسے یہاں حدیث غسل پاک منقول ہیں تمہارے نزدیک اہلبیت مخصوص ہیں
 یا خارج اہلبیت قبول کر لو اگر کوئی معنی قرآن کے خلاف اہلبیت کے کہے تو ہم قبول نہ کریں گے جواب اس کی کیا
 دلیل ہے کہ علم قرآن اہلبیت پر ختم ہے حالانکہ نفع قرآن کا واسطے عامہ خلائق کے ہی قال تعالیٰ
 اِن مِّنْ مَّكْرٍ وَّ قَالَ تَعَالٰی ہٰذَا الَّذِیْ فُتِنَ فِیْہِمْ یَوْمَئِذٍ وَّ غِبْرَ ذٰلِكَ تَعْدٰ جِزٰی مَنۢ تَرَکَ طَرَفَ اللّٰہِ کَ سَنُوْبَ
 کے ہیں و بعد از قیاس میں مثلاً باب پنجم مقصد ہفتم حق یقین میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے
 روایت کیا ہے کہ مراد فرعون و ہامان آیہ و مری فرعون و ہامان و جنود و ہامان سعادت اللہ ابو بکر و عمر بن
 امتی استغفر اللہ اس کہنے میں نسبت تقدیر کی طرف خدا کے ہی تعالیٰ اللہ عما ینقول لفظ المؤمن علیہ السلام
 اس طرح تفسیر بت کی اور ذباب دعوہ دین و زمین و طور سینین وغیرہ الفاظ عامہ و نازک کی
 جناب امیر و ائمہ طاہرین کے اس معنی و تفسیر پر انحصار فہم قرآن کا اہم میں کیا جاتا ہے شہر ترمذی
 کعبہ ابی عربی بن رو کہ تو میری ترکستان است ہو کہ فائدہ فائدہ آخری جواب حاصل فائدہ کا
 ثابت کرنا فضائل اہلبیت کا ہی اگرچہ بطریق ضعیف ہو مثل اس کے کہ یہاں خلیفہ میں اور لوگ ان کے
 سب سے رزق پاتے ہیں اور یہ صدیق ہیں اور ان کے سب سے بلیان رفع ہوتے ہیں تو ایک
 دوسرے کا خلیفہ ہوتا ہے وغیرہ ذلک سو بہ کلام بطریق اہل سلوک کی یہ بطریق بحث علماء اور غیر محدثین
 ہی اس لئے کہ احادیث اہلسنت میں باہمی کہ تم اپنے لشکر سب سے مرزوق ہوتے ہو اور جو کوئی

ادعہ صحیح قرار دے دو

تفسیر قرآن الہدایت

ملاحضہ فضائل اہلبیت

یہاں سے لے کر

جواب فی کتب معتبرین

صحت حدیث و احادیث معتبرین

در بیان احادیث معتبرین

زمین میں اس سرور و فانی منکر کرتا ہی وہ خلیفہ خدا ہی چنانچہ کسی نہایت قدر و خلفا راہل بیت فائدہ
 ہند میں متعین نہیں کی تا وہم انحصار ائمہ اثنا عشر میں نہ ہو کہ حدیثیں باہمی قال سوا اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم علی الاکمل لاجل ان محبت فی ہذا المسجد غیر فی غیر کراخ جواب یہ حدیث غریب ضعیف ہی
 عند المجتہدین چنانچہ ابن حجر مکی نے شرح منہاج میں لکھا ہی ومن خواصہ صلی اللہ علیہ وسلم انکس فی
 المسجد جبنا ولس علی مشکوٰۃ و خبر ضعیف وان حسنہ الترمذی اور لغات و منافع میں لکھا ہی کہ راہ
 اور دروازہ آنحضرت و علی رضی اللہ عنہ کا مسجد میں تھا سو حکماء و راویوں میں ہوا سو کہ جب گذرنا
 مسجد جائز ہی اسلئے قید ہذا المسجد کی لگائی ہی واسطے احتراز کے سائر مساجد اور زندہ ہی
 کہ کہ قدیم محمد بن اسماعیل ہی ہذا الحدیث و استفسر میں جب حدیث غریب ضعیف ہوئی اور ہی
 اس کے یہ ہو تو اس میں کچھ فضیلت و مقبولیت نہ ہوئی قولہ فائز بزرگ جواب یہ بزرگ فائز
 عظمت طرفان و ہمتا کے ہی نہ باعتبار کرامت فائدہ کیونکہ مشتمل ہی روایات موضوعہ و اہمیت
 کامل ابن عدی و اوسط طبرانی و مضیئہ حاکم معتزلی وغیرہ اور بعض روایات ضعیف مخرج مشکوٰۃ
 کہ ہوسرچ فی کتب الفضل و الفضائل میں عفا اہل اسلام مسجد اہمیت و عیدہ کو شامل ہی جسے ظلم و
 نسبت المہیت فضل و کرم کے واقع ہوا نہ عامہ اہل اسلام کہ جیسے خوارج نواصب و فرض قولہ فائدہ
 آخری خصائص علیہم السلام ہی کہ باور کئے جاتے ہیں بصلوٰۃ و سلام بخلاف انور کے کہ نہ ہو
 میں بغیرت و رضوان جواب دلیل اس خصوصیت کی کیا ہی و سکریاں کہ حالانکہ قرآن فرماتا ہی
 و صل علیہم ان صلواتکم کن اتم و زید و سکے حق میں ہی جو مرکب جمعیت ہے ہر تہ اسلئے فرمایا
 فصل سلام علیکم کتب بکرم علی انفسہم و آئمہ اربعہ اور حدیثیں ہی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے جواز صلوٰۃ و سلام علیہ
 المہیت پر مثل صحابہ وغیرہ کے ثابت ہی لیکن اصطلاح متاخرین یوں ہی کہ بالا صلاۃ آنحضرت پر اور بالبعث
 و اصحاب پر درود و سلام بھیجے ہیں صحیفہ کاملہ میں ہی کہ زبور و انجیل المہیت ہی صلوٰۃ و سلام اہل صحابہ پر
 ہی اور عظمت اصحاب اہل بطور بی تخصیص بعد تقسیم ہوا کہ تا ہی بنا بر بزرگ فضل کافی قولہ تعالیٰ و لکون
 و جبریل میکال قولہ ذلک فی ہی ہی کہ تصدیق زمین فرض ہی اور صلوٰۃ کا البتہ مشتمل نہ کہ ان

جواب الہی بن الہی بن الہی یعنی اتباع اور سادگی است بمقدار تبعیت اس میں داخل ہی جاتا
 تاویس نسخہ نقل الہی بن کما ہی آل اللہ و آل رسول اللہ علیہ السلام انتہی پس چون لوگ جامع نسبت دینی و دنیوی ہیں
 وہ بالاولیٰ و بعد از اولیٰ میں لیکن بطریق اختصاص بلکہ بطور تشتمل جو عام کے خاص کو کہ انی اشہا
 انساب قولہ یہی نے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو چہرہ درویشی اور سیر المہبت پرستی
 اسکی نماز قبول نہیں جواب یہ روایت مردود بیان سند و نقل حال قبول نہیں مذہب
 حنفیہ میں درود نماز میں سنت ہی اور ترک کس سے نماز نہیں جائز ہے تقدیر ثبوت روایت محمول
 کمال نقصان پر ہرگی قولہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات ربی ان لا یخل احد من
 بیتی النار عا طانی رواہ الصحاح الطبری والذہبی جواب یہ حدیث باقیات ال حدیث باطل و موقوف
 آئی اور بر تقدیر ثبوت مراد اہل بیت کے آل عباس ہیں نہ سائر سادات اقام ساعت اور یہی مذہب امامیہ کا
 ہی کیونکہ انکے نزدیک آگ و دوزخ سادات پر وائی اور جانشان عشرہ ہیں وہ بقیہ سادات کی کفایت و تحقیر
 کرتے ہیں نفع الصادقین میں تفسیر کر لیتے ہیں الذین کفروا من نبی انکریل علی رسالہ و وہ عیسیٰ
 بن مریم میں لکھا ہی کہ بہشت اس کے لئے ہی جو اطاعت خدا کرے اگرچہ غلام حبشی ہو اور
 دوزخ اس کے لئے جو نافرمانی خدا کرے اگرچہ سید قرشی ہو اور مصائب خبی میں بجز رابع طاف
 سابع عشر لکھا ہی کہ سید علوی اگر ناصبی ہو بدتر ہی کہتے سے چنانچہ اسی بنیاد پر شیخ اکثر بنی
 صحیح النسب جیسے عورت الاعظم سیدہ عبدالقادر جیلانی و سیدہ جلال الدین بخاری و سیدہ
 جلالہ وغیرہم قدس ہم کو کہ مستحق اہلسنت ہیں برا کہتے ہیں اور اسکو عین ایمان جانتے ہیں
 سادات ائمہ کو خمس و منور وغیرہ حقوق محروم رکھتے ہیں حالانکہ باب دوم فصل ششم جامع الابرار
 میں لکھا ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر مولود الصالحون و اللہ و الطالحون فی ایمان
 ثابت ہی کہ خدا نجات المہبت کی خاص اہلسنت کو بخشی ہی کہ جب تک ماتہ کسید کا انہیں سے کفر و رنج
 نہ قابل غلو و ناراضہین جانتے قولہ فانہما موصولہ فی الذیاء والاخرۃ یعنی رحم نبوی موصول
 الدارین ہی جواب قطع نظر معلل ہے اس حدیث کے نفع و فائدہ ثبوت نبوی بطریق بیان ہے

عالم قبول درود
 عالم قبول درود

موصول ایمان و رحم نبوی کا

نافع ہی اور اس میں قرابت دینی و وطنی دونوں برابر ہیں نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت ہر شخص سے زیادہ
رسد گلی باشد والا شہر حسن بصرہ ملائذ عیش و منہ خفاک مگر ابو جہل نے جو یہودیوں کی
اسیلتے فرمایا ہی ان کو کیا ہی الا انکم تقولن اور اطلاق الکل متابعین پر کلام الہی میں آیا ہی
اعلموا ان اولادکم کرام اور حدیث میں ہی سمع النبی قراۃ ابی موسیٰ فقال لقد اوتیٰ من رادمین ہزار ہا
ال داود و بین رحمہم رسول اوسیکے لئے ہی کہ مقتدی پیغمبری ع جنگی بادی پیر لنگی مثل کور
قولہ سات مستحق خمس ہیں اور زکوۃ ان پر حرام ہی اور بعضے کہتی کہ قائل بابت ہیں سوا شامت
اعمال کے اور کیا کہا جاوے انتہی حاصل جواب معلوم نہیں کہ باوجود اعتقاد استحقاق سادات
واسطے خمس کی شیعہ انکو خمس میں نہیں دیتے حالانکہ حرمت زکوۃ کی ان پر حاجت ہے ہر گاہ کہ میں
ساکر اہلسنت شریک ہیں کوئی حور نہیں الا ماشاء اللہ سواد ہونے نظر باعتبار حاجت شدید و حالت مجتہد
اور سورت حرام ہی حلال ہو جائے یا جائز رکھا ہی نہ بنا برساو و ارتبہ سادات وغیرہ سادات کے گناہ
تشیع ہر اور اکثر یہ فوائد بھی انت نقل و تحریف قلمبر مشرق میں رسالہ حیات المیت علیہ السلام قولہ ہلا
اختلاف کہ اسلام میں حادث ہوا فقہیہ خلافت ہی جو ہوا اہلسنت کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
خلافت کے مقرر نہیں فرمایا اول جامع سے دوم وصیت سوم مشورہ چہ شخص کے خلیفہ ہو
جواب پاسخ این بانگ ابدار کہنا میں مفصل کن چکا ہی حاجت اعدا وہیں شہر کمرہ گر و جلالفت آیت
باشد بطبیعت و اطلاق انگیز باشد قولہ بعض کہ احادیث و روایات و قرآن عقلی سے استنباط
خلافت شیخین کیا ہی قول اور کا نزدیک سنیر کے صنعت ہی اور شیعہ قائل ہیں کہ جناب امیر خلیفہ
بلا فصل ہیں بقول خدا و رسول جواب اسکا جواب ہی گذر چکا اور دعوتی عی بالبل شہر اختلاف
خلفاء اربعہ کی ثابت ہو چکی بقضا و اجماع بلا خلاف اور خلیفہ بلا فصل کہنا شیعوں کا جناب امیر کو
ہی اور جرد لائل میں ثابت و پیش کرتے ہیں سب صنعت میں صنعت انکار انکار و اگر کو
حجت خلافت شہر ادین قولہ خلافت خلفاء لکنہ اضعاف مضاعف اور سکے کثرت و قوت سند و
روایاتین میں فالاشل شمل الا شل اور جس سطحی قول مذکور کو اضعف بلکہ ضعیف کہا ہوا و سکون مستحکم

وہ کہ زکوۃ بر سادات

قصہ خلافت اول اختلاف اہل سنت

جہت خلافت بعض

صرف کس شخص کے الزام المہنت غیر ممکن ہی شہرستان نامہ پنگلی از جملہ فصیح کو راجزین مبالغہ
 بہ نسبت قہر کہ صورت اول میں ہرگز عقل و نہیں کہتی کہ آنحضرت پر ان مقرر کرنے
 برائشیں کے عالم قدس گئے ہوں اسلئے کہ جب آپ صبیحہ کسی جگہ جا اپنی طرف سے حاکم مقرر فرماتے
 پس کیونکر کہا جاوے کہ مقرر آخرین است کو بے حاکم و میر جوہر جا جواب آپ کی عقل کو کوئی تکلیف
 ناو کر تکی ہرگز نہیں دیتا بلکہ سنی ہی رہی کہتے ہیں کہ آنحضرت ابو بکر کو مقرر فرمائے جنہاں چھوٹا
 صحیحہ مال میں اس مدعا پر کما مشرفی موضعہ اور یہ مجھنا کہ علی مرتضیٰ کو خلیفہ کر گئے اور مقرر
 حاکم مدینہ کو وقت سفر کے اسکی دلیل کہنا خلاف بدہت عقل و نقل ہی کیونکہ وہ مقرر ہوئے تھے
 کبریٰ نہیں ہو سکتا مہذا اگر حجت ہوتا تو جناب امیر نہ اس کے احتجاج کرتے حالانکہ اس کا حج
 شیعہ بھی کہ نہیں کیا ع محض گفت پر وہ دار کس درائی نیست قولہ صورت ثانی میں
 جو دلائل خلافت ثلاثہ وحی و خبر سے تائیل کئے ہیں عقلاً و نقلاً اوسے رجحان عمومیوں کا
 نہیں ہوتا اس سبب ان کے تحقیق میں اوسے مانہ کہیں چاہی جواب جس سنی نے بات کہیں چاہی
 اوس کا نام تاؤ ورنہ خدا و رسول کشت تاؤ وحی و خبر کو بلانا دلیل لالت ہی خلافت خلفاء ثلاثہ پر اور
 عقل و نقل دونوں سے دعویٰ اپنا راجح ہی کیونکہ اگر نص جلی متواتر امامت حضرت امیر پر واقع ہوئی
 ہی سامنے ایک جماعت کے کہ ستم ہزار آدمی یا زیادہ تھے تو ثبوت نبوت کا بعد آنحضرت کے سید
 ممکن نہیں اور یہ بتالی یعنی عدم ثبوت نبوت باتفاق فریقین باطل ہی تو مقدم یعنی وقوع نص
 جلی در بارہ خلافت مرتضوی بھی مثل علی باطل ہی بیان ملازمت کا یہ ہی کہ اس تقدیر پر سبکی
 کہ اہل حدیث تو انرا عجز جس علم یقینی حاصل ہوتا ہی ایسی جماعت ہو کہ جنہوں نے انفرادی نص کو
 باوجود کثرت و داعی اظہار کے کیا اور صدیق بیعت کر لی اور ممکن ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ بھی
 اس جماعت کے ہوں جس نے انفرادی نص غدیر کے صدیق بیعت کی اور یہ منع قوی ثبات ہے
 کہ تقدیر مرتضوی خلافت صدیقی میں باجماع مکتوبات ہو ورنہ خط القتا و اور جس جماعت
 کہ اتفاق انفرادی حق محسوس پر مثلاً واقع ہوا جب یہ کہتے ہیں تو قرآن اس جماعت کا اظہار

سید محمد باقر عظیم شاہ کا وقت
 سفر آخرت کے

اشارات خلافت ائمہ کے عقل و نقل

غیر محسوس پر کہ عبادت معجزات نبوی سے ہی کیونکہ متبع ہی کیونکہ خبر تواتر سے یقین بہ طریق حمل
 بہ تواتر ہی کہ اتفاق جم غفیر جمیع کثیر علی الکذب غیر ممکن ہی والا خبر من حیث الحقیقۃ محتمل صدق و
 کذب ہی پس شکیہ بطور یہ جب اتفاق محتمل ہوا تو تواتر اعجاز بالا والی خلل ہی پر تیسرا اسلئے کہ انہما
 شئی خبر ہی اگر چہ اخبار شئی خبر نہ ہو ورنہ انتقاد و توفیق ایک قسم تواتر سے موجب منع اعماد
 سائر انعام تواتر سے ہی پس اثبات نبوت اگر تواتر آخر کرینگے تو وہ بھی درجہ اعتقاد نہیں چکا
 کیونکہ سائر افراد تواتر بنا بر حیثیت افادہ یقین کہ سبب امر کا عدم امکان اتفاق علی الکذب ہی تواتر
 واجہین واقع بین بہ بات بہ اثبات عقل نمایان آشکارا ہی پس تواتر کتب ماویہ و جمیع سنو تواتر
 امامیہ کا بلکہ جمیع اصناف تواتر کالافین اعماد و نہیں اور جب عصمت امام کہ موقوف ہی قول پیغمبر پر تواتر
 ہوئی نبوت و تواتر پر عصمت امام کی تواتر اعجاز نبوتیں بروج توقف کیونکہ درجہ اعتماد ہو سکتی ہی
 اسلئے کہ وہ لازم آئی اور ممکن ہی کہ خبر و یاقین یا جاریا بارہ آدمی کا حسب اختلاف روایات
 افادہ جرم نبوت نبوت یا امامت بلکہ کسی چیز کا کسی شئی کو نہ کرے تو اب عموم دعوتی ہی موقوف ہوگا
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تاقیام قیامت حجت الہی علی خلق بین چاہے کہ غیر صحابہ پر
 حجت نہوں اور یہ سب از منہ و قرون حکم ایام قدرت و جاہلیت بین ہوں اور اثبات
 کسی حکم کا احکام محصور کسی کافر مسلم پر اس عرض مدعیین لازم نہواور کلام الہی معجز و قطعی
 نہواور الزام حجت نبوت بعد آنحضرت بکرات کہ خلاف مسلک امامیہ و سائر اہل قبلہ ہی جمیع امت
 کہ اجتماع اور کابلہ و واحد بین متصور نہیں بلے اس کے تواتر و توفیق کے خصوصاً عہد امام غائب
 بہر بہت ہر واحد کے امت سے امام ہوا یا غیر امام باطل ہو کیونکہ امام معصوم صلا کرات نزدیک
 ہر شخص کے امت بین سے کہ منتشر بین اقالیم سبجہ میں نہیں پہنچ سکتے اور نہ ساری امت مشر
 بستان برسی امام ہام ہو سکتی ہی علی الخصوص بعد امام غائب کا کوئی خبر کج کمال ہست نہوں
 بلکہ بطور امامیہ ہی کیونکہ حسب اقرار شیعہ میں چار سالگی سے کسمینے اونکو نہیں دیکھا تو اظہار
 کرات کا یہاں کیا ذکر ہی پس باریس تحریر کے کہ معضی بعدم وقوع نقص تواتر ہی امامت

پر مسائلی کثیر و نامہ کے مثل جو بنصب امام بن خلیفہ امام اور جو بن لطف مطلقا بر بار تعالیٰ غفر
 ذلک ناسد ہر بار دیکھ اس کے کہ اگر لطف خدا ہی پر واجب ہوتا تو نصیب امام و تقویٰ امام کہ منجملہ
 الطائفہ ہی کیوں فوت ہوتا پس علم تم میں تخصیص امامت مرقضوی باوجود احتیاج امام بنصب امامت محبت تقویٰ
 امامت بشروط خلافت ہی چنانچہ کلام منجہ نظام مرقضوی کہ بتا بلکہ اہل شام فرمایا اور اس سے
 اپنی حقیقت خلافت پر استدلال بافقہ کیا طبرسی بالغنی الذین بالحق ابابکر و عمر و عثمان علیہ
 ما یا یعزہم علیہم فلم یکن المشاوران یختاروا لا للعائب ان یرو انما الشوریٰ لہما جریٰ لا لہما
 قال جمہور علی رسول مسودہ اما کان ذلک بشد رضا فان خرج عن امرہم خارج بطعن اور بدعتہ
 رکوہ الی ما خرج عنہ وان الی فقاکوہ لاتباہ غیریہ سبیل المرئین کذا فی نہج المبلاغۃ بنا علی ہذا
 خلافت خلفہ راشدین کی کہ باتفاق صحابہ کرام منجملہ حضرت امیر ہی ہین واقع ہوئی سبب شہ
 حق ہی اور جو صفات کہ امامیہ خلافت ہست امام بن معتبر کہ ہین جیسے عصمت و افضلیت
 اعلمیت عدم انتساب بکفر و شہ و امامت ہین اور جب خلافت ثابت ہو گئی تو وہ مطاع
 شد یہ نسبت خلافت ثلثہ کے وار د کرتے ہین اور اکثر اوغین کذب و غل اور بعضے ماون یا
 صحیحہ ہین مانند اعتراضات خارج کے کہ حضرت مرقضی پر بقصد سلب امامت اور مانند اعتراضات
 یو و نقصان کی کہ آنحضرت پر بارادہ نفی نبوت باوجود حقیقت سائنس وار د کرتے ہین مرقضی
 مرفوع ہو گئے باقی سے مرقضی خلافت خلافت ثلثہ سہ بیان او کا بقدر بلا غم مقام کہ مستحق تقدیر
 سے اوپر گذر چکا فانظر ثمة فان ہناک حقائق جتہ اب کہو کہ یہ دعویٰ عقلا و نقلاً مرجح
 یا مرجح اور کون کذب ہی اور کون مصدوق قولہ پس قول شیخ آل محمد کا صادق آیا
 کہ بموجب اصل علی وصیت روز غدیر خم و حدیث ثقلین وغیرہ متابعیت کرام اللہ و اہل بیت
 کرام کی کرتے ہین جو اب سچ ہی شہر گر ازبیطر حیان عقل منہم گرد و پڑ بخور و
 نیر و چکاس کہ نادانم با سابق بکرات و مرات اثبات عدم دلالت قید غدیر و حدیث ثقلین
 بلا افضل مرقضی پر گذر چکا ہنوز وہی فریاد و فکاد زبان اہل جفا پر ہی حالانکہ نزدیک

وہی فریاد و فکاد زبان اہل جفا پر ہی حالانکہ نزدیک

اہل بیت کے محدث اس قصہ کی کاتبی ثابت نہیں فایں کچھ ابو داؤد و حجتانی صاحب صحیح و ابوعامر و ابی
 وغیرہ اہل حدیث مطلقاً انکار کرتے ہیں اور بعض نے کہ روایت کیا ہی اس کی شان و رد کو یہاں
 مدعا ہے کہ مسکن نہیں اور اصل روایت میں کسی لفظ کو دلالت ہی اختلاف بلا فصل نہیں
 و من ادعی خلیۃ البیان و علیہ نار و ہ بالبرہان اسے طرح حدیث نقلین ہی کہ محال و سکا اتہا
 احکام قرآن اور سورت اہل بیت رضوان ہی نہ اور کچھ سووہ محبت ہی ایسی نہ ہی اب امامیہ
 جنکے پیروین وہ سب دشمن اہل بیت تھے اور شیعوہ شیطان و ابن سبا یہودی سراسر پیر
 نقلین کا حال کل قیاس کو معلوم ہو گا مشہور وقت صبح شود و چھ روز معلومت ہے کہ باکہ بائمہ عشق
 و شب و بچہ و قولہ حدیث قرطاس صبح بخاری وغیرہ بہت کتب حدیث و میر میں بھی تو اثر نظر
 و مذکور ہی کہ غایت شہرت کے اعادہ اس کا ضرورت نہیں رکھتا جواب اہل وایت بخاری و ائمہ
 ہی عبد اللہ بن عباس کے کہ بخش مذہب کے دن حضرت کی بخاری سخت ہوئی اور رد و غالب ہوا
 تو حضرت فرمایا لاؤ میں تم کو کاغذ لکھ دوں گا اس کے بعد تم ہرگز مختلف و حیران نہ ہو تو اوصیائے
 کاغذ لانے لانے میں گفتگو کی پھر اوصیائے کہا کہ حضرت کا کیا حال ہی درو زبان کیا ہے قابو ہو
 ہی اس کو حضرت تحقیق کر و پھر حضرت اس بات کی تحقیق کرنے لگے تو حضرت فرمایا اب بچہ و چیر
 جہین اب میں مشغول ہوں اس کے بہتر ہی جس کو تم بوجہتے ہو اور حضرت نے او کو تین چیز کی دے
 کی ایک توبہ کہ مشرکین کے عریکے ٹاپو سے نکال دیجو اور دوسرے یہ کہ المیچر کے سلوک کرنا جیسے میں کرتا تھا
 راسخ کہ تیسری چیز خلیج یامین یہی بعضے علما نے کہا ہی کہ تیسری بات یہ تھی کہ اس کا لشکر
 تیار کر کے شام میں پہنچو اور دوسری روایت ابن عباس کی بخاری میں یوں ہی کہ جب حضرت
 کاغذ مانگا تو بعضے اوصیائے کہا کہ حضرت پر درو کی شدت ہی اور تمہارا پاس قرآن موجود ہی ہو
 خدا کی کتاب کفایت کرتی ہی یعنی لکھنا چندان ضرورت نہیں اور بعضوں نے کہا کہ کاغذ لاؤ یا تجار جید
 اگرچہ بخاری میں موجود ہی لیکن متواتر و مشہور نہیں اور اس لیے آپ نے اس کو غیر مفید و مطلب سمجھا کر نقل
 فرمایا کہ وجہ طعن کی او میں غایہ نہیں صرف چربا بانی سے حکم شہر و تواتر کا حسب عادت سمر

حدیث قرطاس

لگا دیا بقول شخص سے کہ سنو دیا بشود من گفتگوئے میکنم قولہ ابن عباس سے منقول
 ہے کہ سخت مصیبت ہے کہ بچہ پڑا بچہ کو کہ وصیت نامہ لکھیں سعید بن جبیر کہ راوی اس حدیث کے ہیں
 کہتے ہیں کہ ابن عباس کہتے تھے کہ دن جمعرات کا اور کیسا دن جمعرات کا کہ سن کر کیا پیغمبر کو لکھنے وصیت
 سے اور روئے تھے ابن عباس یہاں تک کہ آسمانوں کے مانند قوی ہو موند پر گرتے تھے جو اب اس
 قصہ میں سنا ابن عباس کے کہ اس وقت صغیر المسیح تھے اور کسی سے تحسروا فسوس منقول نہیں اگر اس
 ماجرا میں کوئی امر مهم فوت ہوا تو کبریا ارحم الراحمین حضرت امیر علیہ السلام اس کا ذکر کرتے اور خیرت
 و شکایت اس منع کی زبان پر لاتے معتمد الاسمین کوئی وجہ کی خاص نسبت عمر فاروق معلوم
 نہیں ہوئی کیونکہ اس وقت حضرت کی کوٹھری میں اکثر اصحاب موجود تھے سجدہ اذکے علی و عباس بن
 اور حضرت سب حاضرین سے کاغذ مانگا تا نہ تھا عمر سے چنانچہ لفظ ایوتی بصیغہ جمع اس پر
 وال ہی پس اگر عمر کاغذ نہ لائے تھے تو علی عباس کا کہنے ہاتھ پکڑا تھا کیونکہ اگر پیشہ کیا تھیں
 تو عمر پر کچھ طعن نہیں اور اگر مجوزین میں سے تو نہانا کاغذ کا کس ادسی ہی اسلئے کہ حضرت بعد اس
 گفتگو کے پانچ دن زندہ رہے اس وقت و رازین انکو لکھوا لینا تھا بلکہ خود حضرت کو لکھوا دینا تھا معلوم
 کہ کوئی امر واجب تھا غالباً انہیں تین چیزوں کی وصیت کو لکھوانے جو مذکور ہو چکیں اور حضرت یہاں
 شکر قرآن کے اور کسی چیز کے لکھنے کا دستور نہ تھا اور قرآن سب پورا ہو چکا تھا اس واسطے اصحاب کو تامل
 ہوا تھا اور بعد گفتگو کے حضرت سے پوچھا تھا لیکن حضرت نے فرمایا اسی سے ثابت ہوا کہ کوئی امر واجب
 نہ تھا اگر واجب ہوتا تو حضرت سکوت نہ کرتے اسلئے کہ تبلیغ احکام کی حضرت پر واجب تھی اور عمر فاروق
 نے جو کہا کہ تم قرآن کفایت کرتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم قرآن کے حضرت کی حدیث کی بھی حاجت
 نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرے بعد قرآن میں احکام لکھ دینا کی ایت اور سنی معنی تھا کہ دین کو پورا کر چکا
 یعنی اب کوئی نازہ حکم دین کا باقی نہیں رہا قرآن و حدیث دین کی تفصیل ہو چکی اسلئے عمر نے حضرت کو
 عین شریعت جاری میں لکھوانی تکلیف دینا مناسب دیکھا نہ یہ حکم رسول اللہ اور کیا ہوا کہا ہو میں قبول نہیں
 کرتا سنا سنا سنا فراموش نہیں کہتے بلکہ یہ عین محبت و خیر خواہی و کمال ادب ہے کہ واسطے تخفیف و خیر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما

بطور مشہور و بنا بر رفع کمر از عارضین کما کہ بمکمل کتاب اللہ میں ہے اور بالیقین ارا وید آنحضرت کا
 مخالف کلام الہی تنویراً بلکہ اگر خطاب جو کچھ خصوصاً جناب مرقعوی کہیں لائق تہریر ہو چکا ہے
 کتاب وحی سے اور تحریر مکاتبات انہیں کو تفویض تھی چنانچہ اسی جہت سے خواجہ نصیر علی سیستانی
 اس الزام کو تجرید العقائد میں مطاعن عمر فاروق میں داخل نہیں کیا فاسلم تسلم قولہ شیخ عبدالحق
 دہلوی شیخ مدرج النبوة میں بعد اس کلام کے غشاً و تقلید چشم الضاف پر دالکے لکھا ہے کہ
 فہم ابن عباس میں یوں تھا کہ آخر وقت حیات میں کوئی وصیت آنحضرت وجود میں آوے گی
 کہ موجب رفع عبداللہ منزع کا ہوگا اور جو بیشتر فہم میں لوگوں کے آتا ہے اور خیال میں گزرتا ہے
 یہ ہے کہ مفعول آنحضرت کا تعین خلیفہ تھا کہ بعد آنحضرت ہو گیا اور لفظ حدیث و حال میں اس کے
 دلالت نہیں تھا چنانچہ کیا چاہتے تھے ظاہر یہ ہے کہ مجرّد احکام و شرائع و فرائض و ضروریات
 دین کو بیان فرماتے اور بعض موعظ و مناسبات و ملائے فقط اس فاضل کی تقریر
 کو کہ سخن سازی اس کی طشت از بام نبی و کچھ جواب بدون بیان و وجہ سخن سازی اور نقص
 مفادات مرام کی کلام ایچا استقام میں علی طرف التمام ہے کیونکہ منصب ایچا منصب مستقل ہے
 کہ روایات اہل سنت کے استدلال اور نکتہ رد و غیب پر کرنا چاہیے اور منصب مجیب کا منصب
 مانع ہے اس لئے کہ علم مناظرہ میں مقرر ہے کہ الموجب مانع و المانع کیفیت الاحتمال پس وجہ یہ منحل
 مذکور کی موثر ہے اور نہ مت سخن سازی آپ پر منقلب متعذر و ازالم تر اللہ فی سلم لا کہ اس
 بالابصار قولہ اور نیز کتاب مذکور میں اسی جگہ لکھا ہے ہر گاہ حضرت دوات و قلم و کاغذ و
 عمر مانع آمد و بہ ہریان ضویہ کرو و بر بالین آنحضرت آواز نہ بدشت بعضے میگفتند کہ سبحان و سبحان
 حکم ضرورت و عمر و ہر بیان اور بخلاف بودند آنحضرت از شور و شرنا خوش شد و ہمہ را
 از حجرہ پاک خود بدر کردہ چو اب اس فخلص نیاز مستند اس عبارت مذکور مدرج میں ذیل میں
 قعدہ قرطاس تلاش کیا نہ پایا متعذر سخن ناستنودہ سیلوی فی قصہ ناموشہ منجوانی و لیکن
 کتاب سلیم اسپر دال ہے کہ مقبول لسانی امامیہ ہی اس واقعہ میں شریک تھے اور تصانیف مجلس

وغیرہ تحقیقین برضہ مثل حق یقین و تبار الافرار و حیات القلوب و سجدہ اور مثال ان کے دلائل
 کرنے بن اسبات پر کہ نسبت خبر کی بجناب سید البشر و شام غلیظہ تہی پس گویا مقصود ذکر اس
 واقعہ سے ہدایت التزام شہاد حضرت سلمان وغیرہ مقبولین لسانی شیعہ کی ہوگی کہ انہوں سے
 اس و نام کو سنا اور سانس نکالی اور انکار کیا اور سب سے زیادہ اعتراض متوجہ بجناب انفر
 ہی کہ اسد اللہ الغالب اس معرکہ میں قبل اختلاف خلفاء مانند جنین رحم کے پردہ نشین ہوئے
 اور مثل خامنوں کے گھبر میں چلے اور مطلق انکار نسبت ہدیان کا عمر فاروق پر کیا عباد اہل اللہ میں
 قولہ تاوان بلند کلمہ کرنا و بروی انحضرت کے منع ہی اور موجب جملہ عمل قولہ تعالیٰ لا ترفعوا اصواتکم
 فوق صوت النبی ولا تخرجوا کلمہ بالقول کجہ بعضکم بعضا ان تعجبوا عما کلمنا انکم لا تشعرون شیخ
 مارج میں کہا کہ یہ آیت حق ابو بکر و عمر میں اوتری ہی انتہی حاصل جواب یہ قول اپنے
 حاشیہ کتاب پر بطور افادہ جدید ثبت کیا ہی سوا و میں سدا غلط فہمی و چشم پوشی حق سے
 اپنی کیونکہ قطع نظر اس کے کہ معنی نزول الایہ فی کذا سابق مذکور ہو چکے ہیں حاصل کر یہ کہانی
 کہ رفع صوت آواز پیغمبر پر منع ہی نہ آپس میں اور آپس کی رفع صوت بتقریب مناظرہ و مشاجرہ
 بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جاری تھی اور سکو منع نہیں فرمایا بلکہ اشارہ قرآن سکون
 تجوز کرتا ہی و طر حیر ایک اس لفظ سے فوق صوت النبی کیونکہ یہ نہیں فرمایا بلکہ عین اللہ
 دوسرے اس لفظ سے کجہ بعضکم بعضا معلوم ہوا کہ جہ بعض بعض جائز ہی چنانچہ قصہ
 بنی تیمم میں جسکو سننے مارج سے نقل کیا اسطرح واقع ہی معہ دلیل اسکی کہ بادی
 صوت عمر فاروق یا ابو بکر تھی کیا ہی کیونکہ حجرہ شریفین میں جماعت کثیر تھی اور بنی ہاشم
 وغیرہ جمع تھے جیسے جناب امیر و عباس اور جہان ایسا ہوتا ہی وہاں بے شبہ آوازیں
 بلند ہوتی ہیں اور ارشاد نبوی کہ لائق نہیں تنازع نزدیک امیر سے اسکی دلیل ہی والآنحضرت
 اور وقت اسی آپ لا ترفعوا اصواتکم سے استدلال کرتے قندبر و لائق بن ابی ہریرہ قولہ
 قولہ بلفظہ باوجود اسکے میں وصیت کہیں ایک یہ کہ مشرکوں کو جریرہ عرب سے نکال دیا و سر

حاشیہ علی بن ابی حنیفہ

میں نے
کچھ

کہ جماعت و فرد کو ہمارے پاس آوین اور انکو جائز و مصلحت و مناسب طرح میں دیتا تھا اور جو نصیحت
تیسری کو راوی بہول گویا اور اسکے اظہار میں مصلحت نہیں دیکھی کذا قال العلما رحمہم کلامہ اقول
وصیت تیسری وہی ہے کہ روز غدیر بسبیل اعلان فرمائی تھی سنتیوں نے عمداً بہابی اور
شیعہ آل محمد کو یاد اور دل پر نقش ہی اور سہر عامل میں جواب بہ یاد داری شیعہ آل محمد
کی بیجا ہی اسلئے کہ قبل آپ کے علاحدہ علی نے کشف الحق میں بمطالعہ عمر بابت منع قوطاس
لکھا تھا ابراہان بنیس حال موت علی ابن عمہ قنعدہ عمر انتہی اور اسکے جواب میں فضل روز بہان
فرمایا ہے ہذا من باب الاخبار بالغیب لم لا یرید ان یض بخلافہ ابی بکر وقد وافق ہذا مار و ہا من
عائشۃ انہ قال ادعی لی ابابکر اباک حتی اکتب لک کتابا انتہی اور یہ کلام نزدیک ہر ناظر ہر کس کے
منع ظاہر ہے مع سند اور اسکے جواب میں حسب تو ان میں متعارفہ مناظرہ ذکر و دلیل و ابطال
احتمال واجب تھا سو قاضی نور اللہ رطل بوق ذہب اللہ بنورہ نے صحیح اس احتمال کی بحد
و تفسیر علم سلف حاضرین کی اور کہا فلا یلزم الاخبار بالغیب انتہی حالانکہ جواب منع میں
استدلال چاہئے نہ ابداع احتمال بناؤ علی ہذا یہ حدیث کچھ اسجگہ حکم ضراط و حدیث کا کہتا
ہے علی مخصوص و سوقت کر نزدیک اہلسنت کے جناب امیر سے بروایت نعیم بن زید ثابت کہ
قال علی امرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتہ بطین کیتب فیہ بالایضال استہ فحشیت ان
یفرقنی نفسہ قال قلت انی احفظ داعی قال ادعی لصلوۃ و الزکوۃ و مالکیت ایما کم و اہم
پس اگر قصہ غدیر شجاعت و وصیت سوم شیعہ آل محمد کو یاد دہی تو یہ وصیت زبان آل محمد سے
اہلسنت کے دل پر نقش ہی معذلک یہ دعویٰ کچھ کہ حق الیقین مجلسی سے سرور ہی خائن
قبائس ہی کیونکہ جب آنحضرت نے سامنے ہزاروں آدمی کے میدان خم غدیر میں خطبہ تلاوت
فرمائی پڑھا اور انکو مولائی ہر مومن و مومنہ فرمایا اور وہ قصہ شہرہ آفاق اور زبان
خلائق ہی ہو گیا تو اب کتاب لکھنے سے کیا حاصل اسلئے کہ جب باوجود اس قدغن شدید و
تاکید مزید و شہرت مدید کے کہیں موافق وصیت غدیر کے عمل نکلیا تو اب اس تحریر ظاہری

کہ سامنے دوچار آدمی کے ہوتی کیا فائدہ تھا جنہوں نے باوجود کثرتِ دواعی کے اس کا
 انکشاف کیا تھا وہ اور کا اخبار بلکہ اندامِ بطریقِ اولیٰ کرتے اور صاف منکر ہو جاتے اور بعض
 شیعہ جو کما ہی کہ اس صورت میں حق تلفیِ امت کی نہرونی سوہیات صحیح نہیں کیونکہ بر تقدیر کتابت
 کتاب یا امر جدید لکھتے رائے تبلیغ سابق پر یا اسکے مخالف و ناسخ یا تاکید سابق و تبلیغ کو سوا
 ان تین متق کے اور احتمال پایا نہیں جاتا سویش اول ثانی میں تکذیب کر کے اکتفاء لکھ دیا کہ
 کی لازم آتی ہی اور شیعہ سوم میں کچھ حق تلفیِ امت کی نہیں ہوتی اس لیے کہ تاکید پیغمبر تاکید
 باری تعالیٰ سے زینہارا بالاتر نہوتی جو تاکید خدا کرنا مانتے وہ تاکید پیغمبر کو کب سنتے اور اگر
 یہ کتاب استخلاف مرتضوی ہوتی اور امت پسند اس کے گمراہی سے بچتی تو مفاد اس کا ہی
 ہوا کہ ساری امت قائلانِ امامت علی و نفیِ امامت غیر ہوتی سوہیہ اعتقاد باجماع و الیقین موجب
 عدم ضلالت نہیں کیونکہ سارے فرق کیسائیہ و اسمعیلیہ و زیدیہ و ناصبیہ و الجعفیہ وغیرہ قائل ہیں
 ساتھ امامت مرتضوی کے معزز اشد ضلالت میں گرفتار ہیں حتیٰ کہ اشاعہ شیعہ ہی ان کو ناجوڑ
 اس عقائد کے گمراہ جانتے ہیں چنانچہ عبارت سامی و عبارت حسین علی برادر سجانعلیخان
 بابت استیلان کے سابق گزر چکی ہی غرض کہ ہر تقدیر پر عدم کتابت وصیت سے نہ حق امتیض
 ہوا اور نہ کوئی مہم گایا اور نہ کسی طعن عام ہوئی اور نہ کوئی مطعون ثبیرا پیچیدہ لٹل
 بعینہ مانند خیال غیبت امام مہدی آخر الزمان و سواس صرف ہی اور مرض سواس کی کچھ
 علاج نہیں ٹھیل مخفی نہ ہے کہ مارِ مخالفت کا درمیان شیعہ و سنی کے مسئلہ امامت ہی اور
 یہ مسئلہ معروف ہی یا سنج اصل پر کہ ہر ایک اوفین سے غیر ثابت ہی از روی ایسی دلیل کے
 کہ قابلِ نفاخت ہو اصل اول خلیفہ بلا فصل ہونا جناب امیر علیہ السلام کا اصل دوم شخص ہونا
 اللہ ہی کا ایک عدد میں کہ نہ اس سے زیادہ ہوں نہ کم اصل سوم طویل عمر و تحقیق ہونا امام
 اخیر کا یا رجعت بعد الموت علی اختلاف فرقہ میں فلک سوہیہ متین اصلین از روی کتاب اللہ
 و اخبار متواترہ کے کس طرح ثابت نہیں ہو سکتیں و لو کان بقصم بعض فیکبر اصل چہارم

انکشاف شدہ شیعہ ہیں

انکشاف شدہ شیعہ ہیں

ایداد و کفر و کفران حق و انہما باطل و اجتماع کرنا صحابہ کا امور شنیعہ پر حالانکہ آیات بینات واضح
 الدلائل ناطق ہیں اور نیکے حسن حال و ناک پر اصل تجہم اعتقاد و تقیہ جی حق میں ایسے ہیجی کہ جو
 واسطے شیعہ کے ظاہر کرتے آؤ سکوار و رن سے چپا ہے تھے حالانکہ وہ دوسرے ہی اسکے شہاد
 و تلامذہ تھے اور انہوں نے انہیں سے علم و طریقہ حاصل کیا تھا اور بے وجہ و باعث جوش
 بولنا ائمہ نبوی کو کیا ضرورت تھی کہ ایک بات ان پانچوں باقرون سے کہ نزدیک امامیہ حکم
 ارکان غمہ سلام کہتے ہیں مخالف بدہمت عقل و دلالت نقل کتاب و سنت مشہورہ نبوی
 ہیں بلکہ منافی و مناقض جمیع مشائخ سابقہ و لاحقہ میان سے مختص مبتدع ہونا اس
 دین مستحق کا اور مانو نہ ہوا اور سکا خاندان نبوت سے ظاہر باہر ہی چنانچہ اسلئے دلائل
 ان اصول پنجگاہ کے دو حال سے خالی نہیں آیا اخبار میں کہ مجاہدیل و صفار و سترین
 مروی ہیں کہ اصلا قرون سابقہ میں بین العلماء مذکور تھے اور رجال ان ائمہ کے قاطبہ
 عند الامامیہ مجروح مقدوح متہم کذب و بے دینتی ہیں یا آیات قرآنی ہیں کہ شک ساتھ صرف
 آون آیکے ہرگز مطلوب تک نہیں پہنچا تا بلکہ باستعانت اسباب نزول و تخصیص قانع کہ اکثر
 اوہیں اخبار ضعیفہ مرفوعہ و مخری ہیں معذک اصل مدعا پر منطبق نہیں بہرہی مگر بضم
 مقدمات مختصرہ منوعہ پس جماعی ادنی تا مل ان امور میں کر گیا اور حقیقت کار پر مطلع ہو گیا
 اوس حال اس مذہب نیز نگ کا مثل مہر خرو و ز واضح ہو جا دیکھا قولہ ربنا لا یخرج قلمہ بنا بعد
 اذہمینا و مہب کما من کذب رختہ انک انت الوباب جواب ختم رسالہ سے اس کرمیہ
 نظر لیکن رسالہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مراد لا یخرج قلمہ بنا سے کہستہ علم استقامت ہی نبی
 رفض پر اور پڑھنا سے حقیقت تشیع اور میں کذب رختہ سے حسن جزا ستونہ سب
 سفومات باطلہ شہادت نقلین خلاف دین مرضی حق میں کمالیوح مما سبق اور بعد ظہور
 حقیقت حق و بطلان باطل کے طلب نریغ و خلافت کرنا اور اوس میں چشم رحمت الہی رکھنا
 معاذ اللہ تعالیٰ خدا کے پاک سے جو ذکر ناہی شخص سرانگہ تخم بدی کشت و چشم نیک و

و باغ پیورہ نخت و خیال اہل بیت قولہ قد تم الكتاب جواب یہ تمام ہونا اوس وادی
سے ہی کہ ترکی تمام شد قولہ بعون الملک الہاب جواب یہ معونت اوس قبیل سے
ہی کہ لان رسکنا لیکثیرین ما تکررون قولہ بقلم سید احمد عفی عنہ جواب یہ قلم اوس باب
سے ہی کہ جفت القلم بابو کائن اور یہ سیادت مصداق اسکی ہی کہ از پس ناز خلف و شتر بہتر
کیونکہ جو سید خلاف طریقہ سید عرب و عجم ہی وہ بدنام کنندہ نگوئے چند ہی اور اگر لفظ
سید صرف جزو اسم ہی تو ہی بڑا ستم ہی کہ نام اچھا کام بُرا عجمو سگو خوش نیکو ساز
خوئے خویش را با اور اگر یہ کتابت با وجود دشمن کے ہی تو خدا اگر بے جملہ عفی عنہ
انکے حق میں قبول ہو جاوے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہِی لَانْعَادُوْا عَلٰی الْاٰثِمِ الْعَدُوْ
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ہِی المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدعو

ب

آنحضرت اللہ کہ یہ کتاب فیض تسکین مطالعہ سکا واسطے رہنمائی اور ہدایت کجروان بادینہ غفلت نادہی
مغیرہ کافی اور سحر ہنا۔ مضامین مندرجہ عالیہ سکا تیرگی جہل و وسوسہ شیطانی کا معالجہ شافی حق ہی
کہ آج تک کوئی کتاب نہ در حادی اور جامع فن کلام میں اس شرح و بسط کے ساتھ زبان اردو
میں بدل لائے سچو رہا میں سید تصنیف و مروج نہیں ہوئی کہ جسکے مطالعہ سے مبتدی کم علم بھی
وجوہات باطلہ متعاندہ اہل تشیع کا عالم ہو کر ہر بحث اس فن میں عوام کو کیا رہتہ بلکہ خواہش شیعہ ہی علم
کو ہی بخیر و تقریر میں الزام دیکر لا جواب معقول کر سکے حسب فرمایش بعض ترقی خواہان اسلام کے
واسطے ہدایت خلق اللہ کے چپائی گئی کوئی اہل مطبع بدون اجازت بندہ عاجز و بے لواحد
کے قصد چھاپنے کا نہ منہ را تو ہے

اسکامی سامی مالوں اشخاص میں اختصاص کی جہوں کے لئے نقد منگائی گئی کہ اس کو خرید فرمیں یا خیر انہیں ان کے لئے

نمبر	نام	عہدہ	سکونت	تعداد زر
۱	نواب علی اللہ علیہ السلام محمد خان صاحب بہادر	خوش نصیب بہاول	دارالافتاء کابل	مار
۲	میرزا الہام محمد جمال الدین خان صاحب بہادر	نائب اول بہاول	ایضاً	مار
۳	جناب منشی محمد قدرت اللہ صاحب	مہتمم شہادت بہاول	نیارس	ص
۴	حکیم احسن اللہ خان صاحب بہادر		دہلی	ص
۵	منشی عبد الکلام صاحب ماسل سرکار بزرگ		بہاول	ص
۶	جناب قاضی زین العابدین صاحب	قاضی	حدین	ص
۷	بخشی عتیق اللہ صاحب	بخشی	بہاول	ص
۸	شیخ علی احمد صاحب اپنا قلعہ بنایا ہے	مہتمم مطبع سکری	نوتنی	ص
۹	مولوی علی عباس صاحب	افسر نیارس بہاول	چرناکوٹ	ص
۱۰	منشی محمد رسول صاحب		بہاول	لکھ
۱۱	منشی محمد حسید صاحب		ایضاً	لکھ
۱۲	مولوی سعد الدین صاحب	نائب راجہ صاحب بہادر	مکن پور	لکھ
۱۳	میان محمد البکیر خان صاحب	مدرس اردو	بہاول	ص
۱۴	منشی نجم الدین احمد صاحب	مدرس انگریزی	برودان	ص
۱۵	جناب غلام محمد روم خان صاحب	مہتمم اسپل	خیر آباد	ص
۱۶	حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر	نائب منشی ریاست	ایضاً	ص
۱۷	منشی حکیم الدین صاحب	سرشتہ دار		ص
۱۸	کبتان عبدالغفر خان صاحب	کبتان		لکھ

نمبر	نام	عہدہ	سکونت	تعداد روز
۱۹	مولوی افضل علی صاحب	ناظم منبر	بہوپال	عہدہ
۲۰	شیخ مشرف علی صاحب	حقیدار		عہدہ
۲۱	حافظ سعادت خان			عہدہ
۲۲	شاہ میر خان صاحب			عہدہ
۲۳	محمد غلام رسول خان صاحب	نائب کوتوال	بہوپال	عہدہ
۲۴	جناب غلام حضرت خان صاحب		رام پور	عہدہ
۲۵	سید عبدالعلی صاحب	نائب ناظم		عہدہ
۲۶	خواجہ بہار الدین صاحب		بہوپال	عہدہ
۲۷	میان احمد اکبر صاحب		ایضاً	عہدہ
۲۸	سردار محمد خان صاحب		ایضاً	عہدہ
۲۹	جناب علی محمد خان صاحب	قلعہ دار بہوپال خاص	ایضاً	عہدہ
۳۰	فتنی بخش الدین صاحب	ملازم سرکار بزرگ	ایضاً	عہدہ
۳۱	مولوی محمد الرحمان صاحب	داروغہ کوٹہہ ٹنگوٹہ	ایضاً	لکھنؤ
۳۲	قاری سعادت صاحب	مہتمم مساجد بہوپال	ایضاً	عہدہ
۳۳	حافظ سید محمد صاحب		سہرت	عہدہ
۳۴	سید احمد صاحب	مدرسہ حسینی بہوپال	دہلی	عہدہ
۳۵	جناب عبدالقد خان صاحب	اجلدار کوتوال بہوپال	بہوپال	عہدہ
۳۶	غشی واجد خان صاحب	تہذیب و تہذیب نگار آباد		عہدہ
۳۷	مولوی محمد ایوب صاحب	نائب قاضی بہوپال		عہدہ

نمبر	نام	حدود	سکونت	تعداد در
۳۸	مولوی ارفغان حسین صاحب	روزی پنج روز در کلاں	عظیم آباد	۱
۳۹	منشی جعفر حسین صاحب	منشی کلاں	گنگوہ	۱
۴۰	منشی قدوس حسین صاحب			۱
۴۱	سید امیر الدین صاحب حسینی	خوشنویس	لکهنو	۱
۴۲	سیان غلام احمد صاحب	کلاں		۱
۴۳	منشی اصغر علی الدین صاحب	منشی کلاں		۱
۴۴	سیان عبدالکریم صاحب	مہتمم سالانہ دارالکتاب		۱
۴۵	منشی ہدایت الدین صاحب	مہتمم اہل		۱
۴۶	منشی خدایت حسین صاحب	سرشدہ دارالحکومت اہل		۱
۴۷	منشی سیاف مظفر حسین صاحب	ناظر حکایت و لسانی		۱
۴۸	حکیم محمد یحییٰ حسن صاحب	غلام حکایت شاہ پور		۱
۴۹	سیان رحیم بخش صاحب	غلام حکایت شاہ پور		۱
۵۰	جناب نجاد خان صاحب	غلام حکایت شاہ پور		۱
۵۱	مولوی محمد عمر صاحب صوفی		گواپاٹو	۱
۵۲	مولوی حسین صاحب و غلام در خان صاحب		شاہ جہان پور	۱

مذیل الا غلط
 حنفی نہ ہی کہ جو غلطی اعراب کی تھی یا غلطی کی یا بدو غیب کی اوس سے قطع نظر کہ
 بحالہ الوقت غلطی فرو گذاشت لفظ یا تبدیل حرف و کلمہ کے اس جگہ کسی باقی کو ذہن سلیم
 صاحب ہنس پر چوڑا کیونکہ طبع انسان عقل نیان ہی اور عصمت کامل خط سے شان حضرت سبحان
 ہی نہ صفت بے رصیف البیان والہ ولی التوفیق والا احسان ❖ ❖

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۴	مستیم	قومیم
۵	۱۷	نریان	زریان
۹	۹	بیسین	مبستین
۷	۱۰	یہائی ہین	یہائی ہی
۸	۷	ترجمہ	ترجمہ
۸	۷	قولہ	قولہ
۱۹	۱۴	بیان بادیں	بیان دلیں
۱۱	۲	جامہ پوش	جامہ حی پوش
۱۱	۱۶	برہ	برہ
۱۶	۲	وہ بیہی	وہ بھی بیہی
۱۸	۹	خصوصاً حنفیہ	خصوصاً میان حنفیہ
۱۹	۳	۷۵۶ تمام	۷۵۶ میں تمام
۱۹	۳	مروان حار	مروان حار ہی
۱۹	۲۱	السلام سے ہی	السلام سے ہی

صفحہ	سطر	لفظ	صحیح
۱۹	۱۷	سَمَوَاتِ اَخْلَاء	سَمَوَاتِ اَخْلَاء
۲۰	۲۰	حادثہ	حادثہ
۲۷	۱۵	نہروا	نہروا
۲۸	۵	بنا سب	بنا سب
۳۰	۷	استفاد	استفادہ
۳۰	۱۲	ائمہ اثنا عشریہ	ائمہ اثنا عشریہ
۳۰	۱۶	در تیش	اور تیش
۳۱	۱۵	تحفہ بر عسم	تحفہ کا بر عسم
۳۲	۲	در درو افض	در درو افض
۳۴	۱	فخلف	مختلف
۳۴	۵	نہربیل سنت کی	نہربیل بیت کی
۳۷	۱۳	ونیر	ومیش
۳۸	۱۳	بہی حینہ	بہی حینہ
۴۰	۲	متوجہ	موجہ
۴۲	۱	عذر خواہی	عذر خواہی
۴۲	۴	خانم نظر و لفظ	خانم نظر و لفظ
۴۲	۲۰	کامگار مسدقہ	کامگار مسدقہ
۴۳	۱	بن ائیمہ	بنی ائیمہ
۴۴	۱۰	کابلی کا	کابلی کا ہی

صفحہ	صفحہ	نمائندہ	مصحح
۴۵	۱۲	اول دلائل	اول دلائل
۴۵	۱۳	منہ ق بین	فرق بین ہی
۴۶	۱	یا علی	یا علی
۴۶	۹	کیا ہی	کھا ہی
۴۶	۱۱	بارائے	پارائے
۴۶	۱۸	عصائے نصیب	مصائب النصیب
۴۶	۱۸	سفینۃ النجاة	سفینۃ النجاة
۴۷	۱۱	منقضی	منفی
۴۷	۱۲	کمالات	کلمات
۴۸	۱۲	کیا ہی	کھا ہے
۴۹	۱۰	تنبیہ	تنبیہ
۵۹	۱۷	دیباچی	دیباچی کہ اگر
۵۰	۶	برور	برادر
۵۰	۶	نعمان بن	نعماد بن نعمان بن
۵۲	۵	کانہ عامہ	کابی نہ عامہ
۵۲	۹	جمیت	جمیت
۵۲	۱۱	اجنار	اخبار اصحاب
۵۳	۲	صوارم	صاحب صوارم
۵۳	۱۹	پچیکہ اذعنا	پچیکہ این اذعنا

صفحہ	سطر	تعلیظ	صحیح
۵۵	۲	حسری	حسری
۵۷	۱	لیس وجہ	لیس وجہ
۵۷	۲۱	الکذب	الکذب
۵۸	۹	صالح سے	صالح سے
۶۲	۷	پہکوا دیا	پہکوا دئے
۶۲	۱۲	اوسکو	مشرآن
۶۶	۷	عظیم	عدم
۶۶	۹	مستزاد ہی	مستزاد نہیں
۲۸	۹	معتبرین	معتبرین
۶۹	۳	ارداد	ارتداد
۶۹	۱۰	پہیلی گین	پہیلی گین گے
۷۳	۳	ان مخالف	ان من مخالف
۷۴	۱۱	جفر جابہ	جفر جابہ
۷۵	۱۲	باجع	یا جمیع
۷۶	۹	ہو سکتی ہے	ہو سکتی ہی
۷۶	۱۹	کلینی	کلبی
۷۶	۲۰	کلینی نے	کلبی کے
۷۷	۵	نالی	نعلی
۷۷	۲۷	اور ہے	اور ہے

صفحہ	سطح	غلط	صحیح
۷۸	۵	کی ارشاد	فی ارشاد
۷۹	۱۱	عوام	عام
۷۹	۱۲	سے قرآن	اسی قرآن
۷۹	۱۹	میں بکثرت	میں ہوا بکثرت
۸۰	۱۷	حجت ترتیب	حجیت ترتیب
۸۲	۸	مذیل	ہذیل
۸۹	۱۵	داخل نہیں	داخل عزت نہیں
۹۲	۲۰	تجاشے کی	تجاشے سے
۹۳	۲	پہر نہ انی	پر نہ انی
۹۴	۷	الرزکنی	الرزکشی
۹۴	۵	مشہدی	مشہدی
۹۶	۱۷	اشتر	اشہر
۹۷	۳	خروج کی	خروج عکرمہ کے
۹۷	۵	نقصان	نقص
۱۰۲	۱۳	مقابلہ کتاب	مقارنت
۱۰۶	۷	خلافت عام	خلافت سے عام
۱۰۶	۱۱	حقیقت	حقیقت
۱۰۸	۲	باتمام	ناماتمام
۱۰۸	۱۳	بن محرمہ	بن محسرمہ

صفحہ	سطر	قلم	صحیح
۱۰۹	۵	برابر پائی	برابر او سکے پائی
۱۱۲	۱۹	برایت	برایت
۱۱۵	۲۰	ہونی	ہوتی
۱۱۶	۱۱	مخافیت	مخافت
۱۱۸	۲۰	شباب	شبہات
۱۱۹	۱۷	آنحضرت نے	آنحضرت نے فرمایا
۱۲۱	۶	متوازن	متواتر ہی
۱۲۱	۲۰	کقولہ تعالیٰ	للقولہ تعالیٰ
۱۲۲	۱۷	معصوم نہ ہو	معصوم نہ ہو گا
۱۲۳	۳	بن معقل	بن معقل
۱۲۳	۲۷	اونکی وظائف	اونکی وظائف
۱۲۴	۲	حضرت اعظم	حضرت عوث اعظم
۱۲۴	۱۰	ہو گیا	ہو گیا
۱۲۴	۱۲	ہری کہ	ہری کی کہ
۱۲۶	۱۱	ان حکایت	ان حکایات
۱۲۶	۱۳	ساتھ اور	ساتھ اتنا اور
۱۲۶	۱۷	سمجھاتا ہی	سمجھا جاتا ہی
۱۲۷	۱۳	دعوتی	دعوت
۱۲۷	۲۱	خط درجیات	خط درجیات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۸	۱۴	ناصبا	ناصبیا
۱۳۱	۴	کلمونکونام	کلمونکانام
۱۳۲	۸	ابن مکتوم	ابن ام مکتوم
۱۳۲	۱۶	منہج البلاغۃ میں	منہج البلاغۃ میں فریاداری
۱۳۲	۲۱	فاروق	فارق
۱۳۳	۱۵	بعد شہرت	بعد شہرت
۱۳۶	۱۰	بسیب ہونی	بسیب نہونی
۱۳۷	۱۳	کیا ہی	کی ہی
۱۳۸	۲۱	خواب	خواب میں بھی
۱۴۰	۱۰	معلوم ہوا	معلوم ہو
۱۴۰	۲۱	تو اوس	تو بھی اوس
۱۴۱	۵	کریمہ بعض میں ہی	کریمہ بعض اولیا بعض میں ہی
۱۴۲	۱۵	خلافت	خلافت ہو
۱۴۲	۱۵	حدیث ثابت	حدیث صحیح ثابت
۱۴۳	۶	تو احادیث	تو جو احادیث
۱۴۴	۳	وضع	وضعی
۱۴۴	۸	بعینہ اسکا رسم	بعینہ ایسا ہی
۱۴۴	۱۸	حشر	حشر
۱۴۶	۱۳	تصور	تصور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۴	۱۸	مقابلہ قرآن	مقارنہ قرآن
۱۴۷	۴	آئمہ منتشر	آئمہ میں منتشر
۱۴۸	۱۵	یعقوب بنانی	یعقوب لمٹانی
۱۵۱	۱۰	بجزانی	بخرانی
۱۵۳	۱۵	لشینی	لشعی
۱۵۵	۹۰	حاصل یاس	حاصل ہونے یاس
۱۵۵	۱۵	کی خلیفہ	کی بسبب خلیفہ
۱۶۰	۷	جناب میر	جناب میر
۱۶۰	۷	لقیم	لقیمتہم
۱۶۰	۲۱	ضعیف اسما	خفیف اسما
۱۶۲	۱۸	علی الباطل	الباطن
۱۶۲	۶۰	جبت	جبت
۱۶۳	۴	کتاب اللہ	کتاب اللہ ہی
۱۶۴	۱	جواب	قولہ
۱۶۸	۲	فی وضعہما	فی وضعہا
۱۷۵	۵	ہیستہرار	ہیستہرار
۱۷۹	۴	پچیکا	پچ گیا
۱۷۵	۲۱	یاد ہوتا	ہم ہوتا
۱۷۹	۱	بتعبیر	بتغیر

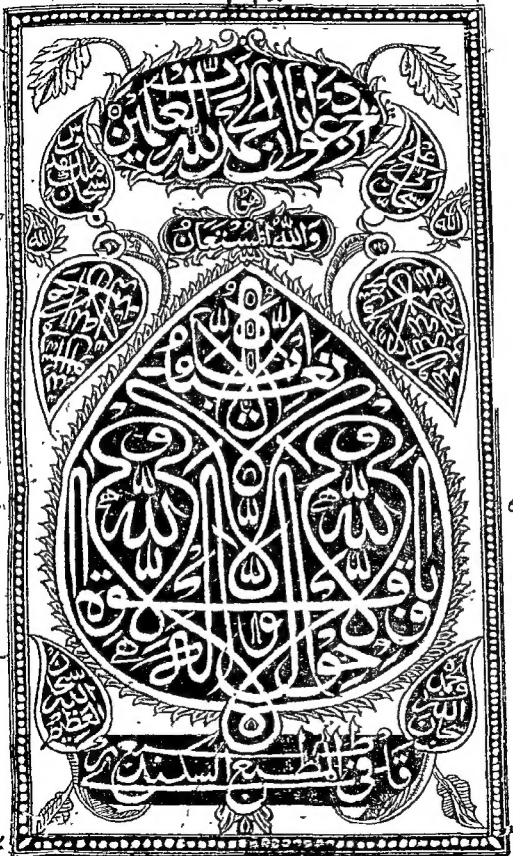
صفحہ	سطحہ	غلط	صحیح
۱۸۶	۱۳	حق سے	طریق حق سی
۱۸۹	۷	غضب غضاب	غضب غضاب
۱۸۰	۵	اقول افضل	افضل
۱۸۰	۸	علل الراجح	علل الشرائع
۱۸۵	۱۲	تاریخ کبیرہ	تاریخ کبیرہ
۱۸۵	۱۹	کہ روایتین	کہ بصرہ روایتین
۱۸۷	۱۵	رنج	رنج
۱۹۱	۹	صواب دید	او کی صواب دید
۱۹۶	۲۱	جمع البیان	جمع البیان میں ہی
۱۹۷	۲۲	کی مرضی	کی راہ و مرضی
۲۰۰	۱۱	دلیل بنایا	ذلیل بنایا
۲۰۰	۱۰	کلام کلام	کلام
۲۰۲	۱	صحابی ہون	صحابی میں
۲۰۹	۵	منصوص ہی اور نفاق	منصوص ہی اور ایمان و کفر اور نفاق
۲۰۹	۱۶	حین	حین
۲۰۸	۱۹	برای نام	+
۲۰۱۰	۹	کیا	کہا
۲۰۱۰	۱۷	انقیاد و امر	انقیاد و امر
۲۱۰	۱۸	یا انعین کو قیاد عیان	یا انعین کو قیاد عیان

صفحہ	سطر	ملاحظہ	صحیح
۲۱۱	۷	دعویٰ ادعا	ادعا
۲۱۱	۱۹	ہی	بہی
۲۱۲	۷	ابوبکر عمرو	ابو عمرو
۲۱۷	۱۳	نکل گیا ہی	نکلا ہے
۲۱۸	۲۰	صانع	صاحب
۲۱۹	۸	وغیرہ سے اجار	وغیرہ اجار سے
۲۲۱	۹	ظاہر ہی اور قسری تبلیغ	ظاہر ہی اور تبلیغ
۲۲۱	۲۰	قہر آئی ہی	قہر آئی ہی یہ لطف آئی
۲۲۳	۲	بعد تسلیم	بشرط
۲۲۳	۲۱	پشت ہفت	پشت ہفت مین
۲۲۴	۱۶	قطعی کیا	قطعی کہا
۲۲۵	۱	غیر موقوف	غیر معروف
۲۲۵	۱۹	عن الشنا	عن المننا
۲۲۶	۲	محالہ	معالہ
۲۲۷	۳	قول شیخ قول	قول شیخ قبول
۲۲۷	۱۹	کہ ابوبکر	کو ابوبکر
۲۲۴	۲۱	بھی	یہی
۲۳۳	۲	جنسیت و تشبہ	جنسیت و تشبیہ
۲۳۴	۱۳	صحیفہ کا	صحیفہ کاملہ

صفحہ	صفحہ	غلط	صحیح
۲۳۶	۱۶	مکاتیب	مکاتیب
۲۳۷	۹	نہین معذک	نہین معذک
۲۳۸	۲	نہین	نہین ہونی
۲۴۱	۶	تفصیل	تفصیل
۲۴۲	۷	آپ	آپ
۲۴۲	۱۶	اجل الطعن	اجل الطعن
۲۴۲	۲۱	شیعتنا یسنا	شیعتنا عن یسنا
۲۴۳	۸	شیعہ	شیعہ ہی
۲۴۳	۱۳	اۃ ورائج	اۃ ورائج
۲۴۴	۱۰	وحکم ما	وحکم ما
۲۴۶	۵	حنیفہ	الوحشیفہ
۲۴۶	۶	یا بارون	یا بارون
۲۵۳	۱	موجود ہیں	موجود نہیں
۲۵۳	۱۸	مسکرات سے	مسکرات سے ہو
۲۵۴	۱۶	لائق تھا	لائق تھا نہ عمر پر
۲۵۵	۲	بتحد	بتحد
۲۵۵	۱۹	منج الکراستہ	منج الکت و منج الکراستہ
۲۵۸	۳	جلنا المہ	جلنا ہم اۃ
۲۵۸	۱۶	انجام الفتن	انجام الفتن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۸	۱۶	این قاضی	بن قاضی
۲۶۰	۱۷	کسی قول کے	کیسی قول کے
۲۶۲	۴	اما نائب	نائب امام
۲۶۵	۵	حجت اور	حجت ہون اور
۲۶۵	۷	مذہب خفی را و مالکی را	مذہب خفی را خفی را
۲۶۸	۱۴	زیادت	زیارت
۲۶۹	۱۵	جاوی ع	جاوی محکوم
۲۷۲	۷	حضرت نے	حضرت نے فرمایا
۲۷۴	۶	اور تثنویب	اور یہ تثنویب
۲۷۴	۱۱	احشیت	حشیت
۲۷۴	۱۲	ادای فی البیت	ادای تراویح فی البیت
۲۸۰	۱۸	لعن بالمونین	لعن مونین
۲۸۱	۱۵	لاعنین بالمونین	لاعنین ملعونین
۲۸۲	۶	بلکہ مشرق	بلکہ جمیع مشرق
۲۸۳	۱۴	کفار سا ہی	کفار کوسا ہی
۲۸۵	۵	بنو مرج	بنو مدح
۲۸۵	۶	پیامہ ہی	پیہ پیامہ مین ہی
۲۸۷	۵	مختلف	متخلف
۲۸۷	۱۳	قطع کر کے	قطع نظر کر کے

صفحہ	سطحہ	غلط	صحیح
۲۸۸	۸	تحقیق طعن	تحقیق نفی طعن
۲۸۸	۱۹	امام حسین	امام حسن
۲۸۸	۲۱	روپیہ معاویہ کیلئے	روپیہ معاویہ کیلئے
۲۸۹	۱۲	خلاف ظاہری	خلاف ظاہری
۲۹۲	۱۸	ابنی ہتی	متماری ہتی
۲۹۲	۱۳	الخوارج والعذرة	الخوارج والعذرة
۲۹۵	۷	اوسکو تدبیر	اوسکو کسی تدبیر
۲۹۶	۹	با علی	با علی
۲۹۸	۸	حدیث غریب	حدیث مذکور غریب
۲۹۸	۱۳	نہ عامہ اہل اسلام جیسے خوارج الخ	جیسے خوارج و غیرہ صحت عامہ اہل اسلام
۲۹۸	۲۱	مشغل ذکر	مشغل ہی ذکر
۲۹۹	۵	نقل رجال	نقد رجال
۳۳۱	۲۱	جب شیعہ	جیسا شیعہ
۳۰۳	۵	حقیقت خلافت	حقیقت خلافت
۳۰۳	۱۲	حقیقت رسالت	حقیقت رسالت
۳۰۴	۵	ایسی نہ بینی	السی نہ بینی
۳۰۹	۸	اوسکا ہی	اوسکا ہی
۳۱۰	۱۸	حقیقت	حقیقت



٤